مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاریخ طب

(ابتدا تا عہد حاضر)

حکیم سید محمد حسان نگرامی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	1989
پانچویں طباعت	:	2009
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/122 روپے
سلسلہ مطبوعات	:	491

Tareekh-e-Tib
by H.S. Mohd. Hassan Nigrami

ISBN : 81-7587-276-4

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔ 1، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔ 110066
فون نمبر: 26103938، 26103381، 26179657، فیکس: 26108159
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: ہائی ٹیک گرافکس، 167/8، سونا پریا چمبرس، جولینا، نئی دہلی۔ 110025
On 70 GSM TNPL (Tamil Nadu News Print and Papers Ltd.)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جا سکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تطہیر سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقۂ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہردلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم وفنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گی کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

رشمی چودھری
ڈائرکٹر انچارج

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست

پیش گفتار 15

طب کی ابتدار اور اس کا مرکز اوّلین 30

سمیری قوم کی خصوصیات 38

مصری طب 39

- بنیادی نظریات 39
- اصول علاج د علاج 40
- ذرائع معلومات 41

بابلی طب 43

- اسباب مرض 43
- ذرائع معلومات 44
- اصول علاج و علاج 45

چینی طب 45

- بنیادی نظریات 45
- ذرائع معلومات 46
- اصول تشخیص و علاج 47

ایرانی طب 49

- ذرائع معلومات 49
- بنیادی نظریات 49

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اصول علاج و علاج	49
یونانی طب	50
بنیادی نظریات	50
اصول علاج و علاج	51
آیورویدک طب	52
مختصر تاریخ	52
بنیادی نظریات	53
اصول علاج و علاج	55
آیوروید کے مشہور علماء	57
چرک	58
سشرت	59
یونانی طب ماقبل بقراط	63
طبیب اوّل کے استاد حضرت ادریس	64
طبیب اوّل اسقلی بوس	67
ابتدائی دور کے اہم اطباء	70
غورس	71
مینس	72
برمانیدس	72
افلاطن الطبیب	73
اسقلی بوس دوم	74
طب یونانی کا زریں عہد ــــ دور بقراط	75
بقراط	76
بقراط اور تدوین طب	78
بقراط اور نظریہ اخلاط	79
بقراط شفا خانہ کا موجد	80

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

معاہدہ بقراط	84
بقراط اور جالینوس کے درمیانی عہد کے اطبار	87
پانچ مشہور فلسفی اطبار	87
بندقلیس	88
فیثاغورس	89
سقراط	92
افلاطون	94
ارسطو	97
طب یونانی کا اسکندری دور یعنی مدرسہ اسکندریہ اور عہد بطاسہ کے اطبار	103
مدرسہ اسکندریہ کی طبی خدمات	104
یحیی نحوی	107
عہد بطاسہ میں مدرسہ اسکندریہ کی تشریحی خدمات	109
ہیروفلوس	110
ایراسطراطواس	112
طب یونانی کا رومی دور	114
دلیسقوریدوس	115
جالینوس	118
روفس الافسی	136
طب یونانی کا بازنطینی دور	140
مدرسہ اسکندریہ بازنطینی دور میں	141
اسکندروس طرالیوس	142
اریباسیوس	143
ارکاجینس	

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

فولس الاجانیطی	144
ادریباسوس	145
فیلغریوس	146
سرجیوس راس العینی	148
طب یونانی کا عربی دور	149
طب عہد جاہلی میں	151
حارث بن کلدہ ثقفی	153
نضر بن حارث	157
ابی رمثہ تیمی	158
طب عہد نبوی میں	159
طب نبوی ایک جائزہ	160
طب عہد خلافت راشدہ میں	171
طب عہد اموی میں	173
تیاذوق	175
عبدالملک بن ابجر کنانی	178
ابن اثال	179
جابر بن حیان	180
ماسرجویہ البصری	183
خالد بن یزید	185
طب عہد عباسی میں	187
عہد عباسی کے تراجم	189
یونانی طب کے ارتقاء میں بیت الحکمت کا حصہ	189
جندی شاپور ایک قدیم طبی درس گاہ	192
بغداد میں ہندوستانی اطباء کی آمد اور طب پر اس کے اثرات	197
ویدک کتابوں کے تراجم اور مترجمین	199

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

منکہ	201
کنکہ	202
صالح بن بہلہ	204
عہد عباسی کے نامور مترجمین	207
یوحنا بن ماسویہ	208
حنین بن اسحٰق	214
اسحٰق بن حنین	229
قسطا بن لوقا	232
یعقوب بن اسحٰق الکندی	237
ثابت بن قرہ حرانی	240
قرون وسطٰی کے نامور اطبا ر	245
جبریل بن بختیشوع	246
جورجس بن جبریل	249
ابوالحسن علی بن ربن طبری	251
احمد بن محمد الطبری	257
علی بن عباس مجوسی	259
ابوبکر محمد بن زکریا رازی	262
ابومنصور الحسن بن نوح القمری	280
ابوسہل مسیحی	283
ابن سینا	285
شرف الدین اسماعیل جرجانی	308
ابن جزلہ	312
ابوریحان البیرونی	314
ابن بطلان	318
نفیس بن عوض الکرمانی	321

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن السویدی	323
عبداللطیف بغدادی	324
ابن لنفیس	328
ابن ہبل	332
علی بن عیسی کحال	334
اسحق بن عمران	336
اطبار اندلس	339
ابن رشد	340
ابن جلجل	343
ابوالقاسم زہراوی	345
ابن الجزار	348
ابن وافد	351
ابن زہر	352
ابن بیطار	357
ابن الخطیب	361
موسی بن میمون	362
اطبار مصروشام	365
داؤد انطاکی	366
علی بن رضوان	370
ابن الہثیم	374
اسحق بن سلیمان اسرائیلی	378
ابن ابی اصیبعہ	379
جمال الدین قفطی	382
ابن القف میسحی	3٤4
علی بن حسین حاجی زین العطار	387

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حکیم رشید الدین فضل اللہ 388

ہندوستان کا طبی دور 391

عہد تغلق کا نامور طبیب ضیاء محمد مسعود رشید فرنگی 392

عہد لودی کا نامور طبیب بہوا ابن خواص 394

گجرات کا مشہور طبیب شہاب بن عبدالکریم ناگوری 398

طب عہد مغلیہ میں 403

حکیم علی گیلانی 404

حکیم صدرا 406

حکیم یوسفی 408

حکیم محمد اکبر ارزانی 410

حکیم محمد ہاشم علوی خاں 412

حکیم امان اللہ خاں 414

حکیم محمد شریف خاں 416

قطب شاہی دور کے نامور اطباء 419

حکیم میر مومن 420

حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی 422

نظام شاہی دور کے نامور اطباء 424

رستم جرجانی 424

حکیم ولی گیلانی 427

عادل شاہی دور 428

محمد قاسم فرشتہ 428

طب برطانوی عہد میں اور اس عہد کے اطباء 431

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں 432

حکیم عبدالعزیز لکھنوی 441

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم عبدالحمید 446
حکیم عبدالحلیم لکھنوی 449
حکیم عبداللطیف فلسفی 453
آصف جاہی دور کے نامور اطباء 457
حکیم احمداللہ 458
حکیم رضا علی خاں 459
حکیم سید احمد سعید امروہوی 461
حکیم منصور علی خاں

ہندوستان کے مشاہیر اطباء
حکیم محمد اعظم خاں 466
حکیم غلام جیلانی 468
حکیم جلیل احمد انصاری 470
حکیم کبیرالدین 472
حکیم تبارک کریم تکمیلی 477
حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو 480
حکیم سید برکات احمد 481
حکیم سید کرم حسین
حکیم نیر واسطی 484
حکیم غلام حسنین کنتوری 486
حکیم محمد الیاس خاں 488
حکیم احمد عثمانی 490
حکیم احمد حسین الہ آبادی 492
حکیم خواجہ رضوان احمد 495

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم محمد مسیح الزماں نگرامی 497
حکیم شکیل احمد شمسی (مرحوم) 499
ہندوستان کی طبی درس گاہیں اور ادارے 509
آیورویدک اینڈ طبی کالج دہلی 510
تکمیل الطب کالج لکھنؤ 512
یونانی میڈیکل کالج الہ آباد 515
اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ 517
گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ 519
ہمدرد طبی کالج دہلی 521
نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد 522
سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی 524
ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن۔ نئی دہلی۔ 526
مصادر 531

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیش گفتار

طب کے مبدا اور اس کے موجد کے تعین کے بارے میں آئے دن نت نئے نظریات جنم لیتے ہیں اور پرانی باتیں قصہ پارینہ بن جاتی ہیں۔ اب تک ہوئی خشتی تختیوں پر تحقیقات کے مطابق علاقہ مابین النھرین (دجلہ اور فرات کی درمیانی پٹی) کو طب کا مرکز اولین قرار دیا گیا ہے۔ خشتی تختیوں کے عظیم محقق کریمر اور مارٹن لیوی نے سب سے پرانی خشتی تختی کو اولین طبی دستاویز قرار دیتے ہوئے ۱۹۵۲ء میں جو جائزہ پیش کیا ہے اس کے بموجب طب کی ابتدار دجلہ اور فرات کے درمیان ایک ایسے علاقہ میں ہوئی تھی جہاں ...۳ ہزار سال قبل مسیح سمیر نام کی ایک قوم کے آباد ہونے کے نشانات ملتے ہیں تقریباً ...۲ ہزار سال قبل مسیح سمیری سلطنت شمال اور جنوب دو حصوں میں تقسیم ہوگئی شمالی حصہ آشوریوں کے قبضہ میں آیا اور جنوبی بابلیوں کے اس طرح آشور اور نینوا ان دو سلطنتوں کے مرکز قرار پائے۔

طب کے موجد اور اس کے مرکز اولین کی طرح طبیب اول کی تعین کا مسئلہ میں بھی مورخین مختلف الرائے ہیں بہرحال اس بات کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں کہ پہلا طبیب اسقلی بوس تھا۔ اس طبیب کو ہرمس اول حضرت ادریسؑ کا شاگرد بتایا جاتا ہے۔

اسقلی بوس کے بعد جالینوس کے عہد تک آٹھ اہم اطبار کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے بقراط کے متعلق ایک عام خیال یہ ہے کہ اسی نے طب کی سب سے پہلے تدوین کی۔ اسی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

وجہ سے اسے ابوالطب (فادر آف میڈیسن) کہا جاتا ہے لیکن مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بقراط (۴۶۰ ق م) سے تقریباً ۱۶۰۰ سال پہلے افلاطن الطبیب (۲۰۶۰ ق م) کے زمانہ میں ہی طب باقاعدہ طور سے مدون ہو چکی تھی یہ درست ہے کہ بقراط ہی سے طب یونانی کے زریں دور کا آغاز ہوتا ہے اور بقراط ہی نے طب کو ایک مخصوص خاندان سے نکال کر عوامی فن کی شکل دی بقراط کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جھاڑ پھونک، تعویذ اور سحر میں بھٹکتی ہوئی طب کو اخلاط کا نظریہ دیکر مستقل فن بنایا اس نے بتایا کہ انسانی جسم خون صفرا، سودا اور بلغم کے تناسب سے صحت مند رہتا ہے اور ان کے اندر خلل آنے سے مرض واقع ہو جاتا ہے۔

حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیب اول اسقلی بوس اور جالینوس (۱۳۱۔ ۲۰۰ء) کے عہد تک ۵۵۶۰ سالوں کا وقفہ حائل تھا پھر بقراط اور جالینوس کے درمیان ۶۱۳ برس کا فاصلہ نظر آتا ہے اس دوران ۱۰۰ سے زائد اطبار کا تذکرہ ملتا ہے جالینوس سے پہلے یونانی طب کے اسکندری دور کی شاندار خدمات کا اجمالی تذکرہ ضروری ہے اس دور میں مدرسہ اسکندریہ کی طبی خدمات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں اسکندر کے داخل ہونے سے پہلے مصر پچھلی تین صدیوں سے یونانیوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا چنانچہ دونوں علاقوں میں تجارتی اور علمی تعلقات بڑے وسیع پیمانے پر قائم ہو گئے تھے بطالسہ (۳۲۳ ق م) کی حکومت کے بعد یہ سلسلہ اور آگے بڑھا بعد میں یہاں بطلیموس سوم (۲۴۷ ۔ ۲۲۲ ق م) کے عہد میں بڑی تعداد میں یہودیوں کی آمد کی وجہ سے اسکندریہ کی تہذیبی اور علمی ترقی میں مزید اضافہ ہوا۔
مصری اسکندر مقدونی سے بہت متاثر تھے چنانچہ جب بطلیموس اول (متوفی ۲۳۸ ق م) نے درفات اسکندریہ منتقل کیا تو مصریوں کی توجہ اور بڑھ گئی اس طرح بطلیموس دوم کے ہاتھوں دو اہم تہذیبی مرکز معبد موسوی اور مدرسہ اسکندریہ کا قیام عمل میں آیا اس مدرسہ کی اہمیت اس وقت اور بڑھ گئی جب مدرسہ قوی او قیندس سے بڑی تعداد میں بردی نوشتے یہاں منتقل ہوئے اس مدرسہ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی لائبریری میں چار لاکھ سے زائد کتابیں موجود تھیں
عہد بطالسہ میں اس مدرسہ کی تشریحی خدمات خاص طور سے قابل ذکر ہیں ہیروفلوس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(۳۰۰ ق م) اورابراستراتوس (۳۳۱ ق م) جیسے ماہرین تشریح اسی مدرسہ سے وابستہ تھے۔

۳۰ ق م میں اسکندریہ رومیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا یہیں سے یونانی طب کے رومی دور کا آغاز ہوتا ہے اس انقلاب سے شاہی وراثت روم کے پاس ضرور آگئی لیکن علمی اور تہذیبی ورثہ اسے حاصل نہیں ہوسکا اس کی اصل وجہ یہ رہی کہ طب اور دوسرے علوم کی طرف حاکمان روم کی توجہ بہت کم رہی نتیجہ کے طور پر فن طب ایک بار پھر جھاڑ پھونک کے نرغہ میں آگیا یہی وجہ ہے کہ روم میں یونانی طب کی آمد سے پہلے کسی اہم طبیب کا ذکر نہیں ملتا تاہم کنوئیں کی صفائی، آلودگی دور کرنے اور پانی کی نکاسی کے لیے امتیازی تدابیر رومی دور کی اہم یادگار ہیں۔

فنی اضمحلال زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہتا بولیوس قیصر (۱۰۰۔ ۴۴ ق م) نے فوجی ضروریات کے تحت جراحی کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے مختلف علاقوں سے جراح اطباء کو دعوت دی اس طرح روم میں پہلی بار یونانی اطباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔

رومی دور کی طب میں بہار اس وقت آئی جب جالینوس (۱۳۱۔ ۲۰۰ء) اور دیسقوریدوس (۱۰۰ء) جیسی ہستیوں نے طب یونانی کے جسم میں نہ صرف جان ڈال دی بلکہ اپنی فنی عظمت اور مہارت سے رہتی دنیا تک رومی اطباء کی خدمات کا سکہ منوالیا۔

دیسقوریدوس پہلا طبیب تھا جس نے مفردات ادویہ پر تحقیق کر کے کتاب الحشائش کی شکل میں دنیا کو پنٹی پیٹیر یا میڈیکا سے روشناس کرایا جالینوس کی طبی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ علاج، تشریح و منافع اور ادویہ کے ماہر اور طبی ریفارمر کی حیثیت سے جالینوس کی خدمات سے ہر خاص و عام بخوبی واقف ہے۔

جالینوس کے بعد تاریخ نے پھر کروٹ بدلی اور تیسری صدی عیسوی شروع ہوتے ہی نصاریٰ اور یونانی اطباء کے درمیان مذہبی عقائد کے اختلاف کے نتیجہ میں بحث و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ پھر مدھم پڑ گیا ۳۹۲ تک یہی معاملہ رہا یہاں تک کہ سلطنت ۳۹۵ء میں بازنطینیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی اس طرح یونانی طب اپنے بازنطینی دور میں داخل ہوگئی ہوا یہ کہ رومی حکومت شرق اور مغرب دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ شرقی حصہ بازنطینی اور مغربی روم کہلایا

ایک فرق ضرور ہوا کہ اسکندریہ اور انطاکیہ کے علاقہ مشرق میں شامل ہوگئے واضح رہے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ یہی دونوں مدرسے خاص طور سے اہمیت کے حامل تھے یہی وجہ ہے کہ علم وحکمت کی سرپرستی بازنطینی حکومت ہی کے ہاتھوں میں رہی۔

یہ دور یونانی طب کے لیے مزید نقصان دہ ثابت ہوا مختلف عقائد کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی مناقشات کا سلسلہ اتنا طویل ہوگیا کہ علوم حکمیہ خاص طور سے طب کی طرف شاہان حکومت کی توجہ بالکل نہیں رہی۔ زمین سے پیدا ہونے والی دواؤں اور اطبار سے مشورہ طلب کرنا حرام قرار پایا اور اطبار کی جگہ حواریین نے علاج کا کام سنبھال لیا۔

اس عظیم فکری انقلاب کے اثرات سے مدرسہ اسکندریہ بھی محفوظ نہیں رہا پانچویں صدی کے اواخر اور چھٹی صدی کے اوائل میں انقلیاؤس کی زیر سرپرستی آٹھ نصرانی اطبا نے بڑی کدوکاوش کے بعد نئے سرے سے مدرسہ اسکندریہ کا احیار کیا اور بقراط کی چار اور جالینوس کی ۱۶ اہم کتابوں کو سامنے رکھ کر جوامع الاسکندرانین کے نام سے ایک طبی نصاب تیار کیا اس سلسلے میں یحیی نحوی کی خدمات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

قیاس کہتا ہے کہ آگے چل کر سوریا اور جندی شاپور کے مدرسوں میں یہ نصاب اساسی حیثیت سے شامل تھا۔

جندی شاپور ایران کا علمی شہر تھا اگرچہ تاریخی طور سے اس کے بانی اول (۲۲۰ ء) کے عہد سے ہی یونانی علما کی آمد کا پتہ چلتا ہے اور شاپور روم کے عہد میں یونانی طریقہ علاج کے لیے تھیوڈروس نامی طبیب (۴۰۰ عیسوی) کی طلبی بھی ایک منزل کا پتہ دیتی ہے لیکن اس مدرسہ کی علمی سرگرمیوں میں باقاعدگی اس وقت پیدا ہوئی جب قدیم علمی مرکز مدرسہ رہا (اسکندریہ) سے نسطوری علما بھاگ کر ایران پہنچے اس سلسلے میں خسرو اول نوشیرواں (۵۳۱ - ۵۷۹ء) کا دور جندی شاپور کے مدرسہ کے لیے زریں سمجھا جاتا ہے اسی کی کوششوں سے جندی شاپور دو اہم طبی اسکولوں کے نظریات سے متعارف ہوا ایک طرف انطاکیہ فتح ہوا تو اس کے اثرات مرتب ہوئے دوسرے خسرو کے طبیب برزویہ کی ہندوستان میں آمد سے یہاں کی طبی معلومات حاصل ہوئیں اس طرح مدرسہ انطاکیہ اور ہندوستانی طب دونوں کے نظریات سے مدرسہ جندی شاپور کو بھرپور استفادہ کا موقع ملا ان مساعی کے علاوہ خسرو نوشیرواں نے نہایت شاندار بیمارستان کا سلسلہ شروع کیا اور ان سے ملحق ایک طبی درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ظہور اسلام سے قبل جندی شاپور کے مدرسہ کی عظمت اپنی بلندیوں پر تھی چاروں طرف شفاخانوں کا جال بچھا تھا۔ دنیا کی عظیم ترین طبی درس گاہ کی حیثیت سے اس کی خدمات عام تھیں ان شفاخانوں اور درس گاہوں میں ماہرین اطباء کی خدمات حاصل کی گئی تھیں یہ لوگ علاج کے علاوہ تدریسی خدمات بھی انجام دیتے تھے اور یونانی طب کی کتابوں کا ترجمہ بھی کرتے تھے۔ حوالوں میں ملتا ہے کہ طب یونانی کے جاہلی دور اور ابتدائی عہد نبوی کے مشہور طبیب حارث بن کلدہ اور الحکم دمشقی اسی مدرسہ سے فارغ تھے آگے چل کر اسی مدرسہ کے فارغین و معلمین کے ذریعہ طب ایران سے عرب آئی اب ہم پھر طب یونان کے سفر کے تاریخی تسلسل پر واپس آتے ہیں ہم اس تسلسل کو بازنطینی اطبا پر چھوڑ آئے تھے۔ بازنطینی حکومت کے زوال اور اس عہد کے مشہور طبیب فولس الاجانیطی (۶۲۵-۶۹۰ عیسوی) کے انتقال کے بعد ہی ذرائع کی کمی اور مذہبی شدت (جس کا تذکرہ ہم اوپر کر آئے ہیں) کی وجہ سے طب کا سرمایہ سرزمین عرب میں منتقل ہونا شروع ہو گیا تھا اس طرح طب ایران سے عرب پہونچی یونانی طب کے ابتدائی عربی دور یعنی عہد جاہلی ۵۰۰ء - ۶۱۱ء) میں طب یونانی میں کسی خاص ترقی کا ذکر نہیں ملتا اس عہد میں علاج کے دو طریقے رائج تھے ایک طریقہ جھاڑ پھونک کا تھا ظاہر ہے بازنطینی عہد کے اثرات سے اگر ایسا تھا تو کچھ خلاف توقع نہ تھا۔

دوسرا علاج بالعقاقیر تھا اس کے ذریعہ دواؤں سے بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔ ہمیں یہ تسلیم ہے کہ عہد جاہلی میں بازنطینی اثرات اور جہالت کی تاریکی کی وجہ سے علاج کے کچھ مضحکہ خیز طریقے بھی رائج تھے لیکن حارث بن کلدہ اور الحکم دمشقی کی مدرسہ جندی شاپور سے فراغت کے بعد اس عہد کی طب کو غیر فنی نہیں کہا جا سکتا۔

عہد جاہلی اور یونانی طب کے نبوی دور (۵۷۱ء-۶۳۲ء) میں کسی خاص پیش رفت کا پتہ نہیں چلتا اس دور میں انھیں اطباء کے نام ملتے ہیں جو عہد جاہلی میں تھے ان میں بہت سے اطباء ایسے تھے جنھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا تھا اس دور کا علاج و معالجہ بھی عہد جاہلی جیسا تھا البتہ اس دور میں صحت سے متعلق قرآنی تعلیمات اور علاج و معالجہ سے متعلق نبوی ہدایت کا اثر ضرور پڑا طب نبوی کے سلسلہ میں مورخین نے بڑے افراط و تفریط سے کام لیا ہے بعض مذہبی جوش میں آکر طب نبوی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کو مکمل سائنٹفک طب بنانے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں اور بعض طب نبوی کو کسی گوشہ میں جگہ دینے پر تیار نہیں ہوتے۔

حقیقت یہ ہے کہ طب نبوی کے دو اہم ذرائع قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں مذکورہ طب وصحت سے متعلق تفصیلات اہمیت کی حامل تو ہیں اور روزمرہ کی تحقیقات سے درست بھی ثابت ہو رہی ہیں لیکن مناسب یہی ہے کہ اسے نہ تو مکمل طب کا نام دیا جائے کیوں کہ آپ کا فریضہ دعوت وتبلیغ کا تھا نہ کہ دینوی معاملات میں رہنمائی کا اور نہ تو اسے بالکل نظر انداز کیا جائے کہ اس کی افادیت بہر حال محقق ہوتی جا رہی ہے۔

عہد نبوی کے بعد عہدہ خلافت راشدہ (632ء-661ء) کی طب بھی بڑی حد تک عہد نبوی کی طب سے مماثل نظر آتی ہے البتہ قرآن مجید اور احادیث کے ذریعہ دی گئی طبی ہدایات کا اثر بھرپور نظر آتا ہے۔

طاعون عمواس کے موقعہ پر ایک حدیث کی روشنی میں حضرت عمرؓ (644ء) کے ذریعہ سفر کو ختم کر کے وطن کی واپسی کو ترجیح دینے کے واقعہ کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی طور سے یہ فتوحات کا دور تھا تاہم لشکروں کے ساتھ جراحوں کی مصاحبت کا تذکرہ اہمیت رکھتا ہے۔

خلفائے راشدین کے بعد زمام اقتدار امویوں کے ہاتھوں میں آئی 91 سالہ عہد اموی میں 14 خلفاء یکے بعد دیگرے صفحہ ہستی پر آتے رہے یہ سلسلہ خلیفہ اوّل معاویہ بن ابی سفیان (660ء) سے شروع ہو کر مروان دوم (750ء) پر ختم ہو جاتا ہے ان تمام خلفاء نے دمشق کو دارالسلطنت بنائے رکھا لیکن آخری خلیفہ مروان دوم (744ء-750ء) نے اسے حران منتقل کر دیا تھا۔

بحیثیت مجموعی عہد اموی کو بھی فتوحات کا دور کہا جا سکتا ہے خاص طور سے عبدالملک بن مروان (646ء-715ء) کے عہد میں اسلامی حکومت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی تھی تاہم اموی دور کی ابتدائی طبی خدمات مثلاً طبی کتابوں کے تراجم کا آغاز اور شفاخانوں کی تعمیر جیسے اہم کارنامے اس عہد کی یادگار ہیں۔

اس دور کے ممتاز طبیب ماسرجویہ، تیاذوق اور ماہرین کیمیا خالد بن یزید (متوفی 704ء) اور جابر بن حیان (776ء) کی گرانقدر خدمات خاص طور سے لائق ذکر ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

عہد اموی کے بعد یونانی طب کے زرّیں دور کا آغاز ہوتا ہے 749ء میں خلیفہ مروان دوم کے قتل کے بعد عباسی دور سے شروع ہو کر یکے بعد دیگرے 37 خلفاء پر ہوتا ہوا آخری خلیفہ المستعصم 1250ء پر ختم ہو جاتا ہے۔

امویوں کے بعد جب عباسیوں کا علم بغداد کی سرزمین پر نصب ہوا تو ہر طرف علم و حکمت کا دریا بہنے لگا اس کی شاخیں جگہ جگہ پہنچنے لگیں منصور (754ء) اور مامون (813ء) جیسے علم دوست حکمرانوں نے قدیم زبانوں خصوصاً یونانی زبان کے نادر قلمی نسخوں کو خرید کر یا کسی ذریعہ سے حاصل کر کے شاہی کتب خانہ میں جمع کیا اور علماء عصر کی خدمات حاصل کر کے انھیں عربی زبان میں منتقل کیا جس کے بعد ترجمہ تالیف و تصنیف کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اس دور میں بیت الحکمت اور تمام ممالک میں شفاخانوں کے قیام جیسی تحریکات بے حد اہم ہیں۔

علمی و فنی ترقی کے اس کام میں یوں تو تقریباً سبھی خلفاء کا تعاون حاصل رہا مگر خاص طور سے ہارون الرشید (786ء - 809ء) اور اس کے بیٹے مامون (812ء - 833ء) کی خدمات نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔

تراجم کے علاوہ ان عباسی خلفاء کی علم دوستی سے ہندوستانی اور جندی شاپوری اطباء کی بڑی تعداد بغداد میں جمع ہو گئی تھی اس علمی و تمدنی ترقی میں فتوحات اور اسلامی حکمرانوں کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے علاوہ مشرقی ایران کے نومسلم ایرانیوں کی مداخلت بھی کافی اہمیت رکھتی ہے حکومت کے اہم عہدوں پر خراسانیوں کی تقرری سے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اس طرح خالص عرب نسل کے ساتھ مختلف مقامات کے باشندوں نے مل کر علم و دانش کا ایک نیا چراغ روشن کیا جو آگے چل کر سارے عالم کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوا۔

عباسی دور میں فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھنے سے علمی مشغلہ دمشق اور بغداد سے آگے بڑھ کر حجاز، شام، مصر، مراکش، اور الجزائر تک پھیل گیا یہ کارواں علم و حکمت جبل الطارق قرطبہ اور سسلی کے راستہ سے اٹلی تک گیا اور جہاں جہاں پہونچا علم و حکمت سے ان علاقوں کو فیضیاب کرتا رہا بعد میں یہ سلسلہ یورپ تک پہونچا جہاں مشرق و مغرب کے سنگم سے نئے نئے انکشافات و ایجادات سے بہرہ ور ہو کر فن طب سارے عالم میں پھیل گیا اور اب کوئی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خطہ ایسا نہیں رہا جہاں سے اطبا رنہ پیدا ہوئے ہوں۔

861 عیسوی میں عباسی خلیفہ المتوکل کے قتل کے بعد ہی سے حکومت کے پائے کمزور ہو گئے تھے ادھر ترکی سپاہیوں کا عمل روز بروز بڑھتا گیا نتیجہ کے طور پر خلفاء کا تقرر اور ان کی معزولی ترکی کمانڈروں اور سپاہیوں کے اشارے پر ہونے لگی۔ خلافت کے کمزور ہونے سے آزادانہ ریاستوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک ایرانی نژاد غلام طاہر کے ہاتھوں سب سے پہلی نیم آزاد ریاست قائم کی گئی 872ء تک یہ ریاست چلتی رہی اس کے بعد یعقوب بن اللیث الصفار (867ء) کے ہاتھوں صفاوی ریاست کا قیام عمل میں آیا یہ لوگ بھی دنیا کے نقشہ پر زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکے اور سامان کے پوتے اسماعیل (907 - 892ء) نے سامانی ریاست کا احیا کیا ان حکمرانوں نے ایک کام یہ کیا کہ ریاست کا دائرہ وسیع کر کے اسے تجستان، کرمان، جرجان، رے، طبرستان، اور خراسان تک پہونچا دیا سامانیوں کے دور میں بخارا، نیشاپور اور خراسان بالکل بغداد کے ٹکر کے علمی مرکز بن گئے تھے اس زمانہ میں عربی کے علاوہ فارسی میں بھی عظیم الشان کتابیں لکھی گئی ہیں مشہور طبیب زکریا رازی (925ء) سامانی شہنشاہ ابوصالح منصور بن اسحٰق سجستانی کے دربار سے وابستہ تھے۔ جسے طب یونانی میں مشاہداتی دور کا امام سمجھا جاتا ہے۔

طب کی دوسری مشہور ترین شخصیت شیخ الرئیس بو علی سینا (1037ء) بھی نوح ثانی (997-976ء) کی دعوت پر یہاں آیا تھا۔ یہاں کے شاندار کتب خانہ سے استفادہ کا تذکرہ حوالوں میں ملتا ہے۔ دیکھا جائے تو اس حیثیت سے بغداد کے بعد دوسرا اعلمی مرکز ایران ہی بنا جس سے اکثر مشاہیر اطبا روابستہ تھے۔ سامانیوں کے بعد البگتین کی زیر سرپرستی غزنوی دور شروع ہوا جو 1196ء تک چلتا رہا۔

بویہی ریاست بھی خلافت عباسی کے متوازی ایک اہم ریاست تھی عضدالدولہ (983 - 949ء) کے زمانہ میں بویہی اقتدار اپنے عروج پر تھا اگرچہ عضدالدولہ نے اپنا ایوان شیراز میں بنایا تھا لیکن اس نے بغداد کی شان و شوکت میں کمی نہیں آنے دی طبی حیثیت سے بغداد کی مشہور عمارت بیمارستان عضدی اسی دور کی یادگار ہے۔

عضدالدولہ کے بعد اس کے بیٹے شرف الدولہ (985 - 913ء) اور بہاوالدولہ (1022-989ء) کے زمانہ میں جو علمی ترقیاں ہوئیں المامون کے بعد کہیں اور نظر نہیں آتیں۔

خاندانی جھگڑوں میں پھنس کر بویہی سلطنت کو بھی گھن لگ گیا اور اقتدار سلجوقیوں کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہاتھوں میں آگیا۔ تاریخ نے پھر اپنے کو دہرایا اور حسب سابق مغربی ایشیا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا ان ریاستوں میں خوارزم شاہ کی ریاست سب سے زیادہ ممتاز تھی۔ مشہور طبیب سید اسمٰعیل جرجانی اسی ریاست سے وابستہ تھا خوارزم شاہی سلطان علاوالدین محمد (1230۔1200ء) اپنی فتوحات میں مصروف تھا اور وہ عباسی خلافت کو ختم کرنے کے ارادے سے آگے بڑھتا جا رہا تھا اسی دوران خلیفہ الناصر (1180ء) نے چنگیز خاں (1227۔1155ء) کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا جس نے نہ صرف خوارزم شاہی سلطنت کو شکست دی بلکہ اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی حالات پھر بدلے اور جب حکومت مغربی حکمراں غازان (1295ء) کے ہاتھوں میں آئی تو اس نے علمی و فنی بازآبادکاری کا سلسلہ شروع کیا۔ حکیم رشیدالدین فضل اللہ (1318۔1247ء) اسی دربار سے وابستہ تھا۔ واضح رہے کہ ربع رشیدی بیمارستان ہمدان وغیرہ اسی وزیر کے کارنامے ہیں۔

چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے قیام، عباسی خلافت کے خاتمہ، اور روزمرہ کے خاندانی جھگڑوں نے ایران کی شکل بگاڑ دی علما و فضلا جمود و تعطل کی حالت میں فرار کی راہ دیکھنے لگے اور جس طرح مدرسہ رہا سے نسطوریوں کے دور میں اطبا بھاگ کر جندی شاپور پہونچے تھے پھر جندی شاپور سے بغداد اور بغداد سے ایران آئے اب اطبا نے مسلمان حکمرانوں کے ساتھ ہندوستان کا رخ کیا تاریخی اعتبار سے یہ مسئلہ بے حد مختلف فیہ ہے کہ ہندوستان میں یونانی طب کب اور کہاں آئی عام طور سے مورخین اسے مسلمانوں کی آمد سے وابستہ کرتے ہیں لیکن اس بات کے بھی کچھ کم حوالے نہیں ملتے کہ یونانی طریقہ علاج سکندر اعظم (334۔356 ق م) کے ساتھ ہندوستان آیا۔ اس کے بعد مسلمانوں حکمرانوں کے ذریعہ دوبارہ ایران ہو کر پہونچا سکندر (327 ق م) نے ہندوستان پر جب حملہ کیا تو اس وقت مگدھ پر پدمانند کی حکومت تھی اس وقت سے ہندوستان میں یونانی طب کا رواج عام ہو گیا تھا اور اطبا کی آمد شروع ہو گئی تھی کتابوں میں ملتا ہے کہ یونانی طب ظلمی اور کیٹس سکندر کے ساتھ ہندوستان آئے تھے یونانی طبیب کیٹیس نے ہندوستان کے بارے میں جو تاثرات لکھے ہیں اس سے بھی اس کی ہندوستان میں آمد کا پتہ چلتا ہے۔

دستیاب حوالوں کے مطابق خانوادہ آل سبگتین کے آخری تاجدار خسرو ملک کے ساتھ وسط ایشیا سے ہندوستان آنے والا پہلا طبیب حکیم ضیاء الدین ہروی ہے یہ طبیب شہاب الدین

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابوالمظفر سلطان معزالدین غوری (متوفی 1205ء) کے دور تک حیات تھا۔

بادشاہ غزنہ کے بعد طب کے بارے میں واضح تصویر ہمیں علاءالدین خلجی (1296ء) کے دور میں نظر آتی ہے۔ اس دور کے اطباء میں حکیم مولانا بدرالدین دمشقی، حکیم حسام الدین، حکیم صدرالدین اور حکیم علیم الدین کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

عہد خلجی کے دوسرے نامور حکمراں جلال الدین خلجی (1290-1296ء) کے دور کے اہم طبیب حکیم فضل اللہ مندیوں کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے اس عہد کے دیگر مخطوطات میں مجموع شمسی اور مجموع محمدی بھی شامل ہیں۔

علاءالدین خلجی کی وفات کے بعد چند سال بعد دہلی سلطنت محمد بن تغلق (1325-1352ء) کے قبضہ میں آگئی محمد بن تغلق پڑھا لکھا اور علم دوست حکمراں تھا خود طبیب بھی تھا حوالوں میں درج ہے کہ صرف دہلی کے اندر اس کے دور میں ستر شفاخانہ قائم تھے اور 1200 اطباء سرکاری ملازم تھے اس دور کی طبی اہمیت کا اندازہ اس عہد کے نامور طبیب ضیاء محمود مسعود رشید زنگی کی کتاب مجموع ضیائی سے لیا جاسکتا ہے۔

ضیاءالدین بخشی اس دور کا دوسرا طبیب تھا محمد تغلق کے بعد فیروز شاہ تغلق (1351-1388ء) کا عہد بھی نمایاں اہمیت کا حامل ہے خود فیروز شاہ تغلق بھی ماہر طبیب تھا امراض چشم میں اسے بطور خاص مہارت حاصل تھی کحل فیروز شاہی اسی دلچسپی کی علامت ہے۔ اس کے علاوہ طب فیروز شاہی کو اس کی علمی مہارت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اس عہد کے نامور اطباء میں حکیم الیاس بن شہاب مصنف راحت الانسان اور شیخ احمد بن شہاب کے نام شامل ہیں۔ اس دور میں اسپتالوں کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی۔

1388ء میں شاہ تغلق کی وفات کے بعد دہلی سلطنت نااہل حکمرانوں کے ہاتھوں میں چلی گئی مختلف ریاستوں کے والیان کی باہمی جنگ سے مرکز روز بروز کمزور ہوتا گیا اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منگول نژاد تیمور نے 1398ء میں دہلی پر حملہ کرکے تغلق کو شکست دی تیمور کے حملے کے وقت بنگال کے علاوہ، قنوج، اودھ، کڑا، ڈلمئو، سندیلہ، بہرائچ، جون پور، بہار، گجرات، ملادا، پنجاب اور بالائی سندھ کے علاقوں میں خودمختار ریاستیں قائم تھیں بالآخر 1414ء میں عہد تغلق نے بھی اپنی بساط سمیٹ لی بعد میں 1451ء تک سیدوں کا دہلی پر قبضہ رہا پھر لودی افغانی حکمراں 1451ء سے 1526ء تک قابض رہے اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عہد میں خاص بات یہ تھی کہ قوانین اور زمینداروں کی جاگیرانہ کشمکش کے باوجود طب پر زوال کے اثرات زیادہ نہیں ہوئے خاص طور سے سکندر لودی (1517ء۔ 1489ء) کا عہد نمایاں اہمیت کا حامل ہے بہوہ خاں کی معدن الشفا سکندر شاہی اسی دور کی یادگار ہے بہوہ خاں کے علاوہ طبی اس عہد کا ممتاز طبیب تھا اسے یونانی کے علاوہ آیورویدک پر بھی دسترس حاصل تھی۔

اگرچہ لودی حکمرانوں کی فوجی طاقت بہت مضبوط تھی لیکن پہلے سے مختلف صوبوں میں چلی آرہی خود مختار ریاستوں نے اور ہاتھ پیر پھیلائے نتیجہ میں مرکز مزید چھوٹی بڑی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا دکن کی قطب شاہی، نظام شاہی، عمادشاہی، عادل شاہی، سلطنتوں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے قطب شاہی دور کے نامور اطبار میں میر محمد مومن (1627ء۔ 1552ء) کی کتاب اختیارات قطب شاہی اور حکیم الملک (1653ء۔ 1585ء) کی کتاب مجموعہ حکیم الملک اہم طبی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسی طرح عادل شاہی دور کے اطبار میں محمد قاسم فرشتہ (1623ء۔ 1552ء) اور نظام شاہی دور کے اطبار رستم جرجانی اور ولی گیلانی کی خدمت بھی اہم ہیں۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ ہندوستان میں مختلف چھوٹی بڑی خود مختار ریاستوں کے قیام۔ سے مرکز کی بنیادیں بہت پہلے کھوکھلی ہوچکی ہیں اس موقعہ کا فائدہ اٹھاکر 1525ء میں بابر نے پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ پھر 21 اپریل 1526ء کو ابراہیم لودی کو شکست دے کر دہلی پر بھی قابض ہوگیا بات آگے بڑھتی رہی دھیرے دھیرے ہندوستان مغل حکمرانوں کے ہاتھوں میں آگیا اس طرح یونانی طب کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

عہد مغلیہ پہلے فرمانروا بابر (1530ء۔ 1525ء) سے شروع ہوتا ہے اس مختصر مدت میں اچھے خاصے اطبار کے نام ملتے ہیں مشاہیر اطبار میں حکیم محمد بیگ اور حکیم یوسف بن محمد کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

بابر کے بعد ہمایوں تخت وتاج کا وارث بنا لیکن جلد ہی اسے شیر شاہ سوری کے ذریعہ شکست کا سامنا کرنا پڑا حالات تھوڑے دن بعد پھر بدلے بابر نے حملہ کرکے 1555ء میں لاہور پر قبضہ کرلیا لیکن عمر نے ساتھ نہیں دیا 26 جنوری 1556ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔

ہمایوں کے بعد 16 فروری 1556ء کو اکبر کی تخت نشینی سے یونانی طب کے زریں عہد کا آغاز ہوا ابوالفضل کی آئین اکبری میں 29 سے زائد ہندو مسلم اطبار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان سب کو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکومت کے خزانے سے تنخواہ ملتی تھی بعض کا منصب بھی مقرر تھا۔ ان میں بعض سرجری اور امراض چشم میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اہم اطبار میں حکیم ابوالفتح گیلانی، عین الملک حکیم شمس الدین، شیرازی کے نام شامل ہیں

اکبر کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر 1605ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کا عہد بھی یونانی طب کے لیے اچھا دور سمجھا جاتا ہے تخت نشینی کے بعد جو اس نے 12 احکامات صادر فرمائے تھے اس میں شفاخانوں سے متعلق واضح ہدایات ملتی ہیں۔ حکیم روح اللہ حکیم امان اللہ، حکیم حاذق، حکیم شمس الدین، محمد صادق اور محمد حسین اس عہد کی ممتاز ہستیاں تھیں۔

جہانگیر کے بعد عہد شاہ جہاں (1628ء - 1658ء) کو بھی نمایاں اہمیت حاصل ہے اس دور میں مرکز کے علاوہ اطراف میں بھی شفاخانوں کا قیام عمل میں آیا حکیم مسیح الزماں، حکیم نورالدین بن عبداللہ حکیم میر محمد ہاشم، حکیم داؤد جیسے بیسیوں نام اس عہد کی یادگار ہیں۔ شاہ جہاں کے بعد اورنگ زیب (1658ء - 1707ء) کا زمانہ شروع ہوتا ہے اس نے بھی اپنے اسلاف کی طرح عوام کو زیادہ سے زیادہ طبی سہولیات بہم پہنچائیں۔ نئے اسپتال قائم ہوئے اٹاوہ کے نواب خیر اندیش کا قائم کردہ شفاخانہ ایسے شفاخانوں میں قابل ذکر ہے۔ تصنیفی و تالیفی حیثیت سے بھی یہ عہد بطور خاص اہمیت رکھتا ہے مشہور مصنف و مولف حکیم اکبر ارزانی اسی عہد سے وابستہ تھے۔
ان کے علاوہ حکیم مہدی۔ اور حکیم محمد رضا، شیخ احمد فتوی مولف تحفۃ الاطبار اور حکیم عبداللہ اکبرآبادی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

اورنگ زیب کے بعد سلطنت عہد مغلیہ کا زوال شروع ہوگیا اور یکے بعد دیگرے معظم شاہ بہادر شاہ (شاہ عالم اول)، فرخ سیر اور بہادر شاہ متوفی 1862ء تک روز ایک نئے بادشاہ کے بدلنے سے حکومت کمزور ہوگئی۔ ظاہر ہے اس کے اثرات علوم و فنون پر بھی پڑنے تھے لیکن ان شاہان نے زوال کے باوجود طب وصحت کی طرف توجہ برقرار رکھی۔ چنانچہ اس دور میں میر ہاشم حکیم علوی خاں متوفی 1750ء حکیم عنایت اللہ بلگرامی متوفی 1709ء حکیم عنایت اللہ بن محمد شریف متوفی 1717ء حکیم عبدالرزاق اصفہانی متوفی 1716ء حکیم سید محمد باقر متوفی 1717ء حکیم شیخ غلام مصطفی متوفی 1730ء جیسے ممتاز اطبار اپنے فن سے مستفید کرتے رہے۔

عہد مغلیہ کے آخری دور میں حکیم محمد شریف خاں کی خدمات خاص طور سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں اس خاندان کے ہونہار فرزندوں میں حکیم اجمل خاں شامل ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملک پر انگریزوں کے تسلط سے ذرا پہلے دکن میں آصف جاہی دور کی خدمات کا تذکرہ بھی ضروری ہے ان شاہان نے طب وصحت کی طرف خصوصی توجہ دی عہد عثمانی میں طبی خدمات بھی تاریخی حیثیت رکھتی ہیں، انگریزوں کے آنے کے بعد تمام علوم وفنون کے ساتھ طب میں بھی اضمحلال آیا جلد ہی حکیم عبدالمجید خاں نے فن کو بچانے کے لیے 1882ء میں مدرسہ طبیہ دہلی کی بنیاد ڈالی یہی مدرسہ آج قرول باغ اینڈ آیورویدک کالج کے نام سے خدمات انجام دے رہا ہے۔

دوسری طرف لکھنؤ میں حکیم عبدالعزیز مرحوم نے ۱۹۰۲ء میں یونانی طب کو جدید طب کے تسلط سے محفوظ رکھنے کے لیے جھوائی ٹولہ لکھنؤ میں تکمیل الطب کے نام سے ایک طبی درس گاہ قائم کی بلا مبالغہ دہلی کے طبی خانوادے خاندان شریفی اور لکھنؤ کے خاندان عزیزی ہی کی بدولت ہندوستان میں طب زندہ ہے۔

آگے چل کر خاندان عزیزی کے نامور فرزندان حکیم عبدالحلیم، حکیم عبدالرشید، حکیم عبدالحمید، حکیم عبداللطیف جیسے ماہر اطباء نے طب کی ڈگمگاتی کشتی کو سہارا دیا تو دوسری طرف خاندان شریفی کے گل سرسبد حکیم اجمل خاں نے یونانی طب میں ریسرچ کی بنیاد قائم کر کے اور دواخانے کھول کر طب کو آگے بڑھایا ہندوستانی دواخانہ اسی دور کی یادگار ہے۔

انھیں اطبار کی کوششوں سے علی گڑھ میں حکیم اجمل خاں طبی کالج کا قیام عمل میں آیا۔ اس سمت میں حکیم احمد عثمانی کا نام بھی قابل ذکر ہے جنھوں نے الہ آباد میں طبی مدرسہ قائم کیا اس کے علاوہ پٹنہ میں حیدرآباد میں بھی اچھے تعلیمی ادارے قائم کیے گئے۔

ریسرچ کا سلسلہ حکیم اجمل خاں سے شروع ہوا۔ بعد میں حکومت ہند نے ۱۹۷۰ء میں سنٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن اینڈ ہومیوپیتھی قائم کی۔ یہی کونسل ۱۹۷۹ء میں مختلف کونسل کے نام سے تقسیم ہوئی۔ سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن جو اس دور میں طبی تحقیق کے واحد ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ناانصافی ہوگی اگر خاندان شریفی، عزیزی کے ساتھ خاندان طبیہ عسکریہ، تقویہ امروہہ خاندان طبی سعداللہ، خاندان مصریہ، پٹیالہ، خاندان حقانی امرتسر، اور خاندان ارزانی کا تذکرہ نہ کیا جائے ان خاندانوں کے اطبار کی گرانقدر خدمات سے تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

تعلیم ریسرچ اگر کسی فن کے لیے ضروری ہیں تو طب جیسے فن کے لیے ادویہ کی فراہمی اور ان کی سائنٹفک سطح پر معیار بندی اور تقسیم بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی اس خدمت کا سہرا ہندوستان

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیا کستان میں حکیم عبدالحمید اور حکیم محمد سعید کے سر جاتا ہے جنہوں نے ہمدرد نیشنل فاونڈیشن قائم کیا جو نہ صرف ادویہ کی فراہمی کی خدمات انجام دے رہا ہے بلکہ مختلف گوشوں سے یونانی کو سائنٹفک بنانے کی جدوجہد میں بھی مصروف ہے۔

پیش نظر کتاب مذکورہ بالا متن کی شرح پر مشتمل ہے۔ مطالعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یونانی طب کی تاریخ کس قدر اہمیت کی حامل ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت بے حد تکلیف دہ ہے کہ یونانی طب کی تاریخ پر کوئی مستند جامع اور قابل اعتماد کتاب نہیں ملتی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابن ابی اصیبعہ (م 1270ء) اور جمال الدین قفطی (م 1248ء) کے عہد تک اطباء کے حالات تفصیل سے مل جاتے ہیں لیکن تیرھویں صدی عیسوی سے دور حاضر تک کے اطباء کے حالات کے بارے میں یکجا مواد نظر نہیں آتا خاص طور سے طب یونانی کے ہندوستانی دور کے سلسلہ میں تاریخی حوالے بہت دور تک ساتھ نہیں دیتے۔ یہ بات نہیں کہ اس دور کی تاریخ نہیں لکھی گئی ہے۔ بے شمار کتابیں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے آج تک منظر عام پر آئی ہیں لیکن افسوس کی طب کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی تھوڑے بہت حالات ملتے بھی ہیں تو قدیم رسائل کے صفحات کی زینت ہیں جن تک رسائی آسانی سے ممکن نہ تھی وہ تو کہیے کہ کوثر چاندپوری نے عہد مغلیہ کے اطباء اور حکیم اجمل خاں کے ذیل میں دہلی کی تاریخ مرتب کر دی حکیم سید ظل الرحمن نے تذکرہ خاندان عزیزی لکھ دی اور حکیم محمد اسرار الحق نے تاریخ اطباء بہار تصنیف کی ورنہ حکیم غلام جیلانی کی تاریخ الاطباء حکیم فیروزالدین کی رموز الاطباء اور حکیم سید سرفراز حسین کی تذکرۃ الاطباء کے علاوہ ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔

اسے میں اپنی خوش قسمتی ہی سمجھتا ہوں کے دوران تالیف عابد رضا بیدار صاحب نے خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری میں طبی مخطوطات پر ایک اچھا سیمینار کر کے مخطوطات کے حوالے سے اطباء کے حالات پر مشتمل دو خصوصی جرنل شایع کر دیے۔ بلاشبہ راقم السطور کو ان سے بڑی مدد ملی۔

اسی طرح بات بنتی گئی اور کام آگے بڑھتا گیا۔ شکر ہے کہ طب کی ابتداء سے دور حاضر تک کے اطباء کے حالات اور طب کے ارتقاء پر ایک چیز تیار ہو گئی ہے۔

سالہا سال کی محنت کے بعد میں اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ ناظرین کریں گے۔

بات ختم کرنے سے پہلے رسماً نہیں بلکہ ایک فریضہ کی ادائیگی کے طور پر چند لوگوں کا شکریہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ادا کرنا ضروری ہوگیا ہے ان لوگوں میں آئی ایچ ایم آر لائبریری کے سربراہ عبدالحبیب خاں اوراس کا پورا اسٹاف شکریہ کا مستحق ہے جس نے ضابطوں کا اہتمام کیے بغیر میری بے حد معاونت کی۔ ساتھیوں میں یوں تو سبھی کا ممنون کرم ہوں لیکن خاص طور سے برادرم حکیم وسیم احمد اعظمی کا ذکر ضروری ہے موصوف نے حوالوں کی فراہمی سے لے کر صفحات کی ترتیب تک میرا بڑا ساتھ دیا۔ آخر میں رفیقہ حیات بیما خاتون کا نام لینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے خانگی مسائل کے ساتھ گھر پر سکون سے کام کرنے کا ماحول بنائے رکھا۔

سید محمد حسان نگرامی

۱۴ر اپریل ۱۹۸۸ء

۵۸۱ ذاکر نگر

نئی دہلی۔۲۵

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب کی ابتدا اور اس کا مرکزِ اوّلین

طب کا سفر اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان ـــ جیسے جیسے انسان ترقی کرتا گیا اس کی ضروریات میں اور تبدیلیاں ہوتی گئیں۔

ظاہر ہے جب انسان دنیا میں آیا ہوگا تو سکون کے ساتھ اضطراب آرام کے ساتھ تکلیف ضرور پیش آئی ہوگی اور پھر جس طرح بھوک مٹانے کے لیے اسے کھانے کی تلاش نے پریشان کیا ہوگا پیاس کی تسکین کے لیے پانی کی جستجو ہوئی ہوگی اسی طرح درد و تکالیف کے ازالہ کے لیے بھی انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز بنانے والی قوت ادراک نے تدابیر پر مجبور کیا ہوگا

اسی نظریہ فکر کی بنا پر طب کی ابتدار کا مسئلہ بے حد پیچیدہ اور مختلف فیہ رہا ہے۔

ایک طبقہ اسے قدیم مانتا ہے اور اس کا خیال ہے جس طرح دنیا کی تمام اشیا قدیم ہیں اسی طرح طب بھی قدیم ہے دوسرا طبقہ جس میں روسیو اور اس کے متبعین شامل ہیں ان کا خیال ہے کہ ابتدائی دور کا انسان اپنی زندگی کے فطری اسباب اور لاحق ہونے والے عوارض وامراض سے ناآشنا تھا۔

اسی طرح ایک طبقہ طب کے حادث ہونے کا قائل ہے اور اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ تمام اجسام جن کے لیے طب کا استعمال ہوتا ہے حادث ہیں اس لیے طب بھی ادث ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک فرقہ کے نزدیک یہ علم الہامی ہے اور الہام اور خوابوں کے ذریعہ پہلے انسان کو مرض کے ازالہ کا طریقہ بتایا گیا بعد میں تجربہ سے اس میں مزید ترقی ہوئی اس فرقہ کے اہم ہیرو بقراط اور جالینوس ہیں۔

اس خیال کے پس منظر میں مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کو طب کا موجد سمجھتے ہیں چنانچہ یہود کہتے ہیں کہ یہ فن بذریعہ وحی حضرت موسیٰؑ پر اتارا گیا نجومیوں کا خیال ہے کہ علم طب بھی الہامی علوم کا ایک حصہ ہے۔

صابیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ علم ان کے سرداروں کو بذریعہ الہام حاصل ہوا تھا۔ ہندو آج بھی ویدک شاستر کو الہامی تصور کرتے ہیں بعض لوگ طب کو حضرت سلیمانؑ اور حضرت ادریسؑ سے منسوب کرتے ہیں اسی طرح طب کے مرکز اولین کے سلسلہ میں زبردست اختلاف ملتا ہے۔

صاحب عیون الانبار، ابن ابی اصیبعہ[1] نے اپنی کتاب میں طب کے اولین مرکز کے متعلق مختلف اقوال نقل کیے ہیں چنانچہ بعض کے نزدیک طب کا مرکز اولین مصر ہے بعض فونوس کو مانتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ پہلا مرکز ہونے کا شرف مقام قوکو حاصل ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یمن کے جادوگروں یا کلدانیوں نے طب کی ایجاد کی ایک گروہ کا خیال ہے کہ اس کی ابتدا ہندوستان میں ہوئی ان میں تاریخ علم الجراحت کے مصنف حکیم عبداللطیف فلسفی[2] اور تاریخ الاطبار کے مصنف حکیم غلام جیلانی[3] کے نام خاص طور سے لیے جا سکتے ہیں

الفہرست کے مصنف ابن ندیم[4] نے اسحٰق بن حنین کے حوالے سے مصر کو طب کا اولین مرکز بتاتے ہوئے بطور ثبوت اقتباس طمث کی ایک مریضہ پراسن نامی دوا کے استعمال کے قصہ کو پیش کیا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ[5] کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا فخر سرزمین بابل کو

---

[1] عیون الانبار فی طبقات الاطبا جلد اوّل ص4

[2] تاریخ علم الجراحت ص7

[3] تاریخ الاطبار ص7

[4] الفہرست ص213

[5] عیون الانبار فی طبقات الاطبار جلد اوّل ص4

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حاصل ہے۔ بعض لوگ حضرت دریسؑ کو اسقلی بوس طبیب اول کا استاد سمجھتے ہیں چنانچہ ان کا خیال ہے کہ آپ کا وطن بابل تھا اس لیے طب کا مرکز اولیں بابل ہی کو ہونا چاہیے بعض لوگ حضرت ادریسؑ کو مصر کا باشندہ بتاتے ہیں۔ بعض لوگ خاص طور سے چینی لوگ چین کو طب کا مرکز اولیں سمجھتے ہیں۔

تاریخ الحکمار کے مصنف جمال الدین قفطی[1] لکھتے ہیں کہ سریانی زبان میں نہر کو بابل کہتے ہیں۔ غالباً ان کی مراد دجلہ وفرات تھی انھوں نے لکھا ہے کہ حضرت ادریسؑ نبوت کے بعد نہر بابل سے جانے پر آمادہ نہیں تھے لیکن سرکشوں کی وجہ سے روانہ ہونا پڑا۔

قفطی مزید لکھتے ہیں کہ عربوں کے علاوہ باقی تمام اقوام وامم میں یہ وادی بابلیوں کے نام سے مشہور تھی اور عرب اسے اقلیم مصر کہتے رہے ان کا خیال تھا کہ طوفان نوح کے بعد حضرت نوح کا پوتا مصر بن حام بن نوح یہاں آباد ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ خطہ مصر کہلانے لگا۔

بعض یوروپی مصنفین طب کا پہلا مرکز یونان کو سمجھتے ہیں ان کے نزدیک طب صحیح معنوں میں اس وقت شروع ہوئی جب بقراط نے اسے پھونک جھاڑ اور دعا تعویذ سے نجات دلا کر باقاعدہ ایک فن کی شکل عطا کی۔

تقریباً اسی انداز کا اختلاف یوروپین مورخین کے یہاں بھی ملتا ہے۔ بعض طب کا مرکز اولیں مصر کو بعض بابل کو معدودے چند ہندوستان کو اور بعض سمیری طب کو اولین طب تسلیم کرتے ہیں۔

مطالعے کے دوران عربی انگریزی دونوں زبانوں کی تاریخی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ بنیادی طور سے ہندوستان مصر چین بابل میں سے کوئی نہ کوئی علاقہ طب کا اولین مرکز قرار دیا گیا ہے۔

تاہم گہرائی سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ دراصل طب کی قدامت کا مقابلہ ہندوستان یا سمیری طب کے درمیان ہی کیا جا سکتا ہے۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے مورخین نے بابل، اشور نینوا کو بالکل علیحدہ علیحدہ

---

[1] تاریخ الحکمار جمال الدین قفطی ص 21

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سمجھ کر ایک دوسرے کا مقابل بنانے کی کوشش کی ہے اسی غلط فہمی کی وجہ سے مسلمان اور زیادہ تر یوروپین مصنفین نے بابلی طب، آشوری طب اور سمیری طب کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ اور ایک دوسرے کو قدیم ترین ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس تجربہ کے دوران اہرام مصر سے برآمد شدہ اشیاء کی تاریخی جانچ اور بابلی طب کے بنیادی ذرائع معلومات خشتی تختیوں کے سلسلہ میں مختلف علمی اداروں میں آج تک تحقیق جاری ہے۔

اس غلط فہمی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دراصل بابل، سمیر، نینوا اور آشوریہ چاروں علاقے دجلہ اور فرات کے مابین واقع علاقہ Mesopotamia (عراق، نامی علاقہ کا ہی ایک حصہ ہیں۔

علاقہ کی اس یکسانیت کی وجہ سے بیشتر مصنفین زبردست غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بابلی طب کا ذکر کرتے ہوئے مشہور مورخ جینی JAYNE لکھتا ہے[1]۔

While the cuniform sources does not begin untill 3000 BC. There are evidences that the people of summer occupied the southern Euphrates valleys as early as 5000 BC and 8000 BC. 1

لیکن ہسٹری آف میڈیلین کے مصنف دوگلس[2] نے بابل، آشور، سمیر اور نینوا کے باہمی فرق کو واضح طور سے ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں

The kingdom of summer came to an end about 2000 BC and then the country with its glorius civilization passed into the hands of two great nations, The south to Bablion and the north to the Assyrian who had thier copital at Assur and NEINEVA 2

---

1. ہیلنگ گاڈس آف انشینٹ سویلائیزیشن ص 99

2. ہسٹری آف میڈیلین از دوگلس ص 18

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس جغرافیائی یکسانیت کو مؤرخ ای بی کرد بہار[1] اس طرح لکھتے ہیں۔

We observe that in fourth, millenum before christ there had begun in the people of southern Mesopotomia a systemetic medical concept from which derived th, Assyrian and Babloniyan medicine

جغرافیائی تقسیم کی اس غلط فہمی کے ازالہ کے بعد اب طب کی قدامت یا طب کے مرکز اولین ہونے کا مقابلہ صرف سمیر، ہندوستان اور مصر کے درمیان رہ جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تینوں تہذیبیں اپنی اپنی حیثیت سے قدیم ترین تہذیبیں تھیں تاہم مصر کی قدامت کے آثار مورخین کی کتابوں میں 4000 سال قبل مسیح سے آگے نہیں ملتے۔

جینی لکھتا ہے[2]

The first glimpses of the early civillzation of Egypt furnished by pyramid texts for her oldest monumental indicates that in the fourth and third millenum BC, she was alroady advanced in her intellectual and spritual dealings.

مصری طب کے طبیب اوّل امحوطب IMHOTEP کے بارے میں میڈیکل ہسٹری فرام دی ارلیسٹ ٹائمس کے مصنف وتھنگٹن بھی 2980 ق م سے آگے نہیں بڑھتے

Neverthless let us know the physcian Imbotep (29800 - 2900 BC) who came in peace and showed the way. He was the first medical man.

---

1 ہسٹری آف میڈیسن از ای بی کرد بہار ص22

2 ہیلنگ گاڈس آف انشینٹ سویلائزیشن ص91 ص92

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسی طرح چینی طب کے سلسلے میں اگرچہ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اسے شن نگ نامی طبیب نے ۵۰۰۰ سال قبل مسیح نے ایجاد کیا تھا تاہم اب تک کی ہوئی سائنٹیفک تحقیقات سے اس کا ثابت نہیں ہوتا۔ چینی اور مصری طب کے قدامت کے جائزے کے بعد اب طب کے مرکز اولیں یا طب کی ابتدا کے سلسلہ میں مقابلہ صرف سمیر اور ہندوستان کے درمیان رہ جاتا ہے۔ ہندوستانی طب کے متعلق اگرچہ چینی کا بیان مبالغہ آرائی پر مبنی ہے۔

The ancient sacred literature of India like Rigveda the earliest though of ten ascribed to the early date of 2000-3000 BC is now generally supposed to have begun about 1500 BC

لیکن تھامس اور یڈسن کی یہ بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ :

The Excavation has proved tnat an Extremly impressive INDIAN civilization Existed as early as the 3rd millenum BC

اس تفصیل کے بعد ضرورت اس بات کی ہے کہ سمیری طب اور ہندوستانی طب کے ثبوت کا ایک جائزہ لیا جائے۔

اس سلسلے میں مشہور مورخ جینی کا اقتباس جو اوپر گزر چکا ہے جس میں اس نے لکھا ہے۔

The people of summer occupied that southern Euphrates valleys as early as 500[0] BC and ever 8000 BC.

اس کے علاوہ ای بی کرومہار[2] لکھتے ہیں

The first peopl that we meat in the

1۔ میڈیکل ہسٹری فرام دی ارلیسٹ ٹائمس ص ۹

HISTORY OF MEDICIN P23 BY C.B. KRUVBHAR 2

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

history of civilization in Mesopotomia are sumerian. This culture belongs the fourth and 5th BC. Thus It is probable that the sumerian civilization antedated the oldest Egyptian civilization.

دوسرے مشہور مورخ دوگلس کا خیال ہے

Between the northern boundry of the mouintains of Asia minor there lies a semi circulas belt, Well watered by the great rivers Euphrates and Tigris. Here at early period proballY before 4000 BC arose the great 1st civilization known as Sumerian

بحث کے آخر میں ہم R. Combell جس نے برٹش میوزیم کے آشوری اور مصری محکمہ میں سالہا سال کی تحقیق کے بعد

Earlier Assyrian Medical text from the original in the British Museum.

کے عنوان سے مقابلہ پیش کیا تھا جس میں ۶۶۰ خشتی تختیوں کا ترجمہ کیا گیا ہے اور کریمر ایس. این ایک امریکی سائنسداں جس کو خاص طور سے قدیم ماخذ پر مہارت حاصل ہے ان دونوں کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔

چنانچہ ۱۹۶۰ء میں کریمر کے ایک ساتھی نے سب سے قدیم خشتی تختی کے متعلق لکھا ہے۔

It had probably written before 3000 BC during sumerian renissance.

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس تحقیق کے ۱۲ سال بعد کریمر نے بعض خشتی تختیوں کو پڑھنے کے لیے ایک کیمسٹ اور فارماکالوجسٹ کو طلب کیا چنانچہ ۱۹۵۲ء عیسوی میں مارٹن لیوی نے اس کی پیش کش کو قبول کر لیا اور اس طرح کریمر اور لیوی دونوں نے قدیم ترین خشتی تختی کا ترجمہ کرنے میں کامیابی حاصل کی اور خلاصے کے طور پر سب سے قدیم طبی مآخذ اور قدیم سمیری تہذیب کے متعلق لکھتے ہیں۔

The oldest medical hand book was written by anonymows Sumerian physcian who lived before 3000 BC who has collected his more valuable medical prescription for his collegues and students. He prepared a tablet of moist clay 3/4 by 6 1/4 inchs in size. He has written in this cuniform script. 1

اپنی اس تحقیق کے بعد ایس این کریمر نے ایک تحقیقی مقالہ HISTORY BEGINS AT SUMER ی کے عنوان سے لکھا اور اس میں اس قدیم تختی کے متعلق انکشاف کیا۔

This clay document, the oldest medial hand book known to man lay bruied more than four thousand years in the ruins. 2

خشتی تختیوں پر تحقیق کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ طب کی ابتدا ر ہندوستان اور بابل کے بجائے دجلہ و فرات کے مابین واقع ایک ایسے علاقہ میں ہوتی ہے جہاں سمیر نامی قوم آباد تھی اور سمیری سلطنت کے زوال کے بعد تقریباً ۲۰۰۰ سال قبل مسیح شمال و جنوب دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

۱۔ سائنس اینڈ سکرٹس ص۱۹۶

۲۔ ایضاً ص۱۹۵

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شمالی حصہ پر آشوریوں کا قبضہ ہوا اور جنوبی حصہ بابلیوں کے ہاتھ آیا اور آشور اور نینوا نامی شہر ان دونوں سلطنتوں کے مرکز قرار پائے۔

طب کی ابتدا کے مرکز کے تعین کے باوجود معلومات کی غرض سے مصری، ہندوستانی، یونانی، بابلی، ایرانی، اور چینی تمام طبوں کا تاریخی جائزہ ان کے بنیادی ذرائع معلومات اور اس دور کے طب کی خصوصیات بھی پیش کی جا رہی ہیں۔

سمیری قوم کی خصوصیات

سمیری قوم کے سفید فام اور سیاہ بال ہوتے تھے بنیادی طور سے وہ مرکزی ایشیا کے وسط میں واقع پہاڑوں کے باشندے تھے انھوں نے اپنے علاقہ کو مختلف کالونیوں میں تقسیم کر کے الگ الگ محلے آباد کر رکھے تھے اور سیلاب سے محفوظ ہونے کے لیے نہایت بلند وبالا مکانات کی تعمیر کرتے تھے۔

کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں گیہوں اور جو کی آزادانہ کاشت ہوتی تھی[1] اس کے علاوہ کھجور کے درختوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کے لیے پہیہ دار گاڑیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔

تحریر کے لیے وہ خشتی تختیوں کا استعمال کرتے تھے اور اپنی شخصی پہچان کے لیے مہریں بنواتے تھے۔

ان کے زمانہ میں طب پر جادو کا اثر نمایاں طور سے غالب تھا۔ خون کی قوت قائم رکھنے کا تصور بھی موجود تھا اس تصور کے پیش نظر جگر کو اہم ترین عضو سمجھا جاتا تھا[2] جراحت کے لیے تانبہ سے بنے ہوئے چاقوؤں کا استعمال بھی رائج تھا[3] عظیم حیثیتوں کی حامل اس قوم کے زوال ۲۰۰۰ سال قبل مسیح کے بعد بابل اور آشوری اقوام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

---

1. سائنس اینڈ سکرٹ آف ارمی میڈیسن ص ۱۹۳
2. ہسٹری آف میڈیسن ای، بی کروبہار ص ۳۶
3. ہسٹری آف میڈیسن دوگلس ص ۱۹

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مصری طب، بنیادی نظریات

صحت اور مرض خدا کی خوشنودی و ناراضگی کے عقیدہ سے آراستہ تاریخ ما قبل دور کی مصری طب کے سلسلہ میں معلومات کا سب سے اہم ذریعہ بردی نوشتہ کو تصور کیا جاتا ہے چنانچہ ان پر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصریوں کے نزدیک مرض اور موت قدرتی اور لا علاج سمجھے جاتے تھے ان کے نزدیک موت کا واقع ہونا فطری یا لازمی بات نہیں تھی بلکہ ایک بار جب زندگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو فطری طور سے ختم نہیں ہوتا اور جب تک کوئی حادثہ نہ پیش آئے موت واقع نہیں ہوتی ۔ ان کے نزدیک مرض مختلف بھوتوں اور پریتوں کے حملہ کے نتیجے میں پیش آتا تھا اور اسی حملہ کی شدت میں کبھی کبھی موت واقع ہو جاتی تھی ۔

یہ تصور بھی عام تھا کہ یہ بھوت پریت انسان کے جسم کے مختلف راستوں سے اندر داخل ہو کر انسان کی ہڈیاں توڑ دیتے تھے اور کبھی جسم کے اہم اعضاء دل ، دماغ جگر کو بیکار کر دیتے تھے ۔

مصریوں کے نزدیک ہفتہ کے چند دن منحوس سمجھے جاتے تھے جن دنوں بیماری زیادہ ہوتی تھی اور سمجھا جاتا تھا کہ ان دنوں صحت کے محافظ دیوتاؤں کی شکست کے نتیجے میں مرض واقع ہو جاتا ہے ایک دلچسپ بات یہ تھی کہ خداوندگان صحت عام لوگوں کی طرح بیماری میں مبتلا ہوتے تھے اور وہ بھی اپنے علاج کے لیے اپنے ہم پلہ خداؤں سے مدد حاصل کرتے تھے ۔ مختلف امراض کے مختلف خدا مثلاً آنکھ کے مرض کے لیے آئی سس اور سینہ کے مرض کے لیے ہورس کے نام ملتے ہیں[1] جادو ٹونے ، اور جنتر پر منحصر ہونے کے باوجود قدیم مصری طب کا شعور کچھ کم بلند نہیں تھا چنانچہ حفظان صحت کے سلسلہ میں مصری بے حد محتاط رہتے تھے اور بقاء صحت کے لیے مختلف تدابیر اختیار کرتے تھے خاص طور سے امراض شکم سے نجات حاصل کرنے کے لیے دست اور قے کا انتظام کرتے تھے گویا استفراغ کا تصور وہاں موجود تھا طہارت اور سفید پوشی مصریوں کا خاص شیوہ تھا چنانچہ جینی نے لکھا ہے کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے غسل ضرور کرتے تھے ۔

منحوس اور خراب دنوں میں حفظ ماتقدم کے طور پر وہ اپنے بازوؤں میں مختلف دوائیں اور تعویذ باندھتے تھے ۔

---

[1] ہیلنگ گاڈس جینی ص 41

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تولید کے تعین کے لیے ایک بے حد دلچسپ طریقہ رائج تھا کہ شیر مادر میں تربوز تر کر کے حاملہ کو کھلاتے تھے اگر اسے قے ہو جاتی تو تولید حمل کا یقینی ہونا تصور کیا جاتا تھا اور اگر صرف نفخ کی شکایت ہوتی قے نہ ہوتی تو گویا عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔

معالجانہ مقصد سے مصریوں کے یہاں جسم کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور علیحدہ علیحدہ اعضا کے لیے علیحدہ علیحدہ خداؤں کا تقرر کیا گیا تھا ان سب سے زیادہ شہرت شاہ سور تھرس کے عاقل ترین شاگرد امحوطب ۲۹۰۰ ق م کو حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ (۱) افکٹ (۲) ایپیس (۳) بیبا (۴) ایپٹ (۵) پاٹ ہر (۶) ہورس (7) آئی سسس (8) خونس (۹) کلھبٹ (۱۰) پنتھس (۱۱) سکھمٹ (12) ٹوٹھ (13) نیسرا یس وغیرہ کے نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں۔

اصول علاج وعلاج

امراض کے علاج کے لیے مختلف خداؤں اور دیوتاؤں کا اصول یہ تھا کہ وہ مذہب اور جادو سے ملے ہوئے چند فارمولے تیار کرتے تھے اور مختلف امراض کے علاج کے لیے مختلف خداؤں کے دربار میں درخواست دی جاتی تھی۔ یہ اپیل تقریری اور تحریری دونوں انداز کی ہوتی تھی اس اپیل کے بعد اس شعبہ کے امراض کا ماہر صحت کا خدا سرسری طور سے مرض کی تشخیص کر کے علاج کا انتظام کرتا تھا۔

سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی تھی کہ کس بھوت یا پریت کے نتیجہ میں یہ مرض لاحق ہوا ہے اس امر کی تحقیق کے بعد اسی کے برابر کے خدا سے مرض کے اثرات کم کرنے کے لیے نمازوں اور دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

اس مقصد کے لیے مختلف کلمہ اور قصے پڑھ کر اس سے مریض کو دھونی دی جاتی تھی یہ عمل دن میں ۳۔ ۴ بار دہرایا جاتا تھا دواؤں کے استعمال میں بھی جادو منتر کے اثرات استعمال کیے جاتے تھے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ اتھکس میں ۳۷ جادوئی پودوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے[1]۔

---

[1] انسائیکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ اتھکس ص ۱۱۲ ء ۲ ھ ۲ جلد سوم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ دوائیں نباتی معدنی اور حیوانی تینوں قسم کی ہوتی تھیں خاص طور سے جانوروں کا پیشاب دواؤں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ان میں سے بہت دوائیں آج بھی بطور دوا مستعمل ہیں چنانچہ ایلوا ، ارنڈ، کانیل ، پودینہ، ہڑ، تانبہ ،جستہ، نمک ،کرونده ،افیون ، دھنیا، اجوائن، دیودار اور تارپین کا استعمال بہت کثرت سے کیا جاتا تھا۔

تاہم ان دواؤں کو تیار کرتے اور استعمال کرتے وقت چند مخصوص جنتر پڑھے جاتے تھے۔

اسی طرح اور بہت سے منتر مختلف امراض کے لیے پڑھے جاتے تھے بہر حال یہ بات واضح طور سے سمجھ میں آتی ہے کہ ادویہ کی تاثیرات اور دن میں مختلف باران کے استعمال کا طریقہ اس دور میں بھی واضح طور سے موجود تھا۔

مصری طب کے ذرائع معلومات

مصری طب کی تاریخ کے سلسلے میں سب سے قدیم حوالہ جو ملتے ہیں وہ بردی نوشتہ یا Papayrus سے آگے نہیں بڑھتے۔

مصری حکمراں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ خداؤں کے شاندار اور نیک کارناموں کا سلسلہ جاری رکھیں چنانچہ حکمراں خاص طور سے طب سے دلچسپی رکھتے تھے۔

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ آئی تھوتسس نے سب سے پہلے قدیم مصری طب سے متعلق تشریحی کارنامے قلم بند کرائے تھے انھیں بادشاہان نے قدیم طبی دولت کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک قسم کی دستاویز تیار کرائی تھی جو مصر کی بردی نوشتہ کے نام سے موسوم ہے۔

یہ نوشتہ آج بھی اس دور کے طبی حالت ،اور طبی ترقیات کے ضامن ہیں۔ آج انھیں کے ذریعہ دنیا کو قدیم مصری طب سے متعلق معلومات فراہم ہو رہی ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

یہ پاپائرس خط تمثال میں لکھے گئے تھے انھیں پتھر اور نرکل سے بنے ہوئے کاغذ پر لکھا گیا ہے یہ کاغذ نرکل کی ایک خاص قسم سے تیار کیا جاتا تھا جسے عربی میں بردی اور انگریزی میں پائپارس کہتے ہیں عموماً دریائے نیل کے کنارے پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے مصر میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے ظاہر ہے اس انداز کی تحریر زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ ان کو محفوظ رکھنے کے لیے مختلف کوششیں کی گئیں سب سے نمایاں اور کامیاب کوشش جمبولین اور ینگ کی تھی جنھوں نے باقاعدہ خط تمثال کو سیکھا اور اس کے بعد باقاعدہ مطالعہ کر کے ان کی تفصیل مرتب کی۔

تمام بردی نوشتوں کی تفصیل تو ممکن نہیں ہے تاہم چند اہم طبی بردی نوشتوں کی تفصیل درج کی جا رہی ہے۔

(۱) کاہون پیپائرس KAHOON PAPYROS یہ پاپیرس کوئی دو ہزار سال قبل مسیح کا ہے اس میں امراض نسواں کے علاج کی تفصیل لکھی گئی ہے اور جانوروں کے علاج کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اس پیپائرس میں دوران حمل لڑکے اور لڑکی کے تعین سے متعلق علامات کا ذکر خاص دلچسپی کا موضوع ہے۔

(۲) ایڈون اسمتھ پیپائرس EDWIN SMITH PAPYROS کوئی ۱۶۰۰ سال قبل مسیح میں لکھا گیا ہے بعض مورخ اسے ایبرس پپائرس سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں یہ ۱۸۴ انچ لمبے اور ۱۳ انچ چوڑے تختہ پر لکھا گیا ہے۔ ہر تختہ پر پانچ سو سطریں لکھی گئی ہیں اس میں علم الجراحت کے ۴۸ کیس کے تشخیص اور علاج کے طریقے تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

(۳) ہرسٹ میڈیکل پپائرس HEARST MEDICAL PAPYRUS تقریباً ۱۴ سو سال قبل مسیح سے منسوب ہے ۱۰ صفحات پر مشتمل اس پپائرس میں مریض اور عام معالجہ سے اچھی بحث کی گئی ہے

(۴) برلن پپائرس BERLIN PAPYRUS تقریباً ۱۶۰۰ سو سال قبل مسیح لکھا گیا تھا 12 صفحات میں محیط ہے اس پپائرس میں جادوئی طریقہ علاج کی بحث کی گئی ہے۔

(5) ایبرس پیپائرس EBERUS PAPYUS بے حد اہم اور مستند پپائرس سمجھا جاتا ہے تاریخی کتابوں میں کثرت سے اس کا حوالہ ملتا ہے کوئی 1552 سال قبل مسیح لکھا گیا ہے ۱۱۰ صفحات کے اس پپائرس میں طب اور سرجری سے خاصی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

۶. لندن میڈیکل پپائرس LONDON MEDICAL PAPYRUS سب سے تازہ پپائرس ہے کوئی ۱۵۰۰ رسال قبل مسیح کا ۱۹ کالم پر مشتمل ہے طب کا تذکرہ اچھے انداز سے کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ لیڈن، کورن، پیرسس، لوری، بقلاق۔ نامی مزید طبی پپائرس کے نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں۔

بابلی طب

بابلی طب کے متعلق انسائیکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ ایتھکس کے موئف کا یہ خیال درست ہے کہ بابلی طب پر جادو کے اثرات اس قدر غالب تھے کہ طب اور جادو کو علیحدہ کرنا دشوار ہے لیکن اس پہلو کے ساتھ کھنڈرات سے برآمد شدہ خشتی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ صرف جادو پر ہی طب کا دارو مدار نہیں تھا بلکہ امراض کی تشخیص ان کی درجہ بندی اور بعض ادویہ کا استعمال عام طور سے ہوتا تھا۔

اسباب مرض

بابلیوں کے نزدیک مرض پیش آنا فطرت سے بالاتر معاملہ سمجھا جاتا تھا چنانچہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ امراض غیر مرئی دشمنوں خاص طور سے گندی روحوں، مختلف جنوں کے حملہ کے نتیجہ میں عارض ہوتے ہیں۔

ایک خیال یہ بھی تھا کہ امراض انسان کی بدعملیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے تھے۔ بیماریوں کا ایک سبب ناراض اور ناخوش خداؤں کی تنبیہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ مختلف اعضاء کے امراض کے لیے مختلف خدا ذمے دار سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً گردن کی تکلیف کا باعث اداد کو تصور کیا جاتا تھا۔

- ہاتھ کی تکلیف کالو کے حملہ سے پیش آتی تھی۔
- سینہ اور گردن کے امراض کے لیے اشتر کو ذمہ دار ٹھہرلتے تھے۔
- جلدی امراض کے لیے ایپی سو کو ذمہ دار سمجھتے تھے۔
- عورتوں کے امراض اور ڈراؤنے خواب دیکھنے کے لیے لیبارٹو کا نام لیا جاتا تھا۔
- مرگی کا سبب لیباسو کا حملہ ہوا کرتا تھا۔

مہلک امراض کے لیے اشاکو کا حملہ تصور کیا جاتا تھا۔ مرض کے لیے تصور یہ تھا کہ ان بیماریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کے بھوت مریض کے طبعی سوراخوں سے جسم کے اندر داخل ہو جاتے تھے۔

امراض کی تشخیص کے لیے بھی چند اصول وضع کیے گئے تھے چنانچہ یرقان کی جو علامات ملتی ہیں آج کے دور کی علامات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

قارورہ کے ذریعہ بھی امراض کی تشخیص کا طریقہ رائج تھا۔ صحت سے متعلق کتابوں میں درج ذیل خداؤں کے نام ملتے ہیں۔

(۱) الاتو (۲) ایا (۳) جبل (۴) کلوا (۵) اشتر (۶) مردوک (۷) نابو (۸) نیسنب (۸) کسکو (۹) سرپینٹم (۱۰) شامالنس (۱۱) سن۔

ان میں ایا، مردوک اور اشتر کا نام کتابوں میں کثرت سے ملتا ہے۔

بابلی طب کے ذرائع معلومات

قدیم بابلی طب کے ذرائع معلومات میں سب سے اہم کھنڈرات سے برآمد شدہ خشتی تختیاں ہیں جن کے مطالعہ کے ذریعہ اس دور کی طبی حیثیت کی بڑی حد تک نشاندہی کی گئی ہے جو دو ہزار سال قبل مسیح پرانی تصور کی جاتی ہے۔[1]

اس کے علاوہ مشہور مورخ دو گلس نے بابلی مہر کا تذکرہ کیا ہے جو 2300 سو قبل مسیح کے بابلی طبیب کی سمجھی جاتی ہے۔ اسی مصنف نے بابلی سلطنت کے حمورابی نامی شہنشاہ (۱۹۵۵-۱۹۶۷ء) کا تذکرہ بھی کیا ہے جس کی باقاعدہ طبی تصنیف کا ذکر بھی کتابوں میں ملتا ہے۔[2]

تاریخ الاطباء کے مصنف[3] نے لندن کے عجائب خانہ میں آسوریہ کی ایک خشتی کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح سے سات سو سال قبل لکھی گئی ہے اس کتاب میں نسخوں اور امراض کی تفصیل اچھے انداز سے بیان کی گئی ہے۔

بعض مصنفین نے ℞ کے نشان کو مردوک بابلی صحت کے دیوتا سے منسوب کیا ہے اور اسے ایک اہم تختی تاریخی سے وابستہ کیا ہے۔ حالاں کہ

1۔ جینی ہیلنگ گاڈس ص ۱۱۹

2۔ ہسٹری آف میڈیسن دو گلس ص 17

3۔ تاریخ الاطباء حکیم غلام جیلانی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

دوگلس کے مطابق یہ ℞ کا نشان مصر کے صحت کے دیوتا ہورس کی آنکھ کا نشان ہے

اصول علاج و علاج

چونکہ امراض کے اسباب جن بھوت اور ناخوش خداؤں کا حملہ سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا ان کے علاج کے لیے خدا اور صحت کے دیوتا سے بھی پناہ مانگی جاتی تھی۔

قدیم حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ ادویہ کے استعمال کے ساتھ ساتھ مختلف دعائیں اور کلمات بھی دہرائے جاتے تھے۔

ادویہ میں معدنی۔ حیوانی اور نباتی تینوں قسم کی ادویہ کا ذکر ملتا ہے چنانچہ پیاز، لہسن پام سیڈ، گوشت دودھ نمک کھجور جیسی دواؤں کا کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔

درد معدہ کے لیے پہاڑی نمک اور امونیا سالٹ کا استعمال ہوتا تھا اسے کھانا کھانے سے پہلے کھلاتے تھے گویا خالی معدہ دواؤں کے مختلف اثرات کا تصور بھی موجود تھا۔

قبض کے ازالہ کے لیے زیرہ، لہسن اور اینما کا استعمال بھی رائج تھا۔

سانپ کے کاٹے کے لیے ROOT DE NAW نامی جڑ استعمال ہوتی تھی۔

ان تمام فنی ذرائع کے ساتھ ساتھ منتر بھی رائج تھے جو مشہور ترین خداؤں جیسے آئی سو یو ایا اور مردوک وغیرہ کے ناموں سے پڑھے جاتے تھے۔

چینی طب کے بنیادی نظریات

قدامت کے اعتبار سے چینی طب کا بھی قدیم طبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ چینی طب کے

1ے دوگلس ص 20

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

موجد کے سلسلہ میں دوگلس[1] کی یہ رائے بہت مناسب ہے۔ کہ اگرچہ چینی طب کے موجد کے متعلق صحیح رائے دینا ممکن نہیں تاہم عام خیال یہ ہے کہ چین میں طب کی ایجاد 3000 سال قبل مسیح SHEN UNG شنگ نگ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

ابتدائی دور کی چینی طب کی بنیاد بھی جادو اور خیالوں اور بھوتوں سے وابستہ نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے بعد کے دور میں فلسفہ اور علم فضائیات (Cosmology) کے اصولوں پر ایک ایسا فن ظہور میں آیا جس میں نباتی دواؤں کو خاص طور سے اہمیت دی گئی ہے۔

چینی طب کے فلسفہ کے مطابق دوسری اور چیزوں کی طرح انسان بھی لکڑی، آگ، مٹی، پانی اور دھات جیسی چیزوں سے مرکب ہے۔ چینی فلسفہ میں 5 کا عدد نہایت نمایاں حیثیت کا حامل ہے چنانچہ 5 ہوائیں، 5 اعضاء، 5 رنگ 5 ذائقہ اور پانچ عناصر کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔

چین میں ایک اور Macrosome نظریہ کا فلسفہ بھی ملتا ہے جس کے مطابق نر (Yang) اور مادہ (Yin) دو متقابل چیزوں سے کائنات کو وابستہ کیا گیا ہے چنانچہ نر اشیاء میں سورج، روشنی طاقت، سختی، گرمی و خشکی آنکھوں کو گویا تمام مثبت چیزوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف مادہ اشیاء کی فہرست میں منفی کیفیات جن میں زمین، چاند، تاریکی، کمزوری، تری، ٹھنڈک کان وغیرہ کے نام ملتے ہیں ایک نظریہ کے مطابق انھیں اشیاء کا متوازن اعتدال ہی صحت کی بنیاد تصور کیا جاتا تھا[2]

ایک دوسرے نظریہ کے مطابق آگ، پانی، مٹی، دھات، لکڑی کے عناصر میں بے اعتدالی سے مرض پیدا ہوتا تھا اور انھیں کے اعتدال سے صحت برقرار رہتی تھی[3]۔

چینی طب کے ذرائع معلومات

چینی طب کے سلسلے میں معلومات ہمیں سب سے پہلے چینی طبیب اوّل کی لکھی ہوئی کتاب

1۔ ہسٹری آف میڈیسن دوگلس ص 34
2۔ ہسٹری آف میڈیسن گردھار ص 151
3۔ ہسٹری آف میڈیسن دوگلس ص 35

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

PEN سے ملتے ہیں جس میں تشو دواؤں کے تذکرہ کے ساتھ طب کے دیگر موضوعات پر خاصی بحث کی گئی ہے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب 3000 سال قبل مسیح لکھی ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن ۱۷۹۰ء میں شایع ہوا تھا۔

ایک دوسری اہم دستاویز (Nei Chung) نی چنگ کے نام سے ملتی ہے یہ کتاب ہوانگ ٹونامی طبیب (2600) قبل مسیح کے ذریعہ لکھی گئی تھی اس کتاب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چینی طب کی بنیاد اسی پر رکھی گئی ہے[2]۔

ایک تیسری کتاب گولڈن مین جسے چینی طب میں انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے۔ اونگ چی جائی نے لکھی تھی[3] اس کے علاوہ نمایاں اہمیت کی حامل کتابوں میں بخار کے موضوع پر جانگ چونگ[4] کی کتابوں کے نام بھی ملتے ہیں۔

اصول تشخیص و علاج

چین میں امراض کی تشخیص کے لیے یہ طریقہ رائج تھا کہ مریض کی نبض کو ایک تار سے بنے ہوئے آلے سے باندھ دیتے تھے اور اس آلہ کے ذریعہ مختلف امراض کی تشخیص کی جاتی تھی اس آلہ کے ذریعہ پہلے ہلکا دباؤ پھر ذرا بھاری دباؤ اس کے بعد بھاری دباؤ ڈال کر نبض معلوم کرتے تھے کردمبھار کے مطابق چینی طب میں 200 نبضوں کا ذکر ملتا ہے جن میں 26 نبضیں موت کی علامات کی نشاندہی کرتی ہیں[5]۔ علاج کے لیے تین طریقہ علاج بالابر، علاج بالدلک اور علاج باللذع رائج ہیں۔

علاج بالابر

علاج بالابر کو اکوپنکچر کہتے ہیں۔ چینی طب میں اس طریقہ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے اس طریقہ علاج میں چاندی، سونے، اسٹیل یا لوہے کی مختلف سائز کی بنی ہوئی سوئیوں کو ٹھنڈا

1۔ ہسٹری آف چائنا، مرجر ص۱۵۶
2۔ ہسٹری آف میڈیسن دو گلس ص35
3,4,5۔ ہسٹری آف میڈیسن کردمبھا ص۱۰۱، ۱۰۳

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یا گرم کھال میں داخل کرتے ہیں ان سوئیوں کو جسم میں داخل کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انھیں Vital Force کے راستوں کو جنھیں چینی اصطلاح میں چن لیتے ہیں کو چھونا ہوتا ہے۔ یہ راستے تعداد میں ۱۲ ہوتے ہیں جن کے متعلق خیال یہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست Vital اعضا سے ہوتا ہے۔ ان کو پنکچر کرنے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ان راستوں میں اگر رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے تو اسے ختم کر دیا جائے۔

یہ طریقہ علاج 2700 سال قبل مسیح سے آج تک چین کے علاوہ دیگر ترقی یافتہ ممالک میں اسی انداز سے رائج ہے۔ خود مصنف کو اتر پردیش میں واقع ضلع گونڈہ کے ایک قصبہ کرنیلگج سے 29 کلومیٹر فاصلہ پر شانتی نگر کے ایک مشن اسپتال میں اس طریقہ علاج کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے چنانچہ وہاں تعینات اٹلی کے ڈاکٹر سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ اس طریقہ علاج سے پولیو، لقوہ، فالج اور ہڈی کی ٹی بی جیسے بے شمار امراض کامیابی سے علاج کیا جارہا ہے اس علاج کے لیے بہت سے تشریحی خاکے بھی مصنف کی نظر سے گزرے ہیں۔

علاج بالدلک

انگریزی میں علاج بالدلک کو مساج تھیراپی کہتے ہیں۔ یہ بھی چینی طب کا ایک طریقہ ہے اس میں دونوں پاؤں کے تلوؤں میں مالش کرتے ہیں چونکہ اس میں جسم اور دماغی اعصاب کی شاخیں ختم ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس طرح عضو ماؤف اور تکلیف کی کیفیت کا اندازہ کرکے بیماری کا علاج کرتے ہیں۔

اس موضوع پر 29 مئی ۱۹۸۷ء کے قومی آواز کے میگزین میں حکیم شعیب احمد قاسمی کا مضمون بڑی حد تک تفصیل فراہم کرتا ہے۔

موصوف نے درج ذیل بیماریوں میں دلک کی تجاویز لکھی ہیں۔ بے خوابی کی شکایت میں دونوں قدم کے انگوٹھوں کے اندرونی حصہ کی مالش کی جاتی ہے ایک کے بعد دوسرے انگوٹھے کی ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخنوں کی مدد سے تقریباً دس منٹ تک مالش کی جاتی ہے۔

معدہ کی کمزوری اور التہاب کے لیے پیر کی چھوٹی چار انگلیوں کی ہلکی ہلکی مالش کی جاتی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

علاج باللذع

اس طریقہ علاج میں جلتے ہوئے دھات سے جسم کے مختلف مقامات پر داغتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی کافی کثرت سے اور عرصے سے استعمال ہوتا آرہا ہے۔

ایرانی طب ذرائع معلومات و بنیادی نظریات

ایرانی طب کے سلسلے میں تفصیلات عام طور سے کتابوں میں نہیں ملتیں خاص طور سے عربی ذخیرہ تقریباً خالی ہے انگریزی کی بعض کتابوں میں بے حد مختصر بیان ملتا ہے۔

ایرانیوں کے یہاں بھی مرض کا سبب ما فوق الفطرت اسباب اور روحوں کے تسلط سے وابستہ نظر آتا ہے خلاء میں رہنے والی مخلوقات کو عام طور سے ذمہ دار سمجھا جاتا تھا گناہ اور مرض کو برابر کا درجہ حاصل تھا چنانچہ گناہ کو روحانی گندگی اور مرض کو جسمانی گندگی کا نتیجہ سمجھتے تھے۔

قدیم ایرانی طب کی معلومات کا سب سے اہم ذریعہ اوستا کو سمجھا جاتا ہے اس کتاب کا وینیدی داد نامی حصہ خاص طور سے امراض، اسباب اور علاج کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

اصول علاج و علاج

علاج کے سلسلے میں دیگر قدیم طبوں کی طرح ان کے یہاں بھی خدایان صحت ہی طبیب کے فرائض انجام دیتے تھے۔

اصول علاج کے طور پر ان کے یہاں تین طریقے رائج تھے۔

چاقو سے علاج۔

پودوں سے علاج۔

مانز سے علاج۔

البتہ ایرانی طب میں طبیب کو باقاعدہ تربیت دی جاتی تھی اور اس تربیت کے بعد اخلاقی طور سے مرض کے ازالہ کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ علاج ادویہ کے ساتھ مختلف دواؤں اور نمازوں کا سہارا لیا جاتا تھا اور مقدس کتابوں کا سلسلہ اور شجرہ بھی استعمال ہوتا تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قدیم ذخیرہ معلومات اوستا کے مطابق ابتداء طب کے زمانہ میں تھریتا سب سے پرانا صحت کا دیوتا مانا جاتا تھا اس کے علاوہ مندرجہ ذیل نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں۔

(1) اہرن (2) اہرمان (3) اریدول (4) اشی (5) سستی (6) دردسپا (7) بوماو (8) منتھرا (9) فریدون (10) تشتریا (11) درتھراگانا (12) سما

یہ تمام خدایان صحت امراض کے ازالہ کے ذمہ دار سمجھے جاتے تھے

یونانی طب کے بنیادی نظریات

ایلیاڈ اور اودیسی جیسے قدیم حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ یونان کے نزدیک مرض اور موت خدا کی طرف سے بندوں پر مسلط کی جاتی تھی۔ خدا کی ناراضگی اور بندوں کی بداعمالیاں مرض کے وقوع کا سبب سمجھی جاتی تھیں ان کے علاج کے لیے بنیادی طور سے قربانیوں، دعاؤں اور نمازوں کے ذریعہ مخصوص خداؤں کے ذریعہ دعائیں مانی جاتی تھیں گویا قدیم یونانی طب بھی مذہبی اثرات سے وابستہ تھی۔

مختلف امراض کے لیے یونانی طب میں الگ الگ خداؤں کا تصور رائج تھا۔

۔ اپولو مفاجتی امراض اور موت کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔

ارتیمس عورتوں میں دماغی اعصابی امراض اور موت واقع کرتا تھا۔

۔ چوتھونائی جنون اور مرگی جیسے امراض کا سبب سمجھا جاتا تھا۔

اس طرح الگ الگ بیماریاں الگ الگ خداؤں سے وابستہ سمجھی جاتی تھیں۔

1۔ ہیلنگ گاڈس آف انشینٹ سویلائزیشن ص 196، 197

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اصول علاج و علاج

ابتدائی دور کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ مریض کو مندر میں لٹا دیتے تھے پھر اسے خواب نظر آتے تھے اور خواب میں اسے علاج کا طریقہ بتا دیا جاتا تھا۔ یونانی اصول علاج کو جیننی نے دو طریقوں میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ براہ راست طریقہ۔

2۔ بالواسطہ طریقہ۔

علاج کا بالواسطہ طریقہ

اس طریقہ میں مریض کے ہاتھ اوپر کر کے لٹا دیتے تھے اور پھر یہ تصور تھا کہ خدایان صحت باری باری مریض میں حلول کر کے مرض کا علاج کر دیں گے۔

اس سلسلہ میں طبیب اول اسقلی بوس اور اس کے قریبی ساتھیوں کے سہارے یہ عمل زیادہ آسانی سے پورا کیا جاتا تھا۔

ہاتھ پھیلاتے وقت داہنا ہاتھ ہی استعمال ہوتا تھا بایاں ہاتھ اس مقصد کے لیے بالکل استعمال نہیں ہوتا تھا۔

ہاتھ پھیلانے کا طریقہ یہ تھا کہ انگوٹھا اور کلمہ شہادت اور درمیانی انگلیاں کھلی رہتی تھیں اور دوسری انگلیاں ہتھیلی سے ملی رہتی تھیں۔

علاج کا براہ راست طریقہ

اس طریقہ میں مریض اور خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مریض کسی جگہ لیٹ جاتا تھا وہاں اسے خواب میں دواؤں کی تفصیل معلوم ہوتی اسے وہ مختلف منتروں اور دعاؤں کے ساتھ استعمال کرتا تھا اگرچہ کتابوں میں دواؤں کے نام تو نہیں ملتے لیکن جڑوں مرہموں کی اصطلاحات ضرور ملتی ہیں اس کے علاوہ بہت سے چشموں اور کنوئیں کا پانی مقدس اور صحت بخش سمجھا جاتا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یونانی طب میں صحت کے قدیم دیوتا

یوں تو صحت کے دیوتاؤں کی ایک لمبی فہرست کتابوں میں درج ہے تاہم رب الصحت استقلی جیسے عام طور سے طب کا موجد سمجھا جاتا ہے اتنی شہرت کسی کو حاصل نہیں ہوئی ابوالطب بقراط کو اسی خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے۔

استقلی بوس کے علاوہ درج ذیل خدایان صحت کے نام بھی ملتے ہیں۔

(1) امغراؤس (2) افرودلیس (3) اپولو (4) ارستیاؤس (5) ارطمیس (6) ایتھپا (7) آکسیا (8) دامیا (9) دیمیطر (10) ایلاطیا (11) ایقاؤس (12) جنطلیس (13) حارث (14) ہنگاتی۔ (15) ہیلوس (16) ہتیھاسطوس (17) ہیرا (18) ہراکلوس (19) ہرمس (20) ہائی جیا (21) آئی سس (22) لیتو (23) میلاطیس (24) موسس (25) نیمفس (26) آرفوسس (27) فرسفون (28) فوسیدون (29) سباذیوس (30) ذیوس (31) سرامنیس (32) طمیس۔

آیورویدک کی مختصر تاریخ

آیورویدک طب کو ہمارے ہندو بھائی الہامی مانتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس کی ابتدار برہماجی سے ہوئی کتابوں میں اس کی ترویج واشاعت کے بارے میں مذکور ہے کہ برہما جی سے دکھش پرجاپتی نے اس علم کو سیکھا اور دکھش پرجاپتی سے اشونی کماروں نے یہ علم حاصل کیا اور ان سے مہاراجہ اندر نے سیکھا[1]۔

برہما سے اندر تک چاروں بزرگ طب اور جراحی دونوں علوم سیکھتے رہے بعد میں اندر نے دونوں شاخوں کو الگ الگ رشیوں کو سکھانا شروع کیا چنانچہ انھوں نے بھگوان دیوداس دھنونتری والی کاشی کو فن جراحی کی تعلیم دی، جن کے شاگرد رشی سشرت کا نام تاریخ کے صفحات میں آج بھی روشن ہے اور علم طب زاہد کامل مہارشی بھرداج کو پڑھائی۔ جو بہت سے رشیوں کی تحریک پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے[2] اس سلسلے میں قصہ یوں مشہور ہے کہ دنیا میں

---

[1] مقدمہ اردو ترجمہ چرک مطبوعہ 1913ء لاہور۔
[2] اردو ترجمہ سشرت ص ٹھاکر دت شرما۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

امراض کے بڑھ جانے کی وجہ سے لوگوں کی عبادت اور تعلیم و تعلم میں خلل پڑنے لگا تھا اس لیے ان رسیوں نے کوہ ہمالہ کے دامن میں ایک دلکش مقام پر جمع ہو کر باقاعدہ طور پر بھر دواج کو اپنا نمائندہ بنا کر اندر کے پاس طب کے لیے بھیجا تھا چنانچہ جب مہارشی بھر دواج وہاں سے فارغ ہو کر آئے تو سب کو اپنا اپدیش سنایا[1] ان کے اہم شاگرد آترئی تھے جنھوں نے اپنے ۵ شاگرد اگنی ویش، بھیل، جتوکرن، پراشتر، ہاریت اور کھشارانی یادگار چھوڑے۔

حکیم غلام جیلانی نے ایک دوسری روایت کے حوالے سے لکھا ہے کہ مہاراجہ اندر نے سورگ میں بیٹھے ہوئے ایک دفعہ اس دنیا پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ دنیا میں بہت سے لوگ دکھ درد میں مبتلا ہیں تو انھوں نے دیوتاؤں کے ربانی وید مہاراج دھن دمنتری کو فرمایا کہ وہ دنیا میں جاکر لوگوں کے دکھ درد اور تکالیف دور کریں چنانچہ انھوں نے مہاراج اندر کی اس فرمائش کی تکمیل کی اور راجہ بنارس کے یہاں جنم لے کر دیوداس کے روپ میں نمودار ہو کر اس نیک کام کو انجام دیا۔ ان کی پیدائش کا حال عجیب و غریب ہے اس بنیاد پر اسے طب الہامی تصور کیا جاتا ہے[2]۔

آیورویدک کے بنیادی نظریات

اصولی طور پر طب یونانی کی طرح آیورویدک میں ارکان اور اخلاط کا نظریہ موجود ہے البتہ نوعیت عمل کے اعتبار سے خط امتیاز قائم کیا جا سکتا ہے۔

آیورویدک میں نظریہ ارکان

آیورویدک میں سات ارکان کا تصور ملتا ہے پہلے کو رس یعنی کیلوس دوسرے کو رکت یعنی خون تیسرے کو ماس یعنی لحم چوتھے کو میدیعنی چربی پانچویں کو ہاڑ یعنی ہڈی چھٹے کو منجہ یعنی مغز ساتویں کو شکر یعنی دھات یا منی کہتے ہیں۔

ان کے نزدیک ارکان کی تفصیل یہ ہے کہ غذا کھانے کے چار پہر دو گھڑی گزرنے کے بعد رس یعنی کیلوس بنتا ہے پھر خون کی پیدائش ہوتی ہے اس کے بعد چار پہر دو گھڑی کے بعد

---

[1] تکملہ ویدک ص مطبع رائے بھوانی پرشاد دہلی
[2] تاریخ الاطبا ص حکیم غلام جیلانی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چار پہر دو گھڑی کے بعد نخم پیدا ہوتا ہے اتنی ہی دیر کے بعد چربی اور اس قدر عرصہ کے بعد چربی سے استخواں پھر استخواں سے مغز اور مغز سے منی پیدا ہوتی ہے[1]

آیورویدک کا نظریہ اخلاط

اطبار ہند کے نزدیک اخلاط تین ہیں اول پت یعنی صفرا، دوم کف بلغم یعنی، سوم باد جو قریب قریب سودا کے ہے مگر اس کو بجائے خلط کے مرض مانتے ہیں۔ ان تینوں خلطوں کے علیحدہ مزاج بتائے گئے ہیں، اور اسی روشنی میں ان تینوں اخلاط کی منفرد علامات کا تذکرہ ملتا ہے[2]۔

آیورویدک کا نظریہ تت

یونانی میں ارکان کے لفظ کو آیور ویدا میں تت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ آیور ویدا میں خاک، باد، آب، آتش اور آکاس پانچ تت پائے جاتے ہیں ان تینوں کے الگ الگ مکان کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ خاک کا مقام ہڈی، گوشت اور چربی قرار دیا گیا ہے۔ اور آب کا مکان زبان، عروق، آلات بول، منی اور منی خون ہے۔

آتش کا مکان چشم اور باد کا مکان پوست اور اکاس کا مکان کان کو قرار دیا گیا ہے[3]۔

آیورویدک میں ماہیئت مرض

طب یونانی کی طرح آیور ویدا میں بھی سوء مزاج ہی مرض کا سبب ہوتا ہے چنانچہ سوء مزاج خلطی اور سوء مزاج سادہ دونوں کا تصور پایا جاتا ہے مرض مفرد اور مرض مرکب کا نظریہ بھی شامل ہے مرض مفرد اسے کہتے ہیں جس میں ایک ہی خلط کا غلبہ پایا جاتا ہے اور مرض مرکب وہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ خلطوں میں غلبہ موجود ہو[4]۔

1۔ تکملہ ویدک ص ۲۶ کوڑا مل مطبع رائے بھوانی پرشاد دہلی۔
2۔ " ص ۴۲
3۔ کوڑا مل مطبع بھوانی پرشاد دہلی ص ۱۱
4۔ اردو ترجمہ سسشرت ص ۵۸

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگر پت بات پر غالب آتا ہے تو اسے پت بات کہتے ہیں دوسری بات مع بلغم اسے بات کف یا کف بات کہتے ہیں سوم پت مع البلغم اسے پت کف یا کف پت کہتے ہیں اس ترکیب کو سودنج کہتے ہیں اور جب ترکیب تینوں خلطوں سے ہوتی ہے تو تردو کہلاتی ہے[1]۔

آیورویدا میں اصول علاج

اصول علاج یہ ہے کہ جب کوئی خلط بادٗ سے مل کر شوریدہ ہو جاتی ہے تو اسے منضج استعمال کراتے ہیں۔

منضج کی درج ذیل اقسام کا تذکرہ ملتا ہے[2]۔

گرمی آفتاب، آتش کی گرمی۔ بخار کی گرمی۔ پانی کی گرمی، لوبا تپنے کی گرمی۔ حرکت کی گرمی جس میں ضمادًا۔ طلاءً، تدابیر شامل ہیں۔

بہرحال جب کھانے پینے، لگانے سے نضج پیدا ہو جائے تو دیکھا جائے کہ وہ کس جگہ ہے پھر اس کا اخراج کیا جائے یا جذب کیا جائے اگر موذی فم معدہ میں ہو تو قے کرائیں اگر قعر معدہ میں ہے تو مسہل استعمال کرائیں اگر امعاء میں ہو تو حقنہ دیں اگر سر اور حلق میں ہو تو تعرز کریں اگر جلد میں ہو تو ضمادات سے کام لیں۔

بطور خلاصہ امراض جسمانی کے ازالہ کی درج ذیل شکلیں ہیں[3]۔

پہلا طریقہ سودھن کہلاتا ہے۔

(1) ریچک یعنی مسہل

(2) بستی کرم یعنی حقنہ کرنا۔

(3) بمن کریا یعنی قے کرانا۔

(4) ناس اور سعوط غرغرہ وغیرہ

دوسرا طریقہ سمن کہلاتا ہے اس میں بجائے خود مادہ موذی کو مختلف تدابیر سے تحلیل کرتے ہیں۔

---

1. تکملہ ویدک ص 9 کوڑا مل
2. اردو ترجمہ سشرت ص 7
3. اردو ترجمہ چرک ص 14

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آیورویدک میں مضامین کی تقسیم

اردو ترجمہ سشرت میں مہاراجہ دھنوتری کے حوالہ سے آیورویدک کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ شلیہ تنتر اس شعبہ میں جراحت کے ذریعہ جسم کے اندر بیرونی اشیاء یا خراب مادہ کو بذریعہ آلات خارج کرتے ہیں۔

2۔ شالاکیہ تنتر اس شعبہ میں گلے کے اوپر، کان ناک منہ اور آنکھ وغیرہ کے امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

3۔ کائے چکتسا اس شعبہ میں عام جسمانی امراض کا علاج ہوتا ہے۔ خاص طور سے بخار پاگل پن، مرگی، جذام وغیرہ کا علاج ہوتا ہے۔

4۔ بھوت ودیا اس شعبہ میں دیو، راکشس، ناگ اور جن و آسیب کا علاج ہوتا ہے۔

5۔ مار بھرت اس شعبہ میں بچہ کی نگہداشت اور ان کے امراض کا علاج ہوتا ہے۔

6۔ اگد تنتر اس شعبہ میں تمام زہروں اور اس کے تریاق سے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں

7۔ رسائن تنتر رسائن کو انگریزی میں ٹانک اور یونانی میں اکسیر کہتے ہیں اس شعبہ میں مقوی اور محافظ صحت تدابیر سے بحث کی جاتی ہے۔

8 باجی کرن تنتر اس شعبہ میں ضعف باہ۔ جریان اور دیگر امراض تولید کا علاج ہوتا ہے

آیورویدک میں امراض کی قسمیں

آیورویدک میں چار قسم کے امراض کا تذکرہ کیا گیا ہے

آگنتک روگ (امراض ظاہریہ) وہ امراض ہیں جو چوٹ، جلنے، کٹنے، آگ، سردی وغیرہ جیسے بیرونی اسباب سے پیدا ہوتے ہیں۔

شاریرک روگ وہ امراض ہیں جو کھانے پینے کی بے اعتدالی اور صفرا، بلغم خون اور وغیرہ کے فاسد ہونے سے ہوتے ہیں۔

سوبھاوک روگ وہ امراض ہیں جو بھوک پیاس اور بڑھاپے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آیورویدک علاج بالجراحت

آیورویدک طب میں علاج بالدواء اور علاج بالتدابیر کے ساتھ علاج بالجراحت کا سلسلہ بھی بے حد قدیم ہے کتابوں میں ملتا ہے کہ ایک جنگ میں زخمی سپاہیوں کے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو اشونی کمار جوڑ دیتے تھے اسی طرح کے اور دوسرے واقعات بھی اشونی کماروں سے منسوب ہیں چنانچہ آیورویدک میں سشرت کے نام سے جراحت پر ایک جامع کتاب دور قدیم سے رائج ہے اس کتاب میں تمام جراحتوں کی تدبیریں تفصیل سے درج ہیں اور ان کے آلات بھی باتصویر لکھے گئے ہیں۔ یقیناً آیورویدک طب دوسری طبوں کے مقابلہ میں علم الجراحت میں بہت آگے ہے خاص طور سے قدامت کے اعتبار سے تو دوسری طبوں سے بہر حال مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

آیوروک کے مشاہیر علماء

چرک علم ویدک کا ایک بے حد مشہور ابتدائی مصنف ہے اس کے صحیح دور کا تعین بہت دشوار ہے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ چرک آغاز دنیا کے وقت موجود تھا۔ ثبوت کے طور پر پانتی کی کتاب آشٹا دھائی میں چرک کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

ایک فرانسیسی محقق سلوین لیوی نے چینی ذرائع سے پتہ لگایا ہے کہ چرک کا نام کا ایک طبیب راجہ کنشکا کا روحانی معلم تھا اور راجہ کنشکا غالباً دوسری صدی میں راج کرتا تھا لیوی کا خیال ہے کہ یہی چرک مشہور و معروف چرک سنگھتا کا مولف تھا۔

حکیم غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ممکن ہے یہ چرک دوسرا ہو اگر صرف نام کا لحاظ رکھا جائے تو چرک سنگھتا کا مصنف بہت پرانا ثابت ہو سکتا ہے مثلاً ویدوں میں چرک کا نام بطور کنیت درج ہے اور پانتی نے اپنی کتاب صرف و نحو میں لکھا ہے۔ کہ چرکوں یعنی تابعین چرک کو اس کنیت سے پکارا جانے کا کیا قاعدہ ہے پھر چرک کی کتاب میں ہندی حکمت یا فلسفہ کو جن دو شاخوں یعنی نیائے اور وشے شک کا ذکر پایا جاتا ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ چرک سنگھتا اس زمانہ میں لکھی گئی ہوگی جس زمانہ میں فلسفہ مذکور کی ابتدا تو ہوگئی تھی مگر اس کے اندر وہ شستگی نہیں ملتی جیسے ہم واضح طور سے گوتم کے بنائے ثناستر اور کناڈ کے وشے شک شاستر میں دیکھتے ہیں محققین گوتم بدھ کا زمانہ ۵۰۰ برس قبل مسیح اور کناڈ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا زمانہ اس سے بھی زیادہ پرانا قرار دیتے ہیں الغرض اس سے بھی چرک کی قدامت ثابت ہوتی ہے[1]۔

ایک اور بات اس بحث میں مفید ہو سکتی ہے کہ چرک اپنی کتاب میں صرف انھیں دیوتاؤں اور منتروں کا ذکر کرتا ہے جو کہ ویدوں میں پائے جاتے ہیں لیکن پرانوں کے دیوتاؤں کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا بہر حال ان تمام باتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چرک پراتوں سے زیادہ پرانا ہے اور یورپین مصنفین کھینچ تان کر زمانہ بعد مسیح بتاتے ہیں وہ مغالطہ میں مبتلا ہوتے ہیں[2]

ڈاکٹر او پی جگی کا خیال ہے کہ چرک دو سو سال قبل مسیح سے لے کر دوسری صدی عیسوی کے درمیان پیدا ہوا ہوگا تاہم زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ چرک پہلی صدی عیسوی کے درمیان پیدا ہوا ہوگا[3] اس کی مشہور ترین تصنیف چرک سنگھتا ہے۔

چرک سنگھتا پر ایک نظر

ہندی طب پر جامع اور قدیم کتاب ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ چرک اس کتاب کو مکمل نہیں کر سکا تھا اور اس کے آخر کا ایک تہائی حصہ کپی بل کے بیٹے وڑبل نے لکھا تھا۔

چرک درج ذیل آٹھ حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ سوترا (2) ندانا (3) وسانا (4) اندریا استھان (5) چکتسا استھان (6) کلپا (7) سندھی (8) شاریرا استھان۔ اس کے بعد ہر حصہ کو متعدد فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

راقم السطور کے پیش نظر چرک کا اردو ترجمہ ہے جسے آیورویدک فارماسیٹیکل کمپنی لاہور نے فروری 1961ء میں شایع کیا ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب آیورویدک کی کلیات، علم الادویہ مرکبات اور امراض پر ایک جامع تصنیف ہے۔

1۔ تاریخ الاطبا ص 856 حکیم غلام جیلانی

2۔ تاریخ الاطبا ص 856 " " "

3۔ انڈین سسٹم آف میڈیسن ص 43 ڈاکٹر او پی جگی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چرک سنگھتا کے تراجم

خلفائے عباسیہ کے عہد میں بہت سی آیورویدک کتابوں کے ساتھ چرک کا بھی عربی میں ترجمہ کیا گیا عبداللہ بن علی نے اس کتاب کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا تھا۔ زکریا رازی نے اپنی کتاب الحاوی اور ابن بیطار نے کتاب الجامع لمفردات میں شارک کے عنوان سے متعدد حوالے نقل کیے ہیں اس کے علاوہ چرک کے لاطینی اور انگریزی ترجمہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے چرک کے کئی اردو ترجمہ بھی شایع ہو چکے ہیں۔ راقم السطور نے جو اردو ترجمہ دیکھا ہے اس کے علاوہ سردی لعل ویدراج کے اردو ترجمہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

چرک سنگھتا کی شرحیں

چرک سنگھتا کی بہت سی شرحوں کا تذکرہ کتابوں میں کیا ہے۔ اہم ترین تشریحات حسب ذیل ہیں۔

چرک تات پریٹیکا کے نام سے چکر پانی دت نے شرح کی۔
ہیم چندر، ہرنس چندر اور داسو چندر نے بھی اس کی شرحیں لکھی ہیں۔
پنڈت گنگا دھر کوی رتن نے جلپ کلپ کے نام سے بھی اس کی اس کی شرح لکھی ہے۔

سشرت

سشرت کے صحیح دور کا تعین آسان نہیں ہے مورخین میں اختلاف ہے۔ بعض اسے چرک سے بھی زیادہ قدیم مانتے ہیں[1] کاتیاین کی وارتکا میں نامی کتاب میں بھی سشرت کا تذکرہ ملتا ہے یہ کتاب حضرت مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے لکھی گئی ہے اس حساب سے سشرت کا زمانہ بہت قدیم ثابت ہوتا ہے بعض کا خیال ہے کہ سشرت اگنی ویسا کے دور میں زندہ رہا ہو گا[2]

---

1. تاریخ الاطبا ص ۱۶۹ حکیم غلام جیلانی
2. انڈین سسٹم آف میڈیسن ص ۲۰ ڈاکٹر جگی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یورپین مصنفین اسے پانچویں صدی عیسوی کا طبیب مانتے ہیں[1] تاریخی حوالوں میں اس قدر تضاد ہے کہ فیصلہ کن بات کہنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے باپ کا نام دشوامتر تھا حوالوں میں مذکور ہے کہ اپنے باپ سے اجازت لے کر ۱۰۰ اور بھائیوں کے ساتھ علم آیورویدک کے حصول کے لیے کاشی گیا تھا جہاں مہاراج دیوداس سے طب سیکھا۔

سشرت طب آیورویدک کا اولین سرجن تھا اس کے علاوہ ملیریا طاعون نفث الدم کھانسی اور عام بخاروں کے معالجہ کے سلسلہ میں بھی اس کی مہارت کا تذکرہ ملتا ہے چیچک کا تذکرہ بھی اس کے معالجہ میں ملتا ہے۔ مرہموں، سعوط، بھپارے اور حمام سے متعلق بھی اسے معلومات حاصل تھیں[2]۔

اس کی اہم ترین کتاب سشرت سمھتا ہے جو سرجری پر ایک جامع تصنیف ہے سرجری کے علاوہ بحیثیت طبیب بھی اس کا مرتبہ بہت بلند تھا آیوروید میں بحیثیت سرجن سشرت کا اور بحیثیت ماہر امراض یا طبیب چرک کا نام نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔

سشرت سمھتا پر ایک نظر

سشرت کے اصل کے متعلق بھی قطعی رائے دینا آسان نہیں ہے کیوں یہ کتاب متعدد ترمیمات و تبدیلیوں کے بعد ہم تک پہونچی ہے خود سشرت نے سوتراستھان کے تیسرے ادھیائے کے شروع میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی کتاب کو ۵ حصوں اور ۱۲۰ ابواب میں تقسیم کیا ہے پس اتر تنتر جس کے ۶۶ ابواب میں یہ سب ناگارجن کے لکھے ہوئے ہیں[3] شارح سشرت کا خیال ہے کہ جے جٹھ اور گیا داس وغیرہ شارحین سشرت نے بھی اس میں کافی ترمیم کی ہے۔

بہر حال سشرت پہلا شخص تھا جس نے ہندی فن جراحی کے مسائل کو اپنی کتاب سشرت سمھتا میں یکجا جمع کر دیا ہے۔

1۔ ہسٹری آف میڈیسن ص ۲۶ ای بی کرومبھار
2۔ اے ہسٹری آف میڈیسن ص ۲۳ دوگلس گتھری
3۔ تاریخ الاطبا ص ۱۶۵ حکیم غلام جیلانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

راقم السطور کے پیش نظر سشرت کا اردو ترجمہ ہے جسے ٹھاکر دت شرما نے نہایت سلیس زبان میں پیش کیا ہے۔
سشرت کا شلیہ تنتر پر مشتمل حصہ درج ذیل پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔

1. سوترا استھان
2. ندانا استھان
3. ساریرا استھان
4. چکتسا استھان
5. کلپا استھان

اردو ترجمہ ۱۶ ادھیائے پر تقسیم کیا گیا ہے اس کتاب کے شروع میں آیورویدک کی مختصر تاریخ، دھنونتری کے ذریعہ امراض کی تقسیم اصول علاج اور عام معالجہ سے بحث کی گئی ہے۔
اس کے بعد علم الجراحت کے جملہ شعبوں سے تفصیلی بحث کی گئی ہے۔
چیر پھاڑ کے علاوہ جونک لگانے، پچھنا اور سنگھی لگانے کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے تمام آلات جراحی کی تصاویر کے ساتھ مفید مرکب اور مفرد ادویہ کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے ادویہ مفردہ کے سلسلے میں سات سو ۷۰۰ نباتی پودوں کی تفصیلات شامل ہیں۔

سشرت سمھتا کی شرحیں

اس کتاب کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں قدیم ترین شرح چکر پانی دت (متوفی ۱۰۶۰ء) کی لکھی ہوئی ہے اور بھانومتی کے نام سے موسوم ہے ایک اور شرح نبندھ سنگھرا کا نام ملتی ہے یہ کافی مشہور ہے اور اس کا مصنف دلونہ تھا۔
ان کے علاوہ اہم شارحین جے جٹ آچاریہ، گیا داس آچاریہ بھاسکرا چاریہ اور مادھوا چاریہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔

۱؎ انڈین سسٹم آف میڈیسن ص ۶۷ ڈاکٹر جگی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چرک سمہتا کے تراجم

اہمیت کی بنا پر اس کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ عربی ترجمہ خلیفہ منصور کے عہد میں یعنی ساتویں صدی عیسوی میں کیا گیا ہے۔ مشہور طبیب زکریا رازی کی کتاب الحاوی اور ابن بیطار کی کتاب المفردات میں اس کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں اس کے علاوہ اردو، ہندی، لاطینی اور انگریزی تراجم کی اشاعت کی اطلاع بھی ملتی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یونانی طب ماقبل بقراط

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبیب اوّل اسقلی بوس کے استاد

حضرت ادریس علیہ السلام

اسقلی بوس کے طبیبِ اوّل ہونے پر اکثر قدمار متفق ہیں[1]۔ تاہم اس بات کے بھی کچھ کم حوالے نہیں ملتے کہ اسقلی بوس حضرت ادریس علیہ السلام کا شاگرد تھا[2]۔ لہٰذا شاگرد کے بعد استاد کا تذکرہ شاگرد کے بعد مناسب نہ سمجھتے ہوئے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

نام ونسب و پیدائش

آپ کا اصل نام ہرمس اوّل ہے[3]۔ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی عطارد کے ہیں عبرانی آپ کو اخنوخ کہتے تھے عربی میں آپ کا نام ادریس تھا اسی نام سے قرآن مجید میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔

سلسلہ نسب اس طرح ہے ادریس بن یارد بن مہلائل بن قینان بن انوش بن شیث

---

1. عیون الانبا ابن ابی اصیبعہ جلد اوّل ص 16
2. " " " " ص 16
3. تاریخ الحکماء ص 19 ترجمہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بن آدم اس طرح پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ سلسلہ نسب کو اگرچہ قطعی اور مستند تو نہیں کہہ سکتے لیکن تاریخ کی 2 اہم کتابوں تاریخ الحکما[1] و عیون الانبا[2] میں اسے نقل کیا گیا ہے۔

آپ کی جائے پیدائش مختلف فیہ ہے ایک گروہ کا خیال ہے کہ آپ بابل میں پیدا ہوئے صاحب عیون الانبا نے آپ کی جائے پیدائش مختار الحکم کے حوالہ سے مصر کے ایک شہر منف کی لکھی ہے[3] یہ شہر مصر کا قدیم دار الخلافت تھا قطبی زبان میں یہ مافہ کے نام سے مشہور تھا آج کل منف قاہرہ سے کوئی پچاس میل دور شمال مغرب میں ایک ریلوے اسٹیشن کا نام ہے[4]۔

حلیہ و عادات

آپ کا قد اونچا اور پیشانی چوڑی تھی چہرہ نہایت خوبرو اس پر گھنی داڑھی بڑی خوبصورت لگتی تھی خدوخال میں بے پناہ ملاحت تھی سینہ اور کندھے چوڑے تھے۔ زیادہ تر خاموشی پسند فرماتے تھے متانت پسند تھے چلتے وقت عموماً زمین پر نظریں جھکائے رہتے تھے

علم و فضل

ابن ابی اصیبعہ نے ابو معشر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ادریسؑ پہلے شخص تھے جنھوں نے علم نجوم سے متعارف کرایا، سب سے پہلے عبادت گاہ بھی آپ ہی نے بنوائی تھیں۔ علم طب کے سلسلہ میں پہلے گفتگو آپ ہی نے کی اسی کا بیان ہے کہ طوفان نوح سے سب سے پہلے آپ ہی نے آگاہ کیا[5]۔

1۔ عیون الانبار جلد اول ص17

2۔ تاریخ الحکمار ص2

3۔ عیون الانبار جلد اوّل ص17

4۔ حاشیہ تاریخ الحکما از مترجم ص19

5۔ عیون الانبار جلد اول ص17

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قفطی نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس پر ۳۰ کتابیں نازل ہوئی تھیں اور آپ پہلے انسان تھے جس نے کپڑے سیے اور پہنے[1]

مواعظ و نصیحتیں

آپ کی اہم نصیحتیں حسب ذیل ہیں۔

★ ایمان و صبر سے کامیابی ملتی ہے۔
★ سعادت مند وہ ہے جو اپنا محاسبہ خود کرے۔
★ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔
★ جھوٹی قسم مت کھاؤ جھوٹے کو قسم مت دلاؤ
★ ذلیل پیشہ کبھی مت اختیار کرو۔
★ بادشاہ کی فرمانبرداری تمہارا فرض ہے بڑوں کے ساتھ انکساری لازمی ہے۔
★ دولت فانی ہے اس بنیاد پر کسی سے حسد نہ کرو[2]

وفات

مختلف کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ صرف بیاسی برس زندہ رہے ایک روایت کے مطابق آپ ۳۶۵ سال زندہ رہے زیادہ تر آپ کا قیام صعید مصر میں رہا وہاں آپ نے اہرام بنوائے تھے تاکہ طوفان نوح سے اس کے اثرات مٹ نہ سکیں۔

مشہور ہے کہ ہرمس اول (حضرت ادریسؑ) مصر سے نکل کھڑا ہوا اور تمام زمین کی سیاحت کے بعد بیاسی سال کی عمر میں واپس آیا اور یہیں آپ کا رفع جسمانی یا وفات ہوئی[3]

---

1. تاریخ الحکماء ص ۱۲
2. تاریخ الاطباء حکیم غلام جیلانی ص ۱۷
3. تاریخ الحکماء ص ۹

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبیب اوّل اسقلی بوس

نام ونسب وجائے پیدائش

اسقلی بوس معرب ہے اس کا لاطینی نام AscLEPIos ہے جمال الدین قفطی نے بقراط کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسقل بیاس یونانی لفظ نوروزیت سے مشتق ہے[1]۔ صاحب عیون الانبار نے اسقلی بوس بن زیوس لکھا ہے[2] اور بقراط کو اس کی ۱۷ دیں اولاد بتایا ہے۔ اس کی جائے پیدائش بھی مختلف فیہ ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی سکونت یونان میں تھی یہی زیادہ صحیح ہے بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ صوبہ تھسلی کی وادی بینوس میں پرورش پائی نیز ہرمس اوّل حضرت ادریسؑ کا شاگرد تھا گمان غالب یہ ہے کہ اس کا دور طوفان نوح سے پہلے کا رہا ہوگا۔

تاریخ الاطبار کے مصنف حکیم غلام جیلانی نے اسقلی بوس کے 2 بیٹوں ماخون اور بدرلیوس اور دو بیٹوں بائی جیا اور نبتیہ کا ذکر کیا ہے[4]۔

عادات واطوار

تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ اسقلی بوس بڑا ذہین سلیم الطبع اور محنتی تھا علاج ومعالجہ کا اسے قدرتی شوق تھا۔ اس نوے سال کی عمر پائی۔ پچاس برس تعلیم وسیاحت کے گزرے باقی ۴۰ سال علم وعمل کی زندگی بسر کیے ابن جلجل نے جالینوس کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ نے اسقلی بوس سے کہا کہ تمہیں انسان کہ کر پکارنے سے اچھا ہے تمہیں فرشتہ کہوں انھیں عادت واطوار کی بنا پر جالینوس چاہتا تھا کہ کاش میں اسقلی بوس بن جاتا۔

---

1. تاریخ الحکمار ص ۳۰
2. عیون الانبار، جلد اول ص ۱۵
3. فرنٹیرس آف میڈیسن ص ۷
4. تاریخ الاطبار ص 246

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسی عظمت کے پیش نظر بقراط اپنی وصیت میں کہتا ہے کہ اے بچو میں تمہیں خالق کائنات اور اپنے محترم باپ اسقلی بوس کی قسم دلاتا ہوں خود پرہیزگار تھا اور پرہیزگاری و پاکیزگی کو بہت پسند کرتا تھا اسی لیے وہ اخلاق حسنہ سے عاری لوگوں کو طب کی تعلیم کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

علم و فضل

طب سے اسقلی بوس کو بڑی دلچسپی تھی بعض اطبا ء نے لکھا ہے کہ اسی دلچسپی کی وجہ سے وہ تجربہ کرتے کرتے اس قدر ماہر ہو گیا تھا کہ مریض کی صورت دیکھتے ہی مرض بتا دیا کرتا تھا جالینوس اور دوسرے اطباء نے اسے الہامی طبیب بتایا ہے افلاطون کا خیال ہے کہ اسی الہامی طب کی بدولت وہ جس مریض کو قابل صحت سمجھتا تھا اس کا علاج کرتا تھا ورنہ واپس کر دیتا تھا اس کے متعلق بہت سے قصے اور کہانیاں منسوب ہیں اکثر تو ایسی ہیں جن پر عقل و فراست یقین نہیں کرتی غالباً اسی طرح کی روایات کی وجہ سے لوگوں نے اس کی عبادت شروع کر دی تھی۔

جمال الدین قفطی[1] نے افلاطون کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک دن اسقلی بوس عبادت و پرستش میں مشغول تھا اس کے پاس ایک حاملہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ بچہ کے متعلق معلومات کی غرض سے حاضر ہوئی تو اس نے عورت سے کہا تمہارا شوہر آفتاب کی عبادت میں مشغول تھا اسی درمیان تم نے بدکاری کی ہے نتیجہ میں جو لڑکا ہوگا بدشکل ہوگا چنانچہ مذکور ہے جب لڑکا پیدا ہوا تو اس کے دونوں ہاتھ اس کے سینہ میں گھسے ہوئے تھے۔ اسقلی بونس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس کے پاس ایک خطمی کی لاٹھی تھی جسے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اس پر سانپ کی شکل بنی ہوئی تھی جالینوس کا خیال ہے کہ چونکہ خطمی کی تاثیر معتدل ہے اس لیے اسے وہ اپنے پاس رکھتا تھا اور سانپ کی شکل اس لیے بنی تھی کہ سانپ کی عمر سب سے زیادہ ہوتی ہے اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ علم و فن کی دولت کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی۔

---

[1] تاریخ الحکماء ص 32

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب کے لیے کتابوں میں ملتا ہے کہ ابتدا میں اس نے صرف اپنے قریبی عزیز داروں کو ہی اس کی تعلیم دی لیکن بعد میں اس کا سلسلہ وسیع ہو گیا تھا چنانچہ بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ اس کے ۱۲ ہزار سے زائد شاگرد تھے[1]

وفات

اس کی وفات کے متعین سال وزمانہ کا تذکرہ تو کتابوں میں نہیں ملتا لیکن مختلف روائتیں اس سے وفات سے متعلق مشہور ہیں چنانچہ بقراط کا کہنا ہے کہ اسقلی بوس نور کے ستون میں بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑ گیا۔

حکیم غلام جیلانی نے اس طرح لکھا ہے کہ فرشتے بحکم خدا ایک آتشی ستون میں رکھ کر عالم بالا کی طرف اُٹھائے گئے۔

اسقلی بوس کا مجسمہ

اہل یونان نے اسقلی بوس کا جو مجسمہ تیار کیا تھا اس کی شکل کے بارے میں معمولی اختلاف کے علاوہ زیادہ مورخین نے درج ذیل حلیہ پر اتفاق کیا ہے۔

لمبی داڑھی، سر پر بال تھے جو چوٹی کی طرح گندھے ہوئے تھے آستین چڑھائے ہوئے (گویا طبیب ہر وقت خدمت کے لیے تیار ہے) ہاتھ میں ایک لکڑی ہے جو خطمی کی لکڑی کی طرح دکھتی ہے اس پر سانپ کی تصویر بنی ہوئی ہے سر پر غاران کے درخت کا تاج بنا تھا۔

ان تمام نمونوں کی مصلحتوں کے بارے میں تاریخ الاطبار کے مصنف نے بڑا جامع تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

۱۔ بڑی داڑھی بڑھاپے کی علامت ہے یعنی طبیب کی عمر لمبی ہوتی ہے یا یہ کہ تجربہ عمر طویل میں حاصل ہوتا ہے آستین چڑھانے کا مطلب چستی اور مستعدی ہے۔ درخت خطمی اور سانپ کی مصلحت اوپر لکھی جا چکی ہے جس درخت کا سر پر تاج تھا وہ زہریلے اثرات کے لیے بے حد مفید ہے۔

---

[1] عیون الانبا جلد اول ص۱۷

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسقلی بوس کی نصیحتیں

★ اپنے سامنے کے زمانے کی برائیاں کرنے والے اس کے گزرنے کے بعد ماضی کی تعریف کرتے ہیں اور مستقبل کا رونا روتے ہیں

★ بے علم عابد کی مثال کولھو کے بیل کی سی ہے جو دن بھر چکر لگاتا ہے لیکن اس کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔

★ مشہور ہے کہ کسی نے اس سے دریافت کیا کہ دنیا کیا ہے اس نے جواب دیا۔

گزرا ہوا کل فرصت کا دن تھا حال کام کرنے کا دن ہے اور مستقبل آمید اور ارادر آرزؤں کے لیے ہوتا ہے۔

یہ چند نصیحتیں کس قدر جامع ہیں اس کے بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ان سے اسقلی بوس کی عالمانہ صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً انھیں صلاحیتوں کی بنا پر دور گمراہی میں لوگوں نے اس کی عبادت شروع کر دی ہوگی۔

ابتدائی دور کے آٹھ مشہور اطبا

مختلف کتابوں میں مختلف حوالوں سے اسقلی بوس اور جالینوس کے مابین دور کے آٹھ مشہور اطبا کا تذکرہ ملتا ہے مورخین نے انھیں چونکہ طب کا ستون قرار دیا ہے لہٰذا ان کی اہمیت کے پیش نظر علیحدہ عنوان کے تحت ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

جمال الدین قفطی نے اسقلی بوس اور جالینوس کے درمیان وقفہ کی مدت یحیی نحوی کے حوالہ سے ۵۵۶۰ سال اس ترتیب سے لکھی ہے۔

پہلا طبیب اسقلی بوس ہے جس کی وفات اور دوسرے طبیب غورس کی ولادت تک 856 اور غورس کی وفات سے تیسرے طبیب مینس کی ولادت تک ۵۶۷ سالوں کا وقفہ حائل ہے۔ مینس کی وفات اور چوتھے طبیب برمانیدس کی ولادت تک 715 سالوں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے برمانیدس کی وفات اور پانچویں طبیب افلاطن کی ولادت کے درمیان تک 735 سالوں کا عرصہ پایا جاتا ہے افلاطن کی وفات اور چھٹے طبیب اسقلی بوس دوم کی ولادت میں ۱۶۲۰ سالوں کا وقفہ ملتا ہے اس طرح اسقلی بوس دوم کی وفات اور ساتویں طبیب بقراط کی ولادت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں ۶۵ سال اور بقراط کی وفات اور آٹھویں طبیب جالینوس کی ولادت ۶۶۵ سالوں کا ذکر کتابوں میں کیا ہے۔

ان اہم اور مشہور اطبار میں بعض کے حالات سے تاریخ کے صفحات یکسر خالی ہیں تاہم ان کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے اگرچہ صاحب عیون الانبار نے ان اطبار کا دور کے تسلسل کے ساتھ تذکرہ کیا ہے لیکن بہرحال یقینی طور سے بات نہیں کہی جا سکتی۔

ان آٹھ اطبار میں اسقلی بوس کا ذکر ہو چکا ہے باقی اطبا میں جالینوس اور بقراط کو چھوڑ کر دوسروں کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔ ان دونوں اطبا کے حالات ان کے دور کے تذکرہ کے ساتھ لکھے جائیں گے۔

غورس

یہ طب کے ابتدائی دور کا دوسرا اہم حاذق طبیب تھا بہت دور اندیش اور ذہین آدمی تھا۔ بقول یحیٰ نحوی اس کی طبی مہارتوں کی وجہ سے تمام طبی معاملات میں اس کی اتباع کی جاتی ۷۶ سالہ زندگی میں ابتدائی ۱۷ برس تعلیم و تربیت میں گزارے باقی ۵۹ درس تدریس میں بسر کیے صاحب عیون الانبار۱؎ کے مطابق اسقلی بوس اور غورس کے درمیان درج ذیل مشہور اطبار بھی گزرے ہیں

(۱) سوروندوس (2) مانیوس (۳) ساوثاس (۴) مساندس (۵) دسقوریدوس (۶) سیتقلوس (۷) سمریاس (۸) انطیماخس (9) فلفیوس (۱۰) اغامینس (۱۱) ایرقلس (12) اسطورس۔

غورس کے بہت سے شاگرد تھے جنھیں اس نے طب و حکمت کی تعلیم دی ان میں سے بعض مشہور اطبار کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) مرقس (2) جورجس (3) ماسطس (۴) قوسس (5) ماباس (۶) ارسطراطس اول (7) ستقیروس۔

ان تمام اطبار نے طب میں قیاس و تجربہ کے ذریعہ نمایاں خدمات انجام دیں۔

۱؎ عیون الانبار جلد اول صفحہ 22

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مینس

ابتدار طب کا تیسرا مشہور طبیب تھا اپنے دور کا مستند طبیب سمجھا جاتا تھا۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اور غورس کے درمیان ۵۲۵ برس کا وقفہ حائل تھا اس نے ۹۷ سال کی عمر پائی ۷۹ سال یعنی عمر کا زیادہ تر حصہ حصول علم و سیر سیاحی میں گزار دیا اس کے بعد مختلف علوم وفنون کے حصول کے بعد تعلیم و تدریس کا کام شروع کیا۔

مینس اور غورس کے درمیانی عہد میں متعدد اطبار کے نام ملتے ہیں جن میں ابیقورس، سقوریدوس دوم، اخطیفون، اسقورلیس، مرادس، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مینس کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جن میں قنطرطس، امینس، سوانس وغیرہ اہم ہیں ان لوگوں کا نظریہ تھا کہ محض تجربہ پر عمل نہ کیا جائے بلکہ قیاس کو ساتھ ضرور رکھا جائے کیوں کہ بلا قیاس کے تجربہ نقصان دہ بھی ہوسکتا ہے۔

برمانیدس

آغاز طب میں چوتھا اہم طبیب تھا بالکل علیحدہ نظریہ کا قائل تھا اس کے نزدیک تجربہ اور قیاس دونوں پر عمل کرنا خطرہ سے خالی نہیں تھا اس کا خیال تھا کہ صرف قیاس پر عمل کرنا چاہیے۔

اس طبیب اور مینس کے مابین 7/5 سال کا وقفہ تھا اس درمیان بھی درج ذیل اہم اطبار کے نام ملتے ہیں۔

(۱) سمالنس (2) غوانس (3) اسطفانس (۴) انیقولس (۵) ساوراس (۶) حوراطمیس (7) ساموس (8) افیطافلون (۹) فولوس (۱۰) سویازوس۔

برمانیدس نے ۷۰ سال کی عمر پائی 25 سال تعلیم و تعلم میں کٹ گئے۔ اور ۱۵ سال تک اس نے اس نے اپنے نظریہ کے مطابق طب کی تعلیم دی اس کے تین شاگردوں تاسلس (2)، افرن اور ذیوفیلس کے نام کتابوں میں ملتے ہیں۔

ان تینوں میں نظریاتی اختلاف پیدا ہونے کی وجہ سے 3 علیحدہ علیحدہ فرقے پیدا ہوگئے تھے ایک فرقہ افرن کا تھا جو صرف تجربہ کو درست مانتا تھا اور اس کی ترویج و اشاعت کا کام کرتا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا فرقہ ذیوفیلس کا تھا جو صرف قیاس کی صحت پر یقین کرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کی اسی نظریہ کی تعلیم دیتا تھا۔

تیسرا اثاسلس کا فرقہ تھا جو حیل یعنی تدابیر کے ذریعہ طب کے علاج کو صحیح مانتا تھا۔

افلاطن الطبیب

طب کے اہم اساطین طب میں پانچواں طبیب تھا یہ پہلا طبیب تھا جس کے متعلق جمال الدین قفطی نے لکھا ہے کہ اس نے نئے سرے سے قیاس و تجربہ کے باہمی امتزاج کو سامنے رکھ کے علاج شروع کیا تھا۔[1]

اس طبیب اور برمانیدس کے زمانہ میں 735 سالوں کا عرصہ حایل تھا اس دوران 3 اہم نظریہ فکر کے ماننے والے صاحب فکر افراد کے ظہور پذیر ہوے تھے۔

ایک فرقہ صرف تجربہ پر دارو مدار رکھتا تھا جس میں اقرن الاقرا غنطی بنتجلس، انقلس، غافرطیس حسدروس نامی اطبار شامل تھے دوسرا فرقہ ماناخس، ماساؤس اور قونیس پر مشتمل تھا جو حیل یعنی شکوں کے ذریعہ علاج کرنے پر زور دیتا تھا۔

تیسرا فرقہ اصحاب قیاس کا تھا جن کے نزدیک محض قیاس ہی کے ذریعہ علاج و معالجہ بہتر ہو سکتا تھا اس کے نظریہ کے متبعین میں انکساغورس[1] فوثوطیس، ماخانس، سقولوس اور سوفوسس وغیرہ کے نام شامل ہیں اس موقع پر تاریخ الاطبا[2] کے مصنف حکیم غلام جیلانی نے برمانیدس کے تین شاگردوں کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ ان کا تذکرہ صاحب عیون الانبا[3] نے برمانیدس کے ذیل میں کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ مصنف جیلانی کو اس موقع پر کچھ سہو ہوگیا ہے۔

افلاطن کے متعلق علامہ ابن اصیبعہ نے یحیی نحوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے ماقبل دور کی ایسی کتابیں نذر آتش کردیں جو محض قیاس یا تجربہ پر مبنی تھیں اگر یہ روایت درست ہے تو اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ طب کا پہلا مدون بقراط کے بجائے افلاطن

1

2 تاریخ الاطبا: ص 261

3 عیون الانبار جلد اول ص 23

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو ہونا چاہیے کیوں کہ ظاہر ہے اس کا عہد بقراط سے سیکڑوں برس پہلے کا رہا ہوگا۔
مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ افلاطن کے زمانہ میں ہی طب باقاعدہ نہ صرف مدون شکل میں سامنے آچکی تھی بلکہ صاحب عیون الانبار نے اس کے شاگردوں کی مختلف شعبہ ہائے طب میں مہارت کا جس انداز سے تذکرہ کیا ہے اس سے واضح طور سے پتہ چلتا ہے کہ طب کی باقاعدہ شعبہ وار تقسیم ہو چکی تھی چنانچہ درج ذیل تفصیل سے یہ بات مزید مستحکم ہو جاتی ہے۔

1۔ میر دلس جو معالجات کا ماہر تھا۔
2۔ فورلوس اس کو جسم انسانی کی تدابیر یا دوسرے لفظوں میں حفظان صحت کی مہارت تھی
3۔ فورلس یہ طبیب عمل فصد اور کی میں ماہر تھا اور اس فن میں یگانہ روزگار تھا۔
4۔ ثافردرس انتہائی ہوشیار جراح تھا اور زخموں کے علاج کا ماہر تھا۔
5۔ سرجس اس طب کو امراض چشم کے سلسلہ میں خاص مہارت حاصل تھی۔
6۔ فانیس۔ یہ طبیب خلع وکسر جبیرہ دپٹی باندھنے کے امور میں بڑی دسترس رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا اساتذہ فن کے مختلف شعبوں کی مہارت کو مدنظر رکھتے ہوئے افلاطن کے مدون اوّل ہونے سے آسانی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اسقلی بوس دوم

آغاز عہد طب کا چھٹا طبیب تھا اس سے سب سے بڑا فخر اس بات کا حاصل ہے کہ مشہور زمانہ طبیب بقراط کا استاد تھا، 11 سال کی عمر پائی 5 سال تعلیم و تربیت میں گزرے باقی 95 برس مسلسل علم طب پر تحقیق کرتا رہا افلاطن اور اس طبیب کے درمیان 1420 برس کا وقفہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے اس دوران بھی بہتیرے اطبار صفحہ ہستی پر نمودار ہوئے اور اپنی حکمت وحذاقت سے آسمان طب کو روشن کرتے رہے۔ ان ماہرین میں میلن ، الافراغنطی ثامسطوس کے ساتھ اندروماخس قدیم کا تذکرہ بھی ملتا ہے جس نے سب سے پہلے تریاق ایجاد کیا تھا طبیب اسقلی بوس نے تمام اطبار کے نظریات پر غور کر کے افلاطن کے طریقہ کو بڑھا دیا تھا۔
اس کے تین مشہور شاگردوں میں ماغانیس، دوارحسن اور تیسرا بقراط بن ایرقلس تھا جس نے ساری دنیا میں علم وطب کا نام روشن کر دیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب یونانی کا زریں عہد

دور بقراط

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بقراط

نام نسب و پیدائش

بقراط نام ہے طب کا موجد سمجھے جانے کی وجہ سے ابوالطب کہلاتا ہے۔ مسیح سے قبل کی کسی ہستی کو شاید ہی اس قدر شہرت اور آفاقی حیثیت حاصل ہو۔

سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

بقراط بن ایراقلیدس بن ابقراط بن نمو سید یقوس بن بندوس بن سوسطراس بن ثاذ وذیقا بن قلاد موطاداس بن قریسامیس الملک[1] بعض اطبانے اسے اسقلی بوس کی بارہویں اولاد بتایا ہے چونکہ اسقلی بوس کا دور طوفان نوح سے پہلے کا تھا اور ایک عام خیال یہ ہے کہ طوفان کے بعد تمام خاندان تباہ ہو گئے تھے اس لیے یہ بات کچھ زیادہ صحیح نہیں معلوم ہوتی البتہ اگر بعض مورخین کے اس خیال کو درست مان لیا جائے کہ طوفان ایک مخصوص مقام ہی تک محدود تھا تو یہ بات سچی ہو سکتی ہے۔ بہر حال اسقلی بوس دوم سے بقراط کا تعلق حوالوں سے ضرور ثابت ہوتا ہے[2]

---

1 عیون الانبا، جلد اوّل ص 24   2 تاریخ الحکماء، ص ۱۷۰

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

یہ نامور طبیب اور علوم طبعی کا ماہر جزیرہ قاس میں ۴۶۰ قبل مسیح پیدا ہوا[1]۔
جمال الدین قفطی نے لکھا ہے کہ بقراط قیرو ہا کا رہنے والا تھا جو ملک شام میں آج کل حمص کے نام سے مشہور ہے۔
بقراط کی ماں فرکبنا فیثاغورث کی بیٹی اور ایرقلیس کے خاندان سے تھی[2]۔ اس طرح اسقلی بوس کی آبائی اور امی دونوں رشتہ کی وجہ سے بقراط نجیب الطرفین سمجھا جاتا ہے۔

حلیہ وعادات

بقراط نہایت خوب صورت انسان تھا اوسط درجہ کا قد، سفید رنگت، بڑی اور چمکدار آنکھیں، تندرست جسم بڑے سر نے اس کے سراپا کو حسین وجمیل بنا دیا تھا اکثر سر جھکائے فکر و تجسس میں مبتلا رہتا تھا ابن ابیصبعہ نے جالینوس کے حوالے سے لکھا ہے کہ بقراط انتہائی وضعدار اور شریف طبیعت کا آدمی تھا انکساری غالب تھی چنانچہ فقر و فاقہ کی زندگی کو حرص وطمع کی زندگی پر فوقیت دیتا تھا اس کی اعلیٰ ظرفی اور نیکی طبع کے بہت سے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں صرف ایک اہم واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
ایران کے بلند مرتبہ شہنشاہ نے اپنے ملک میں وبا پھیلنے پر بقراط کو طلب کیا اور سو توڑے اشرفیاں اور نذرانہ بھجوایا لیکن کافی اصرار کے باوجود ایسے حالات میں اس نے یہ کہہ کر اپنا وطن چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ علم و کمال کی دولت مال سے فروخت نہیں ہوا کرتی۔ طبیعتاً غریب پرور واقع ہوا تھا غریبوں کا علاج کر کے بڑی مسرت محسوس کرتا تھا۔

علم وفضل

کتابوں میں ملتا ہے کہ اس نے فن طب کی ابتدائی تعلیم اپنے باپ ایرقلیدس اور استاد ہیروکس سے حاصل کی فلسفہ کے مسائل میں جارجیاس اور دمقراطیس کا شاگرد تھا۔ بقراط نے ۹۷ سال کی عمر پائی ابتدائی ۱۷ برس تحصیل میں گزارے باقی ۸۰ برس مسلسل درس و تدریس و تصنیف و تالیف

---

1. تاریخ الاطبا ص 35
2. فزیشنز آف میڈیسن ص 36

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

وطبابت کی خدمات انجام دیتا رہا انہیں اہم خدمات سے اس کی شہرت چاردانگ عالم پر چاروں طرف پھیل گئی اس کی شہرت کا آغاز اسقلی بوس دوم ہی کے زمانے سے ہوگیا تھا۔

بقراط واحد طبیب ہے جو بلا اختلاف طب کی دنیا میں اہمیت اور عزت کا مستحق سمجھا جاتا ہے بقراط نے طبی دنیا میں بے شمار اہم کارنامے انجام دیے ہیں اور اپنے ذہن وفکر سے نیا اسلوب عطا کر کے اس فن کو لافانی بنا دیا ہے ذیل کی سطروں میں علیحدہ عنوانات کے تحت بقراط کی فنی خدمات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بقراط اور تدوین طب

بقراط سے پہلے فن طب سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا اور جیسا کہ اسقلی بوس کے بیان میں لکھا گیا ہے کہ اس نے اس فن کو عام طور سے پھیلانے سے احتراز کیا اور صرف اپنے خاص شاگردوں کو اس کی تعلیم دیتا تھا چنانچہ دھیرے دھیرے یہ فن سمٹنے لگا اور بقراط تک پہونچتے پہونچتے یہ خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ مبادا یہ فن بالکل ختم نہ ہو جائے چنانچہ بقراط نے اس فن کو خواص اور قریبی اعزا کے حدود سے نکال کر عوام الناس میں رائج کرنے کا ایک وقیع کارنامہ انجام دیا ہے۔

مشہور ہے کہ بقراط نے اس مقصد سے سب سے پہلے تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا تھا اور یقیناً باضابطہ طور پر اس نے طب کے بکھرے ہوئے سرمایہ کو یکجا کر کے عظیم خدمت انجام دی ہے تاہم افلاطون طبیب کے حالات میں محض قیاس اور تجربہ پر مبنی کتابوں کے نذر آتش کیے جانے کا واقعہ اور ان کے شاگردوں کی مختلف شعبہ ہائے طب میں مہارت کے بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ طب کی تدوین اور اس کی درجہ بندی کا کام بقراط سے 2 ہزار سال قبل ہی شروع ہو چکا تھا

بہر حال اس حقیقت کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود بھی باضابطہ طور سے طب کو یکجا کرنے اور اسے ،صدری علم کی حیثیت سے نجات دلا کر فنی حیثیت عطا کرنے کے کارنامے سے کون انکار کر سکتا ہے۔

بقراط کی اسی محنت کا نتیجہ ہے کہ اس کے نام سے ۷۰ سے زائد اہم کتابوں کے تذکرے تاریخی حوالے روشن ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بقراط نے اپنی کوششوں سے طب کی ترتیب وتدوین کر کے اسے فنا ہونے سے محفوظ کر دیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بقراط اور نظریہ اخلاط

بقراط کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس نے طب کو گنڈے تعویذ، قیاس و تجربہ، حیل اور سحر کے مختلف فیہ مسائل میں بھٹکتی ہوئی زندگی کو ایک مستقل فنی اسلوب عطا کیا ہے مرض کا تصور، صحت کی بحالی امراض کا اصول علاج، علاج و معالجہ کا طریقہ کار ان تمام بنیادی اصولوں کے وضع کرنے کا سہرا بہر حال بقراط کے سر جاتا ہے۔ بقراط ہی سب سے پہلا شخص ہے جس نے نظریہ اخلاط کی بنیاد رکھی اور یہ بتایا کہ جسم انسانی، خون، صفرا، سودا اور بلغم چار خلطوں کے تناسب سے صحت مند رہتا ہے اور ان کے اندر کمیاتی یا کیفیاتی خلل واقع ہونے سے مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

جسم انسانی پر بیرونی اثرات کے نتیجہ میں مرض پیدا ہونے کا تصور بھی سب سے پہلے بقراط ہی نے پیش کیا تھا۔

ہزاروں سال پہلے بقراط نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ پت کا گھر پتہ ہے اور اس کی حکومت جگر پر ہے بلغم معدہ میں رہتا ہے اور وہ سینہ پر حکمرانی کرتا ہے اسی طرح سودا کا مقام تلی ہے اور وہ قلب پر حکومت کرتا ہے اور خون کا مرکز دل ہے اس کی حکمرانی سر پر ہوتی ہے۔

اگرچہ اس سائنٹیفک دور میں اس کی تصدیق تو نہیں ہو سکی اور نہ تو بقول ڈاکٹر او۔ پی جین کسی ٹسٹ ٹیوب کے ذریعہ اس کی تحقیق ممکن ہے۔

The concept of different Akhlat i.e. Belgham, Khoon, Safra and Sanda can not be proved or disproved. There are not the entities which can be put a test tubes or Extent hence they cannot be quantified. 1

تاہم اخلاط میں خلل واقع ہونے کے بعد جسم انسانی میں ظاہر ہونے والی علامات

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان کی موجودگی کی یقین دہانی کرا رہے ہیں دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ صفرا، سودا، بلغم اور خون میں عام عارض ہونے والی خرابیوں کے نتیجہ میں مخصوص علامات مریضوں میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر او پی جگی لکھتے ہیں۔

As such any research on them can be lanched only be associated with them. clearly the symptoms and igns in patients suffering different diseases.

اس سلسلہ میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جدید دور کے محققین اسے جدید طریقوں سے نکالنا اور سمجھنا، چاہتے ہیں حالانکہ اس کو درست ثابت کرنے کے لیے سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاط کی ان تمام خصوصیات کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے جو قدیم طب کی کتابوں میں ملتی ہیں اس کے بعد اس پر تحقیق کے کام کا آغاز کیا جائے اگر اس طریقہ کار پر پابند ہو کر تحقیقی کام کرایا جائے تو خاطر خواہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

بقراط شفاخانہ کا موجد اوّل

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر چہ علاج و معالجہ کا سلسلہ بہت پرانا ہے تاہم بقراط پہلا طبیب ہے جس نے باقاعدہ طور سے شفا خانہ یا بیمارستان قائم کرکے بنیادی طور سے اسپتال کے سلسلہ کا آغاز کیا تھا بقراط نے اپنے مکان کے پائیں باغ میں ایک خاص عمارت بیماروں کے لیے مخصوص کرکے اس حصہ کا نام اخندوکیس یعنی بیمارستان رکھا تھا اس اسپتال میں اس نے باقاعدہ طبیبوں کا تقرر کیا تھا جو کلینکل تجربات کرتے تھے اس کے علاوہ بقراط نے تیمارداری کے لیے بھی علیحدہ سے افراد کا تقرر کیا تھا گویا نرسنگ کا سلسلہ بھی اس کے زمانہ سے شروع ہو گیا تھا۔

۱۔ ہسٹری آف میڈیسن ڈاکٹر جگی ص 803

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بقراط بحیثیت مصنّف

اگرچہ بقراط کی 72 تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے لیکن ساتھ ہی بعض مورخین کے مطابق بہت سی کتابیں اس کی طرف غلط منسوب کر دی گئی ہیں۔

چنانچہ قبیشن تاریخ طب کے مشہور برطانوی مورخ ڈاکٹر چارلس سینگر کے حوالے سے لکھتا ہے۔

There is not satosfactory evidense as to which works. If any in the collects one relly his, Though there is abundant evidence that we see that collections are by many hands. 1

اس خیال کی تائید ابن ابی اصیبعہ نے بھی کی ہے ان کے نزدیک ۳۰ کتابیں بقراط کی تصنیف کردہ ہیں ان میں سے 20 کتابیں درج ذیل ہیں۔

مشہور اور اہم کتابیں جو درس و تدریس میں شامل ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

1۔ کتاب الاجنہ ۔ یہ کتاب تین مقالات پر مشتمل ہے پہلے مقالہ میں منی کی ساخت کا تذکرہ کیا گیا ہے دوسرا مقالہ جنین کی ساخت اور نشو و نما کے بیان پر مشتمل ہے تیسرے مقالہ میں جنین کی تکوین سے بحث کی گئی ہے

2 ۔ کتاب طبیعۃ الانسان دو مقالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ابدان کی طبیعتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جسم کے اجزا ترکیبی کو بیان کیا گیا ہے۔

(۳) کتاب الاہویۃ والمیاہ والابدان اس کتاب میں تین مقالات ہیں پہلے میں مختلف شہروں کے مزاج اور ان میں پیدا ہونے والے امراض سے بحث کی گئی ہے دوسرے مقالہ میں پانی کا مزاج، اچھے پانی کی شناخت اور موسموں کی تبدیلی کے حالات درج کیے گئے ہیں تیسرے مقالہ میں ان اسباب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو عام طور سے شہروں میں بیماری کا

---

1 فرنٹیرس آف میڈیسن ص۳

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سبب بنتے ہیں۔

(۴) کتاب الفصول اس کتاب میں سات مقالات کے ذریعہ امور طبیعہ کی اجمالی تعریف کے ساتھ طبیب کے دیگر ضروری اور اہم اصول تحریر کیے ہیں۔

(۵) کتاب تقدمتہ المعرفتہ اس میں تین مقالات ہیں جن میں علامات امراض پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔

(۶) کتاب الامراض الحادہ تین مقالات پر مشتمل ہے اس کے کتاب کے پہلے مقالہ میں تدبیر غذا، اور مختلف امراض میں استفراغ کے طریقے درج کیے گئے ہیں۔

دوسرے مقالہ میں سینکنے، ٹکور کرنے، عمل فصد اور مسہل ادویہ کے استعمال و ترکیب سے بحث کی گئی ہے۔

تیسرا مقالہ شراب، ماء العسل، سکنجبین، ٹھنڈے اور گرم پانی سے امراض کے علاج پر مشتمل ہے۔

(7) کتاب الامراض الوافدہ سات مقالات کے ذریعہ اس کتاب میں امراض وافدہ کی تعریف اور ان کے علاج و معالجہ سے بحث کی گئی ہے۔

(8) کتاب الاخلاط اس کتاب میں اخلاط کی تعریف ان کی پیدائش مقدار اور کیفیت سے بحث کی گئی ہے اور ان سے پیدا ہونے والے امراض کی شناخت لکھی گئی ہے۔

(9) کتاب اوجاع النساء دو مقالات پر مشتمل ہے پہلے مقالہ میں عورتوں کے امراض دوسرے میں ایام حمل اور وضع حمل کی جملہ کیفیات سے بحث کی گئی ہے۔

(10) کتاب الاغذیہ اس میں چار مقالات شامل ہیں جن میں مقوی و مسمن اغذیہ کے علل اور اسباب سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

(11) کتاب قاطاطیطرن (حانوت الطبیب) اس کتاب میں تین مقالات کے ذریعہ عمل جراحت اور کسر و خلع کی بحث درج کی گئی ہے۔

(12) کتاب الکسر والجبر یہ کتاب بھی تین کتاب پر مشتمل ہے جس میں اعمال بالید کے مختلف طریقہ خاص طور پر کسر اور جبیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ 2 6 مزید کتابوں کے نام بھی صاحب عیون الانباء نے لکھے ہیں جن کے متعلق اس کا خیال ہے کہ یہ بقراط کی طرف بعد میں منسوب کر دی گئی ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(1) کتاب مواضع الجسد۔
(2) کتاب القلب۔
(3) کتاب نبات الاسنان
(4) کتاب العین
(5) کتاب فی النفخ۔
(6) کتاب فی الحمیات المحرقہ۔
(7) کتاب فی سیلان الدم
(8) کتاب فی العذد
(9) رسالتہ الی دیمرطیوس۔
(10) کتاب منافع الرطوبات۔
(11) کتاب الوصایا۔
(12) کتاب الوصیتہ۔
(13) کتاب الخلع۔
(14) کتاب جراحت الراس
(15) کتاب النجوم۔
(16) کتاب فی تقدمتہ الامراض۔ الکائنتہ من تغیر الہوا ر
(17) کتاب طبایع الحیوان
(18) کتاب علامات القضایا
(19) کتاب علامات البحران
(20) کتاب حبل علی حبل
(21) کتاب فی المدخل الی الطب
(22) کتاب فی المولودین بسعتہ اشہر
(23) کتاب العہد
(24) کتاب ناموس الطب
(25) کتاب فی الجراحتہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(26) کتاب الاسابیع۔
(27) کتاب فی الجنون۔
(28) کتاب فی البثور۔
(29) کتاب المولودین لثمانیۃ۔
(30) کتاب فی الفصد والحجامۃ۔
(31) کتاب فی الابطی
(32) رسالۃ فی سنونات افلاطن علی راسس
(33) کتاب فی البول
(34) کتاب فی الالوان
(35) کتاب فی حفظ الصحت
(36) کتاب فی الامراض
(37) کتاب فی الاحداث
(38) کتاب المرض
(39) کتاب الی انیطیفونس
(40) کتاب طب الوحی
(41) رسالۃ الی ارطخشت
(42) کتاب اختلاف الازمۃ واصلاح الازمنۃ
(43) ترکیب الانسان۔
(44) کتاب فی استخراج النصوص۔
(45) کتاب تقدمۃ القول الاول
(46) کتاب تقدمۃ القول الثانی۔

طبیب کی خصوصیات، معاہدہ بقراط

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بقراط کا ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے طب کو فنا ہونے سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے عوام الناس اور غرباء تک پہونچایا، تاہم اسے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ بھی منظور نہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اسقلی بوس کی شرافت اور متانت کی شرائط ختم ہو جائیں اور یہ شریف فن ذلیل افراد کے ہاتھوں میں پہونچ جائے چنانچہ اس نے طبیب کی خصوصیات پر مشتمل باقاعدہ ایک رسالہ لکھا اور اس سلسلہ میں ایک مستقل معاہدہ بقراط کے نام سے دستاویز ترتیب دی تھی جو آج ہپوکریٹک اوتھ کے نام سے مشہور ہے اس معاہدہ کو آج تک بڑی عزت واکرام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور تقریباً تمام معیاری طب کی اولیں اسے اصل متن کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ بیشتر طبی درس گاہوں میں سنگ مرمر پر یہ پورا معاہدہ کندہ کر کے نصب کیا گیا ہے

اس معاہدہ کے اصل متن کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے۔

خدا جو زندگی اور موت کا مالک، صحت دینے والا۔ شفا کا خالق اور ہر ایک علاج کو پیدا کرنے والا ہے اس کی قسم کھاتا ہوں اور پھر اسقلی بوس اور تمام دیوتاؤں اور دیویوں کی قسم یاد کر کے اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے اس عہد کو پورا کروں گا اور اس شرط کی پابندی پر ثابت قدم رہوں گا میں اپنے استاد کو جس نے علم طب کی تعلیم دی ہے بمنزلہ باپ کے مانوں گا اس کی ہر طرح خدمت کروں گا اس کو روپیہ کی ضرورت ہوگی تو اپنی دولت سے اس کی مدد کروں گا۔

استاد کی اولاد کو اپنے حقیقی بھائیوں سے کم نہ سمجھوں گا ان کی تعلیم و تربیت میں کوشش کرنا ہمارا فرض ہوگا اور ان سے کسی اجرت کا طالب نہ ہوں گا اور ان کے ساتھ کو شرط قرار دوں گا۔

میں اپنی اپنے استاد اور اپنے ہم مکتب بھائیوں کی اولاد کو یکساں اپنا شریک حال جانوں گا جنھوں نے اپنے استاد سے میری طرح اقرار کیا ہے اور علوم وسائل طب کی عزت قائم رکھنے میں استاد کی ہدایتوں پر عمل کرنے کی قسم کھائی ہے

جہاں تک ممکن ہوگا ہر ایک تدبیر علاج میں بیماروں کو فائدہ رسانی میرا مقصد ہوگا جن چیزوں سے تکلیف اور نقصان ہونے کا خطرہ ہے اس سے دور رہوں گا مہلک دوا کسی کو نہیں دوں گا اور نہ کسی کو ایسی دوا بتاؤں گا عورتوں کو ایسی دوا نہیں دوں گا جس سے حمل ضایع ہو جائے اپنے پیشہ میں پاک دامنی کا خیال رکھوں گا عمل جراحی کے مریضوں کو اس کے ماہرین کے حوالے کر دوں گا۔ بیماروں کے راز دوسروں کو نہیں بتاؤں گا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شارحین بقراط پر ایک نظر

بقراط کی متعدد کتابوں کی شرحیں اس کے زمانہ کے فوراً بعد اور کافی دنوں کے بعد تک کی گئی ہیں اطبار نے اس میدان میں بڑے شرح و بسط اور محنت کشی سے کام لیا ہے اس کی کتابوں کا تقابل بھی کیا اور مختلف زبانوں کی اصطلاحات کی تشریحات کر کے مزید مفید بنایا۔ بقراط کی کتابوں کے شارحین کے سلسلہ میں ابن اصیبعہ نے درج ذیل ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔

(1) سنبلقیوس (2) نسطاس (3) دیسقوریدوس اول (4) طیماوس (5) مانطیاس۔
(6) ارسطراطس ثانی (7) القیاس بلاذیوس۔

یہ تمام اطبار جالینوس سے پہلے کے تھے ان میں سے اکثر کے تفصیلی حالات تاریخی کتابوں میں نہیں ملتے۔

بقراط کی درج ذیل کتابوں کی شرح جالینوس کے نام سے ملتی ہیں۔

(1) کتاب عہد بقراط مفسر جالینوس مترجم حنین بن اسحٰق اور عیسیٰ بن علی۔
(2) کتاب الفصول مفسر جالینوس مترجم حنین۔
(3) کتاب الکسر مفسر جالینوس مترجم حنین۔
(4) کتاب جراحات الرأس۔
(5) کتاب ابیذیمیا مترجم عیسیٰ بن یحییٰ۔
(6) کتاب الاخلاط مترجم عیسیٰ بن یحییٰ۔
(9) کتاب قاطیطرن مترجم حنین۔
(10) کتاب المیاہ والہوا۔ مترجم حنین و حبیش بن اعسم
(11) کتاب طبیعۃ الانسان حنین اور عیسیٰ بن یحییٰ

بقراط کے کارناموں کا ایک جائزہ

(1) اس نے سب سے پہلے نظریہ اخلاط کو پیش کیا۔
(2) شفا خانہ کا موجد تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(۳) سب سے پہلے طب کی باقاعدہ تدوین و ترتیب کی۔
(۴) طب کی اخلاقیات مرتب کیا۔
(۵) طب کو خواص اور خاندانی طبیبوں سے نکال کر عوام اور غربا میں پہونچایا۔
(۶) امراض کے اسباب کی سائنٹفک تقسیم کی۔

بقراط اور جالینوس کے درمیانی عہد کے قابل ذکر اطبار

بقراط اور جالینوس کے درمیان تقریباً ۵۱۶ برس کا وقفہ حائل تھا اس درمیان بہت سے صاحب تصنیف اطبا کے نام ملتے ہیں جن میں سے صرف چند کے مختصر حالات کتابوں میں مذکور ہیں باقی اکثر کے صرف نام ہی کے تذکرہ تک مورخین نے اکتفا کیا ہے۔

اہم ترین اطبار کے نام حسب ذیل ہیں۔

سبتقلیوس، انقیلاؤس، ارسیطراطس دوم، لوقس، میلن دوم۔ غالوس، سیر تذیطورس مصنف کتاب العقاقیر، سقالس مصنف کتب بقراط، مانطیاس مفسر بقراط، غولس مغنش حمصی مصنف، کتاب البول، اندرد ماخس، سوناخس مصنف کتاب الادویہ والصیدلہ، روفس کبیر، دیسقوریدوس، ابولونیوس، ارشیجانس مصنف استغام والآلام طیماوس مفسر کتب بقراط، بناذیطوس، میساؤس، افریطن مصنف کتاب الزینۃ۔ اقاقیوس جارمکسائس، ارثیاتوس، ماریطوس، صماتولنس، میرغالنس، مرقس، ہرمس طبیب، بولاس، حامونا، حلمانس، دبمقراطس دوم۔ امرسیس۔ اکسانقراطس، افرددیس، بطلیموس طبیب سقراطس طبیب، مارقس، سوردس، فرفوریوس، سورانس، ایرقلس، دیوجانس اربوسس لادن، فیمن، موسقوس۔ ایراقلس، طرالینوس مصنف کتاب علل العین، کتاب البرسام کافی تلاش کے باوجود صرف چند کے تفصیلی حالات حاصل ہو سکے ہیں۔

پانچ مشہور فلسفی اطباء

طب اور فلسفہ میں ہمیشہ چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ ابتداء میں تو طب کی ساری عمارت فلسفیانہ بحثوں پر قائم ہوئی تھی اور پوری تھیوری فلسفہ کے گرد گھومتی تھی آج بھی اگرچہ طب میں فلسفہ محض ایک مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے تاہم ساری بنیاد فلسفہ ہی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر نظر آتی ہے اسی نظریہ کے پیش چند مشہور فلسفی اطبا کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو بنیادی طور سے محض فلسفی تھے لیکن طبی دنیا میں بھی ان کی خدمت کچھ کم اہمیت نہیں رکھتیں۔

بند قلیس

نام نسب و پیدائش

پانچ مشہور فلسفیوں میں بااعتبار زمانہ پہلا تھا[1]۔ کتابوں میں اس کا نام بند قلیس[2] اور ابیذ قلیس[3] دونوں ملتے ہیں حضرت داؤد کا ہمعصر تھا چونکہ حضرت داؤدؑ کی تاریخ پیدائش میں بہت اختلاف ہے۔ یقینی طور سے عہد کا تعین نہیں کیا جا سکتا کچھ لوگوں کے نزدیک حضرت داؤد ۱۰۱۵ق م ہے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں آپ کا زمانہ ۱۰۱۵ء سے ۹۷۵ء کے درمیان بتایا گیا ہے اس اعتبار سے بند قلیس کا بھی یہی دور کہا جا سکتا ہے۔

علم و فضل

حضرت لقمان حکیم سے شام میں حکمت سیکھی پھر بلاد یونان جا کر اپنے خیالات کی اشاعت شروع کی جو آخرت کے انکار پر مشتمل تھی۔ اس نظریہ سے بعض لوگ اس کے مخالف ہو گئے حالانکہ یہ واقعہ اس لیے درست نہیں معلوم ہوتا کہ خود تاریخ الحکماء کے مصنف ابن قفطی نے اس کی کئی کتابیں قرطبہ میں دیکھی تھیں جن میں قفطی کو کوئی قابل اعتراض پہلو نہیں ملتا۔

بعض لوگوں نے اسے فرقہ باطنیہ کا امام سمجھا ہے اسی غلط فہمی کی وجہ سے فرقہ باطنیہ کا خیال ہے کہ بند قلیس رمز و کنایہ میں چند باتیں کہہ گیا ہے لیکن جمال الدین قفطی کہتے ہیں کہ مجھے ایسی کوئی بات اس کی تصانیف میں نہیں ملتی۔

---

1. تاریخ الحکماء ص ۳۷
2. عیون الانباء جلد اول ص ۳۶
3. تاریخ الحکماء ص ۳۷

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہر حال بند قلیس نہایت عظیم فلسفی تھا فلسفہ میں اس کے مشہور پیروکاروں میں محمد بن عبداللہ الجبلی الباطنی القرطبی کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

صفات الٰہی کے سلسلہ میں اس نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ خدائے تعالیٰ کے تمام اسماء صفات کے معانی بالآخر ایک ہی مرکز کی طرف رجوع ہوتے ہیں گویا خدا کی پاک ذات واحد ذات ہے جو بخلاف دیگر موجودات کے کسی طرح بھی کثرت کو قبول نہیں کرتی۔

ابن قفطی کے مطابق وہ متعدد کتابوں کا مالک تھا لیکن قفطی نے کوئی نام نہیں ذکر کیا ابن اصیبعہ[2] نے دو کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ (۱) کتاب المیامر (2) کتاب مابعد الطبیعۃ

فیثاغورس

نام نسب و پیدائش

حضرت سلیمانؑ کے دور کا فلسفی تھا۔ اس کے دور میں بھی مورخین میں اختلاف ہے کچھ لوگوں کے مطابق ۵۷۰ ق م اور ۵۸۰ ق م کے مابین گزرا ہے[3] بعض کے نزدیک ۵۸۷ ق م اور ۵۰۴ ق م کے درمیان تھا اس کا نام کہیں فیثاغورس اور کہیں فیثاغورث دونوں ملتے ہیں قدیم کتابوں میں فیثاغورس ہی لکھا ملتا ہے[4]۔

اس کی ماں کا نام بوثالیس تھا کئی بھائی تھے ایک کا نام اوتوبوس دوسرے کا نام طورنیوس ابتدائی زمانہ شہر صور میں گزرا بعد میں سقوروں میموں قبایل کے تسلط سے وہاں کے باشندے جب جلاوطن کر دیے گئے تو وہاں سے ساموس آگیا اور یہیں ساری عمر گزار دی۔

۱۔ تاریخ الحکماء ص29

2۔ عیون جلد اول ص36

3۔ تاریخ الاطباء ص۱۷۱

4۔ تاریخ علم تشریح ص122

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعلیم و تربیت

فیثاغورس بے حد ذہین تھا اور بچپن ہی سے زباندانی ، شاعری اور موسیقی میں زبردست دلچسپی کی وجہ سے ان شعبوں کا ماہر ہو گیا اس کی ذہانت دیکھ کر ساموس کے رئیس اندرو قلوس نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا اور اچھے اساتذہ اس کی تعلیم کے لیے مقرر کیے ہونہار بروے کے چکنے پات ، تربیت کے اثر سے عنفوان شباب میں داخل ہوتے ہی علم حکمت انہی سے سیکھا۔

طبعیات اور علم نجوم سیکھنے کے لیے اس کو حکیم انکسماندری کی شاگردی میں دے دیا گیا ان علوم میں بھی نمایاں مہارت حاصل کر لی چنانچہ جمال الدین قفطی لکھتے ہیں کہ یونان میں علم ہندسہ فیثاغورس کی وساطت سے پہونچا۔ ان علوم میں مہارت کے بعد فیثاغورس مزید حصول علم کے لیے مصر ، کلدان کا سفر کیا اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے وہ حکمت، فلسفہ اور دوسرے علوم کا ماہر بن گیا۔ مشہور ہے کہ فلسفہ کو فلسفہ کا نام اسی نے دیا ہے۔ اس نے بابل میں کلدانی رئیسوں کے ساتھ رہ کر تزکیہ نفس کے علوم سیکھے اس میدان میں اتنا آگے بڑھ گیا کہ منتوں میں قلوب کو مسخر کر لیتا تھا۔ مصر کے کاہنوں سے علوم حاصل کیے اور کتابوں کی روایت کے مطابق بے حد تکالیف و آزمائش میں مبتلا ہونے کے باوجود پیچھے نہیں ہٹا۔

یہاں سے فراغت کے بعد فیثاغورس اپنے ملک میں آیا اور الوقیا نامی شہر میں ایک درس گاہ قائم کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

عادات و اطوار

ان بیش بہا علوم کے حصول کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میں انتہا درجہ کی اعتدال پسندی ، مروّت ، متانت اور سادگی پیدا ہو گئی تھی۔

علم طب کی مہارت کی وجہ سے اس کا زیادہ تر وقت تندرستی کی حفاظت کے اصول

ملے تاریخ الحکماء ص 35

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور بیماروں کا علاج کرنے میں صرف ہوتا تھا۔

طب کے مختلف میدانوں میں اس کی تحقیقات کے بارے میں پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن صاحب نے تفصیلی تذکرہ کیا ہے جسمانی ساخت کی پیدائش اور نشوونما فعلیاتی اور مرضیاتی مسائل میں اس کی خدمات بے حد وسیع ہیں اس کی بنیادی تحقیق یہ تھی کہ زندگی کی ابتدا کسی عفونی مادہ سے نہیں ہوتی۔

مواعظ و نصیحتیں

برے کام سے بہر حال پرہیز کرو۔

سنو خدا کا خوف رحمت الٰہی ہے۔

بولنے اور چپ رہنے کا وقت پہچاننا سب سے بڑی عقل مندی ہے۔

جو شخص چار چیزوں سے پرہیز کرتا ہے اسے کبھی پریشانی نہیں ہوتی۔

عجلت بس سے ندامت ہوتی ہے۔

تصانیف

فیثاغورس 280 سے زائد کتابوں کا مصنف سمجھا جاتا ہے۔ لیکن صاحب عیون الانبا کے مطابق بہت سی کتابوں کو بعد میں اس کی طرف غلط منسوب کر دیا گیا ہے اگرچہ تاریخ علم تشریح کے مصنف[2] حکیم ظل الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے کہ اس نے کوئی یادگار تصنیف نہیں چھوڑی تاہم ابن اصیبعہ کے مطابق اہم اور مستند کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(1) کتاب الارثماطیقی۔

(2) کتاب الارواح

(3) کتاب فی النوم والیقظہ

1۔ تاریخ علم تشریح ص123

2۔ تاریخ علم تشریح ص151

3۔ عیون الانباء فی طبقات الاطبا جلد اول ص43

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(4) کتاب فی کیفیۃ النفس والجسد
(5) رسالۃ ذہبیہ۔
(6) رسالۃ فی السیاسۃ۔
(7) رسالۃ الی ممدوسیوس۔

سقراط

نام نسب و پیدائش

نام سقراط تھا جس کے معنی انصاف پسند کے ہیں۔ چوں کے یہ عمر بھر ایک مٹکے میں رہا اس لیے سقراط الجب کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا زمانہ 486۔399 ق م کتابوں میں ملتا ہے

حلیہ و عادات

سفید بھورا رنگ تھا آنکھیں کرنجی تھیں جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں سینہ چوڑا نہیں تھا۔ گھنی اور گھنگھریالی داڑھی تھی بے حد تنہائی پسند تھا سفر سے بہت کم دلچسپی تھی پاکبازی، انصاف پسندی، ریاضت، صدق و فا زہد حلم و بردباری خدا پرستی جیسے تمام اوصاف اس کی شخصیت میں نمایاں تھے۔ بت پرستی کے خلاف تبلیغ اس کا بنیادی کام تھا بالآخر یہی کام اس کی موت کا سبب سقراط کتنے دن رہا اس بارے میں اختلاف ہے ایک خیال یہ ہے کہ لگ بھگ سو سال کی عمر پائی حکیم افلاطون کی کتاب کے مطابق اس کی عمر 71 سال تھی حنین بن اسحاق رقمطراز میں افلاطون کی عمر ایک تھی گویا سقراط نے 80 سال کی عمر پائی۔

سقراط کا فلسفہ

سقراط بہت بڑا خدا پرست تھا۔ اسے بت پرستی سے بڑی نفرت تھی اس سلسلہ میں اس نے بے شمار بت پرستوں سے خوب مناظرے کیے اور حاکم کے دربار میں بھی حق بات کہنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے گریز نہیں کیا صفات باری تعالیٰ کے بارے میں فیثا غورس اور بند قلیس سے اس کے خیالات ملتے ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ اعتقاد کے بارے میں وہ کمزور رائے رکھتا تھا۔ اس معاملہ میں اس کا مذہب نہ تحقیقی تھا نہ فلسفیانہ بت پرستی سے مخالفت کی بنا پر اس کے دور کے گیارہ کاہنوں نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا تاہم سقراط اپنی رائے پر برقرار رہا اور موت کو زندگی پر ترجیح دیا چنانچہ اسے قید کر کے زہر دینے کا پروگرام بنایا گیا موت سے پہلے اس سے ایک مکالمہ منسوب ہے جس میں اس نے آخر وقت تک حکمت و فلسفہ سے خدا پرستی کے دلائل پیش کرتا رہا بالآخر اسے زہر دے دیا گیا۔

سقراط کے شاگرد و تصانیف

سقراط کا خیال تھا کہ علم و حکمت ایک مقدس فن ہے اور لطیف فن ہے جسے عام طور سے ہر کس و ناکس کو بتانا پڑھانا مناسب نہیں ہے اسی وجہ سے اس نے بڑے امتحان کے بعد شاگردوں کا تعین کیا تھا بد اخلاق اور بدکردار شاگردوں کو کبھی علم نہیں سکھایا مزید یہ کہ علم غیر مناسبت لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جانے کے خوف سے اس نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی وہ اپنے شاگردوں کو زبانی درس دیتا تھا اور اسے نقل کرنے سے منع کرتا تھا۔

تاہم اس کی درج ذیل کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

(1) رسالۃ فی الاخلاق۔

(2) مقالۃ فی السیاستہ۔

(3) کتاب معاینۃ النفس۔

سقراط کی نصیحتیں

جس شخص کی نفسانی خواہش اس کی عقل پر غالب آجائے گی وہ رسوا ہو جائے گا۔

جسے دنیا کے فانی ہونے کا ایمان ہو وہ آخرت سے کیوں غافل رہتا ہے۔

چھ آدمی ہمیشہ رنجیدہ رہتے ہیں۔

(1) کنبہ پرور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(2) نیا نیا دولت مند۔
(3) فقر کے خوف سے پریشان رہنے والا مالدار۔
(4) کسی غیر ممکن الوصول عہدہ کا طلب گار۔
(5) فقر کے خوف سے مالدار۔
(6) بے ادب۔

۔ خوش اخلاق ہمیشہ خوش خرم رہتا ہے
۔ عورت کی مثال درخت کی طرح ہے جو دیکھنے میں خوب صورت لیکن کھانے میں زہر ہوتا ہے۔
۔ انسان اس وقت تک کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے دشمن اس پر اعتماد نہ کریں۔

افلاطون

نام نسب و پیدائش

سقراط کا ہم درس اور فیثا غورث کا شاگرد[1] افلاطون بن ارسطون بن ارسطوقیس 376ء-347 ق م کے پاس گزرا اس کی ماں فاریقطونی بنت غلوقن ایک اعلیٰ خاندان کی خاتون تھیں اس اعتبار سے افلاطون نسب کے اعتبار سے نجیب الطرفین تھا شہر ایتھنز کا رہنے والا تھا پانچ مشہور فلسفیوں میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔

حلیہ عادات وابتدائی تعلیم

افلاطون نہایت خوش اخلاق اور صالح تھا۔ اقربا پروری دوست نوازی اور غریب پروری میں مشہور تھا مزاج میں نرمی اور متانت تھی حلیہ کے اعتبار سے افلاطون خوب صورت ناک نقشہ کا آدمی تھا۔ میانہ قد خوب صورت داڑھی چہرہ کو مزید خوبرو بناتی

---

[1] تاریخ الحکماء ص 47

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سر کافی بڑا تھا آنکھیں چمکدار تھیں تنہائی سے اسے بڑی دلچسپی تھی اکثر جنگلوں میں نکل جاتا اس کے شاگردین عموماً اس کے زور کے رونے کی آواز سے تلاش کر لیتے تھے۔ اس نے ۸۰ برس کی عمر پائی لیکن شوق مطالعہ اور پڑھنے لکھنے سے دلچسپی کی وجہ سے صرف ۲۰ سال ہی کی عمر میں شاعری اور زباندانی کا ماہر ہو گیا تھا۔

مختلف کتابوں میں یہ روایت ملتی ہے کہ ایک دن اتفاق سے سقراط کی مجلس میں پہنچ گیا وہاں اسے شاعری کی برائی اور دنیا کے جلد ہونے کی تلقین سنی تو اسی وقت شاعری سے توبہ کر لی اور پھر مستقل ۲۰ سال تک سقراط کی خدمت میں رہا سقراط کے قتل کے بعد آگے علم کے حصول کے لیے افلاطون نے مصر کے دوسرے عمایدین سے بھی علم حاصل کیا۔

افلاطون مسلہ تدبیر میں سقراط کی تقلید کرتا تھا مصر سے جب ایتھنز واپس ہوا تو باقاعدہ تدریس کا کام شروع کیا اور دو الگ الگ مدرسوں کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو علم و فضل سے نوازتا رہا تھوڑے عرصہ کے لیے سسلی کا جانا بھی کتابوں میں ملتا ہے لیکن وہاں کے حکمراں کے ظلم سے تنگ آ کر پھر ایتھنز واپس آ گیا اور یہیں آخر وقت تک علم کی دوستی پھیلاتا رہا بالآخر اس دار فانی سے کوچ کر گیا اور یہیں دفن ہوا۔

علم و فضل

افلاطون یونانی فلسفہ میں سب سے زیادہ عظمت کا حامل تھا تاریخ الحکما کے مصنف کا خیال ہے کہ اہل یونان افلاطون کی سب سے زیادہ تعظیم کرتے تھے حد یہ کہ ان لوگوں کا عقیدہ سا بن گیا تھا کہ اس کی پیدائش اللہ کے نور سے ہوئی ہے اور اس کا ستارہ بہترین ستارہ تھا یونانیوں میں افلاطون سے منسوب بہت سی روایتیں ملتی ہیں تاہم سقراط کا خواب جو اس کی عظمت کی دلیل کے طور پر اکثر کتابوں میں درج ہے۔ یہاں بھی نقل کیا جا رہا ہے۔

مشہور ہے ایک رات سقراط نے خواب میں دیکھا کہ اس کے حجرے پر سارس نامی چڑیا نے بچہ دیا ہے۔ پیدا ہوتے ہی بچہ کے جسم سے پر نکلے اور بڑے ہو گئے پھر بچہ آسمان کی طرف فضاؤں میں غائب ہو گیا دوران پرواز وہ خدائی نغمہ گنگنا رہا تھا۔ چنانچہ صبح کے وقت جیسے افلاطون سقراط کے پاس پہنچا تو سقراط چلا اٹھا کہ یہ وہی پرندہ ہے جلد ہی یقیناً یہ ساری

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دنیا میں قبول عام حاصل کرے گا۔

افلاطون کے شاگرد

بحیثیت معلم سب سے کامیابی فلسفہ ہونے کی وجہ سے افلاطون کے شاگردوں کے نام بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ افلاطون کے درس دینے کا انداز بالکل نرالا تھا۔ مشہور ہے کہ درس دیتے وقت وہ ٹہلتا رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کے شاگرد مشائین کہلاتے تھے

اس کے بے شمار شاگردوں میں اہم نام اس طرح ہیں۔

(1) اسبوسیس (2) اقسوقراطیس (3) ارسطوطالیس (4) براقلوس (5) اسطیاوس۔ (6) ارخوطس (7) دیون (8) اسقلاس (9) ارسطوس (10) اراقلیدس (11) دیمقراطیس (12) نیاتالس (13) فالینوس۔

تصانیف

افلاطون نے بے شمار کتابیں لکھیں صاحب عیون الانبار نے اس کی 56 کتابوں کا تذکرہ کیا ہے حالاں کہ جمال الدین قفطی نے ثاؤن کے حوالہ سے اس کی 43 کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ افلاطون کی کتاب لکھنے کا اسلوب بھی منفرد تھا چنانچہ جب اس کی کتاب کے چار چار حصے تیار ہو جاتے جو اگرچہ ایک دوسرے سے متعلق ہوتی تھیں لیکن ہر کتاب نمایاں انفرادیت کی حامل ہوتی تھی۔

تاریخ الحکما کے مصنف نے درج ذیل کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

(1) کتاب السیاست (2) کتاب النوامیس (3) کتاب بالخیس (4) کتاب الاخس (5) کتاب ارسطوطالیس (6) کتاب خریدس (7) القیادس (8) کتاب اوتوذعیس (9) کتاب اوتوفرن (8) قریطن (9) قراطوس (10) کتاب ثاطلطس (11) کتاب قیلوطوقس (12) کتاب سوقسطس (13) کتاب طیماوس (14) کتاب فلارس (15) کتاب مینس (16) کتاب مانکسانس (17) کتاب فی التوحید (18) کتاب فی الحس واللذۃ (19) کتاب اصول الہند۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نصیحتیں

اگر حکیم لوگوں سے دور بھاگے تو اس کی تلاش کرو اور اگر وہ لوگوں کی تلاش میں خود مصروف ہو تو اس سے دور بھاگو۔

دولت مند اگر غریب کی مدد نہیں کرتا تو ایک دن خود مفلس ہو جاتا ہے۔

افلاطون کی انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ تھی:

ٹھہرے ہوئے میں حرکت پیدا کرنا چلتے ہوئے کو روکنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔

ارسطو

نام نسب پیدائش

یونانی فلسفہ کا آخری استاد، خاتم الحکما اور سید العلماء ارسطوطالیس بن نیقوماخس بن ماخاؤن کا سلسلہ نسب اسقلی بوس سے ملتا ہے۔ 384 ق م میں رستاغیرا میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں اقسطیا بھی اسقلی بوس کے خاندان سے تھی۔

ارسطو کے معنی بقول ابن ندیم شیدائی حکمت کے ہیں جمال الدین قفطی نے اس کے معنی تمام خوبیوں کے مالک بہت بڑے عالم و ہنر مند کے لکھے ہیں۔

حلیہ و عادات

ارسطو نہایت بااخلاق، غریب پرور اور شیریں گفتار تھا۔ غریبوں اور اعزا کی مدد کر کے خوش ہوتا تھا۔ مطالعہ مسائل میں بحث اور علم کا بے حد شائق تھا بحث کے

1۔ تاریخ الحکما، ص 52

2۔ کتاب الفہرست ص 13

3۔ تاریخ الاطباء، ص 229 ج 1

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوران اپنی غلطی فوراً تسلیم کر لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا تھا۔

حلیہ اس طرح تھا:

قد لمبا رنگ گورا تھا گھنی داڑھی دیکھنے میں بڑی خوب صورت لگتی تھی سیاہ آنکھوں کے اس چہرہ کو مزید خوبرو بنا دیا تھا۔

ابتدائی تعلیم

شروع کے سات برسوں میں ارسطو نے ابتدائی تعلیم مکمل کر کے اپنے زمانہ کے مشہور علمی مرکز ایتھنز جا کر صرف و نحو اور لسانیات میں دسترس حاصل کی ابھی نو برس کا تھا کہ ان فنون میں مہارت حاصل کرنے اور فلسفہ و حکمت سیکھنے کے ارادے سے افلاطون کے پاس پہونچا بیس برس افلاطون کی شاگردی میں رہا، چنانچہ علم اخلاق، سیاست مدنی، طبعیات، الہیات اور ریاضیات میں بہت آگے نکل گیا۔ افلاطون اپنے تمام شاگردوں میں ارسطو کو بہت زیادہ اہمیت دیتا اکثر کہتا تھا کہ ارسطو عقل مجسم ہے۔

علم و فضل

اپنے دور کے تمام علوم میں زبردست مہارت حاصل ہونے کی وجہ سے افلاطون اکثر اپنی غیر موجودگی میں مسند درس ارسطو کے حوالہ کر جاتا تھا علمی و عملی دونوں پہلو میں اپنے استاد کا صحیح جانشین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خاتم الحکماء اور سید العلماء کہا! یا غالباً یہی عظمت اس کی سکندر اعظم کے اتالیق بننے میں معاون ہوئی۔

جمال الدین قفطی نے لکھا ہے انتظامی امور میں ارسطو کے مشوروں پر عمل کر کے اسکندر نے تمام یونان کے شہروں سے شرک کا قلع قمع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف عدل و انصاف کا بول بالا ہو گیا۔

ارسطو فلسفہ طبعیات، الہیات میں مہارت کے ساتھ علم الحیوان اور علم النباتات میں بڑی دسترس رکھتا تھا حکیم غلام جیلانی کا خیال ہے کہ ارسطو یونان کے ہیئت دانوں

1۔ تاریخ الحکماء ص 57 و 59

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں پہلا شخص ہے جس نے ایک ایسے گرہن کا معائنہ کیا جو مریخ میں چاند کے ذریعہ سے لگا تھا۔[1]

صاحب تاریخ الحکمار کے مطابق ارسطو پہلا حکیم ہے جس نے فن استدلال کو منطقی پے چیدگیوں سے آزاد کر کے اشکال ثلاثہ صغریٰ کبریٰ اور حد اوسط کی سادہ شکل دی موصوف کا خیال ہے کہ منطق کا نام ارسطو کا ہی رکھا ہوا ہے۔[2]

اس کی بے شمار تصانیف سے اس کے علم و فضل کی گہرائی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے خاص بات یہ تھی کہ وہ اندھی تقلید کا بالکل قایل نہیں تھا تمام مسائل پر غور و فکر کے بعد ہی رائے دیتا تھا۔ یہی خصوصیت تمام فلاسفہ میں اسے ممتاز بناتی ہے۔

تصانیف

ارسطو نے فلسفہ کے تمام شعبوں، علم، طب، علم حیوان، علم طبیعات پر لا تعداد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس کی تصانیف کے متعلق صحیح تعداد کا تعین کرنا دشوار ہے کیوں کہ ماموں کے ذریعہ اونٹ پر لاد کر لائی جانے والی کتابوں کی تعداد کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ بہر حال تقریباً ۱۲۵ غیر طبی اور کچھ کم ۲ طبی کتابوں کے نام تاریخی حوالوں میں ملتے ہیں ذیل میں صرف اس کی طبی تصانیف کی تفصیل دی جا رہی ہے۔

ارسطو کی طبی تصانیف

اگرچہ اس کی اکثر تصنیفات فلسفہ، ہیئت طبیعات، علم نجوم، عمرانیات اور فلکیات کے موضوع پر مشتمل ہیں لیکن چوں کہ ان تمام موضوعات کا تعلق کسی نہ کسی حیثیت سے طب سے ضرور ہے لہذا ان کتابوں کو غیر طبی کہنا مشکل ہے تاہم اس کی بعض تصانیف کے نام سے ایسا لگتا ہے کہ ارسطو نے انھیں خاص طور سے طب کے لیے مخصوص کیا ہے۔

اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ارسطو کی کتاب الاتج اور کتاب المعاون اسے معدنیات

---

[1] تاریخ الاطبار ص 232
[2] تاریخ الحکمار ص 58

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا امام کتاب النبات اور کتاب اقسام النبات اور کتاب الحیوان اسے بیک وقت معدنیات نباتات اور حیوانات کا امام بناتی ہیں۔

اس طرح کی طبی کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(1) کتاب فی حرکتہ الحیوانات وتشریحا۔

(2) کتاب الحیوان۔

(3) کتاب نعت الحیوانات ۔ جانوروں سے متعلق تفصیل شامل ہے۔

(4) کتاب فی طبائع الحیوان۔

(5) کتاب فی طول العمر وقصرہ ۔ انسان کی عمر کی کمی اور زیادتی کے بارے میں تفصیل لکھی گئی ہے

(6) کتاب فی النبات ۔ پودوں کے اقسام ، ماہیت اور افعال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(7) کتاب فی الطب ۔

(8) کتاب فی تدبیر الغذاء ۔ غذا، اقسام اور اس کے کھانے کے طریقے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(9) کتاب فی الرطوبات ۔ رطوبات بدنی سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے

(10) کتاب فی النبض ۔ نبض سے متعلق جملہ تفصیلات کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔

(11) کتاب فی الاعراض ۔

(12) کتاب فی تناسل الحیوان ۔ اس میں جنس حیوان کے تولیدی عمل سے بحث کی گئی ہے

(13) کتاب فی المعانی للطب ۔ طب کے مفہوم اور اس کے حدود سے بحث کی گئی ہے۔

(14) کتاب الشباب والھرم ۔ اس کتاب میں جوانی اور بڑھاپے سے متعلق تمام تفصیلات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(15) کتاب الصحتہ والسقم ۔ یہ کتاب صحت اور مرض کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہے۔

(16) کتاب فی الباہ ۔ باہ اس کی تعریف ، مزید باہ تدابیر کا تذکرہ نہایت جامع انداز میں کیا گیا ہے۔

(17) کتاب فی الحرکتہ۔

(18) کتاب فی الغظم ۔ اس کتاب میں ایسی ہڈیوں کا بیان شامل ہے جو الگ نہیں ہوتی۔

(19) کتاب فی الیقظہ

(20) کتاب فی نعت الاحجار پتھروں کی اقسام اور ان کے فوائد سے بحث کی گئی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

(21) کتاب الریاضۃ۔ ریاضت اور اس کے فوائد و تدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
(22) کتاب المعادن۔
(23) کتاب فی نفث الدم۔ اس میں خون تھوکنے سے متعلق تفصیل اور اس کے علاج سے بحث کی گئی ہے۔

ارسطو اور علم تشریح

یوں تو نباتاتی' معدنی، حیواناتی اور دیگر طبی موضوعات پر ارسطو کی معلومات کچھ کم اہمیت کی حامل نہیں بلکہ بیشتر موضوعات پر اس کا خصوصی مطالعہ اپنی مثال آپ ہے تاہم علم تشریح حیوانات کے میدان میں ارسطو کو ایک انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ اس میدان میں اس کی اپنی ذاتی دلچسپی دوسری طرف سکندر کی سرپرستی کی اتفاقی حصولیابی نے اس کو مزید مواقع فراہم کر دیے تھے

ڈسکشن کے آغاز کے سلسلہ میں مورخین میں بے حد اختلاف ہے چینی طبیب پن چائی یا ہندی طبیب سسرت کو اس کا اس کا سہرا حاصل ہے لیکن باقاعدہ ڈسکشن کے آغاز سے متعلق پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن کی درج ذیل رائے سے مشکل اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

ارسطو کے لیے سب سے زیادہ باعث فخر بات یہ ہے کہ اس نے نہ صرف خود انسانی لاش کا ڈسکشن کیا بلکہ آئندہ کے اعلانیہ اور اجتماعی طور پر حکومت کی اجازت سے اس کی زمین ہموار کرنے کے اہتمامات کے لیے جس کے بعد علم تشریح کے بعد باقاعدہ مطالعہ کا آغاز ہوا اور اس کو اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ آگے بڑھنے کا موقع ملا۔ ^1^

حیرت ہے کہ ارسطو کے بے نظیر تشریحی کارناموں کے باوجود سر ولیم آسلر جیسا مورخ بھی ڈسکشن کا منکر ہے ^2^

حالانکہ علامہ علی حسن گیلانی نے صاف صاف لکھا ہے۔

قد صادف ارسطاطالیس فی تشریحہ ارسطو نے لاش چیرتے وقت راس الانسان کان سن

1۔ تاریخ علم تشریح ص 157
2۔ ایولوشن آف ماڈرن میڈیسن ص 69

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عظم واحد۔ ایک ایسی کھوپڑی پائی تھی جس لیس فیہ درز وھذہ من النوادس میں صرف ایک ہڈی تھی اور کوئی درز موجود نہیں تھی حالانکہ ایسا شاذونادر ہوتا ہے۔
اس نظر کی تائید کرنل بھولا کی کتاب علم وعمل طب سے بھی ہوتا ہے۔

ارسطو کے اہم تشریحی کارنامے

اس نے اعصاب کی تحقیق کی اور قلب کو عروق دمویہ کا مبدا بتایا۔
دماغ اور اس کی جھلیوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور معدہ اور عمل مضغ کے فعل کو بیان کیا۔
سب سے پہلے عروق کے لیے اصطلاح متعین کی
اس سے پھیپھڑے اور گلپھڑوں کی ساخت متعین کی۔
علم تشریح کے موضوع پر سب سے پہلے کتاب لکھی۔
مذکورہ بالا اہم نکتہ ارسطو کی تشریحی مہارت کا واضح ثبوت ہیں یہ بات اپنی جگہ پر درست کہ بہت سی باتیں بعد میں غلط ثابت ہوئیں تاہم اس کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ھٰ جامع الشرحین ج2

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب یونانی کا اسکندری دور

یعنی

مدرسہ اسکندریہ اور عہد بطالسہ کے اطباء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مدرسہ اسکندریہ اور اس کی طبی خدمات

مدرسہ اسکندریہ کا تاریخی پس منظر

بحر ابیض متوسط کے کنارے پر اسکندریہ نے ۳۳۲ ق م میں ایک شہر آباد کیا اور اپنے نام کی نسبت سے اس شہر کا نام اسکندریہ رکھا لیکن زیادہ دنوں تک عمر نے اسکندری کے ساتھ دفا نہیں کی چنانچہ ۳۲۲ ق م میں شہر بابل میں اس کے انتقال کے بعد اس کی مملکت تین اہم قائدین میں تقسیم ہو گئی۔

چنانچہ بلاد یونان، مقدونیا، ایشیا مائنر اٹلی، قبرص اور سسلی کے علاقے انتجولس متوفی ۳۰۱ قم کے قبضہ میں آئے اور ایشیا مائنر، سوریہ، بابل اور فارس کے مغربی حصے نیکاتورسوقس متوفی 280 ق م کے ہاتھ آئے اور مصر وافریقہ کے ممالک اسکندر کے بھائی اور سب سے بڑے قائد بطلیموس متوفی 283 ق م کی حکمرانی میں آگئے اسی عظیم شخصیت کو تاریخ بطلیموس اول کے نام سے یاد کرتی ہے اس کے نام بطلیموس مملکت ۳۲۳ ق م سے ۳۰ ق م تک قائم رہی۔

چھٹی صدی عیسوی قبل مسیح یعنی اسکندر کے داخل ہونے سے پہلے ہی سے مصر پہلی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نین صدیوں سے یونانیوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کے نتیجہ میں دونوں علاقوں میں تجارتی اور علمی تعلقات بڑے وسیع پیمانے پر قائم ہو گئے تھے بطالسہ کی حکومت کے بعد یہ سلسلہ مزید آگے بڑھتا گیا بعد میں یہودیوں کے داخلے کے بعد خاص طور سے بطلیموس سوم (۲۴۷۔ 222 ق م) میں یہودیوں کی بڑی تعداد میں آمد کی وجہ سے اسکندریہ کی تہذیبی و علمی ترقی میں مزید اضافہ ہوا۔

ادھر مصری اسکندری مقدونی سے بے حد متاثر تھے چنانچہ جب بطلیموس اول نے اسکندر بابل سے اسکندریہ میں منتقل کیا تو مصریوں کی توجہ اور بڑھ گئی اس طرح بطلیموس اوّل کے ہاتھوں دو اہم تہذیبی مرکز قائم ہوئے۔

پہلا مرکز معبد موسوی کہلا اسے علمی اور تحقیقی امور کے لیے مخصوص کر دیا گیا دوسرا مرکز جو بعد میں مدرسہ اسکندریہ کے نام سے مشہور ہوا اس میں علوم قدیمہ اور ایسے دیگر علوم کے سلسلے جن پر موسوی ادارہ میں کم توجہ دی جاتی تھی خاص توجہ دی گئی اس مدرسہ میں مدرسہ قومی اقلیدس سے بھاری تعداد میں بردی نوشتے منتقل کیے گئے اس اہم ذخیرہ سے مدرسہ اسکندریہ کی رونق میں چار چاند لگ گئے۔

بطلیموس سوم کے دور میں اسکندریہ کی فوجی طاقت میں اضافہ ہوا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور بالآخر بطلیموس پنجم کلیو بترا متوفی (۵۱۔ ۳۰ ق م) میں تاریخ اسکندر کی تباہی کو عظیم ترین واقعہ پیش آیا جس کے بعد بولیوس قیصر حاکم روما کا تسلط اسکندریہ میں شروع ہو گیا اور بالآخر ۳۰ ق م میں سلطنت اسکندریہ رومی حکمرانوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی۔

مدرسہ اسکندریہ کی علمی و طبی خدمات

اسکندریہ کے اسکول نے طب، فلسفہ، کیمیا اور علوم طبیعیہ میں بے حد نمایاں خدمات انجام دی ہیں اس اسکول کے متعلق پروفیسر حکیم ظل الرحمن تحریر فرماتے ہیں[1]۔

"اسکندریہ کا یہ میوزیم ایک طرح کی یونیورسٹی تھا متعدد تحقیقی اداروں کا مجموعہ جو درس کے کمروں، کھانے کے کمروں اور تنہا بیٹھ کر پڑھنے کے کمروں پر مشتمل تھا اس میں ادبیات علم حساب، علم ہیئت اور طب کے چار خاص شعبے قایم تھے اس شہر میں تاریخی اہمیت کی

---

[1] تاریخ علم تشریح حکیم سید ظل الرحمن ص ۱۵۵

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حامل ۵۰۰۰۰ کتابوں اور ۵۰۰،۵۰۰ جلدوں کے خزانہ میں مشتمل لائبریری تھی"۔

اس اسکول میں جہاں دیگر علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی وہیں علم طب میں بھی کافی ترقی کی چنانچہ اسکول سے وابستہ طبیب اسکندرانی کہلاتے تھے۔ ایسے اطبا کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب عیون الانبا نے درج ذیل سات اطبا کا تذکرہ کیا ہے۔

(۱) اصطفن (۲) جاسیوس (۳) ثاودوسیوس (۴) اکیلاوس (۵) انقیلاوس (۶) فلاذیوس (۷) یحییٰ نحوی۔

ان اطبا کے متعلق ابن ابی اصیبعہ نے ابن بطلان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تمام اطبا نے جالینوس کی ۱۶ اہم کتابیں حاصل کر کے ان کی شرحیں تیار کی تھیں اور انھیں باقاعدہ سبقا سبقا پڑھنے کے بعد باقاعدہ ایک طب کا نصاب تیار کیا۔

اس طرح سات مرحلوں میں ان عمائدین نے طب کی تعلیم کو تقسیم کر کے طب کے سمجھنے اور پڑھنے کو بڑی حد تک آسان بنا دیا تھا۔ ہر مرحلہ میں علیحدہ علیحدہ کتابوں کے مضامین کے اعتبار سے تقسیم کیا گیا تھا۔

پہلے مرحلے میں درج ذیل چار کتابیں شامل تھیں اس مرحلہ میں طب کی مبادیات سے متعلق تفصیلی بحث رکھی گئی تھی۔

(۱) کتاب الفرق (۲) کتاب الصناعۃ الصغیرہ۔
(۳) کتاب النبض الصغیر (۴) کتاب اغلوقن۔

دوسرے مرحلے میں بھی چار کتابیں شامل کی گئی تھیں۔

(۱) کتاب الاسطقسات (۲) کتاب المزاج (۳) کتاب القوی الطبیعۃ
(۴) کتاب التشریح الصغیر۔

تیسرے مرحلے میں کتاب العلل والاعراض نام کی کتاب شامل کی گئی تھی جس کے ذریعہ طالب علم تمام امراض کی تفصیلات معلوم کرائی جاتی تھیں۔

چوتھے مرحلے میں کتاب العلل الاعضاء الباطنہ اور کتاب النبض الکبر کے ذریعہ اعضاء باطنہ کے امراض اور نبض سے متعلق تفصیلی بحث پڑھائی جاتی تھی۔

پانچویں مرحلہ میں تین کتابیں شامل تھیں۔

(۱) کتاب الحمیات (۲) کتاب البحران (۳) کتاب البحران۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چھٹے مرحلے میں کتاب حیلۃ البر، اور ساتویں مرحلے میں کتاب تدبیر الاصحار شامل تھی[1]
آج ترقی یافتہ دور میں اگر طبی نصاب پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان اسلاف اطباء کے ذریعہ وضع کردہ نصاب کی اہمیت اور جامعیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یقیناً ان اطباء کی حذاقت کی دلیل ہے اور اسے اس لیے بھی جامع ترین کہا جا سکتا ہے کہ زیادہ تر اہم اسلاف کی کتابوں کا نچوڑ جالینوس کی ان ۱۶ کتابوں میں موجود تھا[2]
ان اسکندرانی اطباء میں یحیی نحوی کو چھوڑ کر دیگر اطباء کے حالات کتابوں میں نہیں ملتے یحیی نحوی سے متعلق بھی زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

حالانکہ اس قدر اہمیت کے حامل اطباء کے لیے علیحدہ سے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے اس طرح ان کے انداز تدریس کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو یقیناً آج کے نصاب تعلیم کے لیے بے حد مفید ثابت ہو سکتا تھا اور دور جدید میں موجودہ منفرد خامیوں کا ازالہ ممکن ہو سکتا تھا۔

یحیی نحوی

اسکندری اطباء میں نہایت فاضل طبیب اصلاً مصر کا باشندہ تھا[3]۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ وہ چالیس سال تک ملاحی کرتا رہا۔ اسی دوران کشتی پر روز آنے جانے والے مدرسہ اسکندریہ کے طلباء کے علمی مباحث سن کر شوق علم پیدا ہوا چنانچہ اپنی کشتی بیچ کر نحو، منطق اور طب کی تعلیم حاصل کی خوب محنت کی اور جلد ہی اتنی مہارت حاصل کی نحوی کہا جانے لگا[4]۔ مذہب سے اسکی کا تعلق بہت گہرا تھا۔ مذہبی معلومات کی وجہ سے اوتوشیوس (مذہب کا ماہر) کہا جاتا تھا۔
طب میں مہارت تامہ کے بعد مدرسہ اسکندریہ سے وابستہ ہوا۔ یہاں جالینوس کی کتابوں

---

1. تاریخ الحکماء جمال الدین قفطی ص 356
2. عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص
3. تاریخ الحکماء جمال الدین قفطی ص 356
4. عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ص 152

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی تفسیر اور مختصرات تیار کیں اس حیثیت سے یحیی نحوی کی خدمات بے حد اہم ہیں یہ ایک اتفاق ہے کہ اس کی شہرت مورخ اور فلسفی کی حیثیت سے زیادہ ہوئی طبیب کی حیثیت سے اس کا تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا۔

یحیی نحوی ایک آزاد خیال شخص تھا چنانچہ تثلیث کے عقیدہ کی مخالفت میں اسے یعقوبی اساقفہ کے دربار سے علیحدہ کر دیا گیا بعد میں شہنشاہ اسطیریوس کی بیماری کا علاج کر کے پھر بحال ہوا۔ کتابوں میں ملتا ہے کہ حضرت عمر بن العاص کے زمانہ میں یحیی نے آپ سے ملاقات کی تھی اور فتح مصر کے بعد امیر المومنین نے یحیی پر خاص لطف و کرم کیا۔ سامرائی نے لکھا ہے کہ اخیر میں مسلمان ہو گیا تھا۔

اس کی زیادہ تر تصانیف جالینوس کی کتابوں کی مختصرات تھیں البتہ ایک کتاب تاریخ الاطباء القدماء بھی ملتی ہے ابن ابی اصیبعہ وغیرہ نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

یحیی نحوی کی تصانیف

(1) کتاب الفرق ۔ یہ جالینوس کی مبادیات طب کی اہم کتاب ہے جس میں کلیات طب کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے ۔

(2) کتاب الصناعتہ الصغیرہ ۔

(3) کتاب النبض الصغیرہ، اس کتاب میں شناخت نبض، طبعی اور غیر طبعی نبض سے سے بحث کی گئی ہے۔

(4) کتاب اغلوقن الی جالینوس ۔

(5) کتاب الاسطقسات ۔ اس کتاب میں بقراط کے نظریہ کے مطابق ارکان کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔

(6) کتاب المزاج ۔

1۔ الفہرست ابن ندیم ص 2
2۔ طب العرب ترجمہ براؤن ص
3۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 212 ڈکٹور کمال سامرائی ۔
4۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص 152

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(7) کتاب القوی الطبیعۃ۔
(8) کتاب التشریح الصغیر۔
(9) کتاب العلل والامراض۔
(10) کتاب تعرف العلل الاعضاء الباطنۃ۔
(11) کتاب النبض الکبیر۔ سولہ مقالات پر مشتمل اس کتاب میں نبض سے متعلق تفصیلی بحث کی گئی ہے۔
(12) کتاب الحمیات۔
(13) کتاب البحران۔
(14) کتاب ایام البحران تین مقالات کے ذریعہ اس کتاب میں ایام قوت کے اختلاف حال کا ذکر اور اچھے خراب اور متوسط بحران کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
(15) کتاب حیلۃ البرء
(16) تدبیر الاصحاء
(17) کتاب منافع الاعضاء منافع الاعضاء کے بارے میں اچھی بحث کی گئی ہے۔
(18) جوامع التریاق۔
(19) جوامع النبض۔ نبض کے سلسلے میں جالینوس کی رائے قلم بند کی گئی ہے
(20) تاریخ الاطباء القدماء یہ کتاب تاریخ طب اور اطباء قدیم کے حالات پر مستند ور قدیم ترین حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے دیکھا جائے تو ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء اور جمال الدین قفطی نے اپنی کتاب تاریخ الحکماء میں اس کتاب کو اکثر جگہ بنیاد بنایا ہے اکثر مختلف فیہ مباحث میں یحیی نحوی کی رائے فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے افسوس کہ اس کے مخطوطہ کی نشاندہی نہیں ہو سکی ورنہ تاریخ طب کے نئے نکتوں تک رسائی ممکن ہوتی۔

عہد بطالسہ میں مدرسہ اسکندریہ کی تشریحی خدمات

عہد بطالسہ میں مدرسہ اسکندریہ کی عظیم خدمات کے نتیجہ میں مدرسہ... کی عظمت کا چراغ دھیرے دھیرے مدھم ہوتا گیا دوسری طرف مدرسہ اسکندریہ مختلف علوم وفنون اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عظیم علماء و اطباء کی آماجگاہ بن گیا چنانچہ اقلیدس المہندس، بطلیموس فلکی، ارخمیدس خیر دادی جیسے سائنسدانوں اور ہیروفلوس اور امیراسترادس جیسے اطبا کے عظیم کارناموں سے آج تک تاریخ کے صفحات میں مدرسہ اسکندریہ کی خدمات سنہرے حروف سے لکھی جا رہی ہیں۔

افسوس کہ ان عظیم شخصیات کی زیادہ تر تصانیف ۴۷ ق م میں بولیوس قیصر کے حکومت کے دوران ضایع ہوگیئں[1]۔ تاہم دستیاب ذخائر سے ان ماہرین کی خدمت کا بڑی حد تک اندازہ لگایا جاسکتا ہے

اس دور میں طب کے میدان میں ہوئی تشریحی ترقی خاص طور سے قابل ذکر ہے پروفیسر حکیم سید ظل الرحمن صاحب بجا طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

" ابتدائی اسکندرانی زمانہ یونانی طب کی تاریخ کا وہ واحد دور ہے جس میں ڈیسکشن کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور جس سے تشریح اور علم جراحت کی معلومات کے لیے بہت زیادہ قابل اطمینان نتائج مرتب کیے فاضل مصنف نے[2] سنوبرگر کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ بطالسہ کی طرف سے زندہ تشریح کی اجازت بھی حاصل تھی[2]۔

علم تشریح میں ایسے اطبا میں ہیروفلوس اور ارسطراطس کے نام خاص طور سے اہمیت کے حامل ہیں۔ حیرت ہے کہ ایسی عظیم ہستیوں کے تذکرہ سے قفطی اور ابن ابی اصیبعہ دونوں کتابیں خالی ہیں۔

آئندہ صفحات میں اطبا کے حالات درج کیے جا رہے ہیں۔

ہیروفیلوس

ہیروفیلوس ۳۳۵ ق م میں بمقام کیلسیڈان پیدا ہوا[3]۔ ڈکشنری آف سائینٹفک بایوگرافی میں جالینوس کے حوالہ سے مذکور ہے کہ وہ فیثاغورث کا شاگرد تھا[4]۔ تاریخ علم تشریح کے مصنف

---

[1] مختصر تاریخ عربی ص۱۷۶

[2] تاریخ علم تشریح ص۱۶۷

[3] ہسٹری آف میڈیسن از ای بی کرد بھارت ص۱۸۵

[4] جلد چہارم ص۳۱۶ ڈکشنری آف سائنٹفک بایوگرافی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہے اسے ہیراکریفورس اور کرسپاس کا بھی شاگرد بتایا ہے[1]۔ بعد میں مدرسہ اسکندریہ میں طب کی تعلیم حاصل کی اسکندریہ میں انسانی لاشوں کے ڈسکشن کا ماحول بڑی حد تک اس کے لیے مفید ثابت ہوا۔ اسی دوران اس نے تقابلی تشریح کا بھی کام کیا ہے۔

ہیروفیلوس کو معالج اور طب کے استاد دونوں حیثیتوں سے نمائندہ حیثیت حاصل تھی۔

جالینوس اگرچہ متعدد باتوں میں اس کا مخالف تھا تاہم ہیروفیلوس کو فلسفہ اور مادیت کے ملے جلے نظریہ کا امام سمجھتا تھا بنیادی طور سے وہ فن تشریح کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا ہے اسی لیے اسے ابوالطب فادر آف اناٹومی کے نام سے بھی شہرت حاصل ہے۔ تشریح کے علم الجراحت اور اور علم القابلہ میں تحقیقی کارنامے انجام دیے ہیں اس کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ امراض چشم اور عام امراض کے علاج و معالجہ کے سلسلے میں بھی بڑی دسترس رکھتا تھا۔

ڈکشنری آف سائنٹیفک بایوگرافی میں اس کی ۱۱ کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن اس کے مطابق یہ سب کی سب فن تشریح پر مشتمل تھیں جار کتابوں کی تفصیل دی گئی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کتابیں امراض چشم، علم [illegible] نبض، معالجہ غذائیات اور طبی مبادیات کے موضوع پر لکھی گئی ہیں[2]۔

ہیروفلوس کے اہم تشریحی کارنامے

اس نے دماغ، مقدم و موخر دماغ اور اعصاب کو بیان کیا۔

قلم الکتابت   اور معصرہ ہیروفلوس

آج تک اس کے نام کو زندہ و جاوید بنائے ہوئے ہیں۔

عظم قمحدوہ کی اندرونی سطح میں واقع چاروں صلیبی خطوط کے مقام اتصال پر دماغی وریدوں کے باہمی دباؤ سے پیدا ہونے والے نشان کو سب سے پہلے اسی نے بیان کیا۔

ہیروفلوس نے محرک اور   اعصاب کے درمیانی فاصلہ اور دماغ کو قوت تخیلہ اور ارادی

---

1. تاریخ علم تشریح ص 175
2. جلد چہارم ص 316

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حرکات کا مرکز قرار دے کر دماغ کو عصبی نظام کو مرکزی حیثیت عطا کی اور ارسطو کے نظریہ کے خلاف اس نے قلب کے مقابلہ میں دماغ کو ذہانت کا مرکز بتایا۔

ہیروفلوس پہلا شخص ہے جس نے ورید اور شریان کا فرق واضح کرتے ہوئے یہ بتایا کہ شرائین اوردہ کے مقابلہ میں زیادہ دبیز ہوتی ہیں۔ اس نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ ان میں ہوا کے بجائے خون رہتا ہے۔

ہیروفلوس نے سب سے پہلے نبض کی ضربات بیان کیں اور بقراط کے نظریہ کے خلاف ضربات کی تصدیق کے لیے پانی کی گھڑی ایجاد کی۔

ہیروفلوس نے ہی رطوبات زجاجیہ، آنکھوں کے طبقات، کیلوسی رگوں، اثنا عشری آنتوں، جگر، بانقراس سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کیں۔

ہیروفلوس نے تقریباً ۲۰۰ لاشوں کا ڈسکشن کرکے بقول جالینوس سب سے پہلے منظم طور سے ڈسکشن کا کام شروع کیا۔

ایراسطراطوس

اسکندریہ اسکول کے دوسرے نامور محقق ایراسطراطوس کی تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں مصنفین میں کافی اختلاف ملتا ہے۔ حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب نے ۲۷۶ ق م[1] نیوبرگر کے ۲۷۵ ق م[2] حکیم سید علی حیدر جعفری نے 290 ق م[3] اور ای بی کرومبھار نے ۲۷۶/۵ ق م[4] لکھا ہے اس عظیم سائنسداں کی پیدائش یولس میں ہوئی ارسطو کا داماد، کلیم دلس اور کریٹوز کا بیٹا تھا مزید حالات تاریخی حوالوں میں نہیں ملتے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ دونوں طبیب ابتدائی تعلیم ایتھینز میں ہوئی اس کے بعد کاس کی یونیورسٹی سے وابستہ ہوا اور آخیر عمر میں اسکندریہ میوزیم سے وابستہ ہوگیا۔

۱۔ تاریخ علم تشریح ص ۱۵۱

۲۔ ہسٹری آف میڈیسن ص ۱۴۶

۳۔ تاریخ طب واطبائے قدیم ص ۴۷

۴۔ ہسٹری آف میڈیسن کرومبھار ص ۱۵۵

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

تشریح، منافع الاعضا کو بحیثیت فن روشناس کرایا[1]۔ اسباب مرض کے بارے میں اس نے بقراطی نظریہ کی تردید کرتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا کہ مرض عروق اور التجہ میں ہوتا ہے۔
اس نے یہ بھی بتایا کہ خون سے جسم کو تغذیہ ملتا ہے اور ہوا زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔

ایراسطراطوس کے اہم کارنامے

ایراسطراطوس نے دماغ مقدم اور دماغ موخر کی ساخت کے فرق کو واضح کیا اور عروق و اعصاب میں فرق بتایا۔

ایراسطراطوس نے بتایا کہ ہوا پہلے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے پھر قلب میں داخل ہو کر VITAS SPRIL میں بدل جاتی ہے۔

مشہور ہے کہ ایراسطراطوس پہلا شخص ہے جس نے ماہیاتی تشریح کی ابتدا کی اور سب سے پہلے نمونیہ اور غشار قلب کی ماہیت بیان کی[2]۔

ایراسطراطوس نے استسقار اور جگر کی سختی کے درمیان ماہیاتی ربط کی وضاحت کی۔

ایراسطراطوس نے بیان کیا کہ تمام اعضا شرائین، اور وہ اور اعصاب سے پرورش پاتے ہیں

ایراسطراطوس نے قلب کی تشریح کر کے نئی معلومات کا اضافہ کیا۔

ایراسطراطوس نے پالتو جانوروں کے بچوں کو شیشہ کے مرتبان میں رکھ کر ان کی غذا اور فضلات کے تقابلی وزن پر تحقیق کی۔

کتابوں میں ملتا ہے کہ ایراسطراطوس ۵۰ سے زائد کتابوں کا مصنف تھا درج ذیل مضامین پر کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

ایکرک نیکٹ نے اپنی کتاب میں اس کی موت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ 240 ق م میں سرطان جیسے موذی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے زندگی سے عاجز ہو کر خودکشی کر لی۔

اسکندریہ کے اس عظیم ہستی کے تشریحی کارناموں سے آج بھی تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

1۔ ہسٹری آف میڈیسن ص۱۴۴

2۔ کرومبھار ہسٹری آف میڈیسن ص186

3۔ اے شارٹ ہسٹری آف میڈیسن ص۱۶

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(1) لغت الادویہ (2) تشریح (3) ماہیئت الامراض (4) حمیات (5) تنفس استسقا (6) حفظان صحت۔

طب یونانی کا رومی دور

30ھ ق م میں بطالسہ کے ہاتھوں سے اسکندریہ نکلنے کے بعد اس پر روم کا تسلط قائم ہو گیا تھا تاہم روم کی زبان لاطینی کے بجائے یونانی ہی رہی اور اگرچہ شاہی وراثت روم کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی تھی لیکن علمی اور تہذیبی ورثہ اس کے ہاتھ میں نہیں آسکا اس کی وجہ یہ رہی کہ طب اور دوسرے علوم کی طرف حاکمان روم نے کوئی خاص توجہ نہیں دی نتیجہ کے طور پر فن طب روم میں دعا تعویذ اور جھاڑ پھونک ہی تک محدود تھی[1]۔

اور چونکہ رومی عوام و خواص میں میڈیکل پریکٹس کو بطور پیشہ اپنانا بے حد معیوب سمجھا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ روم میں طب یونانی کی آمد سے پہلے کسی طبیب کا ذکر نہیں ملتا بقول ڈوگلس

EVERY ONE WAS HIS OWN PHYSICIAN[3]

البتہ کنوئیں کی صفائی، آلودگی دور کرنے اور گندے پانی کی نکاسی کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ یولیفوس قیصر (100۔44 ق م) نے فوجی ضروریات کے تحت جراحی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے مختلف علاقوں سے چند جراح اطباء کو دعوت دی چنانچہ اس طرح مشاہیر یونانی اطباء کی خدمات حاصل ہو گئی تھیں[4]۔

انہیں حالات کے پیش نظر مدرسہ اسکندریہ کی عظمت کا جھنڈا جالینوس کے زمانہ تک سرنگوں رہا اور جیسے جالینوس کا زمانہ (131۔201ء) شروع ہوا مدرسہ اسکندریہ کی عظمت میں چار چاند لگ گئے اور جالینوس کی وفات کے بعد تیسری صدی شروع ہوتے ہی نصاریٰ اور یونانی اطباء کے درمیان مذہبی اختلاف کے نتیجہ میں بحث و تالیف کا سلسلہ پھر مدھم پڑ گیا یہ سلسلہ 392

1۔ ڈکشنری آف سائنٹیفک بایوگرافی جلد چہارم ص 382

2۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 149

3۔ ہسٹری آف میڈیسن ڈوگلس ص 56

4۔ مختصر التاریخ الطب العربی ص 15

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ق م تک چلتا ۔ با بالآخر سلطنت 395ء میں بازنطینوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی ۔

طبیعی علوم کے سلسلہ میں اس سردمہری کے باوجود ۰۰ رق م 395 ق م کے عرصہ میں اگرچہ خاص سرزمین روم میں زیادہ اطبار پیدا نہیں ہوئے لیکن دیسقوریدوس، جالینوس اور روفس جیسے اطبار کی اہم خدمات کے نتیجہ میں اس دور کو تاریخ میں بے حد نمایاں حیثیت حاصل ہے

اس درمیانی وقفہ میں یونانی " الاصل اطبار میں ارمینس الکبودی (جسے بقراط کے بعد دوسرا فزیشن تصور کیا جاتا تھا) اسقلبیاس سورانس افسی ،ارکاغینس اور ایک رومی طبیب الطیبوس کے نام اہمیت کے ساتھ لیے جاسکتے ہیں۔

درج ذیل اہم ترین اطبار کے تذکرے تفصیل سے لکھے جارہے ہیں ۔

1۔ جالینوس ۔

2 ۔ دیسقوریدوس ۔

3 ۔ روفس ۔

دیکھا جائے تو طب یونانی کے رومی دور میں صرف گنے چنے اطبا کے نام ملتے ہیں لیکن جالینوس کی عظمت اور دیسقوریدوس کی علم الادویہ کے سلسلے میں امامانہ شان نے اس دور کو پوری تاریخ طب میں نہایت نمایاں حیثیت عطا کی ہے ۰۰۰ 2 ہزار سال پورے ہونے کو ہیں لیکن آج تک جالینوس اور دیسقوریدوس کی فنکارانہ مہارت کے چرچے عام ہیں۔

دیسقوریدوس ۔

مفردات ادویہ کا امام دیسقوریدوس عین زربی میں پہلی صدی عیسوی کے اواخر میں پیدا ہوا[1] یونانی زبان میں دیسقوریدوس کے معنی درختوں اور روئیدگی کے ہیں رومی شہنشاہ ابراطور (٦٨ - ٥٤ ء) کا طبیب خاص تھا[2] اسی دوران اس نے فوجیوں کے لیے جراحی کی خدمات انجام دی۔ ڈاکٹر کمال سامرائی کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہر نباتات کے علاوہ طبیب اور سرجن بھی تھا بہرحال ادویہ کی تحقیق کی وجہ سے اسے علم الادویہ کے بانی اور مفرد دواؤں کی تحقیقات

1۔ گریک ہربل آف ڈایوسکورائیڈس (مقدمہ)

2۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 154

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے موجد کی حیثیت حاصل ہے ادویہ کی تحقیق کے لیے مشرق و مغرب کے تمام ممالک کا سفر کر کے ساری عمر نباتی و معدنی و حیوانی دواؤں کے لیے بے نظیر خدمات پیش کیں اسے صرف نباتات ہی کا ماہر کہنا غلط ہے کیوں کہ اس کی مشہور کتاب کتاب الحشائش میں حیوانیات و معدنیات شمولیت اسس بات کی دلیل ہے کہ اسے معدنی اور حیوانی دواؤں میں مہارت حاصل تھی

دسیقوریدوس پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے افیون کے مسکن اور دافع سعل ہونے کی تاثیر بیان کی اور سرخس کے قاتل ویدان صفات کا تجزیہ کیا۔

اس کی تین تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے ۔

1. کتاب الحشائش ۔
2. کتاب السموم یہ کتاب زہروں اور اس کے تریاق پر مشتمل ہے۔
3. کتاب فی الحیوان ذوات السموم اس میں حیوانی زہروں اور اس کے تریاقات سے تفصیل بحث کی گئی ہے۔

کتاب الحشائش پر ایک نظر

دسیقوریدوس کا یہ سب سے اہم کام ہے آج تک علم الادویہ میں اسے اہم ترین دستاویز کی حیثیت حاصل ہے یہ کتاب یونانی زبان میں لکھی گئی تھی اس کے بعد تقریباً تمام عصری زبانوں میں اس کے تراجم کیے گئے اور سبھی تراجم کو زبردست مقبولیت حاصل ہوئی ہے ۔

یہ کتاب پانچ مقالات پر مشتمل ہے جس میں ۵۰۰ ادویہ کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ مقالات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا مقام خوشبودار ادویہ، روغنیات صموغ اور بعض بڑے درختوں کے بیان پر مشتمل ہے۔

دوسرے مقالہ میں حبوب تیز اور کھائی جانے والی ترکاریاں ان سے تیار ہونے والی دوائیں درج کی گئی ہیں۔

تیسرے مقالہ میں صموغ، چھوٹے پودوں اور پھولدار خشائش کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

چوتھے مقالہ میں سرد گرم بوٹیوں سے نکلنی والی دواؤں اور سقے آور دست آور اور زہروں کے تریاق سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

پانچواں مقالہ معدنی دواؤں، شربت اور بیلدار تباقوں کے بیان پر مشتمل ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس کتاب کا یونانی سے عربی میں ترجمہ اصطفن بن باسیل نے خلیفہ متوکل (847ء-861ء) کے زمانہ میں کیا تھا بعد میں اسے حنین بن اسحٰق نے تصیح کر کے قابل اشاعت بنایا۔ یہی نسخہ اندلس پہنچا۔ جہاں خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر (912ء-961ء) کے زمانہ تک اطبا اس سے استفادہ کرتے رہے۔

۹۶۲ء کے آس پاس اس کتاب کے دوسرے یونانی نسخے کا عربی میں بمقام قرطبہ ترجمہ کیا گیا۔ اس ترجمہ میں حسدای بن بشروط، ابی عبداللہ صقلی، عبدالرحمٰن بن اسحٰق بن ہیثم، محمد بن سعید طبیب بسانی، محمد شجار اور ابی عثمان یابسہ کے نام شامل ہیں ان مترجمین کا تذکرہ ابن ابی اصیبعہ کی کتاب میں نہیں ملتا صرف طبقات میں ابن جلجل نے اپنے مقدمہ میں اس کی تفصیل درج کی ہے[1]۔

اس طور پر اطبا۔ اندلس کے پاس کتاب الحشائش کے دو ترجمے موجود تھے ایک بغدادی نسخہ جس کا ترجمہ اصطفین نے کیا تھا دوسرا قرطبہ کا نسخہ اگرچہ یہ نسخہ عام طور سے نہیں ملتا لیکن سامرائی نے لکھا ہے کہ یہ زیادہ مستند ہے[2]۔

اس کے علاوہ کتاب الحشائش کے ایک اور ترجمہ کی نشاندہی صلاح الدین نے ١٩٦٠ء میں کیا ہے موصوف کا کہنا ہے کہ ترجمہ ساتویں صدی ہجری کا مخطوطہ ہے مہران بن مہران کے ذریعہ کیا گیا ہے جس نے حنین بن اسحٰق کے اس سریانی نسخے سے منتقل کیا ہے جسے حنین نے میاں فارقین نجم الدین غرتاش کے لیے کیا تھا۔

مہران بن منصور نے اپنے اس ترجمہ کے علاوہ سریانی زبان کے ایک اور نسخہ کے ترجمہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اس سلسلہ میں اس نے لکھا ہے کہ یہ ترجمہ ابی سالم کا کیا ہوا ہے اس طرح کتاب الحشائش کے پانچ ترجموں کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

پہلا عربی میں اصطفن بن باسیل کے قلم سے دوسرا سریانی زبان میں حنین بن اسحٰق کے قلم سے تیسرا یونانی زبان میں   کے سریانی ترجمہ سے عربی مہران بن منصور کے قلم سے اور پانچواں ترجمہ حنین کے سریانی نسخہ سے ابی سالم کے قلم سے ہوا ہے۔

دیسقوریدوس کی اس اہم ترین کتاب کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں بلیوتھنیگ نتھاند کے نام سے مخطوطہ کی شکل میں ملتا ہے اس کا پہلا یونانی ایڈیشن

---

[1] مقدمہ طبقات ابن جلجل

[2] مختصر التاریخ الطب العربی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سنہ 1499ء میں پہلا لاطینی ایڈیشن سنہ 1478ء اور اس کا پہلا ترجمہ الماوی سنہ 1542ء میں شایع ہوا تھا۔

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رابرٹ ٹی گنتھر کے ذریعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سنہ 1934ء میں شایع ہوا۔ مصنف کو اس ترجمہ کو دیکھنے کا موقع ملا ہے اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کا یونانی اور انگریزی میں بین السطور ترجمہ کیا گیا ہے انگریزی ترجمہ کے شروع میں اس ترجمہ کے نمونہ کی فوٹو کاپی لگائی گئی ہے جس میں ایک سطر یونانی اور اس کے نیچے انگریزی ترجمہ لکھا گیا ہے۔

اس ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے ترجمہ کے ساتھ دواؤں کے انگریزی ناموں اور نباتی ناموں کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اس طرح طب یونانی پہلی بار یونانی نباتی ادویات کے انگریزی و نباتی ناموں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک جدول کے ذریعہ ایک خانہ میں یونانی دوسرے میں نباتی نام لکھ کے ان تمام پودوں کی فیملی بھی لکھی گئی ہے یہ انداز تحریر نہ صرف نیا ہے بلکہ یقیناً طب یونانی کے ذخیرہ میں اس کی اور کوئی مثال نہیں ملتی۔ اصل کتاب دیسقوریدوس کے عربی مخطوطات ایاصوفیا، احمد الثالث حدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہیں۔

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ترین نسخہ ایاصوفیا لائبریری کی زینت ہے جو خط نسخ سے لکھا گیا ہے ۲۳ x ۳۲ سائز کے 192 صفحات پر مشتمل یہ مخطوطہ پانچویں صدی میں لکھا گیا ہے۔

جالینوس

نام و پیدائش

یونانی طب کے تخلیقی عہد کے آخری امام اور اسقلی بوس کے بعد کے آٹھ عمائدین اطبا کے سلسلہ کی آخری کڑی جالینوس کی تاریخ پیدائش میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے

ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی کے نزدیک جالینوس کا زمانہ حضرت مسیح سے ۲۰۰ سال پہلے کا تھا۔[1] حکیم سید علی حیدر جعفری اور حکیم سید کمال الدین صاحب نے سال پیدائش سنہ 130ء لکھا ہے[2]

---

1. تاریخ الحکماء ص۱۳۵
2. مختصر تاریخ طب و اطبائے قدیم۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ای بی کروسمار نے جالینوس کا سن ولادت سنہ 129ء تحریر کیا ہے[1]۔ ابن ابی اصیبعہ نے جالینوس کا سن ولادت سنہ 59ء بتایا ہے[2] اور یہی تاریخ زیادہ درست معلوم ہوتی ہے اس سلسلے میں ابن ابی اصیبعہ نے دلیل کے طور پر عبیداللہ بن جبریل کے اس ضخیم رسالہ کا متن پیش کیا ہے جس میں اس نے جالینوس کی تاریخ پیدائش سے متعلق مختلف لوگوں کے خیالات قلم بند کیے ہیں۔

اس رسالہ میں عبیداللہ نے اختلاف آراء کے بیان کے بعد ہارون بن عزدن الراہب کے حوالہ سے اسکندر اعظم کے بعد آنے والے تمام بادشاہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے طریانوس کا نام لکھا ہے اور اس کے دسویں سال جلوس میں جالینوس کی پیدائش ہے یہ قیصر یونانیوں کی صحیح تقویم کے مطابق سنہ 95ء میں تخت نشین ہوا تھا[3]۔ اس حساب سے جالینوس کی صحیح تاریخ ولادت سنہ 95ء ہے۔

یونانی طب کی عظمت کا یہ علمبردار قسطنطنیہ کے مشرق میں واقع ایشیا کے شہر فرغانوس میں پیدا ہوا[4]۔

حلیہ و عادات

جالینوس بہت خوب صورت اور نہایت خوش مزاج تھا موسیقی اور ترنم کا دلدادہ تھا مطالعہ کا بڑا شوقین تھا۔ گفتگو میں پرگوئی غالب رہتی تھی خاموش بہت کم رہتا تھا صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا بہت پسند کرتا تھا۔

تعلیم و تربیت

مختلف کتابوں کی ابتداء میں جالینوس نے اپنی تعلیم و تربیت کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ ابتدائی تعلیم میں نے اپنے باپ سے حاصل کی، میرے والد علوم ہندسے حساب اور ریاضی کے بے حد ماہر تھے پندرہ برس تک میں نے اپنے باپ ہی سے پڑھتا رہا اس کے بعد مجھے منطق

1۔ حکمائے قدیم کے تشریحی کارنامے ص9

2۔ ہسٹری آف میڈیسن ص216

3۔ تاریخ الاطباء ص27

4۔ تاریخ الحکماء ص185

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پڑھانا چاہا لیکن بعد میں ایک خواب کے پیش نظر مجھے طب پڑھنے کا حکم دیا سترہ سال کی عمر تک میں نے طب حاصل کی۔

جالینوس کو پڑھنے پڑھانے میں اس قدر دلچسپی تھی کہ مدرسہ سے واپسی پر راستہ میں کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہتا اور گھر پہونچتے پہونچتے سبق یاد کر لیا کرتا۔ اس کے ساتھی اکثر اسے کھیل کودنے کے لیے بلاتے تو جالینوس بہانے کرکے پھر پڑھنے میں لگ جاتا تھا۔ اس زیادتی شوق سے سترہ سال کی عمر میں ہی جالینوس کے اندر تحقیق وتنقید کا ذوق پیدا ہوگیا اسی عمر سے ہر چیز کی صحت وغلطی میں لگا رہتا تھا کسی علمی مسئلے میں بغیر تحقیق کے یقین نہ کرنا جالینوس کی اسی عادت سے اس کے اساتذہ بہت خوش ہوتے تھے طلب علم کے لیے جالینوس مسلسل سفر کرتا رہا یونان کے شہر روتہ الکبری اور مشرقی رومن امپائر کے چکر لگاتا رہا اسی دوران اطبائے قدیم خاص طور سے بقراط کی کتابوں کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا دیکھتے دیکھتے معالجات، تشریح اور عمل جراحی میں ماہر ہوگیا یونان میں ایک طبیبہ سے امراض نسواں کی تربیت حاصل کی اس کے بعد مصر پہونچا یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں سفر کرتا رہا۔

ابن بیطار کی کتاب جامع المفردات میں جگہ جگہ اس کی کتابوں کے حوالہ میں جالینوس کے طویل ترین سفروں کے تذکرے ملتے ہیں رومتہ الکبری کے قیام کے دوران اسے اوذیموس جیسے نامی فلسفی اسکندر افرودیسی، سرجیوس بولس جیسی عظیم ہستیوں سے ملاقات کا شرف حاصل رہا اس جگہ جالینوس کو یہاں کے عظیم کتب خانہ میں مطالعہ کا موقع بھی ہاتھ جس کا اس کی عظمت میں زبردست اشتراک شامل ہے۔

اسی دوران بدقسمتی اس کے یہاں آگ لگ گئی نتیجہ کے طور پر جالینوس کی کچھ مکمل کچھ نامکمل تصانیف کے علاوہ ہزاروں میل کے سفر ناموں کے ساتھ ارسطو، اندروماخس اور انکساغورس جیسے مشاہیر فلاسفہ کی کتابیں بھی ضایع ہوگئیں۔ جالینوس نے اس سانحہ کو اپنی کتاب نفی الغم میں نہایت غم انگیز انداز میں بیان کیا ہے۔

بادہ پیمائی اور طلب علم میں جالینوس کی دلچسپی کو جمال الدین قفطی نے اس طرح لکھا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں طب، فلسفہ اور ریاضی میں کمال حاصل کیا جو بیس سال کی عمر میں ہر فن مولا بن گیا۔[1]

---

[1] تاریخ الحکماء ص۱۹۷، جمال الدین القفطی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

علم کے حصول میں اس کی زندگی کا آخری سفر بھی بڑی دلچسپی کا مرکز رہا قفطی نے لکھا ہے کہ کسی شخص نے جالینوس سے ذکر کیا کہ ایک شخص ایسا موجود ہے جو مادرزاد اندھوں اور سفید داغ کے مریض کا علاج کرتا ہے اور مردوں کو زندہ کردیتا ہے جالینوس اس عظیم شخص کی تلاش میں نکل پڑا۔ راستہ میں بیمار پڑ گیا ارادہ ملتوی کرکے صقلیہ پہونچا اور وہیں ۸۷ سال کی عمر میں ۲۰۰ء میں انتقال ہوا اور وہ وہیں دفن ہوا۔

فضل وکمال

یونانی طب کے تخلیقی عہد کے اختتام میں جالینوس بڑے مرتبہ کا نام بقراط کے بعد سب سے بڑے طبیب ہونے کا فخر جالینوس ہی کو حاصل ہوا ہے علم تشریح و منافع الاعضار میں اسے صف اوّل درجہ حاصل تھا۔

جالینوس کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ بقراط کا نہایت مداح اور اسے عزت و احترام سے دیکھنے کے باوجود اس کا اندھا مقلد نہیں تھا۔ بقراط کی تحریروں میں طب کی ذاتی حیثیت ایک فن (آرٹ) کی تھی لیکن جالینوس نے اسے علم (سائنس) کا درجہ عطا کیا[1]

اگرچہ جالینوس ریاضی، منطق، فلسفہ میں نمایاں صلاحیتوں کا مالک تھا لیکن فن طب کے تمام مضامین پر ہمہ گیر مطالعہ نے اسے علاج، امراض علم الادویہ، فن تشریح و منافع الاعضار و علم الجراحت میں بے نظیر بنادیا تھا۔ علمی صلاحیتوں کے علاوہ جالینوس عملی میدان میں بھی بڑی دسترس رکھتا تھا جالینوس کا اصول تھا کہ تمام علمی مسائل پر اس وقت یقین نہیں کرتا تھا جب تک اسے عملی طور سے پرکھ نہ لیتا۔

انھیں اہم ترین خصوصیات کی بنا پر جالینوس کے متعلق نیوبرگر کی یہ رائے بے حد مناسب معلوم ہوتی ہے۔

علمی و نظری اعتبار سے طب نے جالینوس ہی کے ہاتھوں منقح اور مہذب شکل اختیار کی اسی لیے یورپ بھی اسے کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال تک طبی مسائل میں آخری سند ماننے پر مجبور رہا ہے[2]

---

[1] تاریخ علم تشریح ص۱۰۵ حکیم سید ظل الرحمٰن

[2] طب اسلامی ص۳۶

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جالینوس بحیثیت معالج

بحیثیت معالج جالینوس کا درجہ بہت بلند ہے مختلف شہروں اور مختلف ممالک میں قیام کے دوران اس نے بے شمار خطرناک امراض کے علاج میں کامیابی حاصل کی اپنے باکمال فنی جواہرات کا تذکرہ خود جالینوس نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ کیا ہے۔

علاج و تشخیص کے سلسلہ میں عظمت و بلندی کا اندازہ جالینوس کے ان سفرناموں سے بخوبی ہوتا ہے جو اس نے کتاب الادویہ والاغذیہ میں متعدد مقامات پر قلم بند کیے ہیں ان سفرناموں سے پتہ چلتا ہے کہ جالینوس نے متعدد دواؤں کی ماہیت اور افادیت کی تحقیق کے لیے کس طرح مختلف باشندوں کے مقامات سے حاصل کیے۔

امراض کی تشخیص کے سلسلہ میں اس کی حذاقت سے متعلق ایک واقعہ ابن ابی اصیبعہ نے نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جالینوس ایک مرتبہ روبیہ کے ایک مجمع میں پہونچا جہاں بہت سے طبیب ایک جوان کی بیماری کی تشخیص کر رہے تھے جوان سخت بخار میں مبتلا تھا اطبا نے اس کے علاج کے لیے فصد تجویز کیا تھا مگر بعض اطبا کی رائے میں اختلاف تھا اسی درمیان جالینوس نے ان اطبا سے کہا آپ حضرات ذرا صبر سے کام لیں آپ کی علمی بحث قابل قدر سہی لیکن اس مریض کو فصد کی کوئی ضرورت نہیں ہے کچھ ہی دیر میں مریض کی ایک رگ کا منہ کھل جائے گا اور فاسد خون منہ کے راستہ نکل جائے گا اگرچہ پہلے اطبا نے جالینوس کی بات کا مذاق اڑایا لیکن تھوڑی دیر بعد نکسیر پھوٹنے پر جالینوس کی مہارت کے معترف ہو گئے۔

اس کی حذاقت اور معالجاتی مہارت کا چرچا اس کی زندگی ہی میں چاروں طرف پھیل چکا تھا چنانچہ اس نے بے شمار بادشاہوں کا علاج کیا اور اپنی شفاکی وجہ سے دور دراز کے ممالک کے بادشاہوں کے علاج کے لیے بلایا جاتا تھا اس کی بدولت جالینوس کو بڑی عزت و احترام حاصل ہوا لیکن چونکہ علمی و فنی تحقیق سے بے حد شغف رکھتا تھا لہٰذا جالینوس کی ایک جگہ مستقل قیام نہ کر سکا اور ساری عمر بادیہ پیمائی کر کے فنی صلاحیتوں کو مزید اجاگر کرتا رہا۔

اس کی معالجاتی کمال کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ تاریخ الحکما میں ملتا ہے۔

مذکور ہے کہ جالینوس شہر رومیہ میں تھا اسے ایک جگہ آدمیوں کی بھیڑ نظر آئی دیکھا کہ ایک بازاری طبیب اپنی حذاقت کے سلسلہ میں تقریر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں جالینوس کا شاگرد

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہوں اس نے مجھے تمام معالجاتی طریقے سکھادیے ہیں یہ دیکھیے میرے پاس ایک دوا ہے جو دانتوں سے فوراً کیڑے کو باہر نکال دیتی ہے اس کے بعد ہی اس شخص نے کہا کہ اگر کسی شخص کے دانتوں میں درد ہو تو سامنے آئے جب ایک شخص سامنے آیا تو اس طبیب نے لوبان اور درخت اپسل سے تیار شدہ ایک دوا نکالی اور اسے آگ کے کوئلوں پر رکھا اس سے اتنا دھواں نکلا کہ مریض نے آنکھیں بند کرلیں اس دوران طبیب نے ایک چھوٹے سے ڈبے سے ایک کیڑا نکالا پھر مریض کے منہ کی طرف بڑھا کے کہنے لگا کہ یہ دیکھیے کیڑا نکل آیا اس واقعے سے عوام اس کے اردگرد جمع ہو گئے تو جالینوس نے اعلان کیا یہ شخص جھوٹا ہے۔ اسے کچھ نہیں سکھایا ہے اس کے بعد جالینوس نے حاکم وقت سے کہہ کر گرفتار کرادیا۔

اس کے علاوہ معالجات کے مختلف شعبوں پر اس کی تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً تمام امراض پر جالینوس نے تحقیق کی تھی اس کی تمام تصانیف میں تشخیص و علاج امراض سے متعلق بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

ابن بیطار نے اپنی کتاب المفردات میں جگہ جگہ جالینوس کے معالجاتی تجربات پر مشتمل بیانات قلم بند کیے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ تقابلی و تجزیاتی معالجات کی بنیاد جالینوس ہی کے ہاتھوں پڑ چکی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ برٹش فارماکوپیا کے آفشیل مرکبات آج بھی گیلن فارماکوپیا کے نام سے موسوم ہیں۔

جالینوس بحیثیت ماہر تشریح و منافع الاعضاء

تشریح اور منافع الاعضاء کی ترقیات میں جالینوس نے نہایت نمایاں خدمات انجام دی ہیں بعد میں آنے والی طبی دنیا کے تمام افراد اس کی تشریحی تعلیمات سے متاثر ہو کر اور اسی خرمن کے خوشہ چین ہیں۔

جالینوس جسم انسانی کے تمام حصوں عظام، عضلات، اعصاب، دماغ، قلب، پھیپھڑے

---

1. تاریخ الحکمات 111
2. تاریخ علم تشریح از حکیم ظل الرحمن ص 203

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جالینوس غرض تمام اعضاء کے متعلق انتہائی گراں قدر تشریحی اور منافع الاعضائی تحقیقات کر کے اندھیری کوٹھری میں نہاں سیکڑوں رازوں کو آشکارا کیا ہے۔

اگرچہ عربی میں تاریخ طب کی کتابیں جالینوس کی تشریحی مہارت زیادہ تفصیل نہیں بتاتیں لیکن انگریز مورخین نے اس سلسلہ میں بڑی تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے چنانچہ دوگلس، سارٹان، کرو بھار میجر، کامپیل وغیرہ کی کتابوں میں جالینوس کی تشریحی عظمت سے متعلق سیکڑوں شاندار اقتباسات ملتے ہیں طوالت کی وجہ سے یہاں مختصراً جالینوس کی تشریحی خدمات کا ایک مختصر جائزہ لیا جا رہا ہے۔

یہ بات سب سے پہلے جالینوس نے بتائی کہ اعصاب کی ابتدا دماغ سے یا نخاع سے ہوتی ہے اسی نے یہ بھی انکشاف کیا کہ متحرک ہونے میں کیا فرق ہے۔

اغشیہ کی ضریاں کی تحقیق کا سہرا بھی جالینوس کے سر ہے۔

معدہ کی تشریحی وضع کے بارے میں جالینوس نے واضح کیا ہے کہ اس کی اندرونی تہہ کے ریشے لمبے، بیرونی کے گول، اور تیسری تہہ کے ریشے ترچھے ہوتے ہیں۔

جالینوس نے سب سے پہلے یہ بتایا کہ گردے اور مثانہ کے درمیان کی نالیاں (حالبین، شریان ورید اور اعصاب سے مختلف ہوتی ہیں۔

ہڈیوں کے ساتھ رباطات کے متعلق جالینوس کی تحقیقات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔

جالینوس واحد ماہر تشریح ہے جس نے 500 عضلات کی مفصل تشریح بیان کی۔

جالینوس کے متعلق اس بات میں شدید اختلاف ہے کہ اس نے ڈسیکشن کے لیے انسانی لاشوں کا استعمال کیا یا نہیں اس مسئلے پر مصنف تاریخ علم تشریح نے بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

" چارلس ایل ڈنا اور پائنٹر دکیلے نے بھی صرف غیر انسانی ڈسکشن کی تائید کی ہے لیکن کچھ ایسے مورخین بھی ہیں جن کا کہنا ہے کہ جالینوس نے انسانی لاشوں کو ڈسکشن کے لیے استعمال کیا ہے ان میں جارج سارٹان، ایف میجر، ولیم، ڈیپل اور قفطی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں ان مورخین کو جو مقام حاصل ہے وہ یقیناً ایک وزن رکھتا ہے اس لیے ان ماخذ کو اہمیت نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے جالینوس نے اپنے پیچھے تشریحی سرمایہ چھوڑا ہے وہ اس کا روشن ثبوت ہے اور یہی قرین عقل ہے کہ اپنے بڑھے ہوئے تشریحی وزن اور تشریحی افادیت و اہمیت کے انتہائی قائل ہونے کی بنا پر اس نے ضرور انسانی ڈسکشن کے فرائض انجام دیے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوں گے۔[1]

جالینوس اور منافع الاعضاء

تجرباتی منافع الاعضاء کے ماہر کی حیثیت سے جالینوس ایک سربرآوردہ شخصیت ہے اس میدان میں جالینوس نے اعضاء کے ۷ ہزار سے زائد اعضاء کے منافع بیان کر کے عظیم ترین کارنامہ انجام دیا ہے یہ معلومات اس نے بقراط اور ارسطو کی کتابوں سے بھی حاصل کیا اور اپنی طرف سے بھی گرانقدر اضافات کیے۔[2]

اس میدان میں اہم ترین کارنامے حسب ذیل ہیں۔

جالینوس کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے عمل تنفس اور ضربان کا تفصیلی جائزہ لیا۔

اعصاب کے مختلف افعال کا تعین کر کے یہ بتایا کہ گردن کے اوپر نخاع میں تفرق واقع ہونے سے موت ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے یہ واضح کیا کہ الفاظ کی یادداشت دماغی جراحتوں سے بے حد متاثر ہوتی ہے اس نے یہ بھی ثابت کیا کہ کسی انگلی سے اعصاب حسیہ کو کاٹ دینے سے سردی و گرمی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

معدہ کے بارے میں جالینوس نے بتایا کہ اس کے تین کام ہیں ایک تو وہ غذا کو محفوظ کرتا ہے دوسرے اسے ہضم کرتا ہے تیسرے اسے چھوٹی آنتوں تک پہونچاتا ہے۔

عمل تنفس کے بارے میں جالینوس کا خیال تھا کہ عصب حجازی کے ذریعہ حجاب حاجزی میں انقباض اضلاع عضلات بین الاضلاع کے انقباض کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

جالینوس نے پیشاب کے سلسلہ میں دلیسقوریدوس دوم کے اس نظریہ کو غلط بتایا کہ پانی بخار کی شکل میں مثانہ تک پہونچتا ہے پھر پیشاب کی شکل میں خارج ہو جاتا ہے اس نے پیشاب کے بنانے کے لیے گردوں کے فعل کو واضح کیا۔

جالینوس نے دوران خون کے سلسلہ میں بھی نہایت اہم معلومات کا اضافہ کیا اس نے

---

[1] تاریخ علم تشریح۔

[2] طب اور سائنس۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بتایا کہ شرائین دا اوردہ کے اختتام[1]۔

جالینوس نے ایک اہم ترین کارنامہ انجام دیا کہ عروق دمویہ محض ہوا سے ہی نہیں ہوتیں بلکہ رطوبات بدن ہوا کو جذب کر سکتی ہیں اور پانی میں بھی یہ خاصیت ہوتی ہے۔

جالینوس کا یہ مشاہدہ تھا کہ جنین کے خون کی روانی بڑی حد تک مچھلی سے مشابہ ہوتی ہے اس نے بتایا کہ پیدائش سے قبل جنین کا وریدی خون مشیمہ سے ناف کی وریدوں کے ذریعہ اجوف اور دائیں اذن میں جاتا ہے اور دوسرے راستہ کے ذریعہ جگر کو چھوڑ جاتا ہے۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ پیدائش کے تھوڑی دیر کے بعد یہ تینوں راستے بند ہو جاتے ہیں اور تمام خون دائیں قلب سے پھیپھڑوں تک جاتا ہے۔

اس تفصیل سے منافع الاعضاء میں اس کی مہارت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

جالینوس بحیثیت مصنّف

تصنیف و تالیف کے میدان میں جالینوس کو بے حد نمایاں حیثیت حاصل ہے روم میں اس کی کتب خانہ میں آگ لگ جانے کی وجہ سے اس کی تصانیف کی صحیح تعداد لکھنا ممکن نہیں ہے تاہم عیون الانبا میں موجود کتابوں کی فہرست سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معالجات، ادویہ، تشریح، منافع الاعضاء، علم الجراحت اور دیگر غیر طبی و طبی مضامین میں مہارت نامہ کی وجہ سے جالینوس کا مرتبہ اس میدان میں بھی بہت بلند ہے۔

اس کی تصانیف کی خاص بات یہ ہے کہ ان میں علمی و عملی دونوں تجربات دوسرے الفاظ میں قیاس و تجربات دونوں کا خوب صورت امتزاج پیش کیا گیا ہے خود جالینوس کی ریسرچ نیچر کا تقاضا بھی یہی تھا چنانچہ اس کی اکثر کتابوں میں عجیب و غریب تجرباتی واقعات ملتے ہیں۔ دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تصانیف ایک منظم انداز میں ترتیب دی ہے اور باقاعدہ ابتدائی، ثانوی اور فاضلانہ معیار کی معلومات پر مشتمل کتابیں پیش کر کے طبی نصاب کے لیے ایک اہم ترین اسلوب فراہم کیا ہے اس لحاظ سے منظم میڈیکل تعلیم کا اسے بانی قرار دیا جا سکتا ہے

---

[1] نیچر جلد اول ص196

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جالینوس کی تصانیف کے سلسلہ میں زبردست اختلاف ملتا ہے چنانچہ ابن ندیم نے ۵۵ قفطی نے ۵۵ اور ابن ابی اصیبعہ نے کتابوں کا تذکرہ کیا ہے چونکہ ابن ابی اصیبعہ کی کتاب میں تمام مورخین کی بیان کردہ تصانیف موجود ہیں لہٰذا اسی کو بنیاد بنا کر جالینوس کی کتابوں کی تفصیل لکھی جارہی ہے۔

۱۔ کتاب بنیکس اس کتاب میں دو مقالے ہیں پہلے مقالے میں طبی کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے دوسرے میں منطق فلسفہ اور نحو سے بحث کی گئی ہے۔

2۔ کتاب الفرق اس کتاب میں علم طب کی ابتدائی معلومات کے بیان کے بعد تجربہ، قیاس اور حیل تینوں نظریات کے مختلف فرقوں کے اقوال لکھے گئے ہیں۔

۳۔ کتاب الصناعۃ الصغیرۃ اس کتاب میں جالینوس کی تمام تصانیف پر مشتمل معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ایاصوفیا لائبریری میں موجود ہے۔

۴۔ کتاب النبض الصغیر۔ اس میں نبض سے متعلق ابتدائی معلومات لکھی گئی ہیں۔ اس کے مخطوطات ایاصوفیا اور استانبول یونیورسٹی کے شعبہ عربی کی زینت ہیں۔

۵۔ کتاب الی اغلوقن شفاء الامراض۔ رومیہ کے ایک فلسفی کی فرمائش پر امراض کے اسباب علامات و علاج درج کیے گئے ہیں۔ اس کا مخطوطہ ایاصوفیا اور جامع استانبول میں موجود ہے۔

۶۔ کتاب العظام ہڈیوں کی تفصیل پر مشتمل ایک شاندار کتاب ہے۔ مخطوطہ احمد ثالث کی لائبریری میں موجود ہے۔

۷۔ کتاب فی العضل۔ عضلات کی تشریح اور افعال سے بحث کی گئی ہے یہ کتاب احمد ثالث کے ذخیرہ میں موجود ہے۔

۸۔ کتاب العصب۔ اعصاب کی تشریح اور ان کے افعال سے متعلق ہے۔

۱۔ الفہرست ص ۴۱۵ ابن ندیم۔
۲۔ تاریخ الحکماء ص ۱۹۳ جمال الدین القفطی۔
۳۔ عیون الانباء جلد اول ص ابن ابی اصیبعہ
۴۔ مخطوطات سے متعلق معلومات فہرست مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیہ سے لی گئی ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۹۔ کتاب العروق۔ اس میں رگوں کا اور نبض کا بیان تفصیل سے کیا گیا ہے۔

۱۰۔ کتاب الاسطقسات۔ اس کتاب میں بقراط کے نظریہ کے مطابق عناصر اربعہ، اخلاط وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب ایا صوفیا اور مغنیسا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۱۱۔ کتاب المزاج تین مقالوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو مقالات میں انسان اور جانوروں کے مزاج تیسرے میں مزاج کی شناخت کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ ایا صوفیا اور مغنیسا کے کتب خانہ میں اس کا مخطوط موجود ہے۔

12۔ کتاب القوی الطبیعۃ۔ تمام فطری قوتوں کو تین مقالات میں بیان کیا گیا ہے اس کا مخطوطہ ایا صوفیا میں مل سکتا ہے۔

13۔ کتاب العلل والامراض۔ چھ مقالات پر مشتمل اس کتاب میں امراض کے اسباب اور علاج سے بحث کی گئی ہے مخطوطہ ایا صوفیا لائبریری کی زینت ہے۔

۱۴۔ کتاب مراتب القرائت۔

۱5۔ کتاب تعرف علل الامراض الباطنہ چھ مقالات کی اس کتاب میں اندرونی اعضا کے امراض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۶۔ کتاب النبض الکبیر۔ اس میں ۱۶ مقالات ہیں جن میں نبض کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

۱7۔ کتاب اصناف الحمیات دو مقالوں کے ذریعہ حمیات کی تفصیل لکھی گئی ہے۔

۱8۔ کتاب البحران۔ تین مقالوں سے آراستہ اس کتاب میں بحران کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۹۔ کتاب حیلۃ البرء۔ نہایت جامع کتاب ہے ۱۴ مقالات پر مشتمل ہے علاج بالقیاس کا تذکرہ شامل ہے پہلے مقالہ میں سوء مزاج اور باقی مقالات میں مفرد اور مرکب اعضاء کے امراض اور ان کا علاج کیا گیا ہے۔ نور عثمانیہ کی لائبریری میں اس کا مخطوطہ ملتا ہے۔

20۔ کتاب ایام البحران 3 مقالات پر مشتمل بحران سے بحث کی گئی ہے

21۔ کتاب التشریح، یہ کتاب تشریح کبیر کے نام سے موسوم ہے اس میں تشریح کے تمام مضامین سے بحث کی گئی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

22۔ کتاب مارنیس فی التشریح ۔ مارنیس کی تصنیف کی تشریح ہے
23 ۔ اختصار کتاب لوقس فی التشریح ۔ 17 مقالات پر مشتمل اس کتاب کی تلخیص جالینوس نے 2 مقالات میں پیش کی ہے۔
24۔ کتاب تشریح الاموات ۔ مردہ حیوانات کی تشریح سے بحث کی گئی ہے۔
25۔ کتاب تشریح الاحیاء ۔ دو مقالات کی اس کتاب میں زندہ حیوان کی تشریح کا ذکر کیا گیا ہے۔
26 ۔ کتاب فی علم البقراط فی التشریح۔ اس کتاب میں بقراط کی تشریحی معلومات قلم بند کی گئی ہیں۔
27۔ کتاب فی آراء ارسطراطیس بالتشریح۔ اس کتاب میں جالینوس نے اراسطراطیس کے تشریحی کارناموں اور اغلاط سے بحث کی ہے۔
28۔ کتاب فیما لم یعلمہ لوقس فی امر التشریح
29۔ کتاب فی تشریح الرحم ۔ رحم کی تشریح سے بحث کی گئی ہے ایاصوفیا لائبریری میں موجود ہے۔
30۔ کتاب فی مفصل الفقرۃ الاولیٰ۔
31۔ کتاب فی اختلاف الاعضاء المتشابہۃ الاجزاء
32 ۔ کتاب فی تشریح الات الصوت ۔ اس کتاب کے متعلق حسنین نے شک کا اظہار کیا ہے۔
33۔ کتاب فی تشریح العین حسنین نے لکھا ہے کہ یہ کتاب روفس کی ہے۔
34۔ کتاب فی حرکت الصدر والریہ تین مقالات پر مشتمل ہے۔
35 ۔ کتاب فی علل التنفس۔ 2 مقالات پر مشتمل ہے۔
36 ۔ کتاب فی الصوت۔
37 ۔ کتاب فی حرکتہ العضل۔ اس میں دو مقالات شامل ہیں۔
38 ۔ کتاب فی الادویۃ المسہلہ یہ کتاب ایاصوفیا میں موجود ہے۔
39 ۔ کتاب فی العادات۔
40۔ کتاب فی آراء بقراط و فلاطون۔
41 کتاب فی الحرکتہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

42۔ کتاب فی آلتہ الشم
43۔ کتاب فی منافع الاعضار
44۔ کتاب فی الادویتہ المکتومہ۔
45۔ کتاب فی الادویتہ المفردہ۔ ۱۱ مقالات پر مشتمل اس کا مخطوط احمد ثالث کی لائبریری میں محفوظ ہے۔
46۔ کتاب الامتلا۔ اس کتاب میں اخلاط کی کثرت اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض سے بحث کی گئی ہے۔
47۔ کتاب ادوار الحمیات۔
48۔ کتاب الحنی۔ دو مقالات پر مشتمل ہے۔ ایا صوفیا میں موجود ہے۔
49۔ اختصار کتاب النبض الکبیر۔
50۔ کتاب فی النبض ۸ مقالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ارجیجانس نلی طبیب سے مناقضہ کیا گیا ہے۔
51۔ کتاب فی ردارۃ النفس تین مقالات کے ذریعہ اس کتاب میں نفس ردی اور اس کے اسباب بیان کیے گئے ہیں۔
52۔ کتاب لزادر نقستہ المعرفتہ۔
53۔ کتاب الفصد۔ تین مقالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں جالینوس نے ایراسطراطوس کی فصد کی مخالفت کی ہے۔
54۔ کتاب الذبول۔
55۔ کتاب قوی الاغذیہ تین مقالات پر مشتمل اس کتاب میں تمام ماکولات و شربات کی تفصیل درج ہے۔
56۔ کتاب التدبیر الملطف۔
57۔ کتاب الکیموس من الحید والردی۔
58۔ کتاب فی افکار اراسطراطوس۔
59۔ کتاب تدبیر الامراض الحادہ
60۔ کتاب ترکیب الادویہ 17 مقالات پر مشتمل ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کتاب کے متعلق لکھا!

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے کہ اس کے دو حصے ہیں پہلے سات مقالے کتاب قاطاجانس ہیں۔ دوسرے کا نام کتاب المیامر ہے احمد ثالث اور استانبول کے شعبہ عربی میں موجود ہے۔

61۔ کتاب الادویۃ التی لیسہل۔ اس میں دو مقالے ہیں

62۔ کتاب الادویۃ المقابلۃ الادوار دو مقالوں کے ذریعہ تریاق کا بیان کیا گیا ہے۔

63۔ کتاب التریاق الی مغیلانوس ایاصوفیا میں موجود ہے۔

64۔ کتاب التریاق الی قیصر۔

65۔ کتاب لحفظ الصحۃ۔ 6 مقالات پر مشتمل ہے۔

66۔ کتاب الریاضۃ بالکرۃ الصغیرۃ

67۔ کتاب الی اسبولوس۔

68۔ کتاب فی طبیعۃ الانسان۔

69۔ کتاب فی ان الطبیب یجب ان یکون فیلسوفا یہ کتاب ایاصوفیا کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

70۔ کتاب فی کتب بقراط الصحیحۃ وغیر الصحیحۃ۔

71۔ کتاب البحث اس کتاب کے متعلق حنین نے جالینوس کے بارے میں شک کیا ہے۔

72۔ کتاب فی السبات علی رائی بقراط۔

73۔ کتاب فی الفاظ بقراط

74۔ کتاب فی جوہر النفس علی رائی اسقلیباس۔

75۔ کتاب فی التجربۃ الطبیہ۔ ایاصوفیا میں موجود ہے۔

76۔ کتاب فی الحث علی تعلیم الطب۔ اس کتاب میں طب کے حصول اور اس کی عظمت کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

77۔ کتاب فی التجربۃ۔

78۔ کتاب فی محنۃ افضل الاطبار

79۔ کتاب فیما یعتقدہ رایا۔

80۔ کتاب فی الاسمار الطبیہ۔ اس کتاب میں جالینوس نے طبی ناموں کو درج کیا ہے۔

81۔ کتاب فیما ذکر کتاب افلاطون۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

82۔ کتاب المزاج ۔ جالینوس کی اہم ترین کتاب ہے جس کے ذریعہ مزاج اقسام اور طبعی اور غیر طبعی مزاجات سے بحث کی گئی ہے۔

83۔ کتاب فی الطب علی رائی اویدس۔

84۔ کتاب مداواۃ الاسقام۔ اس کتاب میں بیماریوں کے اسباب علامات اور علاج سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

85۔ کتاب فی الجبر۔

86۔ کتاب فی الموت السریع۔ جلد واقع ہونے والی موت کے اسباب اور علاج کے بارے تفصیلات شامل ہیں۔

کتاب طبیعۃ الجنین۔ جنین کے مزاج سے بحث کی گئی ہے۔

88۔ کتاب اختصار قوی الاغذیہ۔ غذاؤں کے مزاج اور ان کے خواص کے بارے میں مختصر

89 مگر جامع بحث کی گئی ہے۔

کتاب فی افکار ارسطاطوس۔

90۔ کتاب منافع التریاق۔ مختلف تریاقات اور ان کے فوائد کے بارے میں تفصیل شایع کی گئی ہے۔

91۔ کتاب فی اسباب المساکتہ۔

92۔ کتاب فی الاسعار آنتوں کی تشریحی معلومات پر مشتمل ہے۔

93۔ کتاب فی تحقیق الاصوات ونفی الآفات عنہا۔

94۔ مقالتہ فی افضل ہیئات البرق ایاصوفیا میں موجود ہے۔

95۔ مقالتہ فی دلائل علل العین۔

96۔ مقالتہ فی اوقات الامراض۔ مرض کے چاروں مراحل کے بارے میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

97۔ مقالتہ فی الاورام۔ اس مقالے میں اورام کی ماہیئت مرض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

98۔ ظاہری اسباب کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

99۔ مقالتہ فی الاسباب المتصلۃ بالامراض

100۔ مقالتہ فی اجزار الطب۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

۱۰۱۔ مقالتہ فی تولد الجنین۔

۱۰۲۔ مقالتہ فی المرۃ السودار مخطوط ایا صوفیا میں موجود ہے

۱۰۳۔ مقالتہ فی الرسوم التی رسمہا بقراط۔

۱۰۴۔ مقالتہ۔

۱۰۵۔ مقالتہ فی الاعظام۔ ہڈیوں کی تشریح اوران کی اقسام سے بحث کی گئی ہے۔

۱۰۶۔ مقالتہ فی التنفس۔

۱۰۷۔ مقالتہ فی الاخلاط علی رای بقراط۔

۱۰۸۔ مقالتہ فی تخلیق الجنین جنین کی پیدائش سے متعلق نہایت اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

۱۰۹۔ مقالتہ عن الجنین۔

۱۱۰۔ مقالتہ فی ان التنفس لاتموت۔

۱۱۱۔ مقالتہ فی اللبن۔ دودھ، اقسام، اس کے خواص پر مشتمل ہے۔

۱۱۲۔ مقالتہ فی تجنیف اللحم۔ اس مقالہ میں گوشت کو خشک کرنے کی تدابیر شامل کی گئی ہیں۔

۱۱۳۔ مقالتہ فی البول۔

۱۱۴۔ مقالتہ فی اسباب العلل۔ بیماریوں کے اسباب اوران کی ماہیئت کے بارے میں تفصیل شامل کی گئی ہے۔

۱۱۵۔ مقالتہ فی الیرقان۔ یرقان، اسباب علامات اور علاج کا تذکرہ شامل ہے۔

۱۱۶۔ مقالتہ فی الاخلاط علی رای برکساغورس۔

۱۱۷۔ مقالتہ فیمن یحتاج فی الربیع الی الفصد۔

۱۱۸۔ مقالتہ فی اخراج میاہ الحشائش۔

۱۱۹۔ مقالتہ فی الکیموسات۔ اس مقالہ میں کیموس اس کی پیدائش اوراس کے مختلف مرحلوں سے بحث کی گئی ہے۔

۱۲۰۔ کلام فی الطعوم۔

۱۲۱۔ رسالتہ فی عضتہ العکب الکلب۔

۱۲۲۔ مقالتہ عن شرح کتب بقراط

۱۲۳۔ مقالتہ فی الرعشہ واختلاج والتشنج۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۲۴۔ تفسیر کتاب عہد بقراط۔
۱۲۵۔ تفسیر کتاب الکسرہ بقراط } یہ دونوں کتابیں بقراط کی کتاب الکسر اور خلع سے
۱۲۶۔ تفسیر کتاب رد الخلع لابقراط } متعلق کتاب کی تشریح سے متعلق ہیں۔
127۔ تفسیر کتاب تدبیر الامراض الحادہ لابقراط۔
۱۲۸۔ تفسیر کتاب القروح لابقراط۔
۱۲۹۔ تفسیر کتاب جراحات الراس لابقراط۔
۱۳۰۔ تفسیر کتاب ابیذیمیا لابقراط۔
۱۳۱۔ تفسیر کتاب الاخلاط لابقراط ۔ اہم کتاب ہے۔ نظریہ اخلاط کے بارے میں بقراط کے نظریہ کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔
132۔ تفسیر کتاب تقدمۃ انذار لابقراط۔
133۔ تفسیر کتاب قاطیطرن لابقراط۔
۱۳۴۔ تفسیر کتاب الھواء والمساکن لابقراط۔
۱۳۵۔ تفسیر کتاب الغذاء لابقراط ۔ غذا سے متعلق بقراط کی کتاب کے تقابلی مطالعہ سے مشتمل اس کتاب میں اچھی بحث کی گئی ہے۔
۱۳۶۔ تفسیر کتاب طبیعۃ الجنین لابقراط۔
137۔ تفسیر کتاب طبیعۃ الانسان لابقراط۔
۱۳۸۔ الابدال الادویہ۔ مخطوطہ سلیم آغا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔
۱۳۹۔ کتاب التشریح ۔ یہ کتاب بھی احمد ثالث اور ولی آفندی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔
۱۴۰۔ کتاب صفات یصرع۔
۱۴۱۔ کتاب الریاضۃ بالکرۃ الکبیرۃ۔

اس طویل فہرست سے جالینوس کی مصنفانہ عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ہر طبی مضامین پر بھی بہت سی کتابوں کے نام حوالوں میں ملتے ہیں۔

ان ۱۴۱ کتابوں میں ۹۷ کتابیں 29 مقالات اور بقراط کی ۱۰ سے زائد کتابوں کی تفسیریں شامل ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جالینوس کے اقوال

وہ بیمار جو پیٹ بھر کھانا کھائے اس تندرست سے بہتر ہے جسے بھوک کم لگے۔

انسان اپنے نفس کو پہچان کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

اپنے کو دوسروں سے عقل مند سمجھنے والا شخص خود بے وقوف ہوتا ہے۔

لوگوں نے جالینوس سے اخلاط کے بارے میں سوال کیا اس نے بتایا۔

خون ایک زرخرید غلام ہے مگر کبھی غلام آقا کو بھی مار ڈالتا ہے۔

صفرا ایک تر و تازہ باغ کا رکھوالا کاٹ کھانے والا کتا ہے۔

بلغم بادشاہ دسردار ہے اگر اس کے سامنے ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو وہ دوسرا دروازہ کھول لیتا ہے۔

سودا ربڑی سخت زمین ہے جب اس میں جنبش ہوتی ہے ساری چیزوں میں زلزلہ آجاتا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

روفس الافسی

یونان کے شہر افسس کا باشندہ ہونے کی وجہ سے روفس افسی کے نام سے شہرت پائی اس کی زندگی کے حالات کتابوں میں نہیں ملتے۔ صرف اتنا ملتا ہے کہ اس نے طب کی تعلیم شاہ تراجان رومانی (98 ـــ 117ء) کے زمانہ میں بمقام اسکندریہ حاصل کی تھی۔[1]

بقراط کے بعد جالینوس سب سے زیادہ روفس کی کتابوں کو اہمیت دیتا تھا[2] چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے روفس کو عالم کبیر کے لقب سے یاد کیا ہے۔

روفس پہلا طبیب ہے جس نے آنکھ کی جھلیوں، اس کے بلوری عدسے تصاب بصری کو بیان کیا۔

اس کے علاوہ ورم نسیج مخاطی، طاعون دملی اور دا، الملوک کا تذکرہ بھی سب سے پہلے اسی کے یہاں ملتا ہے۔[3]

مختلف مضامین پر روفس نے 60 سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔[4] اس کی فنی عظمت

1۔ تاریخ طب عربی از سامرائی جلد اول صفحہ 160

2۔ ابن ابی اصیبعہ جلد اول صفحہ 57

3۔ Corvis On Page 111

4۔ کتاب الفہرست ابن ندیم صفحہ 420

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور طبیبانہ مہارت کا اہم ثبوت یہ ہے کہ قدما، کی تمام کتابیں مثلاً الحاوی، المنصوری غنی منی۔ الفاخر وغیرہ میں اس کے حوالے بکثرت ملتے ہیں۔

تصانیف حسبِ ذیل ہیں

1۔ کتاب المالیخولیا۔ نہایت اہم کتاب ہے رازی اور دیگر متقدمین نے اس کتاب کے حوالے کو شامل کیا ہے۔

2۔ کتاب من لایحضرہ الطبیب۔

3۔ کتاب تدبیر النساء۔ عورتوں کے امراض اور ان کے علاج سے بحث کی گئی ہے۔

4۔ کتاب تدابیر الاطفال۔ بچوں کی تربیت اور ان کی غذا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

5۔ کتاب اوجاع المفاصل۔ وجع المفاصل۔ اسباب علامات اور علاج کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

6۔ کتاب وجع الکلی۔

7۔ کتاب فی علاج الحمیات۔ بخاروں اور ان کے اقسام اور علاج پر مشتمل ہے۔

8۔ کتاب فی وجع الخاصرہ۔

9۔ کتاب البحران۔ بحران، اس کے اوقات اور اس کی اقسام سے متعلق تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔

10۔ کتاب فی ذات الجنب۔

11۔ کتاب الباہ۔ باہ، مزید باہ اور مضعف باہ تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔

12۔ کتاب تہزیل السمان۔ اس دور کے اعتبار سے اہم کتاب ہے جس میں موٹاپا کم کرنے کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔

13۔ کتاب اللبن۔

14۔ کتاب السموم۔ زہروں اور ان کے تریاقات سے بحث کی گئی ہے۔

15۔ کتاب طب البقراط۔

16۔ کتاب الحمام۔ حمام اور اس کے طریقوں پر مشتمل ہے۔

17۔ کتاب فی العلل۔ عام اسباب مرض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

18. کتاب الاطعمہ۔ مختلف قسم کی خوردنی اشیاء کے بیان کو شامل کیا گیا ہے۔
19. کتاب الشراب۔
20. کتاب شراء المالیک۔
21. کتاب تدبیر المسافر۔ سفر اور دورانِ سفر عوارض کے علاج لکھے گئے ہیں۔
22. کتاب الیرقان۔
23. کتاب تسمیۃ اعضاء الانسان۔
24. کتاب الاربعین مقالۃ فیما ینبغی للطبیب ان یسأل عن العلیل۔
25. مقالۃ فی دوران الراس۔ اس مقالہ میں سر چکرانے اس کے اسباب اور علاج سے بحث کی گئی ہے۔
26. مقالۃ فی البول۔
27. مقالۃ فی النزلۃ الی الریئۃ۔
28. مقالۃ فی ان یردللرجال انقطاع النفس۔
29. مقالۃ فی علاج صبی یصرع۔ یہ مقالہ بچوں کی مرگی کے علاج پر مشتمل ہے۔
30. مقالۃ فی التخمہ۔ تخمہ، اسباب علامات اور علاج کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔
31. مقالۃ فی العلۃ التی یعرض منھا الفزع من الماء۔
32. مقالۃ فی علاج الاتی لایحبلن۔ اس مقالہ میں ایسی عورتوں کا علاج لکھا گیا ہے جو حاملہ نہیں ہوتیں۔
33. مقالۃ فی البجز۔
34. مقالۃ فی الفواق۔ اس مقالہ میں ہچکی اسباب اور علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
35. مقالۃ فی قضایا حفظ الصحۃ۔ حفظِ صحت کے اصولوں اور ان کی تدابیر پر مشتمل ہے۔
36. مقالۃ فی القی۔ قے۔ اس کے فوائد اور اس کے مناسب اوقات کی تفصیل لکھی گئی ہے۔
37. مقالۃ فی کثرۃ شرب الماء
38. مقالۃ فی علۃ دیونوسس۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

39. مقالۃ فی الجراحات۔	مختلف جراحتوں اوران کے علاج سے بحث کی گئی ہے۔
40. مقالۃ فی تدبیر الشیوخۃ۔	بڑھاپے کی تکالیف زائل کرنے کی تدابیر لکھی گئی ہیں۔
41. مقالۃ فی العقر۔	اس مقالہ میں بانجھ پن، اسباب اور علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
42. مقالۃ فی السداب۔	اس مقالہ میں سداب کی ماہیت اور شناخت سے بحث کی گئی ہے۔
43. مقالۃ فی ایلاؤس۔	مرضِ ایلاؤس کے اسباب اور علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
44. مقالۃ فی الشعر۔	بالوں کے اُگنے، سیاہ کرنے اوران کے گرنے کے علاج سے متعلق بحث کی گئی ہے۔
45. مقالۃ فی ابتکار۔	
46. مقالۃ فی تدبیر السبعتہ۔	
47. مقالۃ فی ابلیمیا۔	
48. مقالۃ فی الذبحۃ۔	ذبحہ کے اسباب علامات اور علاج پر مشتمل ہے۔
49. کتاب الطب۔	
50. کتاب فی الاورام الصلبۃ۔	اس کتاب میں سرطان جیسے سخت اورام کے علاج تحریر کئے گئے ہیں۔
51. کتاب وصیۃ الاطباء۔	
52. کتاب الولادۃ۔	ولادت کی اقسام اور تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔
53. مقالۃ فی العین۔	امراضِ عین، اسباب، علامات اور علاج سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔
54. کتاب احتباس الطمث۔	یہ دونوں کتابیں حیض بند ہونے کے اسباب اور علاج پر مشتمل ہیں۔
55. مقالۃ فی علاج الطمث۔	
56. کتاب الامراض المزمنۃ۔	مزمن بیماریوں کی علامات مخصوصہ اوران کے علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
57. کتاب مراتب الادویۃ۔	

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

58۔ کتاب فی الذکرۃ۔

ردفس افسسی بہت دنوں تک اطباء کی نظروں سے اوجھل رہا۔ جالینوس اور دیسقوریدوس کے روشن چراغ کے سامنے اس کی شہرت مدھم رہی لیکن ادھر کچھ عرصہ سے اس کی تصانیف کی طرف کافی توجہ کی گئی ہے۔ اس زمرہ کے محققین میں خاص طور سے مختصر التاریخ الطب العربی کے مصنف ڈاکٹر کمال سامرائی[1] کا نام لیا جا سکتا ہے جنھوں نے پہلی مرتبہ ردفس کی تصانیف کی توضیحی فہرست ممکن تفصیلات کے ساتھ ساتھ شائع کیا ہے۔

طبِ یونانی کا بازنطینی دور

۳۹۵ء عیسوی میں رومی حکومت مشرق اور مغرب دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی۔ مشرقی حصہ بازنطینی[2] اور مغربی حصہ روم کہلایا البتہ ایک فرق ضرور رہا کہ اسکندریہ اور انطاکیہ جیسے علاقے مشرق میں شامل ہو گئے۔

واضح رہے کہ یہی دونوں مدرسے خاص طور سے اہمیت کے حامل تھے چنانچہ طب و علوم کا سلسلہ بازنطینی حکومت کے زیرِ سرپرستی آگیا۔

روم سے بازنطینی حکومت کے منتقل ہونے کے بعد بجائے طب کے مزید بڑھنے کے اس کا معاملہ مدھم پڑ گیا۔ مختلف عقائد کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی مناقشوں کا زور بے حد بڑھ گیا۔ نتیجہ کے طور پر مختلف علوم خاص طور سے طب کی طرف سے شاہانِ حکومت کی توجہ بالکل ختم ہو گئی۔ اور طب کبھی دعا تعویذ کی شکل میں اور کبھی نماز و درود کی حیثیت سے استعمال ہونے لگی۔ ڈاکٹر کمال سامرائی نے لکھا ہے کہ یہ سلسلہ بارھویں صدی عیسوی تک یوں ہی چلتا رہا۔ آخر میں مذہبی رہنما برنارڈ کارنو (۱۰۹۰ - ۱۱۵۳ء) نے زمین سے پیدا ہونے والی دواؤں اور اطباء سے مشورہ طلب کرنے کو حرام قرار دے دیا اس سلسلے میں اس کا

---

[1] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص ۱۷۱

[2] مختصر التاریخ الطب العربی ص 201

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقصد یہ تھا کہ اس پابندی سے عوام کا خدا پر اعتماد اور بڑھے گا گویا تاریخ نے ایک بار پھر کروٹ لی اور قدیم یونان کے طرز پر طب پھونک جھاڑ اور عبادت گاہوں میں مرکوز ہوگئی اور اطباء کی جگہ حواریوں نے علاج ومعالجہ کا کام شروع کردیا تھا۔[1]

مدرسہ اسکندریہ بازنطینی دور میں

اس عظیم فکری انقلاب کے اثرات سے مدرسہ اسکندریہ بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ چنانچہ جالینوس کے زور سے مصر میں عربوں کے داخلہ ۶۴۲ء تک مدرسہ اسکندریہ کی شہرت کا چراغ ٹمٹماتا ہی رہا۔

البتہ پانچویں کے آخر اور چھٹی صدی کی ابتداء میں انقلیاؤس کی زیر سرپرستی آٹھ نصرانی اطباء نے بڑی کدوکاوش سے پھر نئے سرے سے مدرسہ اسکندریہ کی بنیاد ڈالی اور بقراط کی چار اہم کتابوں نیز جالینوس کی ۱۶ کتابوں کو سامنے رکھ کر طب کی تقسیم کو سات مرحلوں میں تقسیم کرکے ایک باقاعدہ نصاب تعلیم مقرر کیا ان کتابوں کو مزید مفید اور آسان فہم بنانے کے لئے ان فاضل اطباء نے ان کی مختصرات بھی تیار کیں اس طرح شروح وتفسیر کا سلسلہ پھر حرکت میں آیا اس میدان میں یحیی نحوی کی خدمات خاص طور سے اہمیت کی حامل ہیں۔

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مدرسہ اپنی نئی شان وشوکت کے ساتھ اپنی عمر کے آخری حصے یعنی ظہورِ اسلام کے قریبی عہد تک چلتا رہا۔ اس مدرسہ کو ایک دوسری حیثیت سے بھی اہمیت حاصل ہے کیونکہ آگے چل کر سوریا اور جندیسا پور کے مدرسوں میں اسی مدرسہ میں رائج طرزِ تعلیم اور نصاب میں شامل کتابوں کو بنیاد بنایا گیا تھا۔

گویا اسی مدرسہ کو طب یونانی کے عربی دور کے آغاز میں اساسی حیثیت حاصل ہوئی۔

---

[1] ہسٹری آف میڈیسن سمیر لیسن ص 125

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بازنطینی عہد کے نامور اطباء

طب کے بازنطینی دور یعنی پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کے دوران مدرسہ اسکندریہ سے فارغ بہت سے اطباء کے نام تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ ان میں شمعون راہب، بلیاڈس طرسوس، مغنس اسکندرانی، دیوسقوریدس کحال، اوریباسوس، اہرن بن اعین، فیلغروس سرجیوس راس عینی، بولس اجینی، ابوموسیٰ اور عیسیٰ بن قسطنطین کے نام قابل ذکر ہیں۔

ان میں کے اکثر اطباء اپنے وطن کو خیر باد کہہ کے ایشیا مائنر، عراق اور شام کو چلے گئے اور بہت سے اطباء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ شباب تک زندہ رہے ان میں سے اکثر کی تصانیف بعد میں عربی میں منتقل کی گئیں۔

افسوس کہ زیادہ تر کتابیں مذہبی تعصب اور دینی شدت کی بناء پر ضائع ہوگئیں پھر بھی بازنطینی عہد کی قربت اور ان اطباء کے عربی علاقوں میں منتقلی کی وجہ سے طبِ یونانی کے عربی دور کے آغاز میں ان کی کتابیں مزید ضائع ہونے سے محفوظ ہوگئیں۔

درج ذیل اطباء کا تذکرہ پیش کیا جارہا ہے۔

1۔ اسکندروس طرالیوس۔
2۔ ایثادس۔
3۔ فولس الاجانیطی۔
4۔ اوریباسوس۔
5۔ سرجیوس راس عینی۔
6۔ فیلغریوس۔
7۔ یحیی نحوی۔

اسکندروس طرالیوس

اسکندر طبیب کے نام سے بھی مشہور ہے اس کا زمانہ (۵۲۵ - ۶۰۵ء) کا تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اچیبل نے لکھا ہے کہ اس نے طب میں کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔[1] حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صاحب کتاب الفہرست[2] نے اس کی کئی کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک اچھا طبیب ضرور رہا ہوگا کیونکہ اس کی کتابیں زیادہ تر امراض اور ان کے علاج ہی پر مشتمل معلوم ہوتی ہیں۔

تصانیف درج ذیل ہیں :۔

1۔ کتاب علل العین و علاجاتھا۔ — یہ کتاب تین مقالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں امراضِ چشم اور ان کے علاج سے متعلق تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

2۔ کتاب البرسام۔ — برسام سے متعلق معلومات قلمبند کی گئی ہیں۔

3۔ کتاب الحیات والدیدان التی تتولد فی البطن۔ — اس کتاب میں کرم امعاء کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔

ایشاؤس

572-502 عیسوی کے درمیان گذرا ہے۔ اپنے دور کا نہایت نمایاں طبیب تھا۔ طب کے تمام پہلوؤں پر اس کی گہری نظر تھی۔ اس کی فنی عظمت کا اندازہ اُس کی کتاب سے لگایا جا سکتا جس میں اس نے معالجات اور جراحت پہ نہایت مختصر مگر بے حد جامع بحث کی ہے۔[3]

اس کی دو تصانیف کے لاطینی ترجموں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں۔

(1) (Opera Varie)

(2) (Iatricorum luiri)

ارکاجینس (Archagenes)

---

[1] اربیین میڈیسن جلد اول صـ 11 [2] کتاب الفہرست ابنِ ندیم صـ 432

[3] اربیین میڈیسن، ڈونالڈ کامپبل جلد اول صـ 13۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہنشاہ تراجان (۵۳ ـ ۱۱۷ء) کے عہد کا نامور طبیب تھا۔ جالینوس نے اسلاف اطباء میں اسے بیحد عزت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ علم الجراحت پر اس کی خاص نظر تھی۔ رحم اور پستان کے سرطان میں اسے خصوصی مہارت حاصل تھی۔ اطباء میں پہلا شخص ہے جس نے نبض کے امتلاء، قوت، حجم، نظم سے متعلق تفصیلی معلومات پیش کی[1]

فولس الاجانیطی

فولس الاجانیطی 615 .. 690 عیسوی کے درمیان گذرا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں زندہ تھا۔ شخصیات کے اعتبار سے یونانی زبان کا آخری مؤلف سمجھا جاتا ہے[2]۔ ابن ندیم نے اسے قوابلی لکھا ہے[3]۔ تعجب ہے کہ ابن ابی اصیبعہ نے قوابلی کا لقب اریباسوس کے ساتھ منسوب کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ امراضِ نسواں کا ماہر تھا۔ حالانکہ ابنِ ندیم کی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک تو فولس کتاب علل النساء کا مصنف تھا۔ دوسری طرف ڈاکٹر کامپبل نے بھی اسے علم القابلہ کا ماہر لکھا ہے۔

فولس نظریات کے اعتبار سے اریباسوس اور جالینوس کا پیرو تھا۔ علم الجراحت میں خاص طور سے مہارت حاصل تھی۔ کامپبل نے لکھا ہے کہ اس نے برانکوٹومی کا آپریشن بھی کیا تھا۔ ابنِ ندیم نے درج ذیل تصانیف کا تذکرہ کیا ہے

1۔ کتاب الکناش فی الطب۔ یہ مقالات پر مشتمل ہے۔ اسے حنین نے نقل کیا ہے۔

2۔ کتاب علل النساء۔ عورتوں کی بیماریوں سے متعلق نہایت اہم کتاب ہے خاص طور سے اختناق الرحم، سرطان الرحم اور سقوط الرحم کا تذکرہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے[5]۔

اس کی تصانیف کے درجِ ذیل لاطینی تراجم کے نام بھی کتابوں میں

---

[1] مختصر التاریخ الطب العربی، دکتور کمال سامرائی جلد اول ص 160

[2] اریبین میڈیسن جلد اول ص 12۔ [3] کتاب الفہرست ص 48

[4] عیون الانباء جلد اول ص 102۔

[5] مختصر تاریخ الطب العربی ڈاکٹر کمال سامرائی جلد اول ص 220۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملتے ہیں۔

Epetsine Medica Libri
De Mensuns et ponderlius
De Succadanei ek Galane
De Urinis Libri

یہ طبیب طب یونانی کے بازنطینی دور کا آخری طبیب تھا اس کے بعد سے طب یونانی کے عربی دور کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ عرب اطباء نے علم الجراحت خاص طور پر امراض النساء سے متعلق جراحی تدابیر اسی سے حاصل کیں[1] اس کی فنکارانہ عظمت کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ زکریا رازی نے اپنی کتاب الحاوی اور کتاب المنصوری میں اس کی کتابوں کے اقتباسات کثرت سے نقل کیے ہیں۔ سرطان رحم کے سلسلے میں زکریا رازی فولس کی عظمت کا خاص طور سے معترف نظر آتا ہے۔

اوریباسوس

326 ـ 403 عیسوی کے درمیان گزرا شہنشاہ جولین کا درباری طبیب تھا مصنف ابن ندیم نے اس کو جالینوس کے پہلے کا لکھا ہے۔[1] لیکن کامپبل نے بڑے رسوخ سے اس کا مذکورہ دور قلم بند کیا ہے۔[2]

ابن ابی اصیبعہ نے درج ذیل تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

ا۔ کتاب الی ابنہ اسطاث 9 مقالات پر مشتمل ہے۔

2 ۔کتاب مزاج الاحشاء احشاء کی ساخت، مشکل اور دیگر تشریحی تفصیلات

---

[1] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص219 ڈاکٹر کمال سامرائی۔

[2] عیون الانباء جلد اول ص103

[3] اریبین میڈیسن جلد اول ص11

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر مشتمل ہے۔

3۔ کتاب الادویۃ المستعملہ اس کتاب میں ادویہ کے بیان کے علاوہ امراض کے اعتبار سے بھی دواؤں کی تقسیم کی گئی ہے۔

4۔ کتاب السبعین یہ کتاب اطبائے قدیم کی اہم کتابوں کے مطالعہ کے نچوڑ کے طور پر تحریر کی گئی تھی۔ 70 سے زائد کتابوں کے حوالے کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

اوریباسوس ادویہ کے میدان میں بہت ماہر تھا چنانچہ ابن بیطار کتاب الحاوی، المنصوری، الفاخر، غنی منی وغیرہ میں اس کے حوالے کثرت سے ملتے ہیں۔

ڈاکٹر کامپبل نے اس کی تصانیف کے لاطینی تراجم کا بھی ذکر کیا ہے۔

فیلغریوس

یونان کے طبیب خانوادے کا فرزند تھا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں زندہ رہا طب میں اس کی خدمات بہت اہم ہیں سب سے پہلے اسی نے حمی متنادیہ اور رحم کے دباؤ کو بیان کیا اس کی زندگی کے تفصیلی حالات سے حوالوں کی کتابیں عاری ہیں۔ البتہ درج ذیل تصانیف سے اس کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عظمت کا پتہ ضرور چلتا ہے۔ اس کے حوالے ضمنی منی اور زکریا رازی کی الحاوی میں بکثرت ملتے ہیں۔

1 کناش صغیر — امراض عامہ کے علاج پر مشتمل ہے زکریا رازی کی کتاب الحاوی میں اس کے حوالے ملتے ہیں۔

2 رسالۃ فی السل

3 کتاب من لایحضرہ طبیب — ایک مقالہ پر مشتمل ہے۔

4 کتاب مداوۃ الاسقام — یہ کتاب شفاء الاسقام کے نام سے بھی موسوم ہے

5 مقالۃ فی عرق النساء — عرق النساء کے اسباب، علامات اور علاج سے بحث کی گئی ہے۔

6 رسالۃ فی وجع النقرس — اہم رسالہ ہے زکریا رازی نے اس کے حوالے نقل کیے ہیں۔

7 رسالۃ فی القولنج

8 رسالۃ فی الذیابیطس — یہ رسالہ بھی زکریا رازی کے حوالوں میں مشتمل ہے۔

9 رسالۃ فی الیرقان — اس رسالہ میں یرقان میں ضمادات مفیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

10 مقالۃ فی الماء الاصفر

11 رسالۃ فی الحمی — زکریا رازی کی کتاب الحاوی میں حوالے ملتے ہیں۔

12 رسالۃ فی اختناق الرحم — حجامت کے ذریعہ اختناق الرحم کا علاج لکھا گیا ہے

13 مقالۃ فی سیلان المنی — جریان منی کے اسباب اور علاج سے اچھی بحث کی گئی ہے۔

14 مقالۃ فی الیرقان

15 مقالۃ فی عضۃ الکلب الکلب — کتے کے کاٹنے کا علاج درج کیا گیا ہے۔

16 مقالۃ فی الغوباء

17 مقالۃ فی امراض اللسان — زبان کے جملہ امراض کا تذکرہ شامل ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

18 مقالۃ فی تریاق اللع

19 رسالۃ فی وجع البطن

سرجیوس راس عینی

سرجیوس کے نام سے مشہور ہے راس عین کا باشندہ تھا اسی لیے راس عینی کہلاتا ہے مدرسہ اسکندریہ میں یونانی زبان سیکھی، یعقوبی فرقہ سے وابستہ رہا، انہیں سے دینی علوم بھی سیکھے، اس کے بعد اطباء کی جماعت سے وابستہ رہا طب کی تعلیم حاصل کی اپنی مذہبی حیثیت کی وجہ سے مذہبی رہنما بھی رہا طبی مہارت کی بناء پر طب کا شیخ سمجھا جاتا تھا اس نے متعدد کتابوں کا یونانی سے سریانی میں ترجمہ کیا جو نسطریون کے ہاتھوں ایران پہونچیں اس کی کئی کتابیں مدرسہ جندی شابور کے طبی نصاب میں شامل تھیں [1] سرجیوس کا انتقال 536 عیسوی میں ہوا۔

تصانیف:۔

1 کتاب فی الاستسقاء، یہ کتاب زکریا رازی کے حوالوں میں شامل ہے

2 کتاب فی مفردات الادویۃ

3 کتاب فی ترکیب الادویۃ

سرجیوس کے اقتباسات کے حوالے زکریا رازی کی کتاب الحاوی میں کثرت سے ملتے ہیں۔

---

[1] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول۔ کمال سامرائی ص 215

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب یونانی کا عربی دور

طب یونانی کے عربی دور کے آغاز کے سلسلہ میں کوئی قطعی بات کہنا ممکن نہیں ہے یونانی طب کے عربی خطہ میں داخل ہونے کے سلسلہ میں بہت سے ذرائع کا سلسلہ کتابوں میں ملتا ہے ۔ حارث بن کلدہ ثقفی اور علم دمشقی کے حصولِ طب کے لیے جندی شاپور کے سفر سے بھی طب کے عربی دور کے آغاز کی نشاندہی کی جاسکتی ہے اسی طرح دمشق اور بغداد میں یونانی علوم کے پہونچنے سے پہلے حیرہ کے باشندوں کی طب فارسی اور طب ہندی سے واقفیت بھی ایک منزل کا پتہ دیتی ہے ۔

تاہم دو عظیم اور مشہور مورخین کے حوالوں سے بڑی حد تک ایک ممکنہ عہد کا تعین کیا جاسکتا ہے ۔

اس بارے میں پہلا حوالہ ڈاکٹر کا مپبل کا ہے انھوں نے لکھا ہے کہ بازنطینی حکومت کے زوال اور فولس لاجانیطی (6150-6080) عیسوی کے انتقال کے بعد ہی ذرائع کی کمی اور مذہبی شدت کی بناء پر طب کے لیے مناسب میدان کی عدم موجودگی کی وجہ سے طب سرزمین عرب میں منتقل ہوگئی ۔ لھذا قرین قیاس یہی ہے کہ طب یونانی کے عربی دور کا آغاز 600 عیسوی کے آس پاس ہوا ہوگا ۔

اس بات کو پروفیسر براؤن کے اس حوالہ سے بھی پختگی ملتی ہے کہ دور جاہلیت کا زمانہ اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی فتوحات کے آغاز سے تھوڑی مدت پہلے ساتویں صدی کے وسط سے قبل گزرا ۔ چونکہ ظہور اسلام یعنی دور جاہلی کا خاتمہ 611 عیسوی میں ہوا اور ہجرت 622 میں ہوئی اور فتوحات کا سلسلہ

---

1 اربیین میڈیسن از کامپبل جلد اول ص 48

2 طب العرب ترجمہ براؤن ص 12

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھی کچھ دنوں بعد شروع ہو گیا تھا۔ اس حساب سے جاہلی دور 611ء سے تھوڑا پہلے یعنی 600ء کے قریب کا ہی ہو سکتا ہے۔

تاریخی تجزیہ کے بعد طب عربی سے متعلق چند بنیادی باتوں کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے کیونکہ اس سلسلہ میں مؤرخین زبردست افراط و تفریط کا شکار نظر آتے ہیں۔

جہاں تک عہد جاہلی کا تعلق ہے تو عربوں کے بدو، لڑاکو اور نسل و خاندان کی آن پر مر مٹنے کی خصوصیات کے حامل ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے۔ لیکن عربوں کو سونے کے بدلے چاندی خرید لینے اور کھانے میں نمک کے بجائے کافور ڈال دینے یا ایک ہزار سے اوپر گنتیوں سے واقف نہ ہونے[1] جیسی باتوں پر آسانی سے یقین نہیں آتا۔ اور یہ بات بھی خالص مذہبی تعصب پر مبنی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ظہور اسلام سے پہلے یا اسلامی فتوحات[2] سے قبل عرب طب سے بالکل بے بہرہ تھے اور انھیں طب کے متعلق ابتدائی معلومات بھی نہیں تھیں۔

اسی طرح اگرچہ یہ بات مبالغہ آرائی پر مبنی ہے کہ نبی اکرمؐ نے طب و علاج کے کسی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا تو دوسری طرف براؤن کا ابن خلدون کے حوالہ سے یہ لکھنا بھی درست نہیں ہے کہ بعثت کا مقصد لوگوں کو طب کی تعلیم دینا، یا عام زندگی کا معمول بنانا نہیں تھا۔ بلکہ خدا پرستی کے طریقوں کی تلقین کرنا تھا۔[3]

یہ بات بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ طب عربی کا زرّیں عہد صرف 850-750 ہی تک محدود[4] تھا اور مورخین کا یہ بیان بھی حقائق پر مبنی نہیں ہے کہ طب عربی

---

[1] طب العرب ص 25
[2] احادیث فی الصحۃ از نبیل طویل ص 14
[3] طب العرب ص 24
[4] اریبین میڈیسن جلد اول ص 39

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس قدر غیر مسلم اطباء کی مرہونِ منت ہے کہ اس کو عہد عربی کے بجائے عہد یہودی کہنا چاہیے۔[1]

طب عربی کی اصلیت کے سلسلے میں بھی بڑا اختلاف پایا جاتا ہے بعض صرف عربوں کا بنا کر اسے طب عربی یا طب اسلامی کا نام دیتے ہیں[2] اور بعض اسے خالص طب یونانی کا چربہ بتاتے ہیں۔

اس گنجلک اور پیچیدہ تاریخی مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ضرورت ہے کہ عربی دور کے مشاہیر اطباء کے تذکرے سے پہلے طب عربی کے مختلف ادوار کا مختصر جائزہ لے لیا جائے تاکہ طب یونانی کے عربی دور کی صحیح تصویر سامنے آسکے۔

طب عہد جاہلی میں

عرب اپنے محل وقوع کے اعتبار سے، اپنی روزمرہ ضروریات کے پیش نظر جاہلی دور میں بہرحال بدویانہ زندگی گزارتے نظر آتے ہیں ان کے جسم کی بناوٹ اور لباس کی وضع قطع بڑی حد تک ریگستانی سرزمین میں رہائش کی عکاسی کرتی ہے۔ کھجور، دودھ اور اونٹ کا گوشت ان کے رزق کا اہم سامان تھے ان کا لباس بھی بے حد مختصر ہوتا تھا ایک لمبا کرتا جس پر کمر بند لپٹا ہوتا تھا اور سر پر ایک ڈھیلی ڈھالی قبا ہوتی تھی۔

ان محدود ضروریات زندگی کے ساتھ ان کے دیگر تقاضائے زندگی بھی بے حد محدود تھے دیگر ضروریات میں ازالۂ مرض ہوتا کیسے نا تکلیف ہوتی تو اس کے ازالہ کی تدبیر ضرور کرتے تھے لیکن ماحول کے فطری تقاضے کی وجہ سے بیماریاں بھی کم ہوتی تھیں اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انھیں ازالہ مرض کی پرواہ نہیں تھی۔ یا یہ کہ طب کی طرف عربوں کا میلان نہیں تھا۔

---

[1] طب اسلامی ص 13
[2] طب العرب ص 26

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور تاریخی طور پر یہ ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ اس زمین پر بابلی، اشوری، عموری فینقی، عرانی، حبشی سبھی قومیں کسی دور میں ایک قوم کی طرح زندگی گزار چکی تھیں یہ اور ان کا ایک شاندار ماضی آج بھی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔

دونالڈ کامپبل کی یہ بات درست ہے کہ چوتھی اور چھٹی صدی عیسوی کے درمیان عربوں کی طب سے متعلق تفصیلی معلومات نہیں ملتی ہے[2] تاہم حارث بن کلدہ کے متعلق تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس نے جندی شاپور کے مشہور مدرسہ طبیہ جندی شاپور سے طب کی تعلیم حاصل کی تھی اور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عہد جاہلی کی طب بڑی حد تک بازنطینی اثرات سے متاثر تھی۔[3]

دور جاہلی میں امراض سے محفوظ رہنے اور نجات پانے کے لیے دو طریقہ رائج تھے۔

ایک طریقہ جھاڑ پھونک کے ذریعہ بیماریوں کے علاج کا تھا اور دوسرا دواؤں کے ذریعہ علاج بالعقاقیر کے نام سے مشہور تھا۔[4] چنانچہ اس طریقہ میں بھی دوا کے طور پر جڑی بوٹیوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ان ادویہ کے مشروب تیار کیے جاتے تھے ساتھ ہی ان کے یہاں داغنے، عمل کی، پچھنا لگانے اور نشتر دینے (فصد) کے طریقے بھی رائج تھے۔ خاص طور پر داغنے کا طریقہ اہمیت کا حامل تھا۔ اور یہ فقرہ محاورہ کے طور سے مستعمل تھا کہ آخرالعلاج الکی[5] (تمام علاج کے بعد کی کا علاج ہونا چاہیے۔)

1۔ عرب اور اسلام سید مبارزالدین رفعت ص 13

2۔ اریبین میڈیسن جلد اول ص 48

3۔ مختصر تاریخ طب عربی جلد اول ص 3 کمال سامرائی

4۔ تاریخ الطب العربی یحییٰ شریف ص 1

5۔ عہد جاہلیت میں عرب فن طب (ضمیمہ قومی آواز) از ڈاکٹر سید غیاث الدین ندوی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان کے یہاں آگ میں تپا کر آلات کو معقم کرنے کا طریقہ موجود تھا چنانچہ مشہور شاعرہ خنساء کے بھائی صغر کے مرض میں ایک طبیب نے آپریشن تجویز کیا تھا اور پھر چھریاں منگا کر تپائیں اور نشتر دیا۔

علاج ومعالجہ کے دوسرے دلچسپ طریقے بھی عہد جاہلی میں رائج تھے مثلاً کسی کے پاگل پن کے علاج کے لیے گندگی کا لگا دینا کسی وبا کا اندیشہ ہوتا تو گدھے کی طرح لوٹ لگانا، سانپ کے کاٹنے پر خوب زیورات پہنا کر مریض کو سونے نہ دینا۔ تاکہ زہر سرایت نہ کرے۔ اس طرح کے اور بہت سے پرانی تہذیب کے ملتے جلتے علاج کے طریقے بھی رائج تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ طب ضرورت سے آگے بڑھ کر فنی شکل اختیار کر رہی تھی۔ اور حارث جیسے اطباء کے جندی شاپور کے استفادہ کے بعد سائنٹفک طب کی بنیاد پڑ چکی تھی۔

افسوس کی عہد جاہلی کے اطباء کے بارے میں معلومات بے حد محدود ہیں صرف چند نام ملتے ہیں ان میں سے اکثر کے حالات سے تاریخ کی کتابیں خالی ہیں۔

یہ بھی ملتا ہے کہ ان میں سے اکثر اطباء عہد اموی تک زندہ رہے تاریخی حوالوں میں ابن ابی رمثہ تمیمی، ابن حذیم، شفاء بنت عبداللہ رفیدہ حماد بن ثعلبہ، حارث بن کعب، ام عطیہ، زہیر بن حیات شمردل، نضر، حارث بن کلدہ، زینب طبیبہ بنی اود جیسے نام کثرت سے ملتے ہیں صرف چند کے علاوہ تفصیلی حالات نہیں ملتے۔

حارث بن کلدہ ثقفی

حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بنی ثقیف کا فرزند تھا۔[2] شہر طائف

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول کمال سامرائی ص 261

2۔ تاریخ الحکماء، قفطی ص 232

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا باشندہ تھا اپنی آخری عمر میں نبی اکرمؐ کا زمانہ پایا تھا[1] اپنے وقت کا بے حد کامیاب اور مشہور طبیب تھا طب کی تعلیم جندی شاپور کے مشہور طبی مدرسہ سے حاصل کی تھی[2] ایران سے ملک یمن آکر وہاں کے اطباء کی صحبت سے بھی مستفید ہوا۔[3]

کچھ دنوں کے بعد ہی بحیثیت معالج اس کا چرچا عام ہوگیا اور دور دور تک اس کی شہرت پھیل گئی۔ قفطی لکھتے ہیں ایک دفعہ ایرانی امیر نے علاج کے لیے بلایا اور صحتیاب ہونے پر ان کو دولت عطا کی۔[4]

ابن ابی اصیبعہ نے اس کی مہارت تشخیص کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حارث کے سامنے ایک مریض پیش کیا گیا جسے بڑے بھائی نے سفر میں جاتے وقت گھر کی نگرانی کا کام سپرد کیا تھا بھائی کی غیر حاضری میں صاحبزادے بھاوج پر عاشق ہو گئے اور اس قدر بیمار ہوئے کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوا بالآخر حارث سے رابطہ قائم کیا گیا اس نے اسے اس قدر شراب پلائی کہ شراب پیتے ہی مریض نے سرور میں آکر معشوق کے نام کی مالا جپنی شروع کر دی۔ عوام حارث کی اس حذاقت سے حیرت زدہ رہ گئے۔

حارث کی دربار محمدیؐ میں حاضری کا کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے۔ یہ بھی ملتا ہے کہ وہ مشرف بہ اسلام ہوگیا تھا اور آنحضرتؐ نے اس کی حذاقت کے پیش نظر کئی لوگوں کو اس سے علاج کرانے کا مشورہ بھی دیا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت سعدؓ بیمار ہوئے نبی کریمؐ عیادت کو تشریف لے گئے

1۔ تاریخ الحکماء، قفطی ص
2۔ تاریخ الطب العربی یحییٰ شریف ص 4
3۔ اریبین میڈیسن کا مپبل جلد اول ص 11
4۔ تاریخ الاطباء غلام جیلانی ص 472
5۔ تاریخ الحکماء ص 232
6۔ عیون الانباء جلد اول ص 113

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ نے حارث کے علاج کا مشورہ دیا جس سے انھیں شفاء حاصل ہوئی یہی وجہ ہے کہ اسے عام طور سے طبیب العرب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔[1]

بعض حوالوں میں لکھا ہے کہ حارث کا انتقال 20ھ مطابق 630ء میں ہوا[2] لیکن دوسری طرف یہ بھی ملتا ہے کہ حارث نے حضرت عمرؓ اور حضرت معاویہؓ کے دربار میں بھی حاضری دی ان لوگوں نے اس سے دوا کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ ازم ہے اب اگر دربار امیرالمومنین میں حاضری تسلیم کی جائے تو اس کی تاریخ وفات درست نہیں معلوم ہوتی ہاں یہ ممکن ہے کہ اس نے خلافت سے پہلے انفرادی طور سے ملاقات کی ہو تو ایسی صورت میں تاریخ وفات صحیح ہو سکتی ہے۔

حارث کی صرف ایک کتاب کا نام تاریخی حوالوں میں ملتا ہے جس میں اس نے شاہ ایران سے اپنی گفتگو کی تفصیل لکھی ہے اس مقام سے طب کے بارے میں حارث کی گہری معلومات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سوالات و جوابات حسب ذیل ہیں :۔

سوال 1: سخت ترین بیماری کیا ہے۔

جواب :۔ بھرے پیٹ پر کھانا کھا لینا

سوال 2: کون سی چنگاری ہے جس سے امراض کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

جواب :۔ تخمہ اگر پیٹ میں رہ جائے تو جان لے لے اور تحلیل ہو جائے تو جسم کو بیمار بنا دیتا ہے۔

سوال 3: فصد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے

جواب :۔ فصد ایسے وقت کی جائے جب موسم اعتدال میں ہو اور طبیعت میں سکون ہو۔

1۔ طب اسلامی صفحہ 6

2 عہد اسلامی میں اسلامی اطباء کی قدر و منزلت قسط 1 الحکیم 1941ء از نیر واسطی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوال نمبر4 حمام میں کب جانا چاہیے
جواب :۔ بھرے پیٹ میں حمام میں نہیں جانا چاہیے۔
سوال نمبر5 دوا کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے
جواب :۔ جب تک صحت ہو دوا سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر مرض بڑھے تو اسے پیچیدہ ہونے سے پہلے اس کا علاج کر لینا چاہیے
سوال نمبر6 میوہ جات کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔
جواب :۔ بھری فصل اور ان کے پکنے کے وقت خوب کھاؤ اخیر فصل میں پرہیز کرو۔
سوال نمبر7 پرہیز کسے کہتے ہیں۔
جواب :۔ ہر چیز میں اعتدال کا پابند رہنا۔

ان سوالات اور ان کے جوابات سے حارث کی طبی معلومات اور اس کے تجربہ پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

حارث کی طبی نصیحتیں

ابن قیم جوزی نے اپنی کتاب الطب النبوی میں لکھا ہے کہ مشہور ہے جب حارث کا اخیر وقت آیا تو معتقدین نے اس سے سوال کیا کہ ہمیں صحتمند رہنے کے لیے کچھ نصیحتیں کر دیجئے۔

حارث نے جواب دیا۔

— بوڑھی عورت سے کبھی شادی نہ کرو
— خوب پکے ہوئے پھل کھاؤ۔
— جب تک بیماری کو بدن برداشت کرے دوا نہ کرو
— دن کا کھانا کھا کے تھوڑا لیٹو اور رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی کرو

ایک دوسری نصیحت اس طرح ہے۔

الطب النبوی لابن قیم جوزی ص 429

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چار چیزیں جسم کو کمزور بناتی ہیں۔
بھرے پیٹ میں مجامعت کرنا
بھرے پیٹ میں حمام میں جانا
بوڑھی عورت سے مجامعت کرنا
قدید کھانا۔ع1

نضر بن حارث ثقفی

حارث بن کلدہ ثقفی کا بیٹا تھا2 باپ ہی کی طرح قابل تھا تحصیل علم کے شوق میں متعدد ممالک کا سفر کیا اور بڑے بڑے علماء سے شرف حاصل کیا۔ فلسفہ اور قدیم علوم یہودی اور عیسائی علماء سے سیکھے طب اپنے باپ سے سیکھی۔ حضرت ابوسفیان کے ساتھ کفر و شرک میں معاملہ میں ان کا برابر کا شریک رہا۔ اور اپنے عقلی علوم اور فلسفیانہ مہارت کی بناء پر ہمیشہ اپنے کو نبوت کا حقدار سمجھتا رہا اور آنحضرت ؐ کی توہین کرتا رہا اس بدبختی کا سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔ بالآخر اس کی ایذارسانی کے پیش نظر نبی اکرم ؐ کے حکم سے 2ھ ہجری کے تاریخی غزوہ غزوہ بدر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھوں مارا گیا اس کی کسی کتاب کا نام نہیں ملتا البتہ شاعری میں مہارت کا تذکرہ ابن ابی اصبیعہ نے تفصیل سے کیا ہے۔ع3

طب میں فنی مہارت یا معالجانہ حذاقت کے تذکرے سے بھی کتابیں خالی ملتی ہیں۔

1۔ عیون الانبیاء فی طبقات الاطباء جلد اول ص114 ابن ابی اصبیعہ
2۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ حارث کا بیٹا نہیں تھا بہرحال یہ مزید
3۔ تحقیق طلب ہے۔
4۔ تاریخ الطب العربی یحییٰ شریف ص12
5۔ عیون الانباء جلد اول ابن ابی اصبیعہ ص115

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابی رمثہ تمیمی

عہد جاہلی کا مایہ ناز سرجن تھا چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ عمل بالید اور جراحت میں پرانا مشاق اور تجربکار تھا[1] نبی کریمؐ کے عہد تک زندہ رہا[2] جمال الدین قفطی نے بیان کیا ہے کہ اس نے بھی حارث بن کلدہ کی طرح آنحضرتؐ کے دربار میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تھی[3]

ابن ابی اصیبعہ نے اس کے متعلق ایک واقعہ اور نقل کیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو کوئی داغ یا مسہ سمجھ کر آپ سے عرض کیا کہ میں طبیب ہوں اگر آپ اجازت دیں تو اس کا علاج کروں۔

تو آپؐ نے فرمایا کہ تم رفیق ہو طبیب اللہ جل جلالہ ہے۔ ان دونوں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بحیثیت ماہر جراح اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

افسوس کہ تفصیلی حالات سے کتابیں خالی ہیں۔ ورنہ عہد جاہلی کی جراحت کے بارے میں کوئی قطعی رائے قائم کرنا آسان ہوتا۔

1۔ عیون الانباء جلد اول ص 116

2۔ تاریخ الطب العربی۔ یحیٰی شریف ص 140

3۔ تاریخ الحکماء (اردو ترجمہ) ص 284

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب عہد نبوی میں

عام طور سے طب نبوی یا عہد نبوی کی طب دونوں کو ہم معنیٰ استعمال کیا جانے لگا ہے حالانکہ حقائق اور تاریخ کی روشنی میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ طب نبوی کے دائرہ میں وہ تمام ادویہ، اغذیہ، بقاء صحت کی تدابیر ازالہ صحت کے چٹکلے، اطباء حاذقین سے علاج کے مشورے، طہارت بدن ولنظافت مکان سے متعلق ہدایات، محرمات سے نقصانات اور حلال شدہ اشیاء کے طبی فوائد جیسی اہم سماجی، اصلاحی اور نفس کی پاکیزگی سے متعلق ہدایات شامل ہیں جو وقتاً فوقتاً قرآن کریم اور احادیث کے ذریعہ وارد ہوئی ہیں۔

اس کے برعکس عہد نبوی کی طب سے مراد نبی اکرمؐ کی حیات مبارکہ ا (571 تا 632 عیسوی) کے دوران عرب اطباء کی فنی صلاحیت اور طب سے متعلق ان کے نظریات، ان کے ذریعہ مستعمل ادویہ اور طریقہ علاج ان کے حصول تعلیم کے مراکز سے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں۔

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد جاہلی اور عہد نبوی کی طب میں کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہے زیادہ تر اطباء کے نام وہی ملتے ہیں جو عہد جاہلی میں مذکور ہوئے ہیں ان میں سے بہت سے اطباء ایسے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے بعض ایسے بھی ہیں جن سے علاج کرانے کا آپؐ نے مشورہ بھی دیا ہے۔ ایسے اطباء میں حارث بن کلدہ اور نضر، اور ابی رمثہ تمیمی کے نام اہمیت سے لئے جا سکتے ہیں۔ علاج و اصول علاج بھی عہد جاہلی سے مختلف نہیں تھا ہاں البتہ اس دور میں صحت سے متعلق قرآنی تعلیمات اور احادیث کا اثر ضرور پڑا ہے۔ جس سے بڑی حد تک عہد نبوی متأثر ہوئی ہے آئندہ صفحات میں طب نبوی کے عنوان سے اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب نبوی۔ ایک جائزہ

طب نبوی جس کے مفہوم کا تذکرہ گزشتہ باب میں ہو چکا ہے اس کے بارے میں نہایت افراط و تفریط کے عقائد و نظریات مطالعہ میں آتے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ اکثر لکھنے والے طب نبوی اور عہد نبوی کی طب کو خلط ملط کر دیتے ہیں بعض مذہبی جوش میں آکر طب نبوی کو مکمل سائنٹفک طب بنانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں اور بعض ذرا روشن خیال (مذہب سے ذرا کم تعلق رکھنے والے لوگ) طب نبوی کو طب کے کسی گوشہ میں جگہ دینے کو تیار نہیں ہوتے اس ضمن میں یورپین مصنفین کے حوالے اور اگر جا خط جیسا کوئی حوالہ مل گیا تو مشرقی حوالہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہیں نتیجہ ظاہر ہے مبالغہ آرائی تک پہونچتا ہے لہذا ضروری ہے کہ طب نبوی کا طب نبوی کی حیثیت سے جائزہ لیا جائے۔ تاکہ مذہبی تعصب کا اثر بھی غالب نہ ہو اور مذہبی اقدار کی پامالی کا اندیشہ بھی نہ رہے۔

طب نبوی کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ طب وقائی

رعایت جسم	طہارت جسمانی	طہارت مکان	بقاء صحت

طب علاجی

علاج بالمفردات	علاج بالکی والفصد	علاج بالحذاق

طب نبوی میں طب وقائی کا تصور

نبی اکرمؐ کی ہدایات طب وقائی کے میدان میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ بعض پہلو تو ایسے ہیں جن میں آنحضرتؐ نے انسانیت کے نام ایک تاریخ ساز

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سائنٹفک سبق پیش فرمایا ہے امراض کی روک تھام کے سلسلے میں طہارت جسم و نظافت مکان کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے اس موضوع پر احادیث نبوی نہایت جامع تصور پیش کر سکتا ہے۔ محرمات سے پرہیز اور ان سے پیدا ہونے والے امراض کی تحقیق روز بروز آگے بڑھتی جا رہی ہے تندرستی ہزار نعمت ہے کا تصور بہت واضح اسلام ہی میں ملتا ہے۔

علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت مختلف تعلیمات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے

بقاء صحت اور جسم کو مختلف امراض سے محفوظ رکھنے کی تعلیمات

نبی اکرمؐ نے صحتمند رہنے اور جسم کو مختلف امراض سے بچائے رکھنے کے لیے نہایت واضح تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا

نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحة والفراغ[1]

ترجمہ :۔ دو نعمتیں۔ جن کی لوگوں کو زیادہ خواہش ہوتی ہے ایک صحت اور دوسری فراغ۔ یعنی رزق میں کشادگی

المومن القوی خیر و احب الی اللہ من المومن الضعیف[2]

طاقتور مومن اللہ کے نزدیک ضعیف مومن کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے اس حدیث سے کسی کمزور مومن کی ہمت شکنی بالکل مقصود نہیں ہے بلکہ صحت اور طاقت کو بحال رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

بقاء صحت کے لیے احتیاطی تدابیر

بقاء صحت کے لیے جسمانی طہارت، مکان کی صفائی، محرمات سے پرہیز بیماروں کے پاس بغرض عیادت جانا لیکن احتیاط کی ترغیب، بیمار بستیوں میں بیماری

1۔ صحیح بخاری، ترمذی۔
2 صحیح مسلم۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھیلنے کے بعد وہاں جانے اور وہاں سے نکلنے کی ممانعت جیسی تعلیمات طب نبوی کا ایک روشن باب ہیں۔

علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت تفصیل درج ذیل ہے

جسم کی طہارت :-

جسم کی طہارت کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے صرف یہ دیکھنا مقصود ہے کہ نبی کریمؐ کی تعلیمات اس سلسلے میں کیا پیغام دے رہی ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔

ان لجسد علیك حقاً[1] ترجمہ:- تمہارے جسم کا بھی تمہارے اوپر حق ہے۔ گویا تمام حقوق کے ساتھ جسم کے حقوق کی نگہداشت کی بھی ذمہ داری رکھی گئی ہے۔ یعنی انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ جسم کو مختلف آفتوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر اختیار کرے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

طھروا ھذہ الاجساد طھرکم اللہ[2]

اپنے جسموں کو پاک رکھو اللہ تعالیٰ تمہارا باطن بھی پاک رکھے گا

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جسم کی پاکی ضروری ہے اور بغیر جسمانی طہارت کے اندرونی پاکی ممکن نہیں ہے۔

مکمل طہارت کے لیے نبی اکرمؐ نے وضو اور غسل کے دو طریقے بتائے ہیں غور سے دیکھا جائے تو وضو اور غسل کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد جسم پر گندگی کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔

وضو میں ناک میں پانی ڈالنے، انگلیوں کے درمیان خلال، کس قدر اہم ہے بتانے کی ضرورت نہیں اسی طرح دانتوں کے متعلق نبی اکرمؐ مسواک کے بارے

1۔ صحیح مسلم

2۔ طبرانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں فرماتے ہیں۔

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ۔[1]

اگر میری امت کے لیے گرانیاں نہ ہوتیں تو میں اپنی امت کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

دانتوں کی گندگی سے کتنے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اب یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے۔

مکان کی صفائی

مکان کی صفائی کے سلسلے میں واضح حدیث موجود ہے۔

نظفوا افنیتکم ولا تشبھوا بالیھود۔[2]

ترجمہ:۔ اپنے صحن کو صاف رکھو اور یہودیوں کے سے نہ ہو جاؤ۔

دنیا جانتی ہے کہ مکان کی گندگی سے مچھر اور جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور جراثیم بے شمار امراض کو جنم دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے مکان کی صفائی کا حکم فرمایا ہے۔

بیماروں کے پاس بغرض عیادت جانے میں احتیاط کی ترغیب اور بیماری کی جگہ جانے کی ممانعت۔

عیادت اسلام کا ایک زریں اصول ہے آنحضرت نے متعدد احادیث کے ذریعہ عیادت کرنے کو اہم ترین عمل قرار دیا ہے لیکن دوسروں کی صحت کو بہرحال اہمیت دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ

لا یورد ن مخرض علی مصح۔

اسی طرح بیمار بستیوں میں داخلے اور بیماری پھیلنے کے بعد وہاں سے نکلنے کے بارے میں آپؐ نے ۱۴۰۰ سال پہلے ہی ممانعت فرمائی تھی۔ آج طب میں حجر صحی یا

۱۔ ترمذی شریف۔

2 صحیح بخاری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کورانتائن جو قرنطینا کا معرب ہے اسی حدیث سے مستخرج ہے۔
اس موضوع پر راقم السطور کا ایک طویل مضمون عربی اور انگریزی میں کورانٹائن فرسٹ انٹروڈیوسڈ بائی پرافٹ محمد کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔
اس سلسلے کی حدیث درج ذیل ہے۔
اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوا علیہا
واذا وقع وانتم بارض فلا تخرجوا منہا فرارًا منہ۔[1]
ترجمہ:۔ جب تم کسی علاقے میں طاعون کی وبا کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور تم ایسی جگہ مقیم ہو جہاں یہ وبا موجود ہو تو پھر وہاں سے نہ بھاگو۔
اس حدیث کے ذریعہ واضح طور سے تجرصحی یا آئی سولیشن کی ترغیب دی جا رہی ہے گویا طب بندی میں جراثیم کے روک تھام اور تعدیہ سے احتراز کے واضح اشارات ملتے ہیں۔

طب علاجی:۔

اس ذیل میں علاج بالمفردات، علاج بالکی والفصد، علاج بالحذاق اور ترغیب برائے طبی تعلیم پر مشتمل عنوانات کے تحت نبی اکرمؐ کی احادیث کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

اطباء حذاق سے علاج کرانے کی ہدایت اور عطائی علاج سے ممانعت

نبی اکرمؐ نے عطائی علاج کے سلسلہ میں واضح احکامات صادر فرمائے ہیں اور آپؐ نے صرف ماہر اطباء ہی کے علاج کو پسند فرمایا ہے۔
چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیماری میں مزاج پرسی کے بعد حضرت حارث ابن کلدہ ثقفی کو جو تجربہ کار اور طبابت پیشہ معالج تھے ان کے علاج کے لیے مقرر فرمایا۔ (ابو داؤد)

---

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میڈیکل تعلیم کے حصول کی ترغیب

یوں تو آپ نے بالعموم جہل کی ممانعت فرمائی ہے اور طلب علم کو فرض فرمایا ہے لیکن خاص طور سے میڈیکل تعلیم کے لیے آپ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل لم ینزل داء الا انزل لہ شفاء علمہ من علمہ وجھلہ من جھلہ [1]

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں پیدا کی، جس کا علاج ممکن نہ ہو، البتہ اس کو کچھ لوگوں نے سیکھا اور کچھ لوگوں نے نہیں سیکھا۔

اس حدیث سے ایک طرف بیمار کے لیے امید کی کرن پیدا فرمائی دوسری طرف میڈیکل تعلیم کے حصول اور اس میدان میں تحقیق کے لیے میدان فراہم کر دیا ہے۔

علاج ومعالجہ میں مریض کی ہمت افزائی

آج کل علاج ومعالجہ کے سلسلہ میں علاج دوائی سے زیادہ علاج نفسیاتی کو حیثیت حاصل ہو گئی ہے اکثر دوائیں اور تدابیر کام نہیں کرتی ہیں صرف تسلی اور امید افزا گفتگو مریض کے لیے پیغام حیات ثابت ہوتی ہے یہی وجہ ہے آجکل ایلوپیتھک جیسے طریقہ علاج میں بھی دواؤں کے ساتھ ڈائی زیپام نام کی مسکن دوا کو لازمی طور سے شامل کیا جا رہا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا دخلتم علی المریض فنفسوا لہ الاجل فان ذالک لا یرد شیئا وھو یطیب نفس المریض۔

جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کی اجل کو مہلت دو۔ یعنی صحت وخیریت کی باتیں کرو۔

---

[1] بروایت احمد وابن ماجہ ونسائیؒ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس حدیث مبارکہ کے ذریعہ طمانیت مریض کی تلقین کی گئی ہے تاکہ طبیعت مدبرہ بدن کو تقویت حاصل ہو اس طرح مرض کا مقابلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے
ایک دوسری حدیث میں ارشاد گرامی ہے۔

لکل داء دواء ولکل دواء شفاء۔

ہر مرض کے لیے دوا ہے اور ہر دوا کے لیے شفاء رکھی گئی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔

تداوو عباد اللہ فان اللہ لم یضع داء الا وضع لہ دواء غیر داء واحد الا الھرم۔

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! علاج کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے علاوہ ہر مرض کی دوا پیدا فرمائی ہے

اس حدیث میں واضح طور سے مریض کو نا امیدی سے دور رہنے کے لیے ترغیب دی گئی ہے گویا بہر حال امید میں رہنا ضروری ہے۔

طب نبوی میں علاج بالمفردات

مختلف احادیث میں تقریباً 95 ادویہ اور اغذیہ کا تذکرہ ملتا ہے علامہ سیوطی کی کتاب میں 70 ایسی دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے[3]

ان میں سے بعض دواؤں کی افادیت مشاہداتی تجربات کے ذریعہ صحیح پائی گئی ہیں ان میں کلونجی، شہد، سرکہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

علامہ سیوطی کے مخطوطہ میں درج ذیل ادویہ و اغذیہ کا تذکرہ شامل ہے۔

1۔ اترج (ترنج)

1۔ زاد المعاد بحوالہ اسلام اور میڈیکل سائنس ص 5 حصہ پنجم۔ حکیم قدرت اللہ

2۔ ترمذی شریف۔

3۔ طب نبوی پر علامہ سیوطی کا ایک مخطوطہ، تحقیقات اسلامی مارچ 1986 حکیم الطاف احمد اعظمی ص 48

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

1 اثمد

3 ارز (چاول)

4 اھلیلج (ہلیلہ)

5 باذنجان. بینگن

6 بیض (انڈے)

7 بصل (پیاز)

8 بطیخ (خربوزہ)

9 بقل (سبزی)

10 بلح (کچی کھجور)

11 بنفسج (بنفشہ)

12 تمر (خشک کھجور)

13 تین (انجیر)

14 تراب (مٹی)

15 ثوم (لہسن)

16 ثرید (شوربے میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑے)

17 ثفاء (اسپند دانہ)

18 جوز الھند (اخروٹ ـــ)

19 الحبۃ السوداء (شونیز یا کلونجی)

20 حلوا (شیرینی)

21 حلبہ. (میتھی ـــ)

22 حناء (مہندی)

23 حوک (جنگلی تلسی)

24 دُبّاء (لوکی)

25 ذریرہ (چرائتہ)

26 ذباب (مکھی)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

27 رجلہ (خرفہ کا ساگ)
28 رمان (انار ـــــ)
29 رطب (تازہ کھجور)
30 ریحان
31 زبیب
32 خل (سرکہ)
33 زیت وزیتون
34 سویق (ستو)
35 سفرجل (بہی)
36 سنا
37 صعتر (پہاڑی پودینہ)
38 سمسم (تل)
39 سمن (گھی)
40 سواک (مسواک)
41 صبر (ایلوا)
42 طین (مٹی)
43 ظفر (ناخون)
44 عسل (شہد)
45 عجوہ (کھجور کی ایک قسم)
46 العود الھندی
47 عنبر
48 عنب (انگور)
49 عدس (مسور)
50 فاغیہ (حنا کی کلی)
51 قثاء (ککڑی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

52 قرع (کدو)
53 قصب السکر (گنا)
54 کافور
55 کباث (پیلو کا پختہ سیاہ پھل)
56 کتم (برگ نیل)
57 کماۃ (کھمبی)
58 کرنس (اجمود)
59 لبن (دودھ)
60 لحم (گوشت)
61 لبان (کندر)
62 ماء (پانی)
63 ماء زمزم
64 مرزنجوش
65 مسک
66 نرجس
67 نورہ (چونا)
68 ہریسہ
69 ورس (زعفران جیسی سرخ چیز)
70 ھندبا، کاسنی

حجامت، کی اور فصد سے متعلق ہدایات

حجامت کے سلسلہ میں 26 روایتیں ہیں جن میں حجامت (پچھنا لگانا) کے آداب اور طبی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ پچھنا لگانے سے جنون، جذام، برص جیسے امراض سے حفاظت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حاصل ہوتی ہے۔ (رواہ الطبرانی) ع1

اسی طرح 5 روایتوں کے ذریعہ فصد کے فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کی سے متعلق ہمیں 9 روایتیں ملتی ہیں جن میں اگرچہ کی کے فوائد تو مذکور ہیں لیکن اسے مستحسن علاج قرار نہیں دیا گیا ہے۔

چنانچہ آپؐ نے فرمایا:۔

شفاء تین چیزوں میں ہے۔

1۔ شہد کے گھونٹ میں۔

2۔ حجامت کے نشتر میں۔

3۔ آگ داغنے میں

اور میں اُمت کو آگ داغنے سے منع کرتا ہوں ع2

خلاصہ وتجاویز

مذکورہ تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ طب نبوی کے دو اہم ذرائع قرآن مجید اور احادیث میں مذکورہ طبی تفصیلات بے حد اہمیت کی حامل ہیں اور ان میں سے اکثر روز بروز ہونے والی سائنٹفک تحقیقات سے درست ترین ثابت ہو رہی ہیں۔ اس حیثیت سے طب نبوی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کا بطور فن جائزہ نہ لے کر اسلامی تعلیمات کا ایک جز و سمجھا جائے کیونکہ خود نبی اکرمؐ نے ایک حدیث کے ذریعہ اپنے کو اس طرح کے دنیاوی معاملات سے علیٰحدہ رکھا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مسائل کی سائنٹفک تحقیقات کرائی جائیں تاکہ طب نبوی کی افادیت مزید ابھر کر سامنے آسکے اور ہم اسے اسلام کے ایک گرانقدر سرمایہ کے طور سے پیش کر سکیں تاہم انداز افراط و تفریط سے بہرحال احتراز کی ضرورت ہے۔

طب نبوی پر علامہ سیوطی کا ایک مخطوطہ، رسالہ تحقیقات اسلامی علی گڑھ۔ حکیم الطاف احمد اعظمی ص 49 و 50

علاج معالجہ میں نبوی ہدایات، حکیم سید قدرت اللہ قادری ص 74

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب عہد خلافت راشدہ میں

632ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کے عہد کا آغاز ہوتا ہے چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کا دور 632ء سے 634ء دو سال تک جاری رہا اس کے بعد حضرت عمرؓ کا دور 634ء سے 644ء تک محیط تھا۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت 644ء سے 656ء عیسوی تک جاری رہا اس کے بعد یہ خلافت کا سلسلہ 656ء سے شروع ہو کر 661ء عیسوی میں حضرت علیؓ پر ختم ہو جاتا ہے۔

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بحیثیت مجموعی یہ دور فتوحات کا دور رہا اور خلفاء راشدین کی زیادہ تر توجہ اسلام کے دائرہ کو پھیلانے اور مضبوط کرنے پر مرکوز رہی خاص طور پر بازنطینی اور ساسانی فارسی شہنشاہیت کے علاقہ فتح ہوئے۔ چونکہ بازنطینی حکومت کا یونانی علوم سے گہرا رشتہ تھا لہذا بہرحال اس دور کے فن میں ان تہذیبوں کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ احادیث شریفہ اور قرآن کریم کی جامع تعلیمات، محرمات سے پرہیز اور علاج و معالجہ میں ہدایات کے اثرات بھی نمایاں طور سے نظر آتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک واقعہ نقل کیا جا رہا ہے جس سے آنحضرتؐ کی تعلیمات کے اثرات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو روانہ ہوئے ابھی یہ حضرات مقام سرغ تک پہونچے تھے کہ حضرت ابوعبیدہ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوگئی ان حضرات نے اطلاع دی کہ شام میں وبا پھیل گئی ہے اس بات کو سن کر تمام صحابہ میں سفر جاری رکھنے یا واپس جانے کے مسئلہ میں اختلاف رائے ہو گیا۔ بعض کا کہنا تھا کہ جس کام کے لیے نکلے ہیں اس پر سفر جاری رکھا جائے بعض نے واپسی کی رائے دی۔ اِس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اختلاف رائے پر حضرت عمرؓ نے مہاجرین سے رائے مانگی یہاں بھی اختلاف باقی رہا پھر شیوخ قریش کی رائے طلب کی۔ ان لوگوں نے رائے دی کہ واپس چلا جائے چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح بولے کہ اے امیرالمومنین کیا آپ اللہ کے ذریعہ مقرر کردہ مقدرات سے فرار اختیار کر رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہم اللہ کے مقدرات سے اللہ کے مقدرات ہی کی طرف جا رہے ہیں اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اس سلسلہ میں مجھے کچھ معلومات ہیں پھر آپ نے مشہور حدیث سنائی کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں کسی جگہ طاعون پھیلنے کی اطلاع ملے تو تم اس بستی میں مت داخل ہو اور اگر تمہارے رہتے ہوئے وہاں وبا پھیل جائے تو اس سے بھاگ کر باہر نہ نکلو۔[1]

یہ حدیث سن کر حضرت عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ ہمارا فیصلہ تعلیمات نبوی کے عین مطابق تھا۔

کتابوں میں ملتا ہے کہ عہد خلافت راشدہ کی طب فنی اعتبار سے عہد نبوی سے بڑی مشابہت رکھتی تھی چنانچہ اس دور میں بھی انہیں اطباءُ کے نام ملتے ہیں۔ جو عہد نبوی میں موجود تھے جن میں حارث کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حارث بن کلدہ سے دریافت کیا کہ دوا کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ازم ہے[2]

البتہ فوجی حملوں کے کثرت کے نتیجہ میں اس دور کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ فوج کے ساتھ اطباء اور جرّاح باقاعدہ بھیجے جاتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے ایران پر فوج کشی کی تو سپاہ اسلام کے ہمراہ کئی نامور اطباء اور جرّاح

1۔ بخاری شریف۔

2 عیون الانباء جلد اول ص ۱۱۱

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

موجود تھے[1]۔ یہی سلسلہ آگے بڑھ کر سفری شفاخانہ کی بنیاد بنا۔

اس کے علاوہ تاریخ کی کتابوں میں اور اشعار میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے اطباء کی قدر و منزلت اور ان کی بڑھتی ہوئی فنی صلاحیتوں کا اندازہ ملتا ہے۔

طب عہد اموی میں

خلفاء راشدین کے بعد زمام اقتدار امویوں کے ہاتھ میں آگئی چنانچہ ۹۱ سالہ عہد اموی میں ۱۴ خلفاء نے یکے بعد دیگرے حکومت کے فرائض انجام دیے۔ پہلے خلیفہ کا نام معاویہ بن ابی سفیان ۶۱ھ- 680ء اور آخری کا نام مروان دوم (744-750ء) تھا ان تمام خلفاء نے دمشق کو دارا لسلطنت بنا کے رکھا البتہ آخری خلیفہ نے اسے تہذیب و علوم کے مرکز حران میں منتقل کر دیا تھا[2]۔

بحیثیت مجموعی عہد اموی کو فتوحات کا دور سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر عبدالملک بن مروان کے عہد میں اسلامی حکومت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی تھی چنانچہ مشرق میں چین تک اور مغرب میں محیط اطلسی تک اس کا سلسلہ قایم ہو گیا تھا اور جزیرۂ عرب میں سندھ اور ہندوستان کے بعض علاقے سمرقند، بخارا، خوارزم، رے، آذربائیجان اور ماوراء النہر کے علاقوں کے علاوہ شام، فلسطین، حران، انطاکیہ اور دیار بکر ایشیائے کوچک کے دوسرے علاقے بھی شامل ہو گئے تھے۔

اسی طرح شمالی افریقہ میں مصر، تیونس، تبرص، مغرب اقصیٰ اور اسپین تک زمام حکومت دراز ہو گئی تھی۔

اس حیثیت سے دیکھا جائے تو اسے فتوحات کا دور ہی کہا جا سکتا ہے

1۔ تاریخ التمدن اسلامی جلد اول ص۱۱۵

2۔ مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی جلد اول ص287

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

لیکن اموی دور کی ابتدائی خدمات تراجم کا آغاز، شفا خانہ کی رساس جیسے کارناموں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اس معاملہ میں پروفیسر براؤن[1] کی یہ بات درست ہے کہ چمنستان علم میں عید بہار اس دن آئی جب حکومت کا علم عباسیوں کے ہاتھوں میں پہونچا اور مامون نے اپنے عہد میں بیت الحکمت قائم کیا لیکن جرجی زیدان کی یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ مسلمانوں میں طب، فلسفہ اور دیگر علوم حکمیہ میں تصنیف و تالیف و ترجمہ کی تحریک عہد بنی امیہ ہی میں شروع ہو چکی تھی۔[2] چنانچہ عہد اموی کے پہلے فرماں روا امیر معاویہ نے دمشق کے ایک عیسائی طبیب ابن اثال کی طبی خدمات کے سلسلہ میں گرانقدر عطیات، اور اس کے دور میں ترجمہ کے نام پر خصوصی توجہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ باقاعدہ طور سے کتابوں کے تراجم کا کام اموی دور ہی سے شروع ہو چکا تھا۔[3]

امیر معاویہ کے ہی عہد میں ایک اور فاضل طبیب ماسرجویہ کی خدمات سے تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

امیر معاویہ کے پوتے خالد بن یزید کی علم دوستی کی وجہ سے طب اور کیمیا کی کتابوں کے ترجمہ کے لیے اصطفن اور قریانوس کا تقرر بھی اہمیت کا حامل ہے۔

اسی دور کی ایک اور اہم شخصیت جابر بن حیان کی خدمات آج بھی سائنٹفک دنیا کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے بعد اموی خاندان میں عبد الملک بن مروان کا عہد بھی اطباء کے لیے بڑی قدر و منزلت کا ثابت ہوا۔ اس کے دربار سے وابستہ اطباء میں نوذوکس اور ثوذون کے نام قابل ذکر ہیں۔[4]

1۔ ترجمہ اریبین میڈیسن براؤن ص 17

2۔ تاریخ التمدن الاسلامی جلد سوم ص 13

3۔ طب اسلامی ص 11

4۔ عہد اسلامی میں اطباء کی قدر و منزلت۔ قسط 2 الحکیم ماہ مئی 1940ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسی سلطنت کے ایک صوبہ کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی اپنی مردم آزاری کے باوجود اطباء کو بڑی عزت کی نگاہ اور احترام سے دیکھتا تھا چنانچہ تیاذوق نامی طبیب کے متعلق ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ حجاج اس پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔ ع1

اس خلیفہ کے بعد اس کے فرزند ولید کے ذریعہ 85ھ میں شفاخانہ کی بنیاد اور جذام کے مریضوں کے لیے علیحدہ اسپتال کا قیام بھی ارتقائی منزل کا پتہ دیتا ہے۔ ع2

اموی حکمراں میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ طب کے متعلق آپ کی دلچسپی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن ماسر جویہ کی کناش آپ نے مصلی کے نیچے 40 دن تک رکھی۔ اور پھر اس کی نقلیں کرا کے ملک بھر میں نشر کرایا۔ ع3

افسوس کی اس دور کے اطباء کے تفصیلی تذکرے کتابوں میں نہیں ملتے اور صرف چند ناموں کے علاوہ جن میں خالد بن یزید، ابوالحکم دمشقی، حکم دمشقی، ابن اثال، تیاذوق، عبدالملک بن ابجر کنانی۔ طبیبہ زینب بنت اود تو ذون، نوذوکس کے نام قابل ذکر ہیں اور نام نہیں ملتے۔ تاہم چونکہ اس دور سے متعلق ہماری معلومات بے حد محدود ہیں۔ لہذا ممکن ہے کہ بہت سے ایسے اطباء بھی موجود ہوں جن کے تذکرے کتابوں میں محفوظ نہیں ہو سکے ع1

تیاذوق

عہد اموی کا نہایت جلیل القدر طبیب تھا اس کو پروفیسر براؤن نے نیادردوس سمجھا ہے حالانکہ دونوں جداگانہ شخصیتیں ہیں اور دونوں

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول۔ کمال سامرائی ص 289

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے زمانۂ حیات میں کافی فرق پایا جاتا ہے[1] چنانچہ تیا ذوق ساتویں صدی کے آخر کا طبیب تھا اور تیا درو‌س کا عہد چوتھی صدی کا درمیانی عہد ہے[2] اس کی زندگی کے تفصیلی حالات نہیں ملتے صرف اتنا ملتا ہے کہ وہ نہایت بااخلاق اور بذلہ سنج انسان تھا حاضر جوابی میں بے حد ماہر تھا اپنی اس خوشگواری طبع کی وجہ سے حجاج بن یوسف ثقفی جیسے ظالم کے دربار میں بھی بڑی قدر و منزلت کا مالک تھا[3] مسائل طبیہ میں تیا ذوق کا مطالعہ بے حد وسیع تھا خاص طور سے حفظان صحت سے متعلق اس کی گرانقدر معلومات بڑی اہمیت کی حامل ہیں حمام، فصد، قے اور مسہل جیسی تدابیر میں ید طولیٰ رکھتا تھا[4] اپنی انھیں صلاحیتوں کی بناء پر حجاج بن یوسف ثقفی نے اسے اپنا طبیب خاص مقرر کیا تھا۔ تیا ذوق نے اپنی حذاقت کی بناء پر حجاج سے خوب انعام واکرام حاصل کئے اور ایک لمبی عمر گزار کر ۹۵ ہجری میں وفات پائی۔[5]

تیا ذوق کے طبی اقوال بہت مشہور ہیں۔

۱۔ بھرے پیٹ پر کھانا کھانے سے پرہیز کرنا

2۔ ایسی چیزیں کھانے سے پرہیز کرو جو دانتوں سے آسانی سے نہ کٹیں۔

3۔ کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیو کیونکہ ایسی حالت میں تخمہ ہو سکتا ہے۔

4۔ ایک بار روزانہ حمام ضرور کرو حمام جسم سے ان بیماریوں کو ختم کرتا ہے جن پر دوا اثر نہیں کرتی۔

5۔ خون بڑھانے والے میوہ جات کثرت سے استعمال کرو۔

۱۔ ترجمہ اردو اربین میڈ لین، ای جی براؤن ص 18

2۔ تنقیحات طب العرب نیر واسطی ص 21

3۔ مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی جلد اول ص 3

4۔ تاریخ الحکماء جمال الدین قفطی ص 105

5۔ عیون الانباء، ابن ابی اصیبعہ ص 179

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

6- ہر فصل میں ایک بار قے کرنا اور اور مسہل لیناضروری ہے
7- پیشاب کبھی نہ روکو چاہے سواری سے اترنا پڑجائے۔
8- سونے سے پہلے قضائے حاجت ضرور کرو
9- کثرت مجامعت سے پرہیز کرو۔
10- سن رسیدہ عورت کے قریب مت جاؤ۔
ایک دوسرے موقعہ پر تیا ذوق نے بیان کیا۔
1- دوا بلا ضرورت مت پیو۔
2- کھانے کے بعد چہل قدمی کرو۔
3- کچے میوہ مت کھاؤ۔
4- بھرے پیٹ میں بائیں جانب لیٹو۔

مؤلفات نیا ذوق

1. کناش یہ اس کی مشہور کتاب ہے جس میں اس نے مختلف انداز کے علاج کے سلسلہ میں سیر حاصل بحث کی ہے۔[1]
2. کتاب ابدال الادویہ
3. قصیدہ فی حفظا الصحۃ اس کا مخطوطہ شیراز میں محفوظ ہے۔
4. الفصول فی الطب

اس کی تصانیف کی اہمیت اور اس کی طبی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ابن بیطار[1]، زکریا رازی[2] اور نوح القمری[3] نے اپنی کتابوں میں جا بجا اس کے اقوال نقل کئے ہیں۔

1- کتاب الجامع لمفردات الادویۃ والاغذیۃ ، ابن بیطار
2- کتاب الحاوی ، زکریا رازی۔
3- غنی منی ، نوح القمری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عبدالملک بن ابجر کنانی

عہد اموی کا مشہور طبیب تھا مذہباً نصرانی تھا۔ خاص طور سے تشخیص وعلاج میں بے حد ماہر تھا[1] شہر اسکندریہ میں بحیثیت مدرس کافی دنوں تک فرائض انجام دیئے[2] حضرت عمر بن عبدالعزیز سے اس کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔ غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ اسکندریہ کی فتح کے بعد وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھوں اسلام لے آیا تھا[3]

۹۹ھ ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مسند خلافت پر تخت نشین ہوئے تو انہوں نے علم طب کا مدرسہ اسکندریہ سے انطاکیہ اور حران منتقل کیا اور ابن ابجر کنانی کو اس مدرسہ کا نگراں مقرر کیا[4] حذاقت کی بناء پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے اپنا طبیب خاص مقرر کیا تھا۔

طبقات ابن جلجل میں مذکور[5] ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ماسرجویہ کے ساتھ اسے بھی ترجمہ کے کام پر مامور کیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ماسرجویہ کی مترجم کتابوں کی تدریس بھی انجام دیتا تھا، عہد اموی میں باقاعدہ درس تدریس کے کام کے لیے ابن ابجر کا نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے گویا عہد اموی میں اولین مدرس کی حیثیت رکھتا تھا۔

طبقات ابن جلجل میں یہ بھی لکھا ہے کہ عبدالملک بن ابجر کنانی طبیب کے علاوہ بہت بڑا فلسفی اور کیمیا داں بھی تھا اس نے لکھا ہے کہ مشہور کیمیا داں مریانوس اس کا شاگرد تھا۔

1۔ عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ص171
2۔ طب اسلامی ص10
3۔ تاریخ الاطباء ص289
4۔ مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی ص306
5۔ طبقات ابن جلجل ص59

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ابن ابجر کی کتابیں نہیں ملتیں۔
اس کے طبی اقوال حسب ذیل ہیں۔
شکم بیماریوں کا گھر ہے
پرہیز بہترین علاج ہے۔
معدہ ایک حوض ہے اور رگیں اس سے نکلنے والی نالیاں ہیں اگر اس میں کوئی صحت بخش چیز ڈالیں تو بدن تندرست ہوگا اگر کوئی خراب شے ڈالوگے تو جسم خراب ہوگا۔

اگرچہ اس کی تصنیف کا نام کتابوں میں نہیں ملتا لیکن اس کی تدریسی مصروفیات سے متعلق روایات پڑھنے کے بعد یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ اس نے کوئی کتاب نہ لکھی ہوگی لگتا ہے کہ مرورِ ایام نے اس کی تصانیف کو ضائع کر دیا ہوگا بہرحال اس سلسلے میں تحقیق کی ضرورت ہے۔

ابن اثال

عہد اموی کا اہم طبیب تھا دمشق کا رہنے والا تھا اور مذہباً عیسائی تھا علم الادویہ بالخصوص علم السموم میں اس کی مہارت کے چرچے دور دور تک عام تھے[1] اس کی زندگی سے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت امیر معاویہ جب دمشق کے فرمانروا ہوئے تو آپ نے ابن اثال کو بحیثیت طبیب منتخب فرمایا۔ اور آپ اس پر بہت اعتماد کرتے تھے۔

بحیثیت معالج اس کا تذکرہ جہاں بھی ملتا ہے سمومیات سے متعلق ہے غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ کو اپنے عہد حکومت میں جب بھی ایسے دشمنوں سے سابقہ پڑا جن سے فوجی حملہ سے قابو نہیں پاتے تھے ان کے لیے حیلہ تدبیر کر کے انھیں معدوم کرا دیتے تھے ابن اثال کے مقرب

1۔ عہد اسلامی میں اطباء کی قدر و منزلت نیر واسطی، قسط 2 الحکیم ماہ مئی 1940ء

2۔ عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ص 116

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بارگاہ ہونے کی اہم وجہ یہی تھی کہ اس کے ذریعہ خطرناک دشمنوں کو خاموشی سے راہی ملک عدم کرانے میں مدد حاصل تھی ہے۔[1]

ابن اثال کی اس مہارت کے سلسلے میں کتابوں میں متعدد واقعات نقل کئے گئے ہیں چنانچہ جب معاویہؓ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تو اہل شام سے کہا کہ میرا چل چلاؤ ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد کسی کا تعین ہو جائے۔ اہل شام نے عبدالرحمٰن بن خالد کا نام پیش کیا حضرت معاویہؓ ان کا مشورہ سن کر خاموش ہو گئے چند دنوں بعد ابن اثال کے ذریعہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حوالوں میں ملتا ہے کہ اسی جرم میں قبیلہ مخزوم کے ایک شخص نے ابن اثال کو قتل کر دیا۔[2]

کسی کتاب کا تذکرہ نہیں ملتا۔

جابر بن حیان

مشہور کیمیا داں جابر بن حیان بن عبداللہ الکوفی خراسان کا رہنے والا تھا۔ اس کی تاریخ پیدائش کے سلسلے میں مورخین میں اختلاف ہے 120ھ 737ء - 138ھ - 831ء میں بمقام خراسان پیدا ہونے کی تاریخ زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔[3] اس کا باپ حیان ازدی کوفے کا ایک نامور عطار تھا ابتدا میں جابر نے حکمت کا پیشہ اختیار کیا ان دنوں وہ خاندان برامکہ سے وابستہ رہا۔ خاندان برامکہ کے زوال کا اس پر بھی اثر پڑا۔ چنانچہ اسے بھی نظر بند کیا گیا تھا۔[4]

1۔ تاریخ الاطباء، غلام جیلانی ص 3
2۔ طب العرب ص 18
3۔ دائرہ معارف اسلامیہ۔ ج۔ 7 ص 4
4۔ مشہور مسلمان سائنسداں ص 28۔ خواجہ جمیل احمد۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس کے اساتذہ میں امام جعفر صادق، حربی الحمیری، اذن الحمار وغیرہ کے نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں بہت سے مؤرخین اس کی ساری معلومات کا کا سلسلہ امام جعفر سے متعلق کرتے ہیں لیکن دائرہ معارف کا کہنا ہے کہ امام جعفر صادق کے شاگردوں میں جیسا کہ شیعی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کسی جابر بن حیان کا نام نہیں ملتا ہے[1]

کتاب الرحمۃ میں درج ہے کہ جابر بن حیان کا انتقال ۲۰۰ ھجری مطابق 815ء میں ہوا دائرہ والوں نے 198ھ مطابق 813ء لکھا ہے۔

جابر بن حیان بحیثیت مصنف

بحیثیت مصنف اگرچہ جابر بن حیان سے بے شمار کتابیں منسوب ہیں لیکن اس سلسلہ میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا وہ ان تمام کتابوں کا واقعی مصنف تھا بھی یا نہیں خاص طور پر کیمیا کے موضوع پر اس کی تصانیف کے سلسلے میں کافی اختلاف ملتا ہے۔

امریکن کونسل آف لرنڈ سائنٹسٹ کی جانب سے شائع ہونے والی کثیر الجلد کتاب ڈکشنری آف سائنٹفک بائیوگرافی میں تحریر ہے کہ علم الکیمیا کی مشہور کتاب کے متعلق سلیمان المنطقی الجستانی متوفی 981 عیسوی نے لکھا ہے کہ اس کتاب کا اصل مصنف الحسن بن نقاد تھا جو موصل کا باشندہ تھا سلیمان نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ میں اس کے مصنف سے ملاقات بھی کر چکا ہوں۔[2]

اس سلسلہ میں ڈکشنری کے مولفین کا خیال ہے کہ سلیمان کی وفات کے فوراً بعد ابن ندیم نے اپنی فہرست میں جابر بن حیان سے اس کتاب کو

1۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج۔7۔ ص4

2۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

منسوب کردیا۔

اس کی تصانیف کے سلسلہ میں ایم میر موصوف جس نے قاہرہ کی لائبریری میں محفوظ جابر بن حیان کے مخطوطات کا مطالعہ کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ تمام کتابیں جو جابر سے منسوب ہیں اس کی اپنی نہیں ہیں۔

دوسری طرف خواجہ جمیل احمد کا بیان ہے کہ جابر بن حیان چار سو سے زیادہ کتابوں کا مصنف تھا جن میں 22 علم کیمیا سے متعلق ہیں۔

بعض متعصب مغربی مصنفین کا یہ خیال بھی درست نہیں ہے کہ یہ تمام کتابیں غیر معروف شخص گیبر کی لکھی ہوئی ہیں۔[1] حکیم نیر واسطی تکمیلی لکھتے ہیں کہ جابر کی تقریباً 1000 تصانیف کا ذکر میں نے سنا ہے لیکن چند ہی میری نظروں سے گزری ہیں۔

بہر حال ان اقتباسات کی روشنی میں جابر بن حیان کے عظیم ترین مصنف ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا رہا مسئلہ یہ کہ ان سے دو چار کتابیں غلط منسوب کردی گئی ہیں تو اتنا اختلاف امتداد زمانہ کے بعد کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اس کی مؤلفانہ خصوصیات کے سلسلہ میں ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ رازی کی کتابوں کو اس قدر پسند کرتا تھا کہ انھیں شعر میں نظم کر کے پڑھتا تھا۔ اس کے علاوہ چند اور واقعات بھی اس نے نقل کئے ہیں جس سے اس کی مصنفانہ عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

جابر کی تمام کتابوں کے نام دینا ممکن نہیں ہے اہم کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ تشریحات و تنقیدات طب العرب ص نیر واسطی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جابر حیان بحیثیت کیمیا داں

جابر بن حیان کو عربی کیمیا کا بادا آدم اور زمانہ وسطی کا عظیم ترین کیمیا داں تصور کیا جاتا ہے اسی کی فنکارانہ ایجادات سے آج کی جدید کیمسٹری کی بنیاد پڑی ہے۔

بحیثیت کیمیا داں اس کے درج ذیل تخلیقی کارنامے قابل ذکر ہیں۔

— سب سے پہلے اس نے تین معدنی تیزاب اور فرع ابنیق کا تعارف کرایا۔

— اس نے بتایا کہ تانبے اور لوہے کو چند مادی اجزاء میں ملا کر سونے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے

اس نے واضح کیا کہ پارے اور گندھک کو تمام دھاتوں میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

— نیز کیمیاوی عمل اور مقدار کے درمیان خاص تعلق بناتے ہوئے میزان کی اصلاح ایجاد کی۔

— دھاتوں کو کیفیات کے اعتبار سے مختلف اقسام میں تقسیم کیا

— عمل تصعید، عمل تبخیر، عمل تخفیف جابر ہی کی ایجادات ہیں۔

— عمل تکلیس کے نظریہ کو اسی نے واضح شکل دی۔

ان اہم ایجادات سے اور جابر کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی جابر کیمیا کے میدان میں زبردست مہارت رکھتا تھا۔ اور یقیناً کیمیا کے میدان میں اس کو ایک زبردست موجد کی حیثیت حاصل ہے۔

ماسرجویہ البصری

ماسرجویہ البصری الاسرائیلی اموی عہد کا سب سے اہم مترجم اور طبیب تھا۔ شہر بصرہ کا باشندہ تھا یہودی مذہب کا پیرو اور نسلاً سریانی تھا۔ مدرسہ جندی شاپور میں طب کی تعلیم حاصل

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی[1] بعد میں بصرہ میں کامیابی کے ساتھ مطب کرتا رہا۔ ۱۰۱ھ مطابق 730 عیسوی کے آس پاس وفات پائی[2] ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ زکریا رازی کتاب الحاوی میں جہاں قال الیھودی کہتا ہے وہاں اس کی مراد ماسرجویہ ہی سے ہوتی ہے[3] طبیب کے علاوہ بنیادی طور سے سریانی زبان کا بہت بڑا عالم تھا چنانچہ سریانی سے عربی زبان میں طب کا پہلا مترجم یہی تھا[4] مروان کے زمانہ میں اھرن کی کناش کا ترجمہ اس کا اہم کارنامہ ہے[5]

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز[7] نے اس کناش کو اس قدر عزت بخشی تھی کہ اس کو شاہی کتب خانہ سے نکلوا کر چالیس روز تک اپنے مصلے کے نیچے رکھا اور ۲۱ کی قلیں کرا کے سارے ملک میں نشر کرایا[6]

درج ذیل تالیفات کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

1۔ کناش
2۔ کتاب ابدال الادویۃ ایاصوفیہ لائبریری کی زینت ہے۔
3۔ کتاب الغذاء
4۔ کتاب فی امراض العین آنکھوں کی بیماریوں پر نہایت جامع کتاب ہے

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول صفحہ 3 کمال سامرائی
2۔ معجم المولفین ج 8 ص 167 عمر رضا کحالہ
3۔ عیون الانباء ص 232 ابن ابی اصیبعہ
4۔ طبقات ابن جلجل ص 61
5۔ تاریخ الحکماء جمال الدین قفطی ص 325
6۔ طب اسلامی ص 10

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

خالد بن یزید بن معاویہ

ابو الہاشم خالد بن یزید بن معاویہ کو اموی عہد کے علمی اور فنی قافلہ کا سپہ سالار کہا جا سکتا ہے افسوس کہ طب اور کیمیا کے اس عظیم عالم کے حالات زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے اتنا ملتا ہے کہ فن طب کی تعلیم یحییٰ دیلمی سے حاصل کی[1] اور کیمیا کا فن روم نژاد راہب مریانوس سے سیکھا اس زمانہ میں فن کیمیا متقی اور پرہیزگار لوگوں ہی تک محدود تھا عام طور سے اس کی تعلیم دینی ہوتی تھی چنانچہ اس مقصد کے لیے شہزادہ خالد بن یزید نے رومی راہب کو اپنے محل میں بلا کر بڑی عزت و احترام سے اس فن کو حاصل کیا۔[2]

یہ ایک اتفاق ہے کہ خالد بن یزید کی شہرت کیمیا داں کی حیثیت سے زیادہ ہوئی حالانکہ ابن ندیم[3] اور ابن خلکان[4] دونوں کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ خالد کی طب میں بھی معلومات بہت وسیع تھیں۔

اموی دور میں شرعی اور لسانی علوم پر زیادہ توجہ رہی طبعی اور عقلی علوم میں علم طب اور علم نجوم کا رواج تھا مگر ان کی حیثیت مقامی اور تجرباتی علوم کی تھی۔ جو عربی زندگی کے مطابق قدیم زمانہ سے نسلاً بعد نسل وراثت کے طور پر چلے آرہے تھے۔ اس دور میں خالد بن یزید کا نام ملتا ہے جس نے طب اور کیمیا کی طرف توجہ اور اس میں شہرت حاصل کی۔[5]

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 296 کمال سامرائی
2۔ تاریخ الحکماء ص 11 جمال الدین قفطی
3۔ کتاب الفہرست ص 354 ابن ندیم
4۔ ابن خلکان ج 2 ص 224
5۔ خلافت عباسیہ اور ہندوستان ص 278 قاضی اطہر مبارکپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پروفیسر براؤن کے الفاظ میں عربوں میں یونانی علم و دانش سے بہرہ ور ہونے کے شوق کی تحریک سب سے پہلے اموی شہزادہ خالد بن یزید بن معاویہ نے پیدا کی جو علم کیمیا کا دلدادہ تھا۔[1] خالد نے یونانی فلسفہ کے علماء کو مصر میں جمع کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ علم کیمیا کے متعلق تمام یونانی اور مصری کتابوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔[2] چنانچہ اس کی علم دوستی کی وجہ سے طب اور کیمیا کی کتابوں کا پہلی مرتبہ عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کام کے لیے حکیم اصطفن اور حکیم فریانوس کی خدمات بے حد اہم ہیں۔[3]

ڈاکٹر زبیر صدیقی نے لکھا ہے کہ افسوس خالد بن یزید کی ماتحتی میں کئے گئے طب اور کیمیا کے تراجم اب بالکل مفقود ہیں ان کے ناموں کا بھی علم نہیں ہے۔[4] لیکن ڈاکٹر کمال سامرائی نے تحقیق کر کے ۱۰ تصانیف کے نام لکھے ہیں جن میں سے 5 کے مخطوطات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔[5]

1۔ کتاب الحرارت
2۔ کتاب الصحیفۃ الکبیر
3۔ کتاب الصحیفۃ الصغیر
4۔ وصینۃ لابنہ عن کتاب الضاعۃ
5۔ کتاب السر البدیع فی فلک الرمز المنیع
6۔ رسالۃ فی الکیمیا مخطوطہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔
7۔ رسائل خالد عریانوس الراھب شہید علی کے ذخیرہ میں شامل ہے
8۔ اختیارات خالد یہ مخطوطہ مکتبہ لالھی کی زینت ہے

1۔ طب العرب ترجمہ براؤن ص 15 نیر واسطی۔
2۔ کتاب الفہرست ص 354
3۔ طب اسلامی ص 17 مطبوعہ حیدر آباد
4 اسٹڈیز ان اریبک اینڈ پرشین لٹریچر ص 15 محمد زبیر صدیقی
5۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 297 کمال سامرائی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

9۔ دیوان النجوم کوپریلی، جار اللہ اور مکتبہ ظاہرہ دمشق میں دستیاب ہے
10۔ فردوس الحکمۃ فی الکیمیا بیروت اور قاہرہ میں موجود ہے۔
اس عظیم شخصیت کا انتقال 85ھ / 704ء میں ہوا۔

طب عہد عباسی میں

749ء میں آخری اموی خلیفہ مروان دوم کے قتل کے بعد عباسی حکومت کا سلسلہ ابوالعباس (750 - 754ء) کی حکمرانی سے شروع ہوتا ہے اپنے مسائل میں طاقت سے کام لینے کی وجہ سے یہ خلیفہ سفاح کے نام سے مشہور ہوا اس کے بعد اس کے بھائی المنصور (754 - 775ء) نے بغداد میں نیا دارالخلافہ قائم کیا بغداد کے اس دارالخلافہ کی شان تیسرے خلیفہ المہدی (775 - 785ء) اور نویں خلیفہ الواثق (842 - 847ء) تک بڑی تزک و احتشام کے ساتھ افق عالم پر ضیا رپاش رہی ہے۔

خاص طور سے ھارون اور مامون کے دور میں اس کی عظمت پر چار چاند لگ گئے بلکہ ھارون الرشید (786 - 809) اور اس کے بیٹے مامون (813 - 833) کا عہد ہی بنیادی طور سے علم وحکمت کا شاندار دور قرار دیا جاتا ہے [1]

اس علمی و تمدنی ترقی کی وجوہات میں فتوحات اور اسلامی حکمرانوں کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے علاوہ مشرقی ایران کے نومسلم ایرانیوں کی مداخلت بھی ایک اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ خراسانیوں کی حکومت کے اہم عہدوں پر تقرری نے خالص عرب نسل کو مختلف مقامات کے باشندوں میں مخلوط کرکے علم و دانش کا ایک نیا چراغ روشن کیا [2] جو آگے چل کر سارے عالم

1۔ ہسٹری آف اریبسن، فلپس ھٹی 1968ء ص 286
2۔ میڈیسن ان میڈیول انڈیا، اوپی جگی ص 3

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوا۔

نیر واسطی بجا طور پہ رقم طراز ہیں کہ امویوں کے بعد جب عباسیوں کا علم بغداد کی سرزمین پر نصب ہوا تو ہر طرف علم و حکمت کا دریا بہنے لگا اور اس کی شاخیں جگہ جگہ پہنچنے لگیں۔ منصور اور مامون علوم قدیمہ سے خصوصی دلچسپی اور شغف رکھتے تھے۔ انھوں نے قدیم زبانوں خصوصاً یونانی زبان کے نادر قلمی نسخوں کو خرید کر یا مبادلہ کے ذریعہ حاصل کر کے شاہی کتب خانے میں جس کا نام بیت الحکمۃ تھا جمع کیا اور علمائے عصر کی خدمات حاصل کر کے انھیں عربی زبان میں منتقل کرایا جس کے بعد تالیفات و تصانیف کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔[1]

عباسی دور میں اس کی علمی خدمت کے علاوہ تمام ممالک میں شفا خانوں کا قیام بھی نمایاں حیثیت کا حامل ہے بیت الحکمت میں ترجمہ اور کتابوں کے ذخیرہ کے علاوہ ان کی تسوید جلد سازی، اور رصدگاہ سے متعلق خدمات بھی آج تک تحقیق کے لیے گرانقدر سرمایہ ہیں۔ اس کے علاوہ بغداد میں ہی ہندوستانی اطباء کی آمد اور ویدک طب کی کتابوں کے تراجم بھی عہد عباسی کے شاندار کارنامے ہیں۔

اس دور کی سب سے اہم بات یہ رہی کہ فتوحات کے سلسلہ کے آگے بڑھنے سے علمی مشغلہ دمشق اور بغداد سے آگے بڑھ کر حجاز، شام، مراکش، الجزائر تک پھیل گیا اور یہ کاروان علم و حکمت جبل الطارق سے قرطبہ اور سسلی کے راستہ اٹلی تک گیا اور جہاں جہاں پہونچا علم و حکمت سے ان علاقوں کو فیضیاب کرتا رہا بالآخر یہ سلسلہ یوروپ تک پہونچ گیا۔ جہاں مشرق و مغرب کے سنگم سے نئے نئے انکشافات و ایجادات سے فن طب بہرہ ور ہو کر سارے عالم میں پھیل گیا۔ اور مشرق و مغرب کی سرزمین سے ایسے ایسے اطباء پیدا ہوئے جن کی علمی خدمات سے آج تک جدید محققین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

1۔ تشریحات طب العرب نیر واسطی ص 174

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آسانی سے تاریخی احاطہ کی غرض سے اطباء کو مشرق اور مغرب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

عہد عباسی کے تراجم

عہد عباسی کو عربی دور کا سب سے سنہری دور قرار دیا جاتا ہے اس دور کے سب سے اہم کام طبی کتابوں کا مختلف زبانوں سے عربی میں تراجم ہیں، جن کی بدولت طب باوجود مختلف تغیراتی کشمکش کے آج تک زندہ ہے یقیناً اگر یہ تراجم نہ ہوتے طب یونانی کا وجود ختم ہو گیا ہوتا۔

عہد عباسی میں ھارون رشید (786 - 809ء) اور اس کے بیٹے المامون (813 - 833ء) کا عہد نمایاں اہمیت کا حامل ہے اس دور میں یونانی، سریانی فارسی اور سنسکرت زبانوں میں چھپے ہوئے تمام قیمتی ذخائر عربی میں منتقل کر دیے گئے۔

خلفاء عباسی کی اس سلسلہ میں زبردست فنی خدمات کے نتیجہ میں دنیا کے چپہ چپہ سے مختلف زبانوں کے ماہرین اکٹھا ہو گئے تھے مترجمین کے لئے ان خلفاء کے گرانقدر عطیات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

ترجمہ و تالیف کے کام کے لیے ھارون رشید نے بیت الحکمۃ کا قیام کر کے بے نظیر خدمات انجام دی ہیں ذیل میں بیت الحکمت کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

یونانی طب کے ارتقاء میں بیت الحکمت کا حصہ

بیت الحکمت کا قیام

دیگر علمی اداروں کی طرح بیت الحکمت کے قیام کی تاریخ میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حکیم وسیم احمد اعظمی نے اپنی کتاب بیت الحکمت کی طبی خدمات میں مختلف اقوال کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کہ دائرہ معارف اسلامیہ، مولوی عبدالرحمٰن بجنوری، حکیم نیرواسطی تکمیلی بیت الحکمت کا بانی مامون الرشید کو قرار دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف جرجی زیدان، علامہ شبلی نعمانی، مولوی عبدالرزاق کانپوری، مولانا عبدالسلام ندوی، ڈاکٹر زبیر صدیقی اس کا بانی ھارون الرشید کو بتاتے ہیں۔[1]

جدید محقق ڈاکٹر او پی جگی نے بلاکسی حوالے کے مامون کو بیت الحکمت کا بانی قرار دیتے ہوئے ارسطو کو خواب میں دیکھنے کے واقعہ کو بنیاد بنایا ہے[2] لیکن اس سلسلہ میں حکیم وسیم احمد اعظمی کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے کہ درحقیقت بیت الحکمت کا بانی ھارون الرشید ہے اور اس عظیم ادارہ کی تشکیل کے پس منظر میں یحییٰ برمکی کا ذہن کارفرما تھا۔ اور مامون الرشید نے اپنے عہد خلافت میں اس ادارے کو نئے بال و پر دیئے تھے۔[3]

جہاں تک صرف کتابوں کی تلاش و جستجو اور تالیف و ترجمہ کا مسئلہ ہے تو یہ کام بیت الحکمت کے قیام سے بیشتر ہی خلفاء بنو عباس سے شروع ہو چکا تھا چنانچہ خلیفہ دوم ابو جعفر منصور (754 - 775ء) نے کتابوں کی فراہمی کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ یہ سلسلہ خلیفہ مہدی (775 - 785ء) اور ھادی کے زمانہ میں قریب قریب منقطع ہو گیا لیکن ھارون الرشید کے برسراقتدار آتے ہی منظم طور سے تالیف و ترجمہ کا کام تیزی سے شروع ہو گیا۔

بیت الحکمت کے مختلف شعبے

خزینۃ الکتب :۔ اس میں یونانی، سریانی، کلدانی، نبطی، فارسی اور سنسکرت و عربی کے نگراں مقرر کیئے گئے تھے۔ اس کے لئے تمام زبانوں کا

---

1. بیت الحکمت کی طبی خدمات ص 67 حکیم وسیم احمد اعظمی
2. میڈیسن ان میڈیول انڈیا جلد 8 ص 3
3. بیت الحکمت کی طبی خدمات ص 68

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماہر ہونا ضروری ہوتا تھا اس شعبہ کی کوششوں کے ذریعہ کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ھارون رشید کے بعد المامون کی کوششیں اہمیت کی حامل ہیں اس کے علاوہ یحییٰ برمکی کی کاوشوں سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا چنانچہ جس قدر کتابیں یحییٰ کے کتب خانہ میں محفوظ تھیں کسی بادشاہ کے پاس اور نہ تھیں۔ ہر کتاب کے تین نسخے موجود تھے یہ بات مشہور تھی کہ اگر کوئی نایاب کتاب فروخت ہوتی تو پہلے یحییٰ کو دکھائی جاتی کیونکہ ایک ہزار درہم دینے والا صرف یحییٰ برمکی تھا خلیفہ ھارون کے ذخیرہ میں زیادہ تر کتابیں برمکی کی تھیں۔[1]

— شعبہ ترجمہ و تالیف :۔ بیت الحکمت کا دوسرا اہم شعبہ ترجمہ و تالیف کے کام پر مشتمل تھا۔ اس کے تحت یہودی، عیسائی، اور ہندو اور مسلمان علماء کے ذریعہ یونانی، سریانی، شامی، نبطی، فارسی اور سنسکرت کی قدیم کتابوں کا ترجمہ کرایا جاتا تھا[2] چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں فلسفہ حساب، ھیئت، نجوم، طب اور ادب کی بے شمار کتابوں کے تراجم مکمل ہو گئے تھے مترجم کی حیثیت سے بختیشوع، ماسرجویہ، حنین اور ثابت کے خاندان اہمیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ترجمہ کے اہم کام کے ساتھ ساتھ تالیف کا کام بھی جاری تھا چنانچہ ابن ماسویہ کی تصنیف.... کتاب المشجر اور حنین بن اسحٰق کی تالیف کتاب المسائل انھیں کوششوں کا نتیجہ تھیں۔

شعبہ تسوید و جلد سازی :۔ ترجمہ و تالیف کے کام کے نقل کرنے اور اہم کتابوں کی حفاظت کی غرض سے شعبہ تسوید اور جلد سازی کا کام بھی منظم طور سے شروع کیا گیا تھا اس شعبہ میں علان شعوبی اور ازرق کی خدمات اہم ہیں۔[3]

1۔ بیت الحکمت کی طبی خدمات ص — حکیم وسیم احمد اعظمی۔
2۔ اسٹڈیز ان اریبک اینڈ پرشین میڈیکل لٹریچر۔ از زبیر صدیقی ص 30
3۔ بیت الحکمت کی طبی خدمات ص 76 حکیم وسیم احمد اعظمی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شعبہ رصدگاہ:۔ بیت الحکمت کے مذکورہ شعبوں کے علاوہ علم ہیئت نجوم اور ہندسہ کو عملی کسوٹی پر پرکھنے کے لیے رصدگاہ کا شعبہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبہ کی گرانقدر خدمات سے تاریخ کے صفحات آج تک روشن ہیں۔ بحیثیت مجموعی بغداد کے اس اہم ادارے کی جملہ علوم کی خدمات ہی کی بدولت عہد عباسی کو علم و سائنس کا زریں عہد قرار دیا جاتا ہے۔

جندی شاپور ایک قدیم طبی درسگاہ

جندی شاپور ایران کا ایک شہر تھا جسے شاپور اول نے 220ء میں رومی شہنشاہ فالرین کو شکست دے کر آباد کیا تھا[1]۔ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق ای جی براؤن کا خیال تھا کہ شاپور اول نے شہر انطاکیہ (اندیو) کو کلیتہً تباہ کر کے اس کی جگہ ازاندیو رکھا یعنی شاپور کا شہر بہتر از انطاکیہ۔ رفتہ رفتہ یہ نام بگڑ کر گندی شاپور پھر عربوں نے اسے جندی شاپور بنا دیا[2] لیکن جدید عرب محقق ڈاکٹر کمال سامرائی نے لکھا ہے کہ جندی شاپور کے معنیٰ دراصل معسکر سابور کے ہیں جسے روز شہنشاہ سے فتح حاصل کرنے کے بعد شاپور اول نے فوجی چھاؤنی کے مقصد سے آباد کیا تھا[3]۔ واضح رہے کہ عربی میں جند کے معنی لشکر کے ہوتے ہیں۔

اس شہر کے اصل جائے وقوع سے متعلق کتابوں میں ملتا ہے کہ یہ شہر جنوب مغربی ایران کے صوبہ خوزستان کے موضع شاہ آباد کی جگہ پر آباد ہے یہی شہر سُریانی میں بیتھ لاپات BETHL APAHT کے نام سے معروف ہے جس کی بگڑی ہوئی شکل بیل آباد BELABAD ہے جو نیا اب

---

[1] دی کیمبرج ہسٹری آف ایران۔ ج 4 ص 414

[2] طب العرب اردو ترجمہ اریبین میڈیسن براؤن ص 22

[3] مختصر تاریخ الطب العربی ج اول ص 259 کمال سامرائی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

یانیلاط کی شکل میں اب قریب قریب نا قابل شناخت ہے[4] اس کے محل وقوع کی نشاندہی آج کل شاہ آباد کے کھنڈر کرتے ہیں۔[5]

اگرچہ شابور اول کے زمانہ ہی میں جندی شابور میں یونانی علماء کی بھاری تعداد میں تذکرہ ملتا ہے۔ اور شہر استخر کی چٹانوں میں شابور کے ہاتھوں اگوا بیٹھ پہلوی زبان کے کتبوں کے ساتھ یونانی زبان میں اس کے ترجمے سے بھی اس کی توثیق ہوتی ہے۔ لیکن اس شہر کو نمایاں حیثیت اس وقت حاصل ہوئی جب شابور دوم کے عہد میں اسے پایہ تخت بنایا گیا۔ اس شہر کی طبی خدمات کا آغاز اس وقت ہوا جب شابور دوم نے تھیوڈردس نامی عیسائی طبیب کو اپنے علاج کے لیے یونان سے طلب کیا اور کامیابی پر اس کو درباری طبیب کے عہدے پر فائز کیا۔ بعض مؤرخین نے اسے عربی دور کا طبیب تیاذوق سمجھا ہے۔ جن میں براؤن سرفہرست ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں نیروا سطی تکمیلی کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے۔ کہ تھیوڈروس اور تیاذوق دونوں علیحدہ شخصیتیں ہیں اور دونوں کے زمانۂ حیات میں بین فصل ہے۔ چنانچہ تیاذوق کا عہد حیات ساتویں صدی عیسوی کا تقریباً آخری حصہ ہے اور تھیوڈروس کا دور چوتھی صدی عیسوی کا درمیانی عہد ہے[7]۔ بہرحال یہ تو مسلم ہے کہ تھیوڈروس طبیب کے ذریعہ ایران میں یونانی طریق علاج کا رواج ہوا۔ اور اس نے ایرانی زبان میں طب پر ایک کتاب بھی لکھی[8]۔ البتہ جندی شاپور کے چمنستان علم میں بہار اس وقت آئی جب قدیم علمی مرکز مدرسہ رہا (اڈیسہ) سے نسطوری علماء 489ء میں بھاگ کر ایران

---

[4] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج 7 ص 454

[5] جرنل آف رائل ٹریولس ج 9 ص 72

[6] الفہرست ص 303 ابن ندیم

[7] تشریحات و تنقیدات طب العرب ص 210 نیرو سطی

[8] تاریخ طب پر ایک نظر۔ الحکیم جندی 1936ء سید عبدالقادر ایم۔ اے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہونچے نسطوری مسیحیوں کا ایک فرقہ ہے جس کا بانی نسطوریوس ہے جو مسیح کے طبیعت ناسوتی و لاہوتی کے بارے میں اختلاف رکھتا تھا۔ اس فرقہ نے شہنشاہ روم کے مظالم سے تنگ آکر ایران میں پناہ لی تھی۔ اور یہیں اس مرکزی اور مشرقی ایشیا میں نفوذ حاصل کیا[9] یہ نسطوری علماء و فضلاء اڈیسہ سے بھاگ کر جندی شاپور میں آباد ہو گئے۔ اس سے اڈیسہ تو تباہ ہو گیا لیکن جندی شاپور کی رونق و آبادی کو چار چاند لگ گئے اور یہ شہر علم و فضل کا مرکز بن گیا[10] جندی شاپور کے اس مرکز میں اس وقت رونق اور بڑھی۔ جب زیوس (447 - 491ء) کے دور میں اور بہت سے لوگ مدرسہ رہا سے بھاگ کر جندی شاپور میں پہنچے[11] اس طرح جندی شاپور نسطوریوں کے ہاتھوں ایک اہم طبی مرکز میں تبدیل ہو گیا، لیکن مؤثر طور سے طبی درس گاہ کی سرگرمیاں خسرو اول نوشیرواں (531 — 579ء) کے حکومت میں عمل میں آئیں اس کے دور حکومت میں دو اہم طبی اسکولوں کی بھی خدمات حاصل ہو گئیں ایک تو اس نے اپنے طبیب برزویہ کو ہندوستان کے علوم و فنون اور طریقہ علاج کا مطالعہ کرنے کے لیے روانہ کیا جس نے یہاں کئی سال قیام کر کے نہ صرف ویدک طب کی کتابیں حاصل کیں بلکہ بہت سے ویدوں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا[12] دوسرے طبی اسکول مدرسہ انطاکیہ کا عمل دخل جندی شاپور میں اس وقت شروع ہوا جب خسرو اول نوشیرواں نے 538ء میں انطاکیہ کو تباہ کر کے وہاں کے علماء کو جندی شاپور سے وابستہ کر لیا۔

دیکھا جائے تو بنیادی طور سے مدرسہ جندی شاپور کی طبی درس گاہ کے اساسی عناصر پر یونانی طب، مدرسہ رہا اور انطاکیہ کے طبی اسکولوں

---

[9] تشریحات و تنقیدات طب العرب۔ ص 215

[10] مختصر تاریخ الطب العربی 1/ 257

[11] میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 4۔ او۔ پی۔ جگی

[12] تاریخ الحکماء ص 164 جمال الدین القفطی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور ہندوستانی طب کا خوبصورت امتزاج قائم ہوگیا تھا قرین قیاس یہی ہے کہ جندی شاپور کی طبی تعلیم بھی انھیں مدارس سے متاثر رہی ہوگی۔ اب چونکہ ایرانیوں کا علم طب بھی کسی طرح سے گھٹیا اور حقیر نہیں تھا چنانچہ بنیادی طور پر زرتشتیوں کی متبرک کتاب اوستا میں بیان شدہ طبی نظریات کے اثرات، جندی شاپور کے طبی مدرسہ پر بھی ضرور مرتب ہوئے ہوں گے۔

خسرو نوشیرواں نے ان تدابیر کے علاوہ جندی شاپور کے آگے بڑھانے سے طبی تعلیم اور عام معالجہ کے لیے منظم طور سے بیمارستان قائم کئے اور ان میں ملحق علمی تعلیم کے لئے طبی کالج کی بنیاد ڈالی یہی مدرسہ آگے چل کر ایران سے عرب تک یونانی علوم کی منتقلی کا سبب بنا۔

ظہور اسلام سے قبل جندی شاپور کے مدرسہ کی عظمت اپنی بلندیوں پر تھی چاروں طرف شفا خانوں کا جال بچھا تھا دنیا کے عظیم ترین طبی درس گاہ کی حیثیت سے اس کی خدمات عام تھیں ان شفا خانوں اور درسگاہوں میں ماہرین اطباء کے تقرر کئے گئے تھے۔ علاج و معالجہ و تدریس کے علاوہ وہ لوگ یونانی طب سے کتابوں کا فارسی اور عربی میں ترجمہ بھی کرتے تھے۔ عہد جاہلی اور ابتدائی عہد نبوی کے مشہور طبیب حارث بن کلدہ اور الحکم دمشقی اسی مدرسہ کی یادگار تھے [12]

جندی شاپور کے طبی مدرسہ کی ناموس اس وقت اور دوبالا ہوگئی جب زمام مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئی مسلمانوں نے تمام فتوحات کے باوجود مدرسہ کی شان پر ذرا بھی آنچ نہیں آنے دی بلکہ وہاں کے علماء و فضلاء و اطباء کو اس قدر عزت و اکرام سے نوازا کی تاریخ مسلمانوں کی علم دوستی پر آج تک نازاں ہے۔

اموی عہد (661 - 750ء) ہی سے عرب علاقوں میں جندی شاپور کے اطباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا یہ اطباء عام طور سے یہودی یا عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔ ایسے اطباء میں ماسرجویہ البصری کا نام خاص

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طور سے لیا جا سکتا ہے۔ طبی کتابوں کے مترجم اول کی حیثیت سے اس کا نام تاریخ کے صفحات کی زینت بنا۔ مشہور ہے کہ اس کی ترجمہ کردہ کتاب کناش کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے چالیس دن تک مصلے کے نیچے رکھا تھا۔ اور اس کو نقل کرا کے نشر کرایا تھا۔

عہد عباسی کے دوسرے خلیفہ کے دور (765) سے جندی شاپوری اطباء کی طلبی شروع ہو گئی تھی۔ جن میں جندی شاپور کے مشہور طبیب جورجس بن بختیشوع کا نام نہایت اہم ہے جورجس چار سال تک خلیفہ منصور کی خدمت کرتا رہا۔ آخر میں بیمار ہو کر وطن جاتے وقت خلیفہ کی خواہش کے باوجود اس نے اپنے بیٹے بختیشوع ثانی کو یہ کہہ کر بھیجنے سے انکار کر دیا کہ میں جندی شاپور کے مدرسہ کی شہرت کم نہیں ہونے دوں گا خاندان بختیشوع جندی شاپور کے شفا خانے میں یادگار خدمات کا علمبردار رہے۔

منصور کے بعد اس خاندان کے اطباء کو ھارون رشید اور خلیفہ ھارون نے بلایا تھا اور بلاشبہ ان جندی شاپوری اطباء کے اثرات کی وجہ سے خلفاء عباسی نے یونانی کتابوں کے عربی ترجمہ کی طرف توجہ دی اور انھوں نے دوسری جگہ کے علاوہ جندی شاپور کے اہم اطباء کو بلا کر یونانی میں جندی شاپور کے تمام طبی ذخائر کو عربی زبان میں منتقل کرایا ان مترجمین میں جندی شاپور سے فارغ اطباء کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہارون رشید کے ہاتھوں قائم شدہ بیت الحکمت کا افسر اعلیٰ حنین بن اسحٰق نے بھی مدرسہ جندی شاپور سے فراغت حاصل کی تھی[1]

جندی شاپور کے بیمارستان کے اثرات بھی اموی اور عباسی عہد میں نمایاں نظر آتے ہیں، اموی عہد میں ولید بن عبدالملک نے دمشق

---

[1] عہد اسلامی میں اطباء کی قدر و منزلت۔ الحکیم دسمبر 1949ء نیز واسطی تکمیلی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں اور عباسی عہد میں ہارون رشید نے بغداد میں اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں اسی انداز کے شفا خانے قائم کئے ۔ [1]

اس پس منظر میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جندی شابور کا مدرسہ تمام عالم اسلامی پر بہر طور اثر انداز تھا افسوس کی یونانی طب کے اساسی ادارے کی حیثیت اب صرف کھنڈرات ہی کی رہ گئی تھی۔ جواب صرف جذباتی زیارت گاہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے ۔ بہر حال جندی شابور کا نام ایران کے صوبہ خوزستان کی جندی شاپور یونیورسٹی کے سہارے ہمیشہ زندہ رہے گا۔

بغداد میں ہندوستانی اطبّا کی آمد اور طب پر اس کے اثرات

زمانہ قدیم ہی سے ہندوستان کے دیدوں کو مختلف ممالک میں علاج و معالجہ کے لیے بلایا جاتا تھا۔ کسریٰ کے دور میں یمن میں ہندوستان کے ایک بزرگ طبیب بیرزطن الھندی تھے یہ حشیشۃ القنب (بھنگ) کے ذریعہ علاج کرتے تھے ۔ انھوں نے پہلی بار عرب میں اس طریقہ کو رائج کیا تھا شاہانِ فارس اکثر ان کو بلا کر علاج کراتے تھے ۔ اسی طرح خلفائے عباسیہ بھی جب فارس اور یونانی طبیبوں سے مایوسی ہو جاتے تو ہندوستانی طبیبوں کو بلاتے تھے ۔ [2]

اگرچہ تجارتی حیثیت سے ہندوستان کی دواؤں کی درآمد کا سلسلہ بہت پرانا تھا چنانچہ سراندیپ کے راجہ کا عراق سے شراب منگانا، زمرد کے نگینوں کی ہندوستان سے درآمد، اور ماوراالنہر کے ایک دریا سے خاص

---

[1] عہد اسلامی کے یونانی شفاخانے الحکیم ۱۹۴۱ء نیر واسطی تکیلی

1۔ ہماری طب میں ہندوؤں کا ساجھا ص ۱۱ عبداللطیف فلسفی

2۔ بیت الحکمت کی طبی خدمات ص 232 حکیم وسیم احمد اعظمی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

موسم میں مچھلیوں کو خشک کر کے ہندوستان میں تجارت کے لیے منگانا، ان امور کے بارے میں کثرت سے کتابوں میں ملتا ہے۔[2] لیکن بنیادی طور سے دیکھا جائے تو عرب و ہند کے درمیان طبی تعلقات علمی اور فنی انداز میں اموی دور سے استوار ہونا شروع ہوئے۔ اور یہاں کے اسرار و حکم اموی خلفاء اور امراء کے لیے دلچسپی کا سامان بنے۔

ابن ندیم لکھتے ہیں کہ عربی دور میں حکومت ہندوستان کے علوم کے ساتھ جس نے سب سے پہلے توجہ دی تھی وہ یحیٰی بن خالد اور برامکہ کی ایک جماعت تھی انہوں نے ہندوستان کے اطباء اور حکماء کو بغداد بلایا۔ بعض متکلمین کا بیان ہے کہ یحیٰی بن خالد برمکی نے ایک شخص کو ہندوستان بھیجا تاکہ وہ یہاں کی جڑی بوٹیوں اور یہاں کے طریقوں کو قلمبند کرے۔[3]

خلیفہ ھارون رشید کی بیماری میں ابو عمرو کی درخواست پر ہندوستانی طبیب منکہ کی آمد، منکہ کے عطائی معالج کے قتل کی سفارش اور ابراہیم بن فزارون کو ہندوستان کا سفر جیسے واقعات بھی ایک سلسلہ کی نشاندہی کرتے ہیں، یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ قدیم زمانہ میں ہندوستان کے علوم و فنون صرف ایک طبقہ میں محدود تھے اور برہمنوں کے علاوہ دوسری جماعت یا فرد کو حق نہیں تھا کہ وہ علم حاصل کرے اسی طرح علم طب کے لیے بھی خاص خاندان ہوتے تھے مسلمانوں نے پہلی بار ہندی علوم و فنون کو خاندانی تہہ خانوں سے نکال کر دنیا کے سامنے رکھا اور عام کیا۔[4]

معالج کی حیثیت سے ہندوستانی اطباء کی کامیابی کے بعد ان فاضل اطباء کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا چنانچہ وہ جلد ہی عباسی خلفاء کے ہاتھوں قائم شدہ بیت الحکمت کے دارالترجمہ میں شامل کر لئے گئے تھے۔ شروع

---

[2] سفر حلتہ ابوزید۔ ص 146

[3] کتاب الفہرست ص 484 ابن ندیم۔

[4] خلافت عباسیہ اور ہندوستان ص 378 قاضی اطہر مبارکپوری

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں تو بہت کم اطباء رہے بعد میں ہارون رشید کی علم دوستی اور گرانقدر انعام واکرام کے چرچے سن کر ایک بڑی تعداد بغداد میں جمع ہو گئی تھی ایسے اطباء میں منکہ ھندی کے علاوہ بازی گر، قلبرقل، بہلہ، صالح بن بہلہ، حسن بن صالح بہلہ، ابن دھن، اور خاطف ہندی کے نام قابل ذکر ہیں۔

ان اطباء نے یونانی طب کو خاصا متأثر کیا ان کی طب اگرچہ سوء مزاج کے نظریہ میں طب یونانی سے بڑی حد تک مماثل تھی، لیکن بنیادی طور سے سحر، تعویذات، جھاڑ پھونک اور استفراغات جیسے معاملات سے یونانی کو ممتاز کیا جا سکتا تھا۔

طب ہندی کی اہم ترین بات یہ تھی کہ اطباء ھند علم نجوم اور علم تصورات کی مدد سے تشخیص کے سلسلے میں کامیاب ذرائع رکھتے تھے۔ زہروں اور ان کے تریاق سے متعلق معلومات بھی اس دور کی طب ہندی کی اہم خصوصیت تھی ان اطباء کے ذریعہ قدیم طبی کتابوں کے تراجم سے بھی طب یونانی پر گہری چھاپ پڑی یہ اثرات مسلم مصنفین کی کتابوں میں جا بجا نظر آتے ہیں زکریا رازی کی کتاب الحاوی، ابن بیطار کی، کتاب الجامع، ربن طبری کی فردوس الحکمت، نوح القمری کی غنی منی جیسی کتابیں ان حوالوں سے بھری پڑی ہیں۔

ویدک کتابوں کے تراجم اور مترجمین

جب ہارون رشید (786 - 809ء) نے یحییٰ بن خالد برمکی کو وزارت دی۔ اور برامکہ کے اقبال کا ستارہ عروج پر ہوا تو انھوں نے علوم وفنون کی بیش بہا خدمات انجام دیں کہنا چاہیئے کہ ہندی علوم وفنون اور یہاں کے علماء اور ان سے پوری واقفیت انھیں کے ذریعہ سے ہوئی انھوں نے ہندوستان کے اصل علم وفن کو بیت الحکمۃ میں رکھا یہاں کی کتابوں کے تراجم کرائے۔ بیت الحکمت میں ہندوستان کے جو مترجم رکھے گئے تھے ہندی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور عربی دونوں زبانوں کے ماہر تھے[1] ان لوگوں نے بڑی محنت و کدوکاوش سے علمی و فنی و طبی کتابوں کے ترجمہ کا کام انجام دیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں نے علمی کام کے لیے کبھی تعصب سے کام نہیں لیا، ہمیشہ اچھے کام کی پذیرائی ہوئی مترجم خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ہندو ہو یا یہودی سب کو برابر اُن کے فن کے مطابق انعامات و اکرامات دیئے جاتے تھے۔

ان مترجمین میں منکہ سرفہرست ہے اور اس کے علاوہ جودر، ابن دھن منکہ، صالح بن بہلہ، صنجہل بازیگر، قلبرقل کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔

اس زمانہ میں درج ذیل ہندوستانی اطباء کی کتابوں کے عربی میں ترجمے کئے گئے۔

آنکو، باجھر، باکہر، باذرعوغیا، نوفشتل، چرک، جھر، جودر، داہر، دانائے ہند، دیک، راحہ، رائے، اوسا، سامور، سسرت۔

چاناکیہ، سیرک۔

ہندوستانی کتابوں کے عربی میں تراجم کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

کتاب سشرت۔

کتاب استانکر

کتاب سیرک

کتاب مختصر فی العقاقیر

کتاب نوقشتل فی الامراض

کتاب روسارہندیہ فی علاجات النساء

کتاب السکر للھند

کتاب رائے الھند فی اجناس الحیات

کتاب التوھم فی الامراض والعلل

---

[1] خلافت عباسیہ اور ہندوستان صـ 382 قاضی اطہر مبارکپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مشاہیر ہندوستانی اطباء

تمام مترجمین اطباء کے حالات لکھنا ممکن نہیں ہے صرف اہم اطباء کے حالات درج کئے جا رہے ہیں۔

منکہ الھندی

بغداد آنے والے ہندوستانی اطباء میں سب سے اہم اور مشہور طبیب تھا بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ خود ھارون رشید کی علم دوستی سن کر بغداد آیا تھا۔ لیکن اکثر تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ ھارون رشید کی ایک بیماری کے سلسلہ میں مقامی اطباء کی ناکامی کے بعد ابوعمرو عجمی کی رائے سے اسے ہندوستان سے بلایا تھا۔ اس کے علاوہ کھلے بازار عطائی علاج کے روکنے کے لیے منکہ کی سفارش سے بھی اس بات کی توثیق ہوتی ہے [1]

منکہ ہندی نہایت قابل طبیب تھا ہارون رشید کا علاج کرکے اسے خاص مرتبہ حاصل ہوگیا تھا۔ طبابت کے ساتھ ساتھ منکہ عربی، فارسی اور سنسکرت زبانوں کا ماہر تھا انہیں صلاحیتوں کی بنا پر اسے بغداد میں قائم بیت الحکمت میں ہندوستانی کتابوں کے ترجمہ کے لیے رکھا گیا تھا [2]

اس ادارہ کے ذریعہ اس نے نہایت گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس کے ترجمے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ عرب اطباء نے ہندوستانی طب کا مطالعہ کیا اور اس سے اپنے فن کو آگے بڑھانے میں کافی مدد حاصل کی۔

ذیل میں منکہ کے بعض تراجم کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

1۔ نزہتہ الخواطر ج۔ ا ص65

2۔ عیون الانباء ج 2 ص33

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۔ کتاب السموم :۔ جاناکیہ مشہور وید کی اس کتاب کا سنسکرت سے منکہ نے فارسی میں ترجمہ کیا بعد میں عربی ترجمہ کا نام کتاب السموم رکھا گیا۔

۔ تفسیر اسماء عقاقیر الھند :۔ یہ کتاب بھی سنسکرت میں تھی منکہ نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا تھا۔

۔ چرک سنگتا :۔ مشہور ہندوستانی مولف چرک کی نہایت مایہ ناز کتاب ہے منکہ نے اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا بعد میں عبداللہ بن علی نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔

۔ کتاب سشرت :۔ مشہور ہندوستانی سرجن سشرت کی اہم ترین کتاب ہے منکہ ہندی نے یحییٰ برمکی کی فرمائش پر اس کتاب کا عربی ترجمہ کیا تھا۔[1]

کنکہ ھندی

جمال الدین قفطی کی کتاب تاریخ العلماء میں اسے کبکہ بھی لکھا گیا ہے لیکن زیادہ تر حوالوں میں کنکہ الھندی کا نام بھی ملتا ہے۔[2] ہندوستان کے قدیم اطباء میں ایک نامور شخصیت تھی۔ ادویہ کی شناخت اور اس کے افعال و خواص کے متعلق نت نئے تجربے کرنا اس کا اہم کام ہے۔ طبیب کے علاوہ اعلیٰ درجہ کا ماہر نجوم بھی تھا بعض اطباء نے اس کی نجومیانہ مہارت کی تردید کی ہے لیکن ابن ابی اصبیعہ اور قفطی دونوں نے اسے طبیب کے ساتھ منجم بھی لکھا ہے۔[3]

قاضی اطہر مبارکپوری کے الفاظ ہیں کہ 156ء میں ہندوستان کا ایک منجم و فلسفی اور ماہر ہندسہ عالم ابو جعفر منصور کے دربار میں پہونچا اس کے پاس یہاں کے مشہور فلکیاتی حساب، ہندسہ (سدھانت) پر ایک کتاب

---

1 ۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ص 33 ابن ابی اصبیعہ

2 ۔ تاریخ الحکماء ص 365 جمال الدین قفطی۔

3 ۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء حصہ ج 2 ص 35

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

تھی جس میں ستاروں کی رفتار، بروج، کسوف اور خسوف کے باریک حسابات تھے۔ خلیفہ نے اس ہندی عالم سے کہا کہ وہ اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرے مگر اس نے عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے معذرت کر دی۔ اس پر خلیفہ نے محمد بن ابراہیم فزاری سے اس کا ترجمہ عربی میں کرایا جو مدتوں عربوں کے استعمال میں رہا اس کا نام سند ھند الکبیر ہے۔[1]

تصانیف :- کنکہ ہندی نے ہیئت نجوم، فلسفہ اور طب پر متعدد کتابیں لکھی ہیں اس کی کئی کتابوں کے عربی میں ترجمہ بھی ہو چکے ہیں۔

تفصیل حسب ذیل ہے :-

1۔ کتاب النمودار فی الاعمار
2۔ کتاب اسرار الموالید
3۔ کتاب القرانات الکبیر — یہ کتاب آشوب چشم سے متعلق ہے۔
4۔ کتاب القرانات الصغیر
5۔ کتاب فی الطب
6۔ کتاب فی التوھم — مانیا اور اختناق کے بارے میں اچھی بحث کی گئی ہے

کتاب فی احداث العالم والدور فی القران[2]

اس کتاب میں مختلف ستاروں کی گردش کے نتیجہ میں رونما ہونے والی عالمی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کنکہ ہندی کی تصانیف سے اس کی طبیبانہ اور نجومیانہ مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر زبیر صدیقی نے اسے اچھا معالج بھی لکھا ہے۔[3]

1۔ خلافت عباسیہ اور ہندوستان صفحہ 383 قاضی اطہر مبارکپوری۔
2۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج 2 ص 32 ابن ابی اصیبعہ
3۔ اربک اینڈ پرشین میڈیکل لٹریچر ص 39 ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

صالح بن بہلہ

سرزمین عرب پر پہلے کامیاب ترین ہندوستانی طبیب صالح بن بہلہ کے نام کے سلسلہ میں مورخین میں اختلاف ہے۔ کچھ نے صالح بن بہلہ کچھ نے ابن بہل لکھا ہے ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کا خیال ہے کہ یہ لفظ صلے تھا جو عربی زبان میں کثیر الاستعمال ہوکر صالح ہوگیا۔ موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ بھی مسلمان ہوگیا ہو۔ اور اس کے بعد اس کا نام صالح رکھا گیا ہو[1] یہ بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ قاضی اطہر مبارکپوری نے ہندوستانی اطباء کی فہرست میں ایک طبیب کا نام حسن بن صالح بن بہلہ لکھا ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد اس کے لڑکوں کا یہ مسلم نام رکھا گیا ہوگا۔[2]

ہندوستان کا نامور طبیب تھا ھارون رشید کے زمانہ میں وہاں ذاتی مطب کرتا تھا۔[3] حکیم عبداللطیف فلسفی کا بیان ہے کہ دیگر اطباء کے ساتھ اسے بھی بغداد بلایا گیا تھا۔[4]

اس کی تصنیفی اہمیت مورخین تسلیم نہیں کرتے البتہ ایک کامیاب معالج کی حیثیت سے ابن ابی اصیبعہ کے حوالے سے درج ذیل واقعہ تقریباً تمام مصنفین نے نقل کیا ہے۔

ایک مرتبہ ہارون رشید کا چچا زاد بھائی بہت زیادہ مریض ہوگیا درباری اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا معاملہ جندی شاپوری طبیب جبریل بن بختیشوع کے بھی بس کا نہیں رہا مسئلہ خلیفۂ وقت ھارون رشید کے پاس پہونچا اس نے اپنے مشیر کاروں سے مشورہ طلب کیا تو جعفر بن یحییٰ

1۔ اسٹڈیز ان اربک اینڈ پرشین میڈیکل لٹریچر ص 39 ڈاکٹر زبیر صدیقی۔
2۔ خلافت عباسیہ اور ہندوستان ص 384 قاضی اطہر مبارکپوری
3۔ ایضاً۔ ص 39 ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی۔
4۔ ہماری طب میں ہندؤں کا ساجھا ص 13 حکیم عبداللطیف فلسفی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

برمکی جو ہندوستانی اطباء کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ جبرئیل رومی طب کا ماہر ہے اس کی ناکامی کے بعد طبیب صالح بن بہلہ سے علاج کرایا جائے ہارون رشید کے حکم سے صالح بن بہلہ نے علاج کیا لیکن علاج کے کچھ دنوں بعد اس کی اطلاع ہارون رشید کو پہونچی تو اس نے صالح بن بہلہ کو سخت لعنت و ملامت کی اس پر صالح بن بہلہ اپنی بات پر اٹل رہا اور اس نے دوسری دوائیں استعمال کرائیں بالآخر وہ اس مرض سے شفایاب ہوا اور کافی دنوں زندہ رہا[1]

معالج کے علاوہ اس کی کسی تصنیف یا ترجمہ کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا اگرچہ نیر واسطی نے طب العرب میں[2] اور البرامکہ میں منشی عبدالرزاق کانپوری[3] نے مترجم کی حیثیت سے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کی کسی کتاب کا کوئی ذکر تاریخی حوالوں میں نہیں ملتا۔

علاج کے سلسلہ میں صالح بن بہلہ زیادہ تر مفردات جڑی بوٹیوں کا استعمال کرتا تھا علم الادویہ میں خاص مہارت کی وجہ سے مفردات سے علاج کرنا اس کے لیے زیادہ آسان بھی تھا اس کے علاوہ مرکبات بھی تیار کرنے میں ماہر تھا لیکن مفردات کے مقابلہ میں مرکبات کے استعمال کو ترجیح نہیں دیتا تھا علاج کے ساتھ پرہیز اور سوء مزاج پیدا کرنے والی تدابیر سے احتیاط بھی اس کے معالجہ کی خاص بات ہوتی تھی۔

1۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم صفحہ 32 ابن ابی اصیبعہ
2۔ تنقیدات و تشریحات طب العرب صفحہ 168 حکیم نیر واسطی نگینلی۔
3۔ البرامکہ ج ۱ صفحہ 105 منشی عبدالرزاق کانپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عہدِ عباسی کے نامور مترجمین

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

یوحنا بن ماسویہ

خاندان ماسویہ کا گل سرسبد، بیت الحکمت کا افسر اعلیٰ، مشہور طبیب و معالج یوحنا بن ماسویہ ۷۷۷ء میں بمقام جندی شاپور پیدا ہوا۔ اور ۸۵۷ء میں بمقام سارا، وفات پائی اور سر من رای میں تدفین ہوئی[1] سریانی اور عربی سیکھنے کے بعد مدرسہ جندی شاپور سے طب کی تعلیم حاصل کی بے حد ذہین اور بذلہ سنج تھا۔ مذہب عیسائی تھا سریانی اور عربی زبان میں بڑا ماہر تھا اسی وجہ سے خلیفہ ہارون الرشید نے طبی کتابوں کے ترجمے کے لیے قائم کردہ بیت الحکمت کا افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا[2] البتہ یونانی زبان اچھی نہیں جانتا تھا اس کام میں وہ حنین بن اسحق سے مدد لیتا تھا[3]

ہارون، امین اور مامون تینوں کے زمانہ میں اپنی صلاحیت کی بنا پر اسے عزت واکرام

---

[1] عیون الانباء ص ۲۹۳

[2] مختصر التاریخ الطب العربی ص ۲۴۰

[3] کتاب النوادر الطبیہ لابن ماسویہ ص ۳

[4] الاعلام ۹ ص ۲۷۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حاصل رہا اگرچہ حالات کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی میں بڑے انقلاب آئے لیکن اپنی فنی مہارت اور عظیم خدمات کی بدولت لاکھوں روپیہ کا مالک تھا۔

یوحنا نے تدریسی خدمت بھی انجام دی تھیں قفطی نے لکھا ہے کہ اس کے حکم سے بغداد میں ایک علمی مجلس بنائی گئی تھی جس کے جلسوں میں علمی مضامین پڑھے جاتے تھے اس مجلس کے علاوہ اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے تھے شاگردوں کی ایک جماعت مستقل یوحنا کے پاس رہتی تھی[1]

یوحنا کے متعلق کمال سامرائی نے لکھا ہے کہ وہ طبی مخطوطات کے مطالعہ کے علاوہ تشریح سے بھی بڑی دلچسپی رکھتا تھا چنانچہ جالینوس کی تشریحی معلومات کی تصدیق کے لیے اس نے بندر کی تشریح بھی کی تھی[2]

بنیادی طور سے اسے طبیب سے بڑھ کر طبی کتابوں کے مترجم کی حیثیت سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے معالج کی حیثیت سے اگرچہ زیادہ شہرت نہیں تھی تاہم بحیثیت معالج بھی اس کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

یوحنا بحیثیت مترجم / مصنف

مترجمین کی صف میں اسے نہایت بلند مقام حاصل ہے۔ ۵۰ سے زائد کتابیں اس کے نام کے ساتھ کتابوں میں منسوب کی جاتی تھیں اس میں اکثر ترجمے تھے تصانیف کم تھیں۔

تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب۔ البرہان۔ یہ کتاب ۳۰ مقالات پر مشتمل ہے۔

۲۔ کتاب البصرہ

۳۔ کتاب الکمال و التمام اس میں رطوبات دہن اور ان کی دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

---

[1] تاریخ الحکماء قفطی ص۲۴۹

[2] مختصر التاریخ الطب العربی ص۴۱۸ دکتور کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۴۔ کتاب الحمیات حمیات کے علاوہ امراض اذن اور جگر کی دوسری بیماریوں کا تذکرہ بھی بھی شامل ہے۔

۵۔ کتاب فی الاشربۃ۔

۶۔ کتاب فی الصفات والعلاج۔

۷۔ کتاب فی الفصد والحجامت

۸۔ کتاب فی الجذام۔ اس موضوع پر اس سے اچھی تالیف کسی اور کی نہیں ملی۔

۹۔ کتاب فی الجذام۔

۱۰۔ کتاب فی الجواہر

۱۱۔ کتاب الرجحان

۱۲۔ کتاب فی ترکیب الادویۃ والمسہلۃ اس کتاب میں تمام مسہل ادویہ کی خاصیت تحریر کی گئی ہے۔

۱۳۔ کتاب دفع مضار الاغذیہ

۱۴۔ کتاب فی غیر ماشی، کما عجز عنہ غیرہ

۱۵۔ کتاب السر الکامل

۱۶۔ کتاب فی دخول الحمام

۱۷۔ کتاب السموم وعلاجہا

۱۸۔ کتاب الدیباج

۱۹۔ کتاب الازمنۃ

۲۰۔ کتاب الطبیخ

۲۱۔ کتاب الصداع۔ اس کتاب میں درد سر اس کے اسباب اور علاج کا نہایت جامع تذکرہ کیا گیا ہے۔

۲۲۔ کتاب السدر والدوار

۲۳۔ کتاب لم امتنع الاطبار من علاج الحوامل فی الحمل۔

۲۴۔ کتاب محنۃ الطبیب

۲۵۔ کتاب معرفۃ محنۃ اللحاکین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۲۶۔ کتاب دغل العین
۲۷۔ کتاب ہیئۃ العروق۔ عروق کی تشریح سے اچھی بحث کی گئی ہے۔
۲۸۔ کتاب الصوت والبحنۃ۔
۲۹۔ کتاب ماء الشعیر
۳۰۔ کتاب المرۃ السوداء
۳۱۔ کتاب علاج النساء اللواتی لا تحبلن
۳۲۔ کتاب الجنین۔
۳۳۔ کتاب تدبیر الاصحاء
۳۴۔ کتاب فی السواک والسنونات
۳۵۔ کتاب المعدہ
۳۶۔ کتاب القولنج۔ اس کے اسباب اور علاج پر اچھی کتاب ہے۔
۳۷۔ کتاب النوادر الطبیہ۔
۳۸۔ کتاب التشریح
۳۹۔ کتاب فی سقی الادویۃ المسہلۃ
۴۰۔ کتاب فی ترکیب خلق الانسان اس کتاب میں انسان کے تمام اعضاء کی تفصیل کے ساتھ امراض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۴۱۔ کتاب الابدال۔ چند فصلوں پر مشتمل ہے[1]۔
۴۲۔ کتاب المالیخولیا۔
۴۳۔ کتاب جامع الطب۔ اس کتاب میں مسائل کے بارے میں تمام فارسی اور عربی اطباء کا احاطہ کیا گیا ہے۔
۴۴۔ کتاب الحیلۃ البرء

---

[1] بعض اطباء کا خیال ہے کہ اسلاف نے اس موضوع پر قلم نہیں اٹھایا تھا لیکن یہ درست نہیں ہے۔ ابن ماسویہ کی بدل ادویہ پر کتاب کے علاوہ زکریا رازیؒ کی کتاب الابدال جیسی کئی کتابیں ملتی ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۴۵۔ کتاب الشجر۔ اہم ترین کتاب ہے۔
۴۶۔ کتاب فی البلغم۔
۴۷۔ کتاب فی الصداع
۴۸۔ ذکر الخواص المختبرہ علی ترتیب العلل۔
۴۹ کتاب العین۔
۵۰۔ کتاب ترکیب العین۔
۵۱ کتاب المسائل۔
۵۲۔ کتاب فی دخول الحمام
۵۳۔ کتاب فی شراب الفاکہ۔
۵۴۔ کتاب الرحم۔
۵۵۔ کتاب فی وجع المفاصل۔
۵۶۔ کتاب الاسہال۔

یوحنا بحیثیت معالج

اگرچہ معتصم کے طبیب سلمویہ بن بنان کی یہ رائے یوحنا کے علاج کے سلسلہ میں مبالغہ آرائی پر مبنی ہے۔

کہ وہ مریض جو اس کی خدمت حاصل کرے بدبخت ہے اس نے اس قدر طب کی کتابوں کا مطالعہ کیا کہ اس سے علاج کرانا یقیناً خطرناک ہے طب میں سب سے اہم چیز مرض کے درجہ کی تشخیص اور پھر مناسب مقدار میں دوا کا استعمال ہے یوحنا ان دونوں معاملات میں بری طرح جاہل ہے۔[1]

کیوں کہ یہ بات کتابوں سے ثابت ہے کہ شاہان عباسیہ کے قاعدے کے مطابق ہارون، امین اور مامون تینوں کے زمانہ میں کھانے کے مشیر کی حیثیت سے یوحنا کی خدمات حاصل رہیں۔ اس کے علاوہ قفطی نے اس کی معالجانہ مہارت کے سلسلہ میں جو حکایتیں نقل کی ہیں وہ بھی اس کی فنی مہارت کی دلیل ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہرحال بحیثیت معالج وہ زیادہ بلند مرتبہ پر فائز نہیں تھا البتہ مترجم اور مصنف کی حیثیت سے اس کی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی۔

مختلف لائبریوں میں ابن ماسویہ کے مخطوطات

۱۔ کتاب العین۔ عربی زبان میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے اس کالاطینی ترجمہ قسطنطین افریقی نے ۱۰۸۷ء میں کیا تھا۔ مخطوط قاہرہ کے مکتبہ تیمور اور حلب کے مکتبہ جراح میں دستیاب ہے۔

۲۔ نوادرالطب اس کا مخطوط اسکوریال، مدینہ لیدن اور ازہر میں موجود ہے۔ قاہرہ سے ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔

۳۔ کتاب الحمیات۔ مخطوط رضا رامپور اور تیموریہ کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۴۔ الکناش المشجر اس کا مخطوط رضا رامپور، اور خدابخش پٹنہ کی زینت ہے

۵۔ کتاب جواہر الطبیب۔ جامعہ قاہرہ میں محفوظ ہے۔

۶۔ کتاب اصلاح الادویۃ المسہلہ۔ کتب خانہ بندقیہ میں اس کا مخطوط محفوظ ہے۔

۷۔ کتاب خواص الاغذیہ والبقول۔ مدینہ کے لائبریری کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

۸۔ کتاب ماء الشعیر۔ قاہرہ اور الجزائر کی لائبریری میں دستیاب ہے۔

۹۔ کتاب الازمنہ اسعد اور بلدیہ اسکندریہ کے ذخیرہ میں موجود ہے۔

۱۰۔ کتاب الجواہر۔ قاہرہ کی تیموریہ لائبریری میں دستیاب ہے۔ عماد عبدالسلام نے بغداد سے ۱۹۷۶ء میں شایع کی ہے

۱۱۔ ذکرالخواص المختبرہ علی ترتیب العلل ایاصوفیا میں موجود ہے۔

۱۲۔ البستان وقاعدۃ الحکمۃ۔ تیموریہ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۳۔ رسالۃ فی العین۔ حکیم حلب کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

۱۴۔ کتب فی الاغذیۃ۔ باسل حلب میں دستیاب ہے

۱۵۔ کتاب فی الاشربہ۔ باسل حلب میں موجود ہے۔

۱۶۔ کتاب فی الفصد والحجامۃ۔ جراح حلب میں محفوظ ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۷۔ کتاب فی الجذام۔ یہ اسی کتب خانہ کی زینت ہے۔

۱۸۔ کتاب فی البلغم۔ دارالکتب مصریہ کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

۱۹۔ کتاب المالخولیا۔ حکیم حلب میں دستیاب ہے۔

۲۰۔ کتاب فی الصداع۔ اسی لائبریری میں موجود ہے۔

۲۱۔ کتاب السموم۔ یہ بھی حلب حکیم کے ذخیرہ میں ہے۔

۲۲۔ کتاب التشریح۔ یہ بھی اسی میں موجود ہے۔

۲۳۔ کتاب دفع مضار الاغذیہ۔ برلین کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

۲۴۔ کتاب ترکیب العین۔ حکیم حلب میں دستیاب ہے۔

۲۵۔ کتاب الصوت۔ اسی لائبریری کی زینت ہے۔

۲۶۔ محنۃ الکحالین۔ لینن گراڈ اور تیمور پاشا کی لائبریری میں موجود ہے۔

حنین بن اسحٰق عبادی

حنین بن اسحٰق ابوزید العبادی عرب قبیلہ بنی عباد کا فرزند تھا۔ ۱۹۴ھ مطابق ۸۰۹ء میں مملکت عراق کے مقام حیرہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم بصرہ میں حاصل کی اور یہیں علوم عربیہ میں کمال حاصل کیا۔ یہاں سیبویہ اور خلیل احمد جیسے باکمال نحویوں کی شاگردی نصیب ہوئی۔[1] بصرہ سے حنین نے بغداد کا رخ کیا وہاں یوحنا بن ماسویہ سے فن طب سیکھا لیکن ایک دن دوران تدریس یوحنا سے کوئی سوال کر بیٹھا جس کا جواب وہ نہیں دے سکا۔ اسی بات پر اس نے خفا ہو کر حنین کو اپنے حلقہ درس سے باہر کر دیا۔[2]

مورخین نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ جندی شاپور کے اطبا اپنی اولاد اور احباب کے علاوہ کسی کو طب کا اہل نہیں سمجھتے تھے اور چونکہ حنین کا تعلق حیرہ سے تھا اس لیے اس کو یوحنا نے نکال دیا تھا۔ بہر حال حنین نے اس واقعہ کے بعد یہ طے کر لیا کہ پہلے یونانی زبان سیکھے گا پھر

---

[1] طبقات ابن جلجل ص ۶۸

[2] عیون الانباء ص ۲۶۸ ابن ابی اصیبعہ ص ۲۵۷

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب ، محنت کسی کی ضایع نہیں ہوتی بالآخر ایک دن آیا کہ اس نے یوحنا کے پاس ایک کتاب کتاب الجوامع کے نام سے بھجوائی ، یوحنا کتاب کی اہمیت دیکھ کر چونک پڑا ۔ اور بولا یہ کتاب انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ الہام ہے روح القدس کی امداد کے بغیر ایسی چیز پیدا کرنا ممکن نہیں ہے ۔ اس کے بعد یوسف نام کے قاصد نے یہ بتایا کہ یہ حنین نامی شخص کی کوشش کا نتیجہ ہے جس کو تم نے حلقہ درس سے خارج کر دیا تھا ؎

اس بات پر یوحنا بے حد نادم ہوا اور پیغام بھیج کر حنین سے تعلقات استوار کر لیے اور بڑی توجہ سے طب کی تعلیم دی تھوڑے ہی دنوں بعد حنین اپنے زمانہ میں سریانی ، یونانی ، فارسی ، اور طب کا ماہر سمجھا جانے لگا ۔

دھیرے دھیرے حنین کی شہرت وقابلیت کا تذکرہ خلیفہ مامون الرشید کے دربار تک پہونچا ۔ وہاں اسے طلب کیا گیا لیکن چونکہ شہنشاہ روم اور خلفاء بغداد کے تعلقات کشیدہ تھے ۔ لہذا حنین کی وفاداری اور سچائی آزمانے کے لیے حنین کو ایک خلعت اور ۵۰ ہزار درہم عطا کر کے اس سے کہا گیا کہ مجھے اپنے ایک دشمن کو ہلاک کرنا ہے تم ایک سم قاتل تلاش کرو ۔ حنین نے جواب دیا کہ مجھے مفید ادویات کے علاوہ کوئی دوا نہیں معلوم ۔ خلیفہ کے بڑے لالچ دینے پر جب حنین تیار نہیں تو اسے ایک سال تک قید میں رکھا گیا ۔ بعد میں جیل خانہ سے بلا کر ایک طرف تلوار دوسری طرف خلعت اور دینار رکھ دیئے لیکن حنین نے مہلک دوا بہر حال بتانے سے انکار کر دیا آخر میں خلیفہ نے امتحان میں سچا پا کر اسے زبردست انعام سے نوازا اور اس کی اعلیٰ قابلیتوں کے پیش نظر طبی کتب کے ترجمہ میں مصروف کارادارہ بیت الحکمتہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اس کام میں اس نے نمایاں مقام حاصل کر لیا اور آج مترجمین کے امام کی حیثیت سے اسے ایک بلند مرتبہ حاصل ہے عزت واکرام کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ وہ ایک دور آیا جب طیغوری نامی شخص نے حسد میں جل کر اسے خلیفہ کی نظروں سے اس قدر گرا دیا کہ اس کا سارا سامان ضبط کر کے جیل میں ڈال دیا گیا اس مصیبت و تکلیف میں حنین ۶ ماہ مبتلا رہا بالآخر قسمت کا دن انھیں دنوں خلیفہ متوکل بہت زیادہ بیمار ہو گیا کسی درباری سے فائدہ نہ ہونے پر حنین کو بلایا گیا اور حنین کی دوا سے شفا ہوئی اس طرح حنین کو پھر مال و متاع دے کر اس کا مرتبہ بحال کر دیا گیا ۔

؎ تاریخ الحکماء قفطی صـ۱۷۲

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بالآخر اس کی زندگی کش مکش روزگار سے نبرد آزما ہوتی ہوئی ستر بہاریں پوری کر کے ۲۶۰ھ مطابق ۸۷۳ء میں ختم ہو گئی۔[1]

اگرچہ حنین مترجم، مصنف اور طبیب تینوں حیثیتوں سے ماہر تھا لیکن بحیثیت معالج اس کی شہرت کم ہوئی البتہ مترجم کی حیثیت سے طب یونانی میں اسے زبردست مقام حاصل ہے۔

حنین بن اسحق بحیثیت معالج

بحیثیت معالج مذکورہ بالا سطور میں اس کی رہائی کے سلسلہ میں بادشاہ کے علاج کے واقعہ کے علاوہ متوکل کے علاج کے بارے میں حذاقت کا تذکرہ بھی ابن ابی اصیبعہ نے کیا ہے بہر حال بعض مورخین کا یہ خیال درست نہیں تھا کہ وہ صرف مترجم تھا بلکہ بنیادی طور سے طبیب تھا۔ البتہ تصنیف و تالیف کی مصروفیت کی وجہ سے اسے عام طور سے طبابت کے لیے فرصت نہیں ملی تھی۔

حنین بحیثیت مترجم و مولف

فارسی، عربی، یونانی، سریانی چاروں زبانوں میں مہارت کی وجہ سے حنین کو قابلیت و ترجمہ کے کام میں اپنے تمام معاصرین کے مقابلہ میں ایک امتیازی حیثیت و بصیرت حاصل تھی۔[2] یہی وجہ ہے کہ بغداد واپسی پر حنین بن اسحق کو مامون کے ترجمہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔[3]

حنین کو بحیثیت مترجم جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل کے ترجمہ نگار باضابطہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے تھے اگر کسی ترجمہ نگار کا

---

[1] مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی ص۴۴۲

[2] عیون الانبا ر ابن ابی اصیبعہ ص۲۶۸

[3] طب العرب نیر واسطی ص۲۱۰

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

لسانیاتی پہلو مستحکم ہوتا تو وہ طب کے فنی نکات سے بھرپور واقفیت نہ رکھتا اور اگر کوئی فنی نقطہ نظر سے مکمل ہوتا تو اس کے اظہار و ابلاغ کا لسانی پہلو پوچ ہوتا، اس کے برخلاف حنین ابن اسحٰق نے لسانیاتی اور فنی دونوں تعلیم پائی تھی جن کو وہ اپنے ترجمہ میں برت کر شہرت کے آسمان پر پہونچ گیا تھا اور تذکرہ نگاروں نے اس کے اسلوب نگارش کو حنین اسکول کا عنوان دیا تھا[1]

ترجمہ کے کام کے سلسلہ میں حنین کی خدمات بے حد اہم ہیں اس نے نہ صرف افلاطون، ارسطو، اور ایوقلیس کی کتابوں کے ترجمے کیے بلکہ طبی سائنس کے تین اہم ترین مصنف بقراط، جالینوس اور دیسقوریدوس کی اکثر کتابوں کا ترجمہ کیا جو بلاواسطہ طب یونانی اور طب عربی دونوں کے لیے بنیادی حیثیت کی حامل ہیں[2] اس کے ترجمہ کا اعتراف کرتے ہوئے پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ حنین بن اسحٰق یونانی طب کا سب سے بڑا مترجم تھا اس نے اپنے عہد کے مترجمین میں سب سے زیادہ کتابوں کا ترجمہ کیا ہے[3]

گمکارک حنین کی تعریف میں لکھتا ہے کہ اگر حنین نے تراجم کے ذریعہ علوم کا احیا نہ کیا ہوتا تو مشرق میں کوئی ایسا نہیں تھا جو اتنی تندہی یقین اور صبر حاصل طریقہ پر حصہ لیتا[4]

ترجمہ کے کام میں حنین بے حد کد و کاوش اور سنجیدگی سے کام لیتا تھا وہ متعدد نسخوں کو سامنے رکھتا اس کے بعد ترجمہ کرتا تھا اصطلاحات کے معاملہ میں بھی بے حد محتاط تھا اس طرح غلطیوں کا اندیشہ کم ہو جاتا تھا لیکن یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ اس ضبط و احتیاط کے باوجود حنین اور اس کے دوسرے ساتھیوں سے ترجمہ میں غلطیاں ہوئی ہیں چنانچہ ابن بیطار نے اپنی الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ میں جا بجا اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان غلطیوں کی نشاندہی کے لیے الابانۃ والاعلام بما فی منہاج من اغلاط

---

[1] بیت الحکمت کی طبی خدمات ص۱۳۳ - وسیم احمد اعظمی
[2] دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام - پی ، ایچ بلٹ ص۸۶،
[3] عربین میڈیسن ، ای جی براؤن ص۱۸
[4] ماخوذ از ہسٹری آف پرشیا الگڈ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

والاوہام" تصنیف کی ہے[1]

حنین کے ساتھ ایک پورا گروہ ترجمہ کے کام میں مصروف تھا قفطی نے لکھا ہے کہ المتوکل نے اس کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیش نظر ترجمہ کے کام پر مامور کر کے اصطفن بن بسیل موسیٰ بن خالد، اور یحییٰ بن ہارون جیسے مشہور علماء کو ان کے ساتھ کر دیا تھا یہ علماء جب کام کر کے لاتے تھے تو حنین ناقدانہ نظروں سے تمام تفاصیل کو دیکھتا تھا[2] اس کی مستند رائے کو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ اگر کوئی ترجمہ اس کی اصلاح سے رہ جاتا تو نمایاں طور سے فرق محسوس ہوتا تھا[3]

اس کے معاصرین مترجمین کی خدمات بہر حال اس کے لیے ایک اہم رول ادا کرتی ہیں۔ لیکن بعض لوگوں کا یہ خیال کہ حنین بن اسحٰق کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ حبیش بن الحسن یا عیسیٰ بن یحییٰ وغیرہ نے جس قدر بھی قدیم کتابوں کا ترجمہ کیا، لوگوں نے بیشتر کو حنین کی طرف منسوب کر دیا[4] زیادہ درست نہیں معلوم ہوتا تھا کیوں کہ خود حنین نے بھی ترجمہ کے کام کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی اسی وجہ سے اس نے طبابت کا کام تقریباً ترک کر دیا تھا

بہر حال وہ ایک زبردست مترجم تھا بے انتہا محنت و مشقت کے بعد اس نے طب کو ایک عظیم سرمایہ فراہم کیا یہ صحیح ہے کہ اس دور کے حکمرانوں نے اس کی بے حد قدر دانی کی ظاہر ہے ہر صفحہ کے مقابلہ میں برابر سونا ملنے سے سارے مترجمین کی ہمت افزائی ہونی ہی چاہیے تھی۔ اسلاف کے یہاں مالی مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے کاموں میں مکمل ذہنی یکسوئی کے ساتھ دلچسپی لیتے تھے ان کے اثرات ان کی تصانیف میں جا بجا نظر آتے ہیں۔

ترجمہ کے علاوہ کتابوں کی تعلیقات، اختصار وغیرہ کے کام بھی حنین کی عظمت

---

[1] بیت الحکمت کی طبی خدمات ص۳۳ ۔ وسیم احمد اعظمی

[2] تاریخ الحکما ص۲۴۶

[3] عیون الانبار جلد اوّل ص۱۹۸

[4] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۸ ص۶۹۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے ترجمہ اور تالیفات کے سلسلہ میں حکیم وسیم احمد اعظمی کی درج ذیل عبارت استخراج نتائج کے لیے کافی ہے۔ موصوف نے اپنی کتاب "بیت الحکمت کی طبی خدمات" میں حنین کے تراجم اور تالیفات کے لیے علیحدہ علیحدہ فہرست پیش کی ہے جس میں جالینوس کی ۳۹، بقراط کی ۸ ارسطو کی ۷، افلاطون کی ۲. فولس کی ۲۔ اریباسوس کی ۴ جورجس کی اور دیسقوریدوس کی ایک ایک کتاب کے ترجمہ کا تذکرہ کیا ہے اسی طرح علوم متفرقہ اور طب کے لیے ایک علیحدہ فہرست مرتب کی ہے سہولت کی خاطر دونوں کو ایک ساتھ درج کیا جا رہا ہے۔

ابن ابی اصیبعہ نے ۱۱۳ کتابوں کی فہرست شامل کی ہے۔

حنین کے تراجم

۱۔ کتاب الفرق۔

۲۔ کتاب الصناعہ

۳۔ کتاب طوثرن فی النبض

۴۔ کتاب اغلوقن شفاء الامراض۔

۵۔ کتاب المقالات فی التشریح

۶۔ کتاب الاسطقسات۔ اس کتاب میں ارکان کی تعداد اور ان کی شناخت سے بحث کی گئی ہے۔

۷۔ کتاب المزاج۔ مختلف مزاجات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۸۔ کتاب القوی الطبیعہ۔

۹۔ کتاب العلل والامراض۔

۱۰۔ کتاب تعرف الاعضاء الباطنہ۔ اندرونی اعضا کی تشریحی معلومات سے بحث کی گئی ہے۔

۱۱۔ کتاب الحمیات۔ حمیات کے اسباب علامات اور علاج پر مشتمل ہے۔

۱۲۔ کتاب۔ البحران۔

۱۳۔ کتاب۔ ایام البحران۔

۱۴۔ کتاب النبض الکبیر۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۱۵۔ کتاب الصوت۔
۱۶۔ کتاب الحاجۃ الی النبض۔
۱۷۔ کتاب الحاجۃ الی النفس۔
۱۸۔ کتاب خصب البدن۔
۱۹۔ کتاب افضل الہیات۔
۲۰۔ کتاب سوء المزاج المختلف
۲۱۔ کتاب الادویۃ المفردہ
۲۲۔ کتاب المنی
۲۳۔ کتاب المولود لسبعۃ اشہر
۲۴۔ کتاب ردار التنفس
۲۵۔ کتاب الذبول
۲۶۔ کتاب التدبیر الملطف
۲۷۔ کتاب قوی الاغذیہ
۲۸۔ کتاب تدبیر بقراط لامراض الحادہ
۲۹۔ کتاب تراسا بولس
۳۰ کتاب فی ان الطبیب الفاضل فیلسوف
۳۱۔ کتاب فی امتحان الطبیب
۳۲۔ کتاب فی انتفاع الاخیار باعداء ہم
۳۳۔ کتاب ماذکرہ افلاطون فی طیماؤس
۳۴۔ کتاب فی ان المحرک الاول لایتحرک
۳۵۔ کتاب الفصد
۳۶۔ کتاب الفصول
۳۷۔ کتاب تقدمۃ المعرفۃ
۳۸۔ کتاب عہد البقراط
۳۹۔ کتاب الکسر۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۴۰۔ کتاب قاطیطرن
۴۱۔ کتاب المار دالبوار
۴۲۔ کتاب طبیعۃ الانسان
۴۳۔ کتاب الاخلاط
۴۴۔ کتاب قاطیغوریاس۔
۴۵۔ باری ارنیاسوس۔
۴۶۔ کتاب انولوطیعا۔
۴۷۔ سماع طبیعی
۴۸۔ کون وفساد
۴۹۔ کتاب النفس
۵۰۔ کتاب الاخلاق
۵۱۔ کتاب السیاسۃ
۵۲۔ کتاب النوامیس
۵۳۔ کتاب الکناش معروف بہ کناش الثریا
۵۴۔ کتاب علل النساء
۵۵۔ کتاب الی ابیہ
۵۶۔ الی ابنہ
۵۷۔ کتاب اسطات
۵۸۔ سبع مقالات
۵۹۔ کتاب الکناش
۶۰۔ کتاب الحشائش یہ کتاب دلیقوریدوس کی یونانی کتاب کا عربی ترجمہ ہے۔

تالیفات طبی

۶۱۔ کتاب المسائل
۶۲۔ کتاب فی العین علی طریقۃ المسئلۃ والاجوبۃ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۶۳۔ ۶۳۔ اختصار الستۃ عشر کتابا لجالینوس

۶۴۔ جوامع کتاب جالینوس فی الذبول

۶۵۔ جوامع کتاب جالینوس فی الحث علی تعلم الطب

۶۶۔ جوامع کتاب جالینوس فی ان الطبیب یکون فیلسوفا

۶۷۔ جوامع کتاب المنی لجالینوس

۶۸۔ ثمار کتاب جالینوس لکتاب الفصول البقراط۔

۶۹۔ ثمار کتاب جالینوس لابقراط فی تدبیر الامراض الحادہ

۷۰۔ ثمار کتاب جالینوس لابقراط فی جراحات الراس

۷۱۔ ثمار السبع عشرۃ مقالہ فی تفسیر کتاب ابیذ یمیا لابقراط

۷۲۔ ثمار تفسیر قاطیطر یون لابقراط

۷۳۔ ثمار تفسیر جالینوس لکتاب البقراط فی الاہویۃ

۷۴۔ کتاب فی من یولد ثمانیۃ اشہر

۷۵۔ جوامع ما فی کتاب ابیذیمیا لابقراط۔

۷۶۔ کتاب التریاق۔

۷۷۔ اختصار کتاب جالینوس فی الادویۃ المفردہ

۷۸۔ جوامع کتاب جالینوس فی کتب البقراط الصیحۃ وغیر الصیحۃ۔

۸۰۔ شرح کتاب الہوا البقراط

۸۱۔ ثمار کتاب جالینوس وطبیعۃ الانساق لابقراط۔

۸۲۔ ثمار کتاب البقراط فی المولودین ثمانیۃ اشہر

۸۳۔ فصول استخرج من کتاب ابیذیمیا۔

۸۴۔ فصول استخرج من کتاب الاہویۃ

۸۵۔ مقالۃ فی تدبیر الناقہین

۸۶۔ رسالۃ فی قرص العود۔ قرص عود کی تیاری اور افادیت پر مشتمل ہے۔

۸۷۔ رسالۃ الی طیغوری فی قرص العود

۸۸۔ کتاب الی المعتمد۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۸۹۔ کتاب قوی الاغذیۃ مختلف غذاؤں کے مزاج اور خواص سے بحث کی گئی ہے
۹۰۔ کتاب فی کیفیۃ ادراک الدیانۃ
۹۱۔ مسائل من کتاب ابیذیمیا لابقراط
۹۲۔ مقالتہ فی تولد الفروج
۹۳۔ مقالتہ فی الدلائل
۹۴۔ کتاب فی النبض۔ نبض کی مختلف طبعی اور مرضی حالتوں سے بحث کی گئی ہے۔
۹۵۔ کتاب فی الحمیات۔ حمیات اور ان کی علامات اور علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۹۶۔ کتاب فی البول۔ قارورہ کے ذریعہ تشخیص اور علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۹۷۔ مستخرج من کلام البقراط وجالینوس
۹۸۔ کتاب فی معرفتہ اوجاع المعدہ۔ معدہ کے مختلف درد اور علامات او علاج پر مشتمل ہے۔
۹۹۔ کتاب فی حالات الاعضاء۔ اعضاء کی تشریح اور منافع الاعضاء۔ بحث کی گئی ہے۔
۱۰۰۔ مقالتہ فی ماء البقول۔ مختلف ترکاریوں کے عرق کے بیان پر مشتمل ہے
۱۰۱۔ کتاب فی الیبس
۱۰۲۔ کتاب فی حفظ الاسنان
۱۰۳۔ کتاب فی امتحان الاطباء
۱۰۴۔ کتاب فی طبائع الاغذیۃ وتدبیر الابدان۔
۱۰۵۔ کتاب فی اسماء الادویۃ المفردہ علی حروف المعجم
۱۰۶۔ کتاب فی تسمیۃ الاعضاء علی مارتبھا جالینوس۔
۱۰۷ کتاب فی ترکیب العین۔ آنکھ کی تشریح پر مشتمل ہے۔
۱۰۸۔ کتاب فی تدبیر السوداو مین۔ سوداوی اشخاص کی تدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۱۰۹۔ کتاب فی تدبیر الاصحاء
۱۱۰۔ کتاب فی اللبن
۱۱۱۔ کتاب فی تدبیر المستسقین استسقاء کے مریضوں کی علامت اور علاج سے بحث

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی گئی ہے۔

۱۱۲۔ کتاب فی اسرار الادویۃ المرکبہ ۔ مرکب دواؤں کی تیاری اور فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۱۳۔ کتاب فی اسرار الفلاسفہ فی الباہ ۔

۱۱۴۔ کتاب الفوائد۔

۱۱۵۔ مقالۃ فی الحمام۔ حمام ان کی اقسام اور طریقہ استعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۱۶۔ مقالۃ فی الآجال

۱۱۷۔ مقالۃ فی الدغدغہ

۱۱۸۔ مقالۃ فی ضیق النفس۔ ضیق النفس کی تشخیص اور علاج پر مشتمل ہے۔

۱۱۹۔ کتاب فی اختلاف الطعوم۔

۱۲۰۔ کتاب فی تشریح آلات الغذاء

۱۲۱۔ تفسیر کتاب النفج لابقراط۔ نفج کی مختلف شکلوں پر مشتمل ہے۔

۱۲۲۔ تفسیر کتاب حفظ الصحۃ لروفس

۱۲۳۔ تفسیر کتاب الادویۃ المکتومہ لجالینوس۔

۱۲۴۔ کناش اختصرہ من کتاب بولس

۱۲۵۔ مقالۃ فی تقسیم علل العین ۔ امراض چشم کی تقسیم کی گئی ہے

۱۲۶۔ کتاب اختیار ادویۃ علل العین ۔

۱۲۷۔ مقالۃ فی الصرع ۔ مرگی اسباب اور علامات اور اس کے علاج سے بحث کی گئی ہے۔

۱۲۸۔ مقالۃ فی الصرع مما وافقہ علیہ بقراط وجالینوس

۱۲۹۔ مقالہ فی حفظ الصحت

۱۳۰ حل بعض شکوک جالینوس علی اعضار الآلم

۱۳۱۔ مقالۃ فی کون الجنین ۔ جنین کی مختلف ساختوں اور ان کے متعدد مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۳۲ کتاب دفع مضار الاغذیہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

۱۳۳۔ کتاب الزینتہ ۔ زینت کی مختلف شکلوں اور مفید دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۱۳۴۔ کتاب البیطرۃ ۔ جانوروں کے امراض اور ان کے علاج سے بحث کی گئی ہے
۱۳۵۔ کتاب حفظ الاسنان ۔ دانتوں کی صحت کی بقا اور مختلف امراض سے محفوظ رکھنے کی بحث پر مشتمل ہے۔
۱۳۶۔ کتاب مداواۃ امراض العین بالحدید ۔ امراض چشم کی جراحتی تدبیر پر مشتمل ہے۔
۱۳۷۔ کتاب المولودین لستۃ اشہر چھٹے ماہ پیدا ہونے والے بچے کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔
۱۳۵۔ کتاب القرح۔
۱۳۶۔ کتاب الاغذیہ۔

اس طویل فہرست کے مطالعہ کے بعد بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ترجمہ، تالیف، شرح، اختصار اور تصنیف کے میدان میں حنین کتنا آگے تھا۔ یقیناً آج اسی کی بدولت طب یونانی اپنی اصلی شکل میں ہم تک پہنچ سکی ہے ورنہ اگر یہ تراجم نہ ہوتے تو آج طب یونانی کا کوئی نشاں بھی باقی نہ ہوتا۔

مختلف لائبریریوں میں حنین کے مخطوطات

۱۔ کتاب مسائل حنین اہم ترین تصنیف ہے۔ مخطوطہ برلین، قونیہ، میونخ لیدن کی لائبریری میں دستیاب ہے اس کتاب کی شرح اور مختصرات کے مخطوطات بھی مذکورہ بالا کتب خانہ کی زینت ہیں۔
۲۔ کتاب ترکیب العین ۔ اثینہ، برٹش میوزیم، لیدن، دارالکتب مصریہ میں محفوظ ہے۔
۳۔ کتاب العین ۔ تیموریہ، دارالکتب مصریہ، لینگراد کے ذخیروں میں شامل ہے۔
۴۔ کلام جمعہ حنین بن اسحٰق لارسطوطالیس اس کا مخطوطہ دارالکتب مصریہ اور خیاط حلب میں محفوظ ہے۔
۵۔ کتاب الاغذیہ۔ خدا بخش پٹنہ میں دستیاب ہے۔
۶۔ رسالتہ فی تدبیر الصحتہ سنار طہران اور حکیم حلب کے کتب خانہ کی زینت ہے۔
۷۔ کتاب الفوائد فی تنویع المواد ۔ آصفیہ اور خدا بخش پٹنہ میں دستیاب ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۸۔ معانی استخرجها حنین من کتب البقراط و جالینوس فی البول مخطوطہ طہران کے مکتبہ میں محفوظ ہے۔
۹۔ کتاب الکرمہ ایاصوفیہ، احمد ثالث، تیموریہ، دارالکتب مصریہ میں دستیاب ہے۔
۱۰۔ اختصار کتاب جالینوس فی الادویۃ المفردہ احمد ثالث سرای استانبول، اور نور عثمانیہ کی لائبریری کی زینت ہے۔
۱۱۔ کتاب اختلاف الاعضاء لجالینوس، استانبول میں محفوظ ہے۔
۱۲۔ کتاب ترکیب الادویہ لجالینوس۔ اس کا مخطوطہ پیرس احمد ثالث اور اسکوریال کی کتب خانوں کی زینت ہے۔
۱۳۔ اساس الطب رضا رام پور اور آصفیہ حیدر آباد میں محفوظ ہے
۱۴۔ اسباب الامراض لجالینوس قدلیس یوسف بیروت اور دارالکتب مصریہ میں دستیاب ہے۔
۱۵۔ کتاب الاخلاط لابقراط ۔ قدلیس یوسف بیروت کے ذخیرہ میں شامل ہے۔ آصفیہ میں بھی موجود ہے۔
۱۶۔ شمار تفسیر جالینوس لکتاب لکتاب لابقراط۔ فاتیکان، رام پور، شتا بنشا یدر کے کتب خانوں کی زینت ہے۔
۱۷۔ کتاب النبض للمتعلمین۔ جاریت اور مجلس طہران میں دستیاب ہے۔
۱۸۔ جوامع مقالات جالینوس فی التدبیر الملطف۔ ایاصوفیا میں محفوظ ہے۔
۱۹۔ کتاب الاعضاء الآلمہ لجالینوس۔ دارالکتب مصریہ، تیموریۃ، اسکوریال، میونخ، اڈنبرہ کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
۲۰۔ کتاب فی علامات البحراق لجالینوس، جارالعہ استانبول میں محفوظ ہے۔
۲۱۔ کتاب فی التانی لشفاء الامراض، جاراللہ راپمور، ایاصوفیا میں اور مجلس طہران میں موجود ہے۔
۲۲۔ کتاب ترکیب الادویۃ بحسب المواضع الآلمہ استانبول کی احمد ثالث لائبریری کی زینت ہے۔
۲۳۔ شمار تفسیر جالینوس لکتاب البقراط فی تدبیر الامراض الحادہ ایاصوفیا میں دستیاب ہے۔
۲۴۔ شمار کتاب البقراط فی المولودین شمانیۃ اشہر میونخ پیرس اور اسکوریال کے کتب خانوں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں محفوظ ہے

۲۵۔ جوامع الاسکندرانیین الستۃ عشر لکتب جالینوس۔ رضا رام پور اور اناضول کے مغنیسا لائبریری میں موجود ہے۔

۲۶۔ مقالۃ فی الدفدفہ ایا صوفیا اور مجلس طہران کی زینت ہے۔

۲۷۔ کتاب ثبت الکتب التی لم یذکرہا جالینوس فی فہرست کتبہ ایا صوفیا میں دستیاب ہے۔

۲۸۔ کتاب قوی الاغذیۃ۔ نور عثمانی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

۲۹۔ کتاب فرق الطب لجالینوس۔ طہران جاریت میں محفوظ ہے۔

۳۰۔ جوامع جالینوس فی اسرار النسار دانش گاہ طہران کی زینت ہے

۳۱۔ کتاب تقدمۃ المعرفہ۔ پیرس، ایا صوفیا، بلدیہ اسکندریہ کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

۳۲۔ کتاب اختلاف الاعضار لجالینوس استانبول میں محفوظ ہے۔

۳۳۔ تفسیر کتاب الابیذیمیا لجالینوس۔ برلین، دمشق، آصفیہ میں موجود ہے۔

۳۴۔ ابدال الادویۃ المفردہ ایا صوفیا میں دستیاب ہے۔

۳۵۔ آلات الغذار۔ مکتبہ ملی، اور حکیم حلب میں دستیاب ہے۔

۳۶۔ تحفۃ الاطبار وذخیرۃ الاطبار۔ رباط میں دستیاب ہے۔

۳۷۔ کتاب الحمیات۔ حکیم حلب اور جارلہ میں محفوظ ہے۔

۳۸۔ کتاب فی تدبیر المستسقیین حکیم حلب میں دستیاب ہے۔

۳۹۔ کتاب تدبیر السوداوین ـــــ درج ذیل سارے مخطوطات حکیم حلب کے یہاں موجود ہیں۔

۴۰۔ مقالۃ فی الاجل۔

۴۱۔ مقالۃ فی الحمام۔

۴۲۔ مقالۃ فی تولد الحصاۃ۔

۴۳۔ مقالۃ فی دق النفاس۔

۴۴۔ مقالۃ فی قرص العود

۴۵۔ مقالۃ فی قرص النفسج۔

۴۶۔ کتاب فی البقول

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

۴۷۔ کتاب اصلاح الجبن ۔ قاہرہ میں دستیاب ہے۔
۴۸۔ معرفتہ قوۃ الابدان ۔ آصفیہ میں اور حکیم حلب میں محفوظ ہے۔
۴۹۔ دفع مضار الابدان ۔ آصفیہ پٹنہ میں دستیاب ہے۔
۵۰۔ کتاب التشریح الصغیر ۔ حکیم سید ظل الرحمن، علی گڑھ کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
۵۱۔ کتاب المزاج ۔ حکیم سید ظل الرحمن علی گڑھ میں دستیاب ہے۔
۵۲۔ سرق الطب ۔ طبیہ کالج قرولباغ دہلی کے کتب خانہ کی زینت ہے۔

حنین بن اسحق کی مطبوعہ کتابیں

۱۔ کتاب مسائل حنین اہم ترین کتاب ہے اس کا عربی متن دو بار پہلی مرتبہ بندقیہ سے ۱۴۸۷ء اور لاینبرج سے ۱۸۹۶ء میں شایع ہوا۔ اس کا عبرانی اور انگریزی ترجمہ بھی شایع ہو چکا ہے۔

۲۔ کتاب ترکیب العین اس کا لاطینی ترجمہ قسطنطین افریقی نے اپنے نام سے منسوب کیا تھا امراض چشم پر اہم کتاب ہے۔ عشر مقالات فی العین کے نام سے ماکس نے قاہرہ سے ۱۹۲۸ء میں طبع کیا ہے۔ اردو ترجمہ حکیم محمد طیب نے شائع کیا ہے۔

۳۔ اسباب الامراض لجالینوس بیروت سے شایع ہونے والی مجلہ طبیہ میں عربی متن ۱۹۰۲ء میں شایع ہوا ہے۔

۴۔ الامیاہ والاہویہ لابقراط اسے شبلی شمیل نے قاہرہ سے ۱۸۸۵ء میں شایع کیا ہے

۵۔ شمار تفسیر جالینوس لکتاب الفصول لابقراط ۔ کلکتہ سے ۱۸۳۲ء میں عربی متن کی اشاعت عمل میں آچکی ہے۔

6۔ کلام جمعہ حنین من ارسطو طالیس میرہوف نے اسے مجلہ دراسات اسلامیہ سے ۱۹۷۱ء میں شایع کیا ہے۔

7۔ کتاب التشریح لجالینوس مع تعلیقات اس کا عربی ایڈیشن لیبنرج سے ۱۹۰۵ء میں میں شایع ہوا ہے۔

8۔ شما کتاب البقراط فی المولودین ثمانیتہ اشہر یوسف حبی نے بغداد سے ۱۹۷۸ء میں طبع کرایا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۹۔ کتاب فی فرق الطب لجالینوس محمد سلیم سالم نے قاہرہ سے ۱۹۷۲ء میں طبع کرایا ہے
۱۰۔ فی التجربۃ الطبیہ لجالینوس یوروپین مصنف ولسر نے آکسفورڈ سے ۱۹۴۴ء میں طبع کرایا ہے۔

حنین بن اسحٰق کی کتاب العشر مقالات فی العین پر ایک نظر

آنکھوں کی تشریحی معلومات اور ان کے مختلف امراض کے اسباب علامات اور علاج پر مشتمل نہایت جامع کتاب ہے امراض عین کے سلسلہ میں اسے زبردست شہرت حاصل ہے ہندوستان میں اس کا اردو ترجمہ فاضل حکیم محمد طیب ڈین فیکلٹی آف یونانی میڈیسن اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ نے کیا ہے۔

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کتاب درج ذیل دس مقالات پر مشتمل ہے۔

پہلے مقالہ میں آنکھ کے مزاج اور اس کی ترکیب سے بحث کی گئی ہے۔

دوسرا مقالہ دماغ کی تشریح اور اس کے منافع پر مشتمل ہے۔

تیسرے مقالہ میں عصب باصر، روح باصر کا تذکرہ کیا ہے۔

چوتھا مقالہ حفظ صحت کی جملہ تدابیر پر محیط ہے۔

پانچویں مقالہ میں اسباب امراض چشم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

چھٹے مقالہ کے ذریعے علامات امراض چشم کی تفصیل لکھی ہے۔

ساتواں مقالہ عام مفید ادویہ کے خواص پر مشتمل ہے۔

آٹھویں مقالہ میں آنکھ کی مخصوص دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

نواں مقالہ امراض چشم کے علاج پر مشتمل ہے۔

دسویں مقالہ میں امراض چشم کی مرکب ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسحٰق بن حنین

نام اسحٰق بن حنین تھا۔ ابو یعقوب کنیت تھی۔ مشہور مترجم حنین بن اسحٰق کا بیٹا تھا۔ طب اپنے باپ سے سیکھی عربی کے مقابلہ میں سریانی زبان اچھی آتی تھی یہی وجہ ہے کہ سلاست زبان میں اپنے باپ سے آگے نکل گیا۔ زبان میں مہارت کے علاوہ زبردست فصیح اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بلیغ بھی تھا۔ بڑا بذلہ سنج اور مجلسی قسم کا آدمی تھا لطیفہ گوئی اس کی گفتگو کا اہم جزو ہوتی تھی [1]

ابتدائی حالات کی تفصیل نہیں ملتی قاسم بن عبیداللہ وزیر معتضد کے دربار سے وابستہ رہا ۸۲۸ء میں پیدا ہوا [2] ۸۳ سال کی عمر پائی۔ اخیر عمر میں مسلمان ہو گیا تھا ۲۹۸/ ۹۱۱ عیسوی میں انتقال ہوا۔ [3]

طب سے زیادہ فلسفہ کی کتابوں کے ترجمے کیے۔ ترجمے کے سلسلہ میں ایک منفرد اسلوب کا مالک تھا طبی اصطلاحات اس کے ترجمے کی جان ہوتی تھیں اس کی تصانیف کی فہرست دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام طبی موضوعات پر اس نے خامہ فرسائی کی ہے ادویہ مفردہ اس کا خاص موضوع تھا۔ ابن بیطار نے اپنی کتاب الجامع لمفردات میں جگہ جگہ اس کے حوالے پیش کیے ہیں زکریا رازی کی کتاب الحاوی بھی اس کے حوالوں سے لبریز ہے [4]

کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

1. تاریخ الاطباء اس کتاب سے ابن جلجل اور ابن ندیم دونوں نے استفادہ کیا ہے اس کا انگریزی ترجمہ شایع ہو چکا ہے۔
2. کتاب الادویۃ المفردہ لاطینی ترجمہ نقولا الدمشقی نے ۱۸۴۱ء میں شایع کیا ہے۔
3. کتاب التریاق۔ زہروں کے تریاق پر جامع کتاب ہے۔
4. کتاب معرفۃ البول۔ بول کے ذریعہ امراض کی تشخیص پر مشتمل ہے۔
5. کتاب المختصر فی الطب۔
6. رسالۃ فی ادویۃ النسیان۔
7. کتاب الادویۃ الموجودۃ لکل مکان

ح1 الفہرست ابن ندیم ص256

ح2 معجم المولفین ج 2۔ 333 عمر رضا کحالہ

ح3 الاعلام، ج اول ص294 خیرالدین زرکلی۔

ح4 مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(8) کتاب الادویۃ المسہلہ۔
(9) اصلاح جوامع الاسکندرانین اس کتاب میں بقراط کی کتاب الفصول پر اسکندریہ کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔
(10) کتاب فی النبض۔
(11) کتاب صناعۃ العلاج بالحدید علم الجراحت پر یہ ایک اہم کتاب ہے۔
(12) ترجمہ وصیۃ البقراط۔
(13) کتاب المجسطی لبطلیموس۔
(14) کتاب الاصول لاقلیدس۔
(15) کتاب المناظر لاقلیدس۔
(16) کتاب آداب الفلاسفہ۔
(17) کتاب الحیلۃ لحفظ الصحۃ لجالینوس۔
(18) ترجمۃ النصف الاخیر من کتاب فی اجزاء الطب لجالینوس۔
(19) ترجمہ کتاب فی آلات الشم لجالینوس۔
(20) ترجمہ کتاب افکار ارستاتوس فی مداواۃ الامراض۔
(21) ترجمہ کتاب فی مراتب قراءۃ کتب جالینوس۔
(22) جوامع کتاب البقراط الصحیحہ وغیر الصحیحہ۔
(23) ترجمہ کتاب النبات نقولا الدمشقی۔
(24) مقالۃ جالینوس فی سر شمار البلادر۔

اسحق بن حنین کے دستیاب طبی مخطوطات

(1) کتاب معرفۃ البول۔ طہران یونیورسٹی کی زینت ہے۔
(2) کتاب المختصر فی الطب۔ کیمبرج میں دستیاب ہے۔
(3) کتاب الادویۃ الموجودۃ بکل مکان حلب کے مکتبہ نحاس میں محفوظ ہے۔
(4) تاریخ الاطباء والفلاسفہ الذین تکلموا فی الطب اوکانوا من المذکورین فیہ، اس کا ایک اہم مخطوطہ ایا صوفیہ اور حکیم اوغلی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(ی) مقالۃ جالینوس فی سر شمار البلاذر مخطوطات احمد ثالث، اور اسماعیل صائب کے یہاں دستیاب ہے۔

ان کے علاوہ نشاندہی کی جائے تو اسحق بن حنین کے مزید مخطوطات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

قسطا بن لوقا بلبکی

عہد عباسی کے نامور طبیب، فلسفی اور طبی کتابوں کے مترجم قسطا بن لوقا کے صحیح دور کا تعین بہت دشوار ہے کیوں کہ ابن ابی اصیبعہ نے اسے مقتدر باللہ کے زمانہ کا لکھا ہے[1] جو 295ھ سے 320ھ تک محیط ہے دوسری طرف قفطی کی تاریخ الحکماء کے مترجم غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ قفطی کی وفات 835ء یعنی 220ھ میں ہوئی تھی[2] کمال سامرائی نے اس کا سن وفات ۳۰۰ھ مطابق 912ء بتایا ہے[3] خود جمال الدین قفطی نے اسے یعقوب بن اسحق کندی کا ہمعصر لکھا ہے۔ جو 232ھ یا 260ھ سمجھا جاتا ہے۔

بہر حال دولت عباسیہ کے ماتحت مصروف کار بیت الحکمت میں اس کے کام کرنے کے ثبوت بہت ملتے ہیں تاریخ الاطباء کے مصنف حکیم غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ اسے مامون نے ترجمہ کے لیے طلب کیا تھا[4]

قسطا بن لوقا اصلاً روم کے خاندان سے تھا بعد میں بعلبک میں قیام پذیر ہوا وہاں سے دوبارہ روم گیا یہاں جاکر اس نے یونانی زبان سیکھی۔

ابن ندیم نے لکھا ہے قسطا بن لوقا طب، فلسفہ، ہندسہ اعداد و موسیقی کا ماہر اور یونانی و عربی زبان کا فصیح البیان مصنف تھا[5] ارمینیہ میں اس کا انتقال ہوا اس کی قبر پر احتراما

---

[1] عیون الانباء جلد اوّل ص 244 ابن ابی اصیبعہ۔
[2] تاریخ الحکماء ص 356 جمال الدین القفطی۔
[3] مختصر التاریخ الطب العربی ص 295 ڈاکٹر کمال سامرائی
[4] تاریخ الاطباء ص 56 حکیم غلام جیلانی
[5] الفہرست ص 76 ابن ندیم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کی عظمت کے پیش نظر ائمہ ملوک جیسا قبہ تعمیر کرایا گیا تھا۔

قسطا بن لوقا بحیثیت مترجم / مصنّف

قسطا کو بحیثیت مترجم، ایک کلیدی مقام حاصل ہے اس نے ترجمہ میں مصروف کار بیت الحکمت میں حنین ثابت وغیرہ کے ساتھ گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ یونانی، سریانی اور عربی تینوں زبانوں میں مہارت کے علاوہ طویل مضامین کو نہایت مختصر الفاظ میں ادا کرنے کی وجہ سے اس کی شخصیت ترجمہ کے میدان میں بڑی مسلم حیثیت رکھتی ہے سلیس وخوب صورت عبارت اس کی تحریر کی علامت تھی۔ قفطی نے اس کی صرف ۲۲ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ ابن ابی اصیبعہ نے ایک طویل فہرست شامل کی ہے۔

کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) کتاب فی اوجاع النقرس۔
(2) کتاب فی الروائح۔
(3) رسالۃ فی احوال الباہ یہ رسالہ سوال وجواب کے انداز پر ترتیب دیا گیا ہے۔
(۴) کتاب فی الاعداء۔ اس رسالہ کو اس نے بطریق کے لیے لکھا ہے۔
(۵) کتاب جامع فی الدخول الی علم الطب۔ الی ابی اسحق ابراہیم بن محمد
(۶) کتاب فی النبیذ وشربہ فی الولائم وغیرہ۔
(7) کتاب فی الاسطقسات ارکان کی تعداد اور کیفیت کے بیان پر مشتمل ہے۔
(8) کتاب فی السہر اسے امیر المومنین ابی البطریق کے لیے لکھا تھا۔
(9) کتاب فی العطش اسے ابی الفطریف کے لیے لکھا گیا تھا۔
(۱۰) کتاب فی القوۃ والضعف۔
(۱۱) کتاب فی الاغذیہ۔
(12) کتاب فی النبض ومعرفۃ الحمیات وضرب البحرانات۔
(13) کتاب فی علۃ الموت فجاءۃ: محمد بن احمد کے لیے لکھا گیا تھا۔
(۱۴) کتاب فی معرفۃ الحذر النواعہ وعلاماتہ واسبابہ وعلاجہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(15) کتاب فی ایام البحران فی الامراض المحارہ۔

(16) کتاب فی الاخلاط الاربعہ و ما الشترک فیہ

(17) کتاب فی الکبد و خلقتہا و ما یعرض فیھا من الامراض۔

(18) رسالۃ فی المروحہ واسباب الریح۔

(19) کتاب فی مراتب قرارہ الکتب الطبیہ۔

(20) کتاب فی تدبیر الابدان فی سفر الحج۔ یہ کتاب اس نے ابو محمد الحسن بن مخلد کے لیے لکھی تھی۔

(21) کتاب فی دفع ضرر السموم۔

(22) کتاب فی حرکت الشریان

(23) کتاب فی النوم والرویا۔

(24) کتاب فی الفرق بین النفس والروح یہ کتاب میرے لیے اس نے لکھی تھی۔

(25) کتاب فی البلغم۔

(26) کتاب فی الدم۔

(27) کتاب فی المرۃ السوداء

(28) کتاب فی المرۃ الصفراء

یہ چاروں کتابیں اخلاط اربعہ کی علیحدہ علیحدہ علامات اور ان کے ذریعہ تشخیص کے بیان پر مشتمل ہے۔

(29) کتاب فی المرار المحرقہ جکی ہوئی خلط صفراء کے تذکرہ پر شامل ہے اور ان کے تفصیلی بیان سے بحث کی گئی ہے۔

(30) کتاب فی الاوزان۔

(31) کتاب العلتہ فی اسوادا لحیش وتغیرہ من الرشس۔

(32) کتاب فی الاستدلال بالنظر الی اضاف البول۔

(33) کتاب شرح مذہب الیونانین۔

(34) رسالۃ فی الخضاب۔

(35) کتاب المفصد۔ یہ کتاب ۱۰ الواب پر مشتمل ہے۔

(36) کتاب الحمام۔

(37) کتاب الفردوس۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(38) کتاب فی البخار۔ اس کے اقسام اور علاج پر مشتمل ہے۔
(39) رسالۃ فی الادویۃ المسہلۃ۔
(40) رسالۃ فی اصلاح الادویۃ المسہلۃ۔
(41) رسالۃ فی التحرز عن النزلہ۔ نزلہ سے محفوظ رہنے کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔
(42) مقالۃ فی الوباء
(43) کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض۔
(44) کتاب فی الاذیٰ۔
(45) رسالۃ فی ترکیب العین۔
(46) کتاب فی ضعف العصب اعصاب کی کمزوری اور ان کے علاج پر مشتمل ہے۔
(47) کتاب فی اوجاع المعدہ ـــــ معدہ کے مختلف درد اور اس کے علاج پر ہے۔
(48) کتاب فی مرض الاستسقاء
(49) کتاب فی الصداع۔
(50) صفۃ المجدری۔

ان کتابوں کے علاوہ منطق، فلسفہ، ہیئت، علم نجوم، افلاک، جبر و قابلہ، جیسے دیگر مضامین پر اس کی بہت سی کتابوں کے نام تاریخ کی کتابوں میں درج کیے گئے ہیں۔

ان کتابوں کے ناموں سے بہرحال اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قسطا بن لوقا کو طب کے تقریبا تمام شعبوں پر دسترس حاصل تھی۔ زمانہ قدیم میں چونکہ طب اور فلسفہ کا چولی دامن کا ساتھ ہوا کرتا تھا۔ لہٰذا ایک اچھے طبیب کا فلسفی ہونا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ طب کے بعد فلسفہ پر اس کے رسائل اور کتابیں اہمیت کی حامل ہیں۔ علم نجوم سے طب کے تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے زمانہ میں علم نجوم کا حاصل کرنا طبیب کی امتیازی شان سمجھا جاتا تھا چنانچہ قسطا بن لوقا کے ۵ سے زائد کتابیں علم نجوم پر ملتی ہیں۔

مختلف لائبریریوں میں قسطا بن لوقا کے مخطوطات

(1) رسالۃ فی التحرز من الزکام۔
(2) رسالۃ فی الادویۃ المسہلۃ۔ یہ دونوں مخطوطات ایا صوفیا کی لائبریری میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں دستیاب ہیں۔
(3) کتاب فی الوزن والکیل۔ ذخیرہ حکیم حلب کی زینت ہے۔
(4) کتاب فی الاخلاط۔ حکیم حلب کے یہاں دستیاب ہے۔
(5) کتاب فی النوم والرویا۔
(6) کتاب فی الحمیات۔
(7) کلام فی العطش۔
(8) کتاب فی الفصد۔
(9) رسالۃ فی الاغذیہ۔
(10) کتاب الحمام۔
(11) کتاب فی القوۃ والضعف۔
(12) مقالۃ فی النبض۔
(13) کتاب وعلامات الموت فجاۃ
(14) مختصر فی الکبد۔
(15) کتاب فی دفع ضرر السموم
(16) کتاب فی اوجاع المعدہ۔

یہ تمام مخطوطات حکیم حلب کی لائبریری کے ذخیرہ میں شامل ہیں۔

(17) کتاب فی الاذی
(18) کتاب فی العیار۔
(19) کتاب فی علۃ طول العمر۔
(20) صفۃ الجدری واقواعہ۔
(21) فی ذکر اصلاح الادویۃ المسہلہ۔

(17 تا 21) یہ مخطوطات ایا صوفیا کی لائبریری میں زینت ہے۔

(22) کتاب فی الصداع۔ یہ مخطوطہ م سیکم کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
(23) کتاب فی مرض الاستسقار
(24) کتاب فی اوجاع النقرس
(25) کتاب فی الاستدلال بالنظر الی اصناف البول۔

(23 تا 25) جراح حلب میں محفوظ ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(26) مقالۃ فی الدم
(27) مقالۃ فی المرۃ الصفراء
(28) مقالۃ فی المرۃ السوداء
ان تینوں کے مخطوطات میونخ اور حکیم حلب کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

(29) مقالۃ فی استراق الاطباء۔ میونخ میں محفوظ ہے۔

(30) مقالۃ فی الوباء۔
(31) رسالۃ فی حفظ الصحۃ۔
خدابخش پٹنہ میں محفوظ ہے

(32) رسالۃ فی السہر۔ برلن میں دستیاب ہے۔

(33) مقالۃ فی الاسطقسات۔ طہران میں دستیاب ہے۔

(34) رسالۃ فی علل الشعر۔ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ خدابخش لائبریری پٹنہ

(35) رسالۃ فی تدبیر الابدان۔

(36) کتاب تحریم الدفن۔ آصفیہ اور لائبریری میں موجود ہے۔

یعقوب بن اسحق کندی

سرزمین عرب کا نامور فلسفی اور طب و فلسفہ کی کتابوں کا مشہور مترجم یعقوب بن اسحق کندی نوی صدی عیسوی میں پیدا ہوا[1]۔ جائے پیدائش مختلف ہے زیادہ تر حوالے اس بات کے ہیں کہ بصرہ میں پیدا ہوا[2]۔ ابویوسف کنیت نام یعقوب تھا۔ اسحق بن صباح کا بیٹا تھا۔ اس لیے الکندی کے نام سے شہرت پائی۔

شروع کے چند سال بصرہ میں گزارے پھر حصول علم کے لیے بغداد کے چلا گیا۔ یہیں طب، فلسفہ، حساب، منطق، موسیقی، ہندسہ، جبر و قابلہ اور علم نجوم میں زبردست صلاحیت پیدا کی۔ مسلمانوں میں اپنے زمانے کا سب سے بڑا فلسفی سمجھا جاتا تھا۔ فلسفہ میں ارسطو کا مقلد تھا۔

مذہب کے معاملہ میں بھی مورخین میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ شہرزوری کے

ص1 قرون وسطیٰ میں مسلمانوں کی علمی خدمات۔ ج 1 ص57 مولوی عبدالرحمن۔
ص2 عیون الانباء جلد اول۔ ابن ابی اصیبعہ ص209

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کے مطابق ابتدا میں یہودی تھا پھر اسلام لایا بعض کے نزدیک مذہب عیسائی تھا۔ عروضی سمرقندی کے خیال میں بھی وہ ابتدا میں یہودی تھا[1] ویسے یہ حقیقت ہے کہ وہ اعتزال کی طرف نہ صرف مائل تھا بلکہ اس کا سچا پیرو تھا۔ اس لیے جب المتوکل باللہ کے عہد میں قدیم عقائد کا احیاء ہوا تو اس پر بھی اثر پڑا تھا[2]۔

یعقوب کندی کا سن وفات بھی اختلاف کا شکار ہو گیا ہے چنانچہ محمد لطفی کے نزدیک سنہ 259ھ الاعلام کے مولف کے نزدیک سنہ ۲۶۰ھ[3] معجم المولفین کے مصنف کے خیال میں سنہ ۲۵۲ھ لکھا ہے بعض نے سنہ 235ھ لکھا ہے۔ لہٰذا یقینی طور سے اس کے سن وفات کا تعین بہت دشوار ہے۔ یہ فلسفی طبیب بحیثیت معالج زیادہ مشہور نہیں ہوا۔ البتہ ریاضی، ہندسہ نجوم اور عظیم مصنف کی حیثیت سے اس کا تذکرہ بڑی اہمیت سے کیا گیا ہے۔

یعقوب بن اسحٰق کندی بحیثیت مترجم و مصنّف

مترجم و مصنف کی حیثیت سے کندی کو زبردست شہرت حاصل ہوئی ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ اس کے چار شاگرد نفطویہ، حسنویہ، سلمویہ اور رحمویہ اس کی کتابوں کے نقل کرنے اور مسودات کے صاف کرنے پر مشغول رہتے تھے فلسفہ، منطق، حساب موسیقی، علم نجوم، ہندسہ، فلکیات، احکامیات، جدل، نفسیات، سیاسیات احداثیات جیسے مختلف مضامین پر قفطی نے سنہ 225 کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

یہاں ہم صرف اس کی طبی تصانیف کی تفصیل پیش کر رہے ہیں۔

(1) کتاب الطب الروحانی۔

(2) کتاب الطب البقراطی۔

1۔ چہار مقالہ ص 30

2۔ بیت الحکمت کی طبی خدمات ص ۲۴۸ حکیم وسیم احمد اعظمی۔

3۔ الاعلام جلد 8 خیرالدین زرکلی ص 195، معجم المولفین ص 13 ص 244

6۔ عیون الانباء جلد اول ص 209 ابن ابی اصیبعہ۔

تاریخ الحکماء (اردو ترجمہ) ص 485 حکیم غلام جیلانی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(3) كتاب فى الغذاء والدواء

(4) كتاب الابخرة المصلحة

(5) كتاب الادوية الشفية من الروائح الموذية۔

(6) كيفية اسهال الادوية ۔

(7) كتاب فى علة نفث الدم وعلاجها۔

(8) كتاب تدبير الاصحاء ۔

(9) كتاب اشفية السموم ۔

(10) كتاب فى بحارين الامراض وعلاجها۔

(11) كتاب نفس العضو الرئيس من الانسان ۔

(12) كتاب كيفية الدماغ ۔

(13) كتاب فى علة الجذام

(14) كتاب فى عضة الكلب الكلب

(15) كتاب فى وجع المعدة والنقرس

(16) كتاب فى الامراض الحادثة من البلغم۔

(17) رسالة الى رجل فى علة تشكاها

(18) كتاب فى اقسام الحميات

(19) كتاب فى اجساد الحيوان اذا فسدت

(20) كتاب فى علاج الطحال

(21) كتاب فى قدر منفعة صناعة الطب

(22) كتاب فى تغير الاطعمة۔

(23) كتاب فى القراباذين

(24) رسالة فى الحياة

(25) كتاب الادوية۔

(26) رسالة فى الفرق بين الجنون العارض من مس الشياطين وبين مايكون من فساد الاخلاط ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(27) رسالۃ فی الفراستہ۔

(28) رسالۃ فی ایضاح العلۃ۔

(29) جوامع کتاب الادویۃ المفردہ لجالینوس۔

(30) رسالۃ فی الحیلۃ لدفع الاخزاق۔

(31) رسالۃ فی الابانۃ عن منفعۃ الطب۔

(32) کتاب الترفق فی کیمیا العطر۔

(33) کتاب فی الباہ۔

طب کے مختلف مضامین پر الکندی کی تصانیف سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ اسے طب کے جملہ مضامین میں زبردست گرفت حاصل تھی۔ یہ بات اس کے گہرے مطالعہ کا پتہ دیتی ہے۔

یعقوب بن اسحٰق کندی کے مخطوطات

(1) الاقرابادین۔ یہ مخطوطہ ایاصوفیا لائبریری میں موجود ہے

(2) رسالۃ الی بعض اخوانہ فی الام اض البلغیہ اس کا مخطوطہ حاجی بشیر آغا کے ذخیرہ کی زینت ہے۔ 659ھ میں لکھا گیا ہے۔

(3) کتاب الباہ 569ھ ہجری کا لکھا یہ مخطوطہ ایاصوفیا لائبریری میں دستیاب ہے۔

(4) کتاب الترفق فی کیمیا العطر والتصعیدات من قبل الطب احمد ثالث اور ایاصوفیا کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

(5) رسالۃ الحیلۃ فی دفع الاحتران۔ اس کا مخطوطہ ایاصوفیا، اور لبغدادلی وہبی کے کتب خانوں کی زینت ہے۔

(6) رسالۃ فی النغمۃ۔ اس کا مخطوطہ ایاصوفیا لائبریری میں دستیاب ہے۔

ثابت بن قرہ حرانی

مشہور مترجم وطبیب ثابت بن قرہ بمقام حران ۲۱ صفر 211ھ مطابق 836ء میں پیدا ہوا۔ پورا نام ابوالحسن ثابت بن قرہ بن کرایا بن ابراہیم بن سالا مانس ہے۔ مذہب

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

صابی تھا۔ (صابی مذہب کے ماننے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو حضرت ادریسؑ کے فرزند طاطا کو مانتے ہیں۔)

ثابت نے چند سال شروع میں حران میں بسر کیے۔ پھر محمد بن موسیٰ کے ساتھ بغداد چلا آیا کتابوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ ثابت ابتدائی دنوں میں صرافی کا کام کرتا تھا۔ محمد بن موسیٰ سے بلاد روم سے واپسی پر ملاقات ہوئی اس کی صلاحیتوں کو دیکھ کر محمد بن موسیٰ اسے اپنے ساتھ بغداد لے گیا[2] وہیں اس کی مزید تعلیم ہوئی۔ محنت کر کے منطق، فلسفہ، ہندسہ، علم الافلاک میں نمایاں مہارت حاصل کی۔ کچھ دنوں بعد محمد بن موسیٰ نے اسے منجم کی حیثیت سے المعتضد کے دربار میں رکھوادیا۔ یہاں ثابت بن قرہ نے اپنی صلاحیتوں سے المعتضد پر اتنا سکہ جمایا کہ لنگوٹیا یار بن گیا[3]

ابن ابی اصبیعہ نے لکھا ہے کہ ثابت بن قرہ اپنے زمانہ میں طب اور فلسفہ کے دوسرے علوم میں لاثانی تھا[4] مصنف اور مترجم کی حیثیت سے بھی ثابت ایک اعلیٰ مقام کا مالک تھا۔

علم و حکمت کا یہ چراغ ۲۶ ماہ صفر 288ھ مطابق 901ء میں گل ہو گیا[5]

ثابت بن قرہ بحیثیت طبیب

طبیب اور معالج کی حیثیت سے ثابت بڑے مرتبہ کا آدمی تھا اس کی معالجانہ حذاقت کے سلسلہ میں مختلف مورخین نے درج ذیل واقعہ کو بڑی مدح و ستائش کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ہوا یوں کہ ایک دن ثابت بن قرہ شاہی محل کی طرف جا رہا تھا۔ اچانک ایک گھر

---

1. عیون الانباء جلد اوّل ص 216 ابن ابی اصبیعہ
2. تاریخ الحکماء قفطی ص 115
3. مختصر التاریخ الطب العربی ص 409 ڈاکٹر کمال سارائی۔
4. عیون الانباء جلد اوّل ص 217 ابن ابی اصبیعہ۔
5. الاعلام جلد 3 ص 98 خیرالدین زرکلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے رونے کی آواز سنائی دی ثابت وہیں رک گیا اور یہ معلوم ہوتے پر کہ اس کے گھر کے مکین قصاب کا انتقال ہوگیا ہے۔ ثابت کہنے لگا کہ وہ ابھی زندہ ہے مجھے اس کے پاس لے چلو اور گھر والوں کو نرم غذا تیار کرنے کی ہدایت کی پھر ایک غلام کو حکم دیا کہ قصاب کے ٹخنوں پر لاٹھیوں سے ضرب لگاؤ اور ہاتھ اس کی نبض پر رکھا کچھ دیر بعد ایک پیالہ منگایا اور بغل سے ایک دوا کی شیشی نکالی اور تھوڑی سی دوا پانی میں ملا کر قصاب کے منہ میں ڈال دی۔

تھوڑی دیر بعد قصاب اٹھ بیٹھا چاروں طرف شور مچ گیا بات ہوتے ہوتے معتضد تک پہونچی خلیفہ نے پوچھا کہ تم نے کمال کر دیا۔ ثابت بولا دراصل قصاب روزآنہ بکرے کا دل چیر کر پی لیتا تھا اسی وجہ سے اسے سکتہ ہوگیا تھا میں کئی دنوں سے اس کی یہ حرکت دیکھ رہا تھا چنانچہ میں نے پہلے بدن کے اعصاب میں حرکت دینے کے لیے ضربیں لگوائیں پھر دوا پلائی تو فائدہ ہوا۔ ثابت بن قرہ کے درج ذیل حکیمانہ مقولے بھی اس کی فنی مہارت کا پتہ دیتے ہیں۔

بوڑھے آدمی کے پاس اچھا باورچی اور خوبصورت کنیزہ مت رکھو۔ کیوں کہ اچھا کھانا زیادہ کھا کر بیمار ہوگا۔ اور کنیزہ اچھی ہوگی تو کمزوری زیادہ ہوگی۔

جسم کا آرام کم کھانے پر، نفس کا آرام کم گناہ کرنے پر قلب کی آسائش کم سوچنے پر اور زبان کی راحت کم بولنے پر منحصر ہوتی ہے۔

ثابت بن قرہ بحیثیت مترجم و مصنّف

طبیب کے علاوہ ثابت بن قرہ کو بحیثیت مترجم زبردست شہرت حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ براؤن نے اعتراف کیا ہے کہ مترجمین کا ایک گروہ جو یونانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا حرانی تھا اور وہاں کے علماء فضلاء میں ثابت بن قرہ اور قسطا بن لوقا کی خدمات ترجمہ کے سلسلہ میں بے حد اہم ہیں[1]۔

ابن ابی اصیبعہ مختلف زبانوں میں مہارت اور اس کے ترجمہ کے اسلوب کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

ثابت بن قرہ عربی زبان کا اعلیٰ درجہ کا مترجم تھا اس کی عبارت سلیس اور خوب صورت

---

[1] ترجمہ براؤن طب الوب ص۹

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتی تھی وہ سریانی اور دوسری زبانوں کا بڑا ماہر تھا[1]۔

دیگر مترجمین کی طرح ثابت بن قرہ نے بھی ارسطو۔ جالینوس بقراط وغیرہ کی کتابوں کے ترجمے کیے ہیں۔ قفطی نے اس کی ۱۰۰ سے زائد کتابوں کا تذکرہ کیا ہے[2]۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی درج ذیل طبی کتابوں کے نام شامل کیے ہیں۔

(1) کتاب فی اختصار کتاب جالینوس فی الاغذیہ۔
(2) کتاب فی الحث علی تعلیم الطب۔
(3) کتاب فی النبض۔
(4) مختصر فی الاسطقسات لجالینوس۔
(5) کتاب فی وجع المفاصل والنقرس۔
(6) کتاب فی صفۃ کون الجنین۔
(7) کتاب فی المولودین بسبعۃ اشہر۔
(8) کتاب فی البیاض الذی یظہر فی فی العنق۔
(9) جوامع عملہا لکتاب جالینوس فی الذبول۔
(10) جوامع عملہا لکتاب جالینوس فی الاعضاء الآلمہ۔
(11) کتاب فی اوجاع الکلی والمثانہ۔
(12) مقالۃ فی اختیار وقت سقوط النطفہ
(13) جوامع عملہا لجالینوس فی الادویۃ المفردہ۔
(14) کتاب فی اجناس تنقسم الیہ الادویۃ۔
(15) کتاب فی اجناس ماتوزن بہ الادویہ
(16) کتاب فی الصفار۔
(17) کتاب فی الرد علی من قال ان النفس مزاج۔
(18) جوامع کتاب المرۃ السوداء لجالینوس۔

---

1. عیون الانباء جلد اول ص 216
2. تاریخ الحکماء قفطی ص 117

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(19) جوامع کتاب سوء المزاج المختلف لجالینوس۔

(20) جوامع کتاب تشریح الرحم لجالینوس۔

(21) کتاب اصناف الامراض۔

(22) جوامع کتاب الفصد لجالینوس۔

(23) کتاب فی تدبیر الامراض الحادہ۔

(24) رسالۃ فی الجدری والحصبہ۔

(25) اختصار کتاب جالینوس للنبض الصغر۔

(26) کتاب فی وصف النقرس۔

(27) کتاب فی تدبیر الصحۃ۔

(28) جوامع کتاب النبض الکبیر۔

(29) کتاب فی تشریف صناعۃ الطب۔

(30) کتاب البصر۔

(31) اختصار کتاب حیلۃ البر لجالینوس۔

بعض لوگوں نے کتاب الذخیرہ نامی کتاب کو ثابت سے منسوب کیا ہے۔ راقم السطور نے کتاب الذخیرہ کا عربی متن مطبوعہ بھی دیکھا ہے لیکن قفطی نے واضح طور سے اس بات کی تردید کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور کتاب کتاب البطیرہ بھی اس سے منسوب ہے جس کا فارسی ترجمہ مخطوط کی شکل میں کو بریلی کی لائبریری میں موجود ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قرونِ وسطیٰ کے چند نامور اطباء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جبریل بن بختیشوع

جندی شاپور سے بغداد میں آنے والا ممتاز ترین طبیب جبریل بن بختیشوع کے ابتدائی حالات سے تاریخ کے حوالے خالی ہیں۔ صرف اتنا ملتا ہے کہ عباسی خلفاء ہارون رشید و مامون رشید کا طبیب خاص رہا۔

اپنی اعلیٰ ترین حاذقانہ خصوصیات کی بناء پر ہارون رشید اس پر بے حد اعتماد کرتا تھا۔ اس نے اعلان کرادیا تھا کہ جسے کچھ طلب کرنا ہو جبریل کے ذریعہ طلب کرے۔[1] مشہور ہے کہ ہارون رشید کے دربار میں اس کی برتری کا سبب یہ تھا کہ ایک بار خلیفہ کی لونڈی کے ہاتھ کسی طرح سوتے میں اوپر کو اٹھے رہ گئے بہت علاج ہوا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ جبریل کو طلب کیا گیا۔ اس نے بادشاہ سے اجازت لے کر لونڈی کو برسرعام ننگا کرنے کی کوشش کی۔ لونڈی نے حیرت زدہ ہو کر اپنے ہاتھ نیچے کر دئیے اور مرض جاتا رہا۔[2] خلیفہ جبریل کی اس حذاقت سے بے حد خوش ہوا اور خوب انعام واکرام سے نوازا لیکن جیسا تمام درباری اطباء کے ساتھ ہوتا آیا تھا جبریل کے ساتھ بھی اس سے مختلف حالات نہیں پیش آئے۔ ہوا یوں کہ ہارون رشید نے اپنے مرض الموت کے علاج کے سلسلہ میں ایک دن جبریل سے ناراض ہو کر کہا کہ تم اتنے بڑے مزاج شناس

---

1. عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ابن ابی اصیبعہ صد 158
2. تاریخ الحکماء، جمال الدین قفطی صد 135

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو کر بھی میرا علاج کیوں نہیں کرتے۔ جبریل نے جواب دیا۔ جناب والا میری ہدایات پر بالکل عمل نہیں کرتے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجامعت میں کمی کیجئے اور طوس سے وطن واپس چلئے لیکن آپ میری بات نہیں مانتے ہیں آپ کا علاج کیسے کروں۔

خلیفہ اس حق گوئی پر بے حد برہم ہوئے اور اسے قید کر دیا۔ دوسری طرف معشوق زنگار یہودی طبیب نے بادشاہ کے کان بھر دیئے تو اس کے قتل کے احکامات بھی صادر کر دیئے گئے وہ تو کہئے کہ فضل بن ربیع جبریل سے بڑی محبت کرتا تھا۔ اس نے یہ سوچ کر کہ ہارون رشید اب چند دنوں کا مہمان ہے اس کے حکم کو ٹال دیا چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد ہارون رشید کا انتقال ہو گیا اور موت کا سایہ سر سے ٹل گیا۔

ہارون کے بعد خلیفہ مامون (۸۱۳ ـ ۸۳۳ء) کے تخت نشین ہونے کے بعد جبریل کے دن پھر لوٹے اور اس کی عزت بحال ہو گئی۔ جیل خانے سے پھر دربار نصیب ہوا ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ مامون جبریل کو اس قدر مانتا تھا کہ اس کی رائے لئے بغیر کوئی چیز نہیں کھاتا تھا۔ مامون کا معمول تھا کہ ہر روز صبح سب سے پہلے جبریل کا منہ دیکھتا تھا جرجی زیدان کی تحریر ہے کہ جبریل پہلا شخص ہوتا تھا جو علی الصباح مامون کی رہائش گاہ پہنچ کر اس کی پلکیں دھوتا تھا اور آنکھوں میں سرمہ لگاتا تھا[2]

تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے کہ مامون اور جبریل میں بڑی بے تکلفی کے مذاق ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ مامون نے جبریل سے کہا کہ ایک ہرنی نے میرا دل چھین لیا ہے، میں بہت بیمار ہوں بولو تم میری کیا مدد کر سکتے ہو کون سی دوا اس مرض کے لئے تمہارے پاس موجود ہے[3]

جبریل کا مطب اور آمدنی :۔

جبریل یونانی طریقہ سے علاج کرتا تھا اور کبھی ضرورت پڑنے پر یونانی کتابوں ہی

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ صـ 158

[2] تاریخ التمدن الاسلامی ج سوم صـ 164 جرجی زیدان۔

[3] معجم المولفین ج ۳ ۔ 115 عمر رضا کحالہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو بنیاد بناتا تھا پرہیز کے سلسلہ میں اس کا کہنا تھا کہ دانشمندی یہ ہے کہ کھانے کی ہر چیز غذا کے طور سے کھائی جائے اور روزمرہ کوئی نہ کوئی ثقیل غذا استعمال کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ معدہ بوقتِ ضرورت ایسی چیزوں کو قبول کرلیتا ہے اور انسان تکلیف نہیں اٹھاتا۔[1]

جبریل نے اپنے مطب کے ذریعہ اور درباری طبیب کے عہدہ کے ذریعہ خطیر رقم حاصل کرتا تھا۔ قفطی کے بیان کے مطابق جبریل کو پبلک فنڈ سے دس ہزار درہم ماہانہ ملتے تھے اس کے علاوہ خلیفہ اپنی جیبِ خاص سے ہر سال کے شروع میں 50 ہزار درہم دیتا تھا۔ دس ہزار درہم ملبوسات کے لئے عطا ہوتے تھے سال میں دوبار خلیفہ ہارون رشید فصد کھولنے کے عوض ایک لاکھ درہم دیتا تھا اسی طرح مسہل دینے کے لئے سال میں دوبار اسے ایک لاکھ درہم وصول ہوتے تھے باہری مطب کی آمدنی اس کے علاوہ تھی۔ اس آمدنی کا تخمینہ اگر آج کے رائج روپیوں سے لگایا جائے تو یقیناً کھرب سے زیادہ مالیت ہو جائے گی۔[2]

جبریل طبیب کے علاوہ مصنف بھی تھا۔ اس عظیم طبیب نے 828 عیسوی میں سفرِ آخرت اختیار کیا اور اپنی خواہش کے مطابق مار جرجیس میں دفن کیا گیا۔[3]

جبریل کی تصانیف :-

1. کتاب الباہ باہ کے نقصانات اور اس کے ازالہ کی تدابیر لکھی گئی ہیں۔
2. رسالہ فی الطعام والشراب۔
3. کناش فی الطب۔
4. کتاب فی صناعۃ البخور۔
5. رسالۃ فی الطب۔

---

[1] اریبین میڈیسن، جلد اول ڈونالڈ کامپبل ص 57
[2] تاریخ الحکماء، جمال الدین قفطی ص 449
[3] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 386 کمال سامرائی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

6۔ صفات کتبھا للمامون۔
7۔ ورم الخصی۔
8۔ رسالۃ فی المطعم والمشرب۔
9۔ مقالۃ فی العین۔ امراض عین کی علامات اور علاج سے تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

جبرئیل کے دستیاب طبی مخطوطات:۔

1۔ کتاب الباہ۔ یہ کتاب جبرئیل نے خلیفہ ہارون رشید کے لئے لکھی تھی اس کا مخطوطہ حلب کے مکتبہ حکیم میں دستیاب ہے۔
2۔ رسالۃ فی الطعام والشراب۔ خلیفہ مامون کے لئے لکھی گئی اس کتاب کا مخطوطہ بھی مکتبہ حلب کی زینت ہے۔
3۔ صفات کتبھا للمامون اس کا مخطوطہ رباط کی کتانی لائبریری میں محفوظ ہے۔
4۔ رسالۃ فی المطعم۔ حکیم حلب میں محفوظ ہے۔
5۔ مقالۃ فی العین جراح حلب کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
6۔ کناش الکبیر وحید پاشا کی کتاھیہ لائبریری میں دستیاب ہے۔

جورجس بن جبریل

طبی کتابوں کا پہلا مترجم[1] جورجس بن جبرئیل طب یونانی میں زبردست شہرت کا مالک ہے۔ اس طبیب سے یونانی طب کے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سے پہلے مدرسہ جندی شاپور جاکر طب حاصل کرنے والے عرب اطباء کا تذکرہ تو ملتا ہے لیکن اس طبیب کے بغداد آنے سے طب یونانی پر نمایاں اثرات مرتب ہوئے بلکہ سچائی یہ ہے کہ عربی کتابوں کے تراجم کا خیال انھیں جندی شاپوری اطباء کی دین ہے اور جورجس اس قافلہ کا سپہ سالار تھا۔

بحیثیت طبیب جندی شاپور کے بیمارستان کے افسر اعلیٰ کی حیثیت سے اُسے

---

[1] الفہرست ابن ندیم صہ 296

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بڑی شہرت حاصل ہے۔ انہی دنوں خلیفہ منصور بیمار پڑا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مجبوراً مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ جندی شاپور سے جورجس کو طلب کیا جائے۔ جورجس اپنے شفا خانے کو بہت عزیز رکھتا تھا اس لئے اس نے پہلے تو انکار کیا مگر حاکم کے حکم سے آنا ہی پڑا۔[1]

بغداد آتے ہی اس نے منصور پر بہت اچھا تاثر قائم کیا اور اس کا کامیاب علاج کر کے اس کے دربار میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ کتابوں میں ملتا ہے کہ اس کے لئے منصور نے اپنے محل کے پاس بڑی خوب صورت رہائش گاہ بنوائی تھی اور اسے تمام سہولیات مہیا کی گئی تھیں۔ حد یہ ہے کہ شراب تک کا انتظام کیا گیا تھا۔[2]

۲ سال تک وہ بڑی کامیابی سے اپنی حذاقت کا سکہ جمائے رہا۔ مرض الموت کے قریب جندی شاپور واپس گیا۔ بادشاہ اس کے بیٹے کی حذاقت سے واقف تھا۔ اس نے خواہش کی جورجس اپنے بعد اپنے لڑکے کو بھیج دے لیکن جورجس نے جندی شاپور کے شفا خانے کے لئے اپنے بیٹے کی موجودگی ضروری سمجھتے ہوئے انکار کر دیا البتہ اپنے ایک باکمال شاگرد عیسیٰ بن شہلا کو روانہ کر دیا۔[3]

جورجس اخیر عمر تک جندی شاپور میں طبی خدمات انجام دیتا رہا بالآخر 152ھ/769 عیسوی میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی صرف دو تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

1. الکناش۔ عربی زبان میں ترجمہ ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے جس کے حوالے تمام قدیم کتابوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔
2. کتاب الاخلاط۔ اخلاط کے بارے میں تفصیلی معلومات پر مشتمل اس کتاب کو بھی اطباءِ قدیم نے کثرت سے بطورِ حوالہ پیش کیا ہے۔

بنیادی طور سے جورجس طبیب تھا۔ ادویہ مفردہ پر اس کی معلومات بہت وسیع

---

[1] تاریخ الحکماء صفحہ 158 جمال الدین قفطی۔

[2] عیون الانباء فی طبقات الاطباء صفحہ 183/1 ابن ابی اصیبعہ۔

[3] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول صفحہ 382۔ دکتور کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھیں۔ کاش اس کے معالجانہ طرز کی تفصیل آج معلوم ہوتی تو طب یونانی کے سرزمین عرب میں داخل ہونے سے پہلے جندی شاپوری اطباء کے انداز علاج سے استفادہ کیا جا سکتا۔

ابوالحسن علی بن سہل ربن طبری :۔

علی بن سہل ربن طبری کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں مختلف ناموں سے کیا گیا ہے۔ الارشاد[1] میں علی بن زے الفہرست[2] میں علی بن رتن مرجع الذہب[3] میں علی بن زید، معجم البلدان[4] میں علی بن زین تاریخ طبری[5] میں علی بن زین النصرانی۔ عیون الانباء[6] میں ابوالحسن علی بن سہل بن رین الطبری کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھا جائے تو علی کا نام کتابوں میں مشترک ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے کسی حد تک درست لکھا ہے البتہ سہل کے بعد بن ربن کا اضافہ کیا گیا ہے۔

مطالعہ کے دوران معلوم ہوا کہ صحیح نام ابوالحسن علی بن ربن طبری ہے کیونکہ اسی نام کو مصنف نے اپنی کتاب فردوس الحکمت کے تعارف میں لکھا ہے[7]

ناموں کے سلسلہ میں دراصل ربن کو بھی ایک شخص سمجھنے کی غلطی ہو گئی ہے حالانکہ ربن کے مفہوم کے طور پر قفطی نے لکھا ہے کہ ربن سریانی زبان میں ائمہ یہود کے نام تھے چونکہ علی کا باپ بھی یہود کے معتدر ائمہ میں تھا اسی لئے اسے ربن کہا جاتا تھا[8]۔

1۔ الارشاد، یاقوت جلد دوم صفحہ 289
2۔ الفہرست ابن ندیم صفحہ 295
3۔ مرجع الذہب المسعودی جلد ہشتم صفحہ 326
4۔ معجم البلدان یاقوت جلد دوم صفحہ 608
5۔ تاریخ طبری صفحہ 276
6۔ عیون الانبا، جلد اول ابن ابی اصیبعہ صفحہ 309
7۔ اسٹڈیز آف اریبک اینڈ پرشین لٹریچر زبیر صدیقی صفحہ 46
8۔ تاریخ الحکما، جمال الدین قفطی صفحہ 231

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مشہور طبیب ماہر منجم، بے مثال مہندس، و ریاضی داں ابوالحسن علی بن سہل ربن طبری بحیرۂ اخضر کے جنوب میں واقع ایران کے صوبہ طبرستان کے شہر مرو میں 810ء کے آس پاس پیدا ہوا۔

علی ایک نہایت تعلیمیافتہ خاندان کا فرزند تھا اس کا چچا ابوزکریا یحییٰ بن نعمان عراق میں اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی وجہ سے بڑی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کا باپ سہل بھی زبردست عالم تھا خود اپنی کتاب کے تعارف میں علی نے لکھا ہے "میرا باپ شہر مرو کے خاندان کا چشم و چراغ تھا اور بڑا راست باز تھا اس نے طب اور فلسفہ کی کتابوں سے استفادہ کیا اور اپنے اجداد کے پیشہ پر طب کو ترجیح دی۔

طب کے علاوہ ریاضی کے مختلف شعبوں کا ماہر تھا۔ چنانچہ قفطی نے لکھا ہے کہ المجسطی کا سب سے اچھا ترجمہ علی کے والد سہل نے کیا تھا[1] علی نے ابتدائی تعلیم اپنے باپ سے حاصل کی بعد میں دوسرے اساتذہ سے علم نجوم، فلسفہ، ریاضی اور طب سیکھی۔ ساتھ ساتھ یونانی۔ سریانی، عربی اور عبرانی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کی۔ چنانچہ کتاب فردوس الحکمت میں جگہ جگہ اصطلاحات کے تقابلی ترجمہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ اپنی تعلیم کے بعد علی بن سہل نے علم و ہنر کے مرکز عراق و شام اور بغداد میں مطب کا آغاز کیا۔ چند ہی دنوں میں ماہر طبیب کی حیثیت سے اس کا شہرہ ہو گیا۔ اسی دوران اس نے بقراط، جالینوس اور چند ہندوستانی اطباء کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا۔ مطالعہ کے دوران اس نے طب میں ایک جامع کتاب کی کمی محسوس ہوئی تو اس نے فردوس الحکمت لکھنے کا ارادہ کیا۔

مامون کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں علی بن سہل کی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا ہوا یہ کہ مامون نے مازیار بن قارن کو مولیٰ امیر المؤمنین کا خطاب عطا کیا اور طبرستان کا علاقہ اس کی نگرانی میں دے دیا اسی دوران علی بن سہل طبرستان چلا گیا اور وہاں اس کا سکریٹری رہا[2]۔ جب مازیار نے مامون کے خلاف بغاوت کی اور آخر میں گرفتار ہوا تو علی

---

[1] تاریخ الحکماء جمال الدین قفطی صفحہ 231۔ [2] تاریخ طبرستان صفحہ 146

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہر رے کی طرف چلا گیا وہاں اس نے دوبارہ مطب شروع کیا[1]۔ کچھ دنوں بعد خلیفہ معتصم کے دربار میں حاضری ہوئی۔ وہاں بھی اس کا سکرٹیری رہا۔ اس کے بعد متوکل کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوا[2]۔

علی بن سہل کے متعلق کتابوں میں ملتا ہے کہ اس نے بغداد اور رے میں طب کی تعلیم دی۔ اس کے شاگردوں میں مشہور طبیب ذکریا رازی کا نام بھی شامل ہے چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے اسے معلم الرازی فی صناعۃ الطب لکھا ہے[3]۔

زکریا رازی کی شاگردی کے بارے میں مائرھوف نے اپنے ایک مضمون میں یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ زکریا رازی علی بن سہل کا شاگرد ہو کیونکہ رازی کا دورانِ حیات (860 - 925ء) ہے اور رازی نے 30 سال کے بعد طب کی تعلیم شروع کی۔ اس بات کے جواب میں ڈاکٹر زبیر صدیقی نے لکھا ہے کہ یہ بات اس لئے ممکن ہے کہ اول تو رازی کی سن پیدائش مختلف فیہ ہے۔ دوسرے کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ علی بن سہل 890ء تک زندہ رہا ہو چنانچہ ممکن ہے کہ اس نے 30 سال کی عمر یعنی 890ء میں رے میں علی بن سہل سے لکچر سنے ہوں۔

اس عظیم طبیب کے سالِ وفات کی تحقیق نہیں ہو سکی بہرحال حوالوں سے اتنا ضرور چلتا ہے کہ وہ 85 سال زندہ رہا۔ لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ 895ء کے بعد ہی انتقال ہوا ہوگا۔ علی بن سہل کی طبابت کے بارے میں کتابوں میں کوئی خاص تذکرہ نہیں ملتا البتہ اس کے مطب کرنے کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ بحیثیتِ مصنف اس کا امتیازی اسلوب آج بھی مسلم ہے۔

علی بن سہل بحیثیتِ مصنف :-

اس کی تصانیف کے بارے میں بھی مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ

---

[1] اسٹڈیز ان عربک اینڈ پرشین لٹریچر ص 52

[2] حوالۂ سابق ص 52

[3] عیون الانباء جلد اول ابن ابی اصیبعہ ص 309 ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن ندیم نے [1] 15 ابن ابی اصیبعہ [2] نے 2 اسفندیار [3] نے 13 کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر زبیر صدیقی [4] نے درج ذیل 14 کتابوں کے نام شامل کئے ہیں۔

1. تحفۃ الملوک۔
2. فردوس الحکمۃ۔
3. کناش الحضرۃ۔
4. کتاب منافع الادویۃ والاطعمۃ۔
5. کتاب فی الامثال والادب۔
6. کتاب ارفاق الحیاۃ۔
7. کتاب حفظ الصحۃ۔
8. کتاب فی الحجامۃ۔

10. کتاب فی ترتیب الادویۃ۔
11. بحر الفوائد۔
12. کتاب الدین والدولۃ۔
13. کتاب فی الرد علی اصناف النصاریٰ۔
14. کتاب العدۃ۔
15. کتاب اللولولوہ فی تدبیر الصحۃ۔

کتاب فردوس الحکمت پہ ایک نظر:۔

فردوس الحکمت علی بن سھل کی ایک ایسی تصنیف ہے جس کے سلسلہ میں یہ کیاجاتا

---

[1] کتاب الفہرست ابن ندیم صفحہ 296

[2] عیون الانباء جلد اول صفحہ 309۔

[3] تاریخ طبرستان صفحہ 80

[4] اسٹڈیز اِن اربک اینڈ پرشین لٹریچر صفحہ 53۔ ڈاکٹر زبیر صدیقی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے کہ عربی زبان میں اس قدر محیط اور جامع کتاب نہیں لکھی گئی اس کتاب میں بیشتر طبی مباحث کے علاوہ فلسفہ علم تغیر موسمیات، حیوانیات، علم تولید، نفسیات اور فلکیات کے مضامین کے اضافہ کی وجہ سے اس کی جامعیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ فردوس الحکمت کی شہرت کے سلسلہ میں جو براؤن نے لکھا ہے کہ یہ کتاب اس لئے زیادہ مشہور ہو گئی کہ علی بن سہل رازی کا استاد تھا لیکن حالانکہ فردوس الحکمت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے طب کی یہ شاہکار تصنیف ہے۔

فردوس الحکمت کے قلمی نسخے برٹش میوزیم، برلن، گوتھا۔ حکیم خواجہ کمال الدین لکھنوی رضا رامپور ایا صوفیا اور دانش گاہ طہران کے کتب خانوں کی زینت ہیں

حال ہی میں ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی نے اس کا اردو ترجمہ عربی متن کے ساتھ شائع کیا ہے لیکن ہندوستانی طب سے متعلق حصہ شائع نہیں ہوا ہے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بقراط، جالینوس، ارسطو، ابن ماسویہ حنین بن اسحٰق، کی کتابوں کے علاوہ طراسلس، مفنس، فیثاغورث، دیراطیس، اور دیسقوریدوس کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے خاص طور سے آخری مقالہ میں ہندوستانی طب (آیورویدا) سے متعلق موضوع کی شمولیت نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

تقریباً 5 سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کے سات حصے مقرر کئے گئے ہیں اور 30 مقالات اور 360 ابواب کے ذریعہ طب کے مختلف مضامین سے بحث کی گئی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا حصہ ایک مقالے اور 12 فصلوں پر مشتمل ہے اس حصہ میں تمام فلسفیانہ مباحث، امور طبعیہ، کیفیات، ارکان اور استحالہ سے بحث کی گئی ہے۔

دوسرے حصہ میں 5 مقالات شامل کئے گئے ہیں۔ پہلے مقالہ میں 18۔ دوسرے حصے میں 10۔ تیسرے میں 12۔ چوتھے میں 5 اور پانچویں مقالہ میں 7 فصلیں شامل کی گئی ہیں۔ فردوس الحکمت کا یہ حصہ علم جنس، حمل، مختلف اعضاء۔ عمروں اور فصلوں سے

لہ ترجمہ براؤن طب العرب صفحہ 64 از نیر واسطی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور بعض عصبی امراض کے علاوہ حفظِ صحت سے متعلق تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

تیسرا حصہ صرف ایک مقالہ پر مشتمل ہے جس میں تین فصلوں کے ذریعہ غذاؤں اور تغذیہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چوتھا حصہ طویل ہے اس میں 12 مقالات ہیں۔ پہلے مقالے میں 9 دوسرے میں 14، تیسرے میں 12، چوتھے میں 7، پانچویں میں 7، چھٹے میں 6، ساتویں میں 5۔ آٹھویں میں 14، نویں میں 19۔ دسویں میں 26۔ گیارھویں میں 13 اور بارھویں میں فصلیں شامل کی گئی ہیں۔ اس حصہ میں عام علم امراض اور اصولِ علاج کے علاوہ سرتا پیر جملہ امراض کی تفصیل لکھی گئی ہے اس کے علاوہ حمیات، فصد، حجامت، غسل اور نبض قارورہ کے دلائل سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

پانچویں حصہ میں ایک مقالہ میں 9 فصلوں کے ذریعہ ذوق، روائح اور مختلف رنگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

چھٹا حصہ 6 مقالات پر محیط ہے پہلے میں 16 دوسرے میں 5 تیسرے میں 1 چوتھے میں 4 2۔ پانچویں میں 2۔ چھٹے میں 8 فصلوں کی تقسیم کر کے علم الادویہ، اور علم السموم پر نہایت شاندار بحث کی گئی ہے۔

ساتواں حصہ 4 مقالات پر مشتمل ہے پہلے میں 11۔ دوسرے میں 5۔ تیسرے میں 6 اور چوتھے میں 36 فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ ان فصلوں میں آب و ہوا کے اثرات علم ہیئت اور علم سموم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آخری حصے کا چوتھا مقالہ خاص طور سے اہمیت کا حامل ہے اس میں 36 فصلوں کے ذریعہ ہندوستانی طب یعنی آیورویدک سے متعلق جامع معلومات فراہم کی گئی ہیں اس حیثیت سے فردوس الحکمت طب کی دوسری کتابوں کے مقابلہ میں ممتاز نظر آتی ہے۔

کتاب کے مختلف مقالات اور ابواب کے مضامین کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ طب کے جملہ مضامین پر علی بن سہل کی نظر بڑی گہرائی تھی اور مصنفانہ حیثیت سے اس کا مقام بہت بلند ہے۔

مختلف لائبریریوں میں ربن طبری کے مخطوطات :۔

1۔ کتاب حفظ الصحۃ۔ بودلیان لائبریری میں دستیاب ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

2۔ کتاب منافع الاطعمہ والاشربہ۔ باسل حلب کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

3۔ کتاب الحجامتہ۔ یہ بھی باسل میں دستیاب ہے۔

4۔ کتاب اللونوہ۔ ایا صوفیا کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

5۔ فردوس الحکمت۔ اس اہم کتاب کے مخطوطات برٹش میوزیم، ایا صوفیا، برلن رام پور اور حکیم کمال الدین لکھنؤ کے ذخیروں کی زینت ہیں۔

احمد بن محمد الطبری

ابوالحسن احمد بن محمد الطبری طبرستان کا نہایت مشہور طبیب تھا۔ اس عظیم مصنف وطبیب کے ابتدائی تفصیلی حالات سے تاریخ کی کتابیں یکسر خالی ہیں اس سلسلہ میں خلف ہمرنا کا تبصرہ بڑی حد تک حقیقت پر مبنی ہے کہ ابن ابی اصیبعہ پہلے مسلم مؤرخ نہیں جنہوں نے احمد بن محمد طبری کا تذکرہ کیا ہے[1] تاریخ پیدائش کا تعین نہیں ہوسکا۔ قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوا ہوگا۔ طبرستان کا باشندہ تھا۔ حصولِ تعلیم کے لئے رے، ہمدان، اصفہان، اور اھواز کا سفر کیا[2]۔ طب کی تعلیم میں طبیب ابو ماہر بن سیار کا نام بحیثیت استاد ملتا ہے۔ بعض مصنفین کا خیال ہے کہ مشہور طبیب المجوسی (۳۸۳ھ / ۹۹۴ء) کا معاصر تھا۔ طب میں مہارت حاصل کرنے کے بعد والیِ اہواز ابوعبداللہ بن محمد مہدی (متوفی ۳۳۲ھ) کے ہمراہ رہا۔ اس کی وفات کے بعد رکن الدولہ (۹۳۲ - ۹۷۶ء) کے دربار میں شاہی طبیب کے عہدہ پر فائز رہا۔ اس کے بعد شاہ رکن الدولہ کے وزیر ابوالفہد محمد الخطیب بن الحمید (۹۷۱ء) کے ساتھ بھی بحیثیتِ طبیب فرائض انجام دیتا رہا۔

اس کی اپنی تصنیف میں بیان کردہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور تمام مذاہب کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

1۔ ہیلتھ ان ارلی اسلام جلد دوم صفحہ 389

2۔ مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی صفحہ 531

3۔ عیون الانباء، ابن ابی اصیبعہ صفحہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبری نے طب کے علاوہ زندگی اور موت، شادی اور خاندان، مادہ اور روح زمان ومکان جیسے فلسفیانہ مباحث سے بھی کھل کر بحث کی ہے۔

طبی تحریروں میں بقراط اور جالینوس کے اثرات اس کے یہاں بے حد نمایاں نظر آتے ہیں معالجات کے سلسلے میں وہ ایک منفرد انداز کا مالک تھا اس وجہ سے اس کی تصنیف معالجات بقراطیہ عظیم حیثیت رکھتی ہے قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ وہ معالجانہ بحثوں میں صرف قدیم نظریات کا پابند نہیں تھا بلکہ اپنے ذاتی تجربات کو بڑی اہمیت دیتا تھا اس کی تاریخِ وفات کا بھی تعین دشوار ہے۔

الاعلام کے مؤلف نے 370ھ مطابق 985ء اس کی تاریخِ وفات بتائی ہے[1]

اس کی تین کتابیں ہیں۔ 1۔معالجات بقراطیہ 2 رسالۃ فی القارورہ ۔ 3 .علاج الاطفال۔

معالجاتِ بقراطیہ پر ایک نظر:۔

یہ کتاب معالجات سے متعلق ایک منفرد اسلوب پر لکھی گئی ہے اب تک مخطوطہ کی شکل میں دستیاب ہے اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ کی طباعت کا کام سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن میں جاری ہے اور عنقریب منظر عام پر آنے کی توقع ہے۔

طبری نے بقراط سے فرطِ عقیدت کی بناء پر اس کتاب کا نام معالجاتِ بقراطیہ رکھا ہے معالجاتِ بقراطیہ کا سب سے اہم حصہ علاج اطفال کا ہے جس کے متعلق مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے پہلے کسی نے توجہ نہیں کی ہے۔

معالجاتِ بقراطیہ درجِ ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے سے چھٹے باب تک جرب اور امراض راس سے بحث کی گئی ہے ۔

ساتواں باب۔ بچوں کی مرگی سے متعلق ہے۔

آٹھواں باب۔ کزاز کے بیان پر محیط ہے۔

نواں باب اور دسواں باب بھی کزاز پر مشتمل ہے۔ خاص طور سے بچوں کے کزاز سے متعلق تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

---

[1] الاعلام جلد اول صفحہ 208 خیرالدین زرکلی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

باب 13۔ 14۔ بچوں سے متعلق ناک کی بیماریوں اور بد گوشت کے علاج پر مشتمل ہے۔
باب 15۔ 21۔ یہ ابواب امراضِ چشم سے متعلق تفصیلات فراہم کرتے ہیں۔
باب 22۔ میں بچوں کے رونے کے مختلف اسباب اور ان کے ازالہ کی تدابیر لکھی گئی ہیں
باب 23۔ 25 میں منہ اور زبان کے امراض شامل ہیں۔
باب 26۔ 31 میں نرخرہ، مری اور بچوں میں گردن کے مڑنے سے متعلق تفصیلات درج کی گئی ہیں۔
باب 32 تا 40۔ معدہ کے امراض اور سوءِ ہضم کی تدابیر درج کی گئی ہیں۔
باب 41 میں کھانسی کا علاج لکھا گیا ہے۔
باب 42 میں نفث دموی اور نکسیر کا علاج شامل ہے۔
باب 43 میں جدری و حصبہ کا علاج تحریر کیا گیا ہے۔
باب 44۔ 47 امراضِ جلد کے بیان پر مشتمل ہے۔
باب 48 میں دیدان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
باب 49۔ 55 میں خروج المعقد، ورم خصیہ اور فتیق کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔
باب 56۔ 57 میں ورم مفاصل اور حمیات کا بیان شامل ہے۔
باب 59۔ شیر مادر کی خصوصیات سے بحث کرتا ہے۔
باب 60۔ میں بچہ کی نگہداشت سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

علی بن عباس المجوسی

علی بن العباس مجوسی جنوب مغربی ایران میں جندی شاپور کے قریب واقع شہر اہواز میں 930ء میں پیدا ہوا[1]۔ یورپ میں عالی عباس کے نام سے متعارف ہے[2]۔ بعض مؤلفین کا خیال ہے کہ یہ ایرانی حکیم مذہباً آتش پرست ہونے کی وجہ سے مجوسی یعنی آتش پرست کے لقب سے مشہور ہوا[3]۔

---

[1] الاعلام، خیرالدین زرکلی، ج ۴ ص 297۔ [2] ہسٹری آف میڈیسن، ای بی کرومبھار ص 27
[3] تاریخ الحکماء، جمال الدین قفطی ص 232

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے بھی ایرانی شیخ ابو ماہر، اور موسیٰ بن سیار سے تعلیم حاصل کی۔[1] ذوقِ مطالعہ کی کثرت سے مزید صلاحیتیں پیدا کیں اس طرح جلد ہی قدماء کی مشہور تصانیف پر عبور حاصل کر لیا۔

سلطان عضد الدولہ بن بویہ دیلمی کا درباری طبیب تھا۔ اسی کی خدمت کے دوران اپنی شہرہ آفاق کتاب کامل الصناعہ لکھی۔[2] مطالعہ کی گہرائی اور اپنی عظیم صلاحیتوں کی بناء پر اس نے یونانی اطباء پر زبردست تنقید کی ہے۔ خاص طور سے بقراط، جالینوس اریباسوس، فولس الاجانیطی، اہرن القس اور یوحنا بن سرابیون پر زبردست تبصرے کئے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اس نے زکریا رازی کو بھی نہیں چھوڑا

اس کا خیال ہے کہ بقراط کی اکثر تحریریں بے حد مختصر ہونے کی وجہ سے مبہم اور ناقابلِ فہم ہو گئی ہیں۔ اس نے جالینوس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی تحریر میں بیان کم اور الفاظ کی بھرمار بہت ہے۔ فولس الاجانیطی نے علم تشریح، جراحت فلسفہ، طبیعیات، علم تشخیص اور علم اسباب امراض کو تقریباً نظر انداز کر دیا ہے۔ اہرن کی کتاب اگرچہ اپنی حیثیت سے مکمل ہے لیکن زبان نہایت شکستہ اور مبہم استعمال کی گئی ہے۔ یوحنا بن سرابیون کے بارے میں مجوسی نے لکھا ہے کہ اس نے علم الجراحت سے بالکل بحث نہیں کی اور بعض اہم امراض کا ذکر بھی نہیں کیا۔ رازی کے متعلق ان کا خیال ہے کہ اس کی کتاب حاوی اس قدر مفصل ہے کہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں اور المنصوری اتنی مختصر کہ مضمون میں سیری نہیں ہوتی۔

ان خیالات سے متاثر ہو کر اس نے ایک جامع کتاب کتاب الملکی یا کامل الصناعہ لکھی۔ مجوسی ایک اچھا طبیب بھی تھا۔ طبابت کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ اس وقت تک کوئی شخص طبیب نہیں ہو سکتا جب تک اسپتال جا کر مریضوں کا معالجہ نہ کرے۔[3]

994ء عیسوی میں یہ عظیم شخصیت دنیا سے رخصت ہو گئی۔[4]

---

[1] عیون الانباء، ابن ابی اصیبعہ جلد اول ص 236۔ [2] معجم المؤلفین ج 7 ص 116 عمر رضا کحالہ۔ [3] عربین میڈیسن جلد اول۔ ڈونالڈ کامپبل ص 75
[4] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول۔ کمال سامرائی ص 539

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

علی بن عباس کی واحد کتاب کامل الصناعۃ کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

علی بن عباس مجوسی کی کتاب کامل الصناعہ پر ایک نظر:۔

علی بن عباس مجوسی کی نہایت شہرہ آفاق کتاب ہے۔ یہ کتاب کتاب الملکی اور کتاب القوانین کے نام سے بھی مشہور ہے۔

مجوسی نے یہ کتاب عضدالدولہ ابن بویہ دیلمی کے لئے لکھی تھی۔ یہ کتاب نظری اور عملی دونوں اعتبار سے بڑی شہرت کی حامل ہے۔

قفطی نے لکھا ہے کہ ابن سینا کی قانون سے پہلے یہی یہ کتاب اطباء کا ماخذ رہی اور "الملکی" بلحاظِ عمل اچھی ہے اور "القانون" بلحاظِ علم بہتر ہے۔ ترتیب، تبویب اور مضامین کی تقسیم کے اعتبار سے خوش ذوقی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ نہ زیادہ مفصل نہ مختصر امراض کے اسباب وعلامات، اصول علاج، وعلاج نہایت قرینہ کے ساتھ درج کئے گئے ہیں[1]۔

کتاب الملکی کا عربی متن تقریباً ½ لاکھ الفاظ اور 20 مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ کو متعدد ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے دس مقالات میں طب کے نظری پہلو اور آخر کے دس مقالات میں عملی حصہ پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔

الملکی کا تیسرا اور دوسرا مقالہ علم تشریح پر مشتمل ہے۔ اس کو ڈاکٹر کینگ نے لیڈن سے اصل متن کے ساتھ 1930ء میں شائع کیا ہے[2]۔

الملکی کا انیسواں مقالہ علم جراحت پر مشتمل ہے اور 110 ابواب پر محیط ہے۔ اس کتاب کے تعارفی حصہ میں 13 ابواب کے ذریعہ قدیم طبی کتابوں پر تنقید کی گئی ہے۔

اس کے بعد اس نے اطباء کی اسپتالوں میں باقاعدہ حاضری اور تجربہ کی

1۔ تاریخ الحکماء، جمال الدین قفطی ص232

2۔ طب العرب اردو ترجمہ ای جی براؤن ص74۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اہمیت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اطباء کے لئے لازمی امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ برابر اسپتالوں میں جاتے رہیں اور ان میں بھرتی مریضوں پر باقاعدہ مریضوں پر بحث کریں اور وقتاً فوقتاً علامات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ علاج تبدیل کرتے رہیں اس طرح اطباء کو عوام میں اعتماد عزت اور احترام حاصل ہو سکے گا۔

گویا اسے ہاؤس جاب کا موجد قرار دیا جا سکتا ہے۔ کتاب الملکی کا ایک عربی ایڈیشن دو جلدوں میں 1877ء میں قاہرہ سے شائع ہوا ہے۔

لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ لائبر ریجی کے نام سے شائع ہوا ہے[1]۔

اس کے علاوہ نامی پریس لکھنؤ اور مطبع نولکشور لکھنؤ سے بھی اس کے عربی متن شائع ہو چکے ہیں[2] لاہور سے اس کا عربی متن 1866ء میں چھپ چکا ہے دوسرے لاطینی ترجمہ 1492ء اور 1523ء میں بھی شائع ہو کر مقبولِ عام حاصل کر چکے ہیں۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی

نام و پیدائش:۔

بقراطِ زماں، جالینوس العرب ابوبکر محمد بن زکریا رازی ایران کے بے حد مردم خیز شہر رے میں 27 اگست 865 عیسوی میں پیدا ہوا۔ اگرچہ اس کی تاریخ پیدائش مختلف فیہ ہے لیکن مذکورہ بالا تاریخِ پیدائش ہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے یہ شہر ایران کے موجودہ پایہ تخت طہران سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے[3]۔ اسی نسبت سے اسے عربی میں رازی اور لاطینی زبان میں ریزز کے نام سے شہرت ہوتی ہے۔

1۔ اریبین میڈیسن کا مپبل صہ 75 2۔ مخزن الجواہر حکیم غلام جیلانی صہ 589

3۔ میڈیسن ان میڈیول انڈیا، ادپی جگی صہ 10

4۔ ای جی کرد مبھار ہسٹری آف میڈیسن صہ 267

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابتدائی تعلیم :-

ابتدائی نشوونما رے میں ہوئی۔ طبیعت بچپن سے ہی علم کی طرف مائل تھی۔ شروع میں ادب، منطق اور فلسفہ میں اچھی مہارت حاصل کی۔ فن موسیقی طبعیات اور کتابوں کا مطالعہ اس کے بنیادی شوق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لکھنے پڑھنے کی کثرت کی وجہ سے اخیر عمر میں نابینا ہوگیا تھا۔ اس کا کہنا تھا جو شخص کیمیا نہ جانتا ہو اسے فلسفی کہلانے کا حق نہیں ہے[1] موسیقی سے دلچسپی اور عود بنانے کا ذکر تو متعدد مورخین نے کیا ہے۔ البتہ فلسفہ میں مہارت کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قاضی صاعد نے لکھا ہے کہ وہ علم مابعد الطبیعیات کی گہرائیوں کو سمجھنے سے قاصر تھا[2] اس سلسلہ میں براؤن کی رائے مناسب معلوم ہوتی ہے کہ رازی فلسفی کے مقابلہ میں طبیب اچھا تھا[3]

طب کی تعلیم :-

ابن ابی اصیبعہ کے مطابق تیس سال سے زائد عمر گزرنے کے بعد رازی نے طب کی طرف توجہ کی اس سلسلہ میں اس نے عضد الدولہ بن بویہ کے بنوائے ہوئے شفاخانہ میں رازی کی آمد و رفت کا سلسلہ اور وہاں کے اطباء سے گفتگو کے بعد پیدا ہونے والی دلچسپی کو بنیاد بتایا[4] کمال سامرائی نے اسکی پہلے پہل بغداد کی آمد ۳۰ سال کی عمر میں مکتفی باللہ 292ھ مطابق 905 تحریر کیا ہے[5] اور لکھا ہے کہ اس بات کا تعین دشوار ہے کہ رازی بغداد کتنی بار آیا۔ البتہ اس کا کہنا ہے کہ اس کے بغداد آنے سے

---

[1] عیون الانباء جلد اول ص309 ابن ابی اصیبعہ۔

[2] طبقات الامم ص23 صاعد بن احمد الاندلسی۔

[3] ترجمہ براؤن طب العرب ص61 حکیم نیر واسطی تکمیلی۔

[4] عیون الانباء جلد اول ص309 ابن ابی اصیبعہ۔

[5] مختصر التاریخ الطب العربی، کمال سامرائی ص501

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلے ری میں ہی طبی اساتذہ سے طب حاصل کی۔ ابن جلجل کا خیال ہے کہ اس نے بغداد آنے سے پہلے ہی رے کے شفا خانے میں عملی تربیت حاصل کی تھی[1]

دوسری طرف بعض مورخین نے لکھا ہے کہ زکریا رازی کے عضدالدولہ کے اسپتال سے پہلے ہی طبی مہارت حاصل کر چکا تھا چنانچہ یہ واقعہ بھی کم مشہور نہیں ہے کہ عضدالدولہ نے جب اسپتال بنوانا چاہا تو رازی نے جگہ جگہ گوشت کے ٹکڑے اس خیال سے لٹکانے کا مشورہ دیا تھا کہ جس جگہ گوشت جلد متعفن ہوگا وہ جگہ اسپتال کے لئے زیادہ مناسب ہوگی یعنی وہاں امراض زیادہ ہوں گے اس لئے اسپتالوں کی ضرورت زیادہ ہوگی۔

بہرحال ان حوالوں سے یہ بات تو یقینی ہو جاتی ہے کہ اس نے بغداد آنے سے پہلے طبی مہارت حاصل کر لی تھی۔ یعنی 30 سال سے پہلے ہی وہ طب میں دسترس حاصل کر چکا تھا۔ طب میں اس کے استاد کی حیثیت سے ربن طبری کا نام ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے[2] لیکن کمال سامرائی نے اسے مشکوک بتایا ہے۔

رازی بحیثیت معالج :۔

معالج کی حیثیت سے زکریا رازی کا مقام تمام متقدمین اطباء میں سب سے بلند ہے چنانچہ امراض کی تشخیص، پیچیدہ امراض کے تیر بہدف علاج اور مشاہداتی وسریریاتی نوعیت سے اسے زبردست انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ طب کے حصول کے بعد وہ پہلے رے کے شفاخانے میں، پھر بغداد کے شفاخانے میں طبابت کے فرائض[3] انجام دینے کی وجہ[4] سے اس کی شہرت بہت جلد چاروں طرف پھیل گئی تھی۔

رازی علاج کے سلسلہ میں صرف متقدمین اطباء کا پیرو نہیں تھا۔ بلکہ نت نئی تحقیقات سے بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔ اس کے مریض دیکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ خود درمیان

---

[1] ابن جلجل تاریخ الاطباء ص 77 بحوالہ سامرائی۔ [2] عیون الانباء طبقات الاطباء جلد اول ص 310 ابن ابی اصیبعہ۔ [3] مختصر التاریخ الطب العربی ص 502 ڈاکٹر کمال سامرائی۔

[4] تاریخ الحکماء۔ جمال الدین قفطی ص 268

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں بیٹھتا تھا۔ اردگرد شاگردوں کا حلقہ ہوتا تھا۔ پہلے طلباء مریض کے بیانات قلمبند کرکے اپنی رائے دیتے پھر اسے رازی کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ آجکل میڈیکل کالجوں میں یہی طریقہ رائج ہے۔

معالجاتی تحقیق کے سلسلے میں جدری وحصبہ کے علیحدہ امراض کی تحقیق اسپتال کے نظام کی تخلیق اور عملی مشاہدات کے ذریعہ بڈسائڈ کلینکل فائنڈنگس رازی ہی کی ایجادات ہیں۔

اس کی اہم کتاب کتاب الحاوی میں اس کے مشاہداتی تجربات سے متعلق بہت سے واقعات ملتے ہیں ایک اہم واقعہ درج ذیل ہے۔

بغداد کے ایک رئیس کے منہ سے خون آنے لگا۔ بہتیرے علاج کے بعد کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر زکریا رازی سے مشورہ طلب کیا گیا اس نے تمام حالات کے بعد یہ سوال کیا کہ تم نے خون آنے سے تھوڑی دیر پہلے پانی تو نہیں پیا ہے۔ مریض نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ یقیناً تم نے پانی کے ساتھ جونک نگل لی ہے اسی لئے برابر خون آرہا ہے چنانچہ قے کرانے پر جونک باہر نکل آئی۔ اس طرح کے بہت سے واقعات اس کی حذاقت کے سلسلہ میں ملتے ہیں۔

انتقال :۔

زکریا رازی کے انتقال کے بارے میں اطباء میں اختلاف ہے۔ زیادہ درست یہ ہے کہ 26 اکتوبر 925ء میں انتقال ہوا۔[1]

رازی بحیثیت مصنف :۔

زکریا رازی ایک عظیم مصنف تھا ولادت اور انتقال کی طرح اس کی تصانیف کی تعداد میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ ابن ندیم نے اس کی تصانیف کی تعداد 167[2]۔ قفطی نے 133[3] البیرونی نے 184 بتائی[4] ہے۔ عیون الانباء میں

---

[1] ای جی کرد بھار ہسٹری آف میڈیسن ص 267

[2] الفہرست ص 416 [3] تاریخ الحکماء ص 417 [4] رسالہ البیرونی ص 4 بحوالہ سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن ابی اصیبعہ نے ٥٥ 2 سے زائد تصانیف کا تذکرہ کیا ہے ۔

رازی نے نجوم۔ ہیئت، منطق، فلسفہ، کیمیا، طبیعیات، طب حکمت اور عقائد جیسے متعدد مضامین پر خامہ فرسائی کی ہے ۔ لیکن فلسفہ ۔حکمت ۔ نجوم ہیئت طبیعیات اور عقائد پر اس کی کوئی تصنیف نہیں ملتی ہے۔ البتہ طب کی چند ہندوستان اور بیرون ہند کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ کتابوں کے ناموں کے سامنے لائبریریوں کا نام درج ذیل کیا جاتا ہے ۔

1. کتاب الحاوی، برٹش میوزیم، بودلیان، رام پور، خدا بخش علی گڑھ۔ حیدرآباد وغیرہ میں مخطوطہ موجود ہے۔ عربی متن 1960ء میں دائرۂ معارف عثمانیہ حیدرآباد نے شائع کیا ہے ۔
2. کتاب البرہان ۔
3. کتاب الطب الروحانی ۔ اسے طب النفوس بھی کہتے ہیں ۔
(فاتیکان، برٹش میوزیم)
4. کتاب فی ان الانسان خالقا ۔
5. مقالۃ فی السبب فی قتل ریح السموم ۔
6. کتاب فی اللذہ ۔
7. مقالۃ فی التی صار الخریف لمرضا والربیع بالضد ۔
8. کتاب فی الفرق بین الرویا المنذرہ وبین سائر الضروب الرویا ۔
9. کتاب الشکوک والمناقضاۃ التی فی کتب جالینوس ۔۔۔
(بغداتلی، دہبی، ملی ملک)
10. کتاب فی کیفیتہ الابصار (حکیم)
11. کتاب فی الرد علی الناشی فی سائلتہ العشر التی رام بھا نقص الطب ۔
12. کتاب فی علل المفاصل والنقرس وعرق النساء ۔
13. کتاب صغیر فی وجع المفاصل ۔
14. کتاب فی الصنعتہ ۔
15. کتاب صناعۃ الکیمیاء ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

16۔ کتاب الاحجار۔
17۔ کتاب الاسرار۔
18۔ کتاب سرالاسرار (کلیہ طب بغداد)
19۔ کتاب الجزالاصغر۔
20۔ کتاب الرد علی الکندی۔
21۔ کتاب فی ان الحمیۃ المفرطۃ۔
22۔ مقالۃ فی ان جہل الاطباء یشددون علی المرضی۔
23۔ کتاب سیرۃ الحکماء۔
24۔ مقالۃ فی الطین۔
25۔ مقالۃ فی الجدری والحصبہ لیڈن، شہید علی۔
26۔ مقالۃ فی الحصی فی الکلی والمثانہ۔
27۔ کتاب الیٰ من یحضرہ الطبیب۔ اسے طب الفقرا بھی کہتے ہیں۔ رام پور لیڈن میں مخطوطہ ہے۔ عربی متن لکھنؤ سے 1886ء میں شائع ہوا ہے۔
28۔ کتاب الادویہ الموجودہ لکل مکان۔
29۔ کتاب فی الرد علی الجاحظ فی نقض صناعۃ الطب۔
30۔ کتاب التقسیم والتشجیر۔
31۔ کتاب الطب الملوکی فی العلل والامراض (لیڈن، اسکوریال دانش گاہ طہران)
32۔ کتاب فی الفالج (ماشطہ حلب بول سباط)
33۔ کتاب فی اللقوہ (ماشطہ حلب بول سباط)
34۔ کتاب فی ہیئۃ العین۔
35۔ کتاب فی ہیئۃ الکبد۔
36۔ کتاب فی ہیئۃ الانثیین۔
37۔ کتاب فی ہیئۃ القلب۔
38۔ کتاب فی ہیئۃ الصماخ۔
39۔ کتاب فی ہیئۃ المفاصل۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

40. کتاب فی الخیار المر۔
41. کتاب فی کیفیۃ الاغتذاء۔
42. کتاب فی اثقال الادویۃ المرکبۃ۔
43. کتاب خواص الاشیاء
44. کتاب فی نقض الطب الروحانی۔
45. کتاب فی ایضاح العلۃ التی بہا تدفع العوام۔
46. کتاب فی الجبر۔
47. مقالۃ فی الاسباب۔
48. مقالۃ فیما ینبغی ان یقدم من الاغذیہ و ما یوخر۔
49. مقالۃ فی الرد علی احمد بن الطیب سرخسی۔
50. مقالۃ ابان فیھا خلط جریر الطبیب۔
51. کتاب فی الباہ (لیڈن، موصل ایا صوفیا)
52. کتاب الزیادۃ التی زادھا فی الباہ۔
53. کتاب المنصوری۔
54. کتاب الجامع فی کتاب حاضر الصناعات۔
55. کتاب الفاخر فی الطب اس کی نسبت زکریا رازی کی طرف مشکوک ہے۔
56. کتاب فی العلہ۔
57. رسالۃ فی الماء المبرد علی الثلج۔
58. کتاب فی العلۃ التی بھا صارا لسمک الطری معطشا
59. رسالۃ فی انہ لایوجد شراب غیر مسکر
60. کتاب فی علامات۔
61. کتاب فی فضل العین علی سائر الحواس۔
62. مقالۃ فی العادۃ۔
63. مقالۃ فی المنفعۃ فی اطراف الاجفان۔
64. مقالۃ فی العلۃ التی من اصلھا تضیق الناظر فی النور وتتسع فی الظلمۃ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

65. مقالۃ فی العلۃ التی بھا تزعم الجلاء ان الثلج یعطش۔
66. مقالۃ فی العلۃ التی یحرق الثلج ویقرح ۔
67. کتاب اطعمۃ المرضی۔
68. کتاب فی العلل بعضھا اعسر تعرفا۔
69. کتاب العلہ التی لھا تذم العوام الاطباء الحذاق ۔
70. رسالۃ فی العلل المشکلہ۔
71. رسالۃ فی العلل القاتلہ۔
72. کتاب فی ان الطبیب الحاذق لیس ھو من قدر علی ابراء جمیع العلل ۔
73. رسالۃ فی ان الصانع المعترف بصناعۃ معدوم فی جل الصناعات لا فی الطب۔
74. کتاب الممتحن فی الطب۔
75. مقالۃ فی العلۃ التی من اجلھا یعرض الزکام ۔
76. رسالۃ فی محنۃ الطبیب ۔
77. کتاب فی العلۃ التی صار یحدث النوم فی رؤس بعض الناس شبیھا بالزکام۔
78. رسالۃ فی علۃ خلق السباع والھوام۔
79. کتاب فی الریاضتہ۔
80. اختصار کتاب حیلتۃ البرء لجالینوس۔
81. اختصار کتاب النبض الکبیر لجالینوس۔
82. تلخیص کتاب العلل والاعراض لجالینوس۔
83. تلخیص کتاب الاعضاء الآلمہ لجالینوس ۔
84. کتاب منافع الاغذیہ ودفع مضارھا۔
85. کتاب کبیر فی النفس ۔
86. کتاب صغیر فی النفس۔
87. کتاب فی الشراب المسکر۔
88. مقالۃ فی السکنجبین۔
89. کتاب فی القولنج۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

90. کتاب القولنج الصغیر۔
91. کتاب فی تفسیر کتاب جالینوس لفصول بقراط۔
92. کتاب فی الابنہ۔
93. کتاب فی استفراغ المحومین قبل النضج۔
94. رسالۃ فی العطش۔
95. کتاب فی منافع الاعضاء۔
96. کتاب الکافی فی الطب۔
97. کتاب فی المتنقل۔
98. کتاب الاقرابادین المختصر۔
99. کتاب فی البرء
100. کتاب سر الطب۔
101. کتاب فی شرف العضد۔
102. کتاب المرشد۔
103. رسالۃ فی العلل المتکلۃ۔
104. کتاب المختصر فی اللبن۔
105. کتاب المدخل الی الطب۔
106. مقالۃ فی المذاقات۔
107. مقالۃ فی البعق والبرص۔
108. کتاب بُرء الساعۃ۔
109. مقالۃ فی البواسیر۔
110. کلام فی الفروق بین الامراض۔
111. مقالۃ فی الحرقۃ الکائنۃ بین الاحلیل۔
112. رسالۃ فی الحادثۃ علی ظاہر الجسد۔
113. رسالۃ فی ادویۃ العین۔
114. کتاب صیدلۃ الطب۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

115 کتاب فی جواہر الاجسام۔
116 مقالۃ فی الزکام۔
117. رسالۃ فی التلطیف الیٰ ایصال الناس لشہواتہم۔
118 مقالۃ فی ابدال الادویہ۔
119. کتاب صفات البیمارستان۔
120 مقالۃ فی الاغذیۃ۔
121 مقالۃ فی قلۃ الجماع وطول العمر۔
122. مقالۃ فی العلۃ التی اذا اکلت الحیوانات ۔سخنت ابدانھا۔
123. رسالۃ فی الحمام۔
124. کتاب فی الدواء المسہل والمقی۔
125 مقالۃ فی علاج العین بالحدید۔
126. کتاب الفرق بین الامراض۔

ان کتابوں کے مضامین اور ان کی جامعیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رازی صرف طبیب ہی نہیں بلکہ ماہر تشریح و منافع الاعضاء، ماہر علم السموم ماہر ادویہ مفردہ و مرکبہ غرض طب کے ہر شعبہ میں اسے دسترس حاصل تھی۔

دنیا کی مختلف لائبریریوں میں زکریا رازی کے مخطوطات :۔

1۔ کتاب المنصوری۔ دس مقالات پر مشتمل اس کتاب کے مخطوطات مجمع علمی بغداد پیرس مکتبہ، ایا صوفیا، آکسفورڈ کی بودلیاں خدا بخش لائبریری پٹنہ، این بی آر آئی لائبریری لکھنؤ آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں موجود ہیں۔

2۔ الحاوی۔ زکریا رازی کی ضخیم کتاب ہے۔اس کے مخطوطے احمد ثالث، میونخ دارالکتب مصریہ۔برٹش میوزیم بودلیان آکسفورڈ، ظاہریہ دمشق، اسکوریال۔شہید علی مشہد رضوی رضا لائبریری رام پور مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ۔ این۔بی۔آر۔آئی۔ لائبریری لکھنؤ۔ آصفیہ لائبریری حیدر آباد کی زینت ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

3. کتاب التقسیم العلل۔ اس کے عربی مخطوطات برٹش میوزیم، مالک اور مجلس واقع طہران کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔
4. الفصول والمرشد۔ مخطوطہ ایا صوفیا، باسل، مالک اور دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔
5. کتاب فی الحصبہ والجدری، مخطوطہ لیدن، شہید علی کے ذخیروں میں دستیاب ہے۔
6. کتاب الفرق بین الامراض۔ ولیکم لندن، مالک، نجم آبادی۔ طہران میں دستیاب ہے۔
7. کتاب بئرالساعہ۔ اس کے مخطوطے برلین، پیرس، رام پور کیمبرج۔ لیدن شہید علی الیشالک لائبریری کلکتہ آصفیہ۔ میونخ اور بول سباط کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔
8. کتاب الفاخر۔ مخطوط برلین، لیڈن، پیرس۔ اسکندریہ، نورعثمانیہ، شہید علی رضا لائبریری رام پور آئی ایچ ایچ آر دہلی میں دستیاب ہے۔
9. کتاب سرالاسرار۔ اس کا مخطوطہ بغداد کے طبی کالج میں موجود ہے۔
10. کتاب الطب الملوکی۔ اس کتاب کے مخطوطات دارالکتب مصریہ، لیدن، تیموریہ اسکوریل اور دانشگاہ طہران کے ذخیروں کی زینت ہے۔
11. کتاب الباہ، لیدن، قاھرہ، ایا صوفیا مشہد۔ موصل، مجلس طہران اور مکتبہ جراح حلب میں اس کے مخطوطات دستیاب ہیں۔
12. اقربا دین بودلیانا آکسفورڈ اور مالک طہران کے کتب خانوں میں محفوظ ہے۔
13. مقالۃ فی صناعۃ الطب، مخطوطات ایا صوفیا جاراللہ کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔
14. الطب الروحانی۔ اس کے مخطوطات فاتیکان اور برٹش میوزیم کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔
15. کتاب فی الشراب۔ کتب خانہ مجلس طہران اور نجم آبادی کے ذخیرے کی زینت ہے۔
16. مقالۃ فی ماینبغی ان یقدم من الاغذیۃ والفواکہ ومایوخر منھا۔ اس کے مخطوطات ایا صوفیا اور شہید علی اسکوریال اور مدرید کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔
17. کتاب اطعمۃ المرضیٰ۔ مشہد اور نجم آبادی کے کتب خانوں کی زینت ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

18. رسالۃ فی محنۃ الطبیب۔ اس کے مخطوطات کیمبرج، بودلیان، نجم آبادی کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔
19. تلخیص کتاب الاعضاء آلمہ لجالینوس۔ مخطوطہ نجم آبادی کے ذخیرہ کی زینت ہے
20. کتاب منافع الاغذیۃ ودفع مضارھا۔ پیرس میں اس کا مخطوطہ دستیاب ہے۔
21. کتاب فی القولنج۔ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ لیدن اور ایا صوفیا میں موجود ہے۔
22. کتاب الکافی فی الطب بودلیان کے کتب خانے کی زینت ہے۔
23. مقالۃ فی البواسیر والشقاق فی المقعدہ حلب کے کتبخانہ عقاد میں محفوظ ہے۔
24. رسالۃ فی الحمام۔ حلب کے کتب خانہ عقاد میں دستیاب ہے۔
25. مقالۃ فی علاج العین بالحدید۔ حکیم (حلب) اور سبلوط کے کتب خانوں کی زینت ہے۔
26. رسالۃ فی التلطف الی ایصال الناس الی شھواتھم اسکوریال میں دستیاب ہے۔
27. رسالۃ فی النھی عن الحمیۃ المفرطہ اسکوریال اور ایا صوفیا لائبریری کی زینت ہے۔
28. رسالۃ فی ابدال الادویۃ ایا صوفیا اور تاتیانا کے کتب خانوں میں محفوظ ہے۔
29. لماذا یضر الافراط فی الحمامات۔ تاتانیا کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
30. المدخل الصغیر الی علم الطب۔ اس کا مخطوطہ دار الکتب مصریہ میں دستیاب ہے۔
31. اختصار کتاب جالینوس فی حیلۃ البرء اسکوریال میں دستیاب ہے۔
32. اسئلۃ من الطب۔ لیدن کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
33. کتاب الخواص والاشیاء المقاومۃ للامراض۔ طہران کے مشہد اور دانش گاہ کی لائبریری اور دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہے۔
34. کتاب معرفۃ المزاج الادمی جامعہ استانبول اور دار الکتب مصریہ کے ذخیروں میں شامل ہے۔
35. نضال الطبیب المحترم ضد التمریج شتاینشنایدر کی لائبریری میں محفوظ ہے۔
36. المجوعۃ فی الطب ایا صوفیا کی زینت ہے۔
37. خواص الاعضاء اس کا عبرانی نسخہ شتاینشنایدر لائبریری کی زینت ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

38. مقالۃ فی النقرس۔ اسکندریہ کے مکتبہ بلدیہ کی زینت ہے۔
39. کتاب الشکوک والمناقضات فی کتب جالینوس۔ بغدا تلی، وہبی اور ملی ملک کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔
40. کتاب فی کیفیۃ الابصار حکیم حلب اور سباط کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
41. رسالۃ الی بعض تلامیذہ۔ قاہرہ کی تیمور لائبریری کی زینت ہے۔
42. الشافیہ فی الصناعۃ الطبیہ۔ قاہرہ میں موجود ہے۔
43. رسالۃ فی العلل قاہرہ کی زینت ہے۔
44. مقالۃ وجیزۃ فی الامراض۔ ببیل کے کتب خانے کی زینت ہے۔
45. تلخیص کتاب العلل والامراض لجالینوس۔ نجم آبادی کے ذاتی ذخیرہ میں شامل ہے۔
46. الارجوزۃ فی تدبیر النفس۔ جستر بیتی کے ذخیرہ کی زینت ہے۔
47. الاجوزۃ فی الطب۔ اسی کتب خانے میں موجود ہے۔
48. کتاب اللقوہ۔ حلب کے مکتبہ ماشطہ اور بول سباط میں محفوظ ہے۔
49. مقالۃ فی البرص والبعق۔ حلب کے مکتبہ عقاد میں محفوظ ہے۔
50. مقالۃ فی ماء الجبن۔ مالک اور نجم آبادی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
51. مقالۃ فی کتاب الالبان۔ سنا اور مالک کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔
52. مقالۃ فی الشامل نجم آبادی کے یہاں دستیاب ہے۔
53. رسالۃ فی المیاہ۔ دانش گاہ طہران کی زینت ہے۔
54. رسالۃ فی ادویۃ العین وعلاجہا اس کا مخطوطہ مجلس طہران، حکیم حلب سباط، اور نجم آبادی کے ذخیروں میں شامل ہے۔
55. رسالۃ فی فضل العین علی سائر الحواس حکیم حلب اور سباط کے یہاں دستیاب ہے۔
56. رسالۃ فی تدبیر الحبالی۔ دانشگاہ طہران میں محفوظ ہے۔
57. رسالۃ فی صفات المومیاء۔ آصفیہ حیدر آباد شہید علی مالک اور نجم آبادی کے کتب خانوں کی زینت ہے۔
58. کتاب التجارب مالک اور سنا میں دستیاب ہے۔
59. جراب المجربات وخزانۃ الاطباء۔ بروز ویلکم اور دار الکتب مصریہ کے ذخیروں میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شامل ہے۔
60. تجارب البیمارستان۔ نجم آبادی بودلیان میں دستیاب ہے۔
61. مقالۃ فی انہ لماذا یحس النائم مالا یحسہ الیقظان وہبی دانش گاہ اورنجم آبادی میں دستیاب ہے۔
62. مقالۃ فی اختلاف الدم۔ سنا، مالک نجم آبادی کے ذخیروں میں شامل ہے۔
63. کتاب الحاوی۔ اس نسخہ میں حیدرآباد کے مطبوعہ اجزاء سے علیحدہ مضامین یعنی کلیات پر مشتمل مضامین شامل ہیں یہ نادر نسخہ ویلکم لائبریری کی زینت ہے۔
64. معالجات اس کا مخطوطہ پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن علی گڑھ کے ذاتی ذخیرہ کی زینت ہے۔
65. من لا یحضرہ الطبیب۔ خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔
66. رسالۃ فی التحفظ من النزلہ۔ آصفیہ میں محفوظ ہے۔
67. معرفۃ الفصد۔ آصفیہ میں ہے۔
68. رسالۃ فی الطب " میں ہے۔
69. کتاب الحصی۔ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔
70. مقاصد الاطباء۔ آصفیہ کی زینت ہے۔
71. المدخل العلمی۔ رضا لائبریری میں محفوظ ہے۔
72. رسالہ قوانین الابدان۔ آصفیہ میں محفوظ ہے۔
73. مقالۃ تکثیر المنی وتغزیرہ۔ جامعہ استانبول میں محفوظ ہے۔
74. کتاب المرشد فی الطب۔ ایا صوفیا میں دستیاب ہے۔
75. مقالۃ فی سموم الحیوان۔ بایزید عمومی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
76. منافع السکنجبین۔ بغدادلی وہبی کے یہاں دستیاب ہے۔
77. نزہتہ الملوک۔ فاتح کے ذخیرہ کی زینت ہے۔
78. نہایۃ الاختصار فی الطب۔ بایزید عمومی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
79. العلامات الطبیہ۔ حمیدیہ لائبریری میں موجود ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

زکریا رازی کی مطبوعہ کتابیں :-

1. کتاب المنصوری یہ اہم ترین کتاب یوروپین مصنف راسکہ نے المانیا سے 1676ء میں شائع کی ہے۔
2. کتاب الحاوی 23 جلدوں پر مشتمل اس کتاب کو دائرہ معارف عثمانیہ حیدرآباد نے 1960ء میں طبع کرایا ہے۔
3. کتاب الفصول والمرشد اس کتاب کو بیر اسکندر نے 1961ء میں بڑی کدو کاوش کر کے عربی متن کے ساتھ جامعہ دول عربیہ سے شائع ہونے والی مجلہ معہد مخطوطات العربیہ میں شائع کیا ہے۔
4. کتاب فی الحصبہ والجدری یہ کتاب لندن میں 1766ء میں طبع ہوئی۔
5. کتاب برء الساعۃ ، عربی متن قاہرہ سے 1936ء میں شائع ہوا۔
6. کتاب المدخل الی الطب اسے جامعہ سلمنقۃ اسپین نے 1975ء میں شائع کرایا ہے۔
7. کتاب من لا یحضرہ الطبیب لکھنؤ سے 1876ء میں شائع ہوئی۔
8. الطب الروحانی جامعہ فواد کے شعبۂ ادب نے شائع کرایا ہے۔
9. رسالۃ فی محنۃ الطبیب اسکندر بیر نے مجلہ المشرق 1954ء سے 1960ء تک سلسلہ وار شائع کرایا ہے۔
10. کتاب منافع الاغذیہ ودفع مضارھا۔ قاہرہ سے 1305ء میں شائع ہوئی۔
11. المدخل الصغیر الی علم الطب۔ عبداللطیف الحمید نے قاہرہ سے 1977ء میں شائع کیا ہے۔
12. تجارب البیمارستان اسکندر البیر نے مجلہ المشرق 54ء سے 1960ء تک سلسلہ وار شائع کیا ہے۔
13. اخلاق الطبیب دکتور عبداللطیف محمد العبد نے 1977ء میں شائع کیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

زکریا رازی کی تصنیف کتاب الحاوی پر ایک نظر:۔

زکریا رازی کی تصنیف کتاب الحاوی اس کی ضخیم ترین تصنیف ہے اس کتاب میں علم طب کے جملہ مضامین کو بڑی کاوش سے جمع کیا گیا ہے اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ تمام متقدمین اطباء کے ماخذ اصل اقتباسات کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ یہ زکریا رازی کی دیانت داری کی بین دلیل ہے۔[1]

زکریا رازی کی اس کتاب کی مکمل جلدوں کے بارے میں پروفیسر براؤن نے ایک معمہ پیش کیا ہے جس میں انھوں نے الفہرست کے حوالے سے اسے صرف 12 جلدوں پر مشتمل لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ اس عظیم الشان تصنیف کا نصف حصہ بھی دنیا میں موجود نہیں ہے۔[2] حالانکہ ابن ابی اصیبعہ نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ اس کتاب کے مختلف حصوں کو ابن عمید نے رازی کی بہن سے حاصل کر کے 23 حصوں میں مرتب کیا تھا۔[3]

اس کے علاوہ ویلکم لائبریری لندن میں ایک نسخہ موجود ہے جس کے متعلق کمال سامرائی نے لکھا ہے کہ اس میں حیدر آباد سے شائع ہونے والے اجزاء سے مختلف مضامین یعنی کلیات وغیرہ شامل ہے۔[4]

البتہ یہ بات ضرور تحقیق طلب ہے کہ اس کتاب کا نام حاوی خود مصنف رازی نے رکھا تھا یا بعد میں رکھا گیا ہے۔ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب زکریا رازی کی وفات کے بعد مرتب ہوئی ہے لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ تمام طبی مضامین پر حاوی ہونے کی وجہ سے بعد میں اس کا نام کتاب الحاوی رکھ دیا گیا ہو۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام متقدمین اطباء کے اقوال من وعن نقل کر دیئے

---

[1] زکریا رازی، از خورشید احمد شفقت اعظمی حسن وصحت کلکتہ 1973ء

[2] طب العرب اردو ترجمہ صفحہ 56 پنبر داسلی۔

[3] عیون الانباء صفحہ 441 ابن ابی اصیبعہ۔

[4] مختصر التاریخ الطب العربی صفحہ 527 کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

گئے ہیں اور جہاں اطباء کا نام معلوم نہیں ہو سکا وہاں لفظ مجہول کا استعمال کیا گیا ہے۔

دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ تمام اقتباسات لکھنے کے بعد اختلافی مسائل میں لی (میری رائے) لکھ کر اپنی بات دلیل کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

تیسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ امراض و علاج کے سلسلہ میں ہزار سال پہلے بھی نہایت دیدہ زیب ترتیب اختیار کی گئی ہے۔

اس کتاب کے جلد وار مشمولات حسب ذیل ہیں۔

جلد اول — امراض رأس اور اس کے علاج پر مشتمل ہے۔

جلد دوم میں — چشم اور اس کی بیماریوں سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

تیسری جلد میں — امراض انف اذن و حنجرہ کی تفصیل شامل ہے۔

جلد چہارم میں — امراض ریہ اور ان کے علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جلد پنجم میں — مری اور معدہ کے امراض لکھے گئے ہیں۔

جلد ششم — استفراغ و ہزال کے بحث پر مبنی ہے۔

جلد ہفتم میں — قلب جگر طحال اور ثدی کے امراض کی تفصیل قلمبند کی گئی ہے۔

جلد ہشتم میں — قروح امعاء اور ان کے علاج کا ذکر شامل ہے۔

نویں جلد میں — امراض نسواں اور علم الولادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دسویں جلد میں — گردے اور مثانے کا علاج لکھا گیا ہے۔

گیارھویں جلد — بواسیر، دیدان امعاء کے علاج پر مشتمل ہے۔

بارھویں جلد میں — سرطان، اورام دمامیل وبثورات کا تذکرہ موجود ہے۔

تیرھویں جلد میں — رض اور فسخ کا علاج شامل ہے۔

جلد 14 میں — حمیات قے بہاز اور ان کی دوائیں لکھی گئی ہیں۔

پندرھویں جلد میں — امراض حادہ اور حمیات کی بحث کی گئی ہے۔

جلد 16 میں — دق ذبول اور اس کے تفصیلی حالات لکھے گئے ہیں۔

جلد 17 — جدری حصبہ اور طاعون کے بیان پر مشتمل ہے۔

جلد 18 میں — بحران کا بیان درج کیا گیا ہے

جلد 19 میں — بول اور اس کے علامات لکھے گئے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جلد 20 اور 21 میں ادویہ مفردہ کا تفصیلی بیان درج کیا گیا ہے۔
جلد 22 میں صیدلہ کے بیان سے بحث کی گئی ہے۔
جلد 23 میں قوانین استعمال ادویہ کا ذکر شامل ہے۔
ان جلدوں کے مشمولات اور جامعیت کی وجہ سے اس کا لاطینی ترجمہ پیرس کے طبی کالج میں 1395ء تک داخل نصاب رہا۔ اور آج بھی طب کے تمام علمی اداروں میں اہم حوالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کے مخطوطات احمد ثالث میونخ، دار الکتب مصریہ برٹش میوزیم بودلیان آکسفورڈ ظاہریہ دمشق اسکوریال شہید علی۔ مشہد رضوی رضا رامپور آزاد علی گڑھ۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ آصفیہ حیدرآباد میں دستیاب ہیں۔

کتاب المنصوری پر ایک نظر:-

زکریا رازی کی دوسری اہم تصنیف ہے گرچہ مختصر سہی لیکن بے حد جامع کتاب ہے اس کتاب میں رازی نے علم وعمل کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور طب کے ہر طالب علم کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ نظامی عروضی سمرقندی نے اسے طلباء طب کے نصاب کے لئے ایک ضروری جزو قرار دیا ہے [1]
یہ کتاب زکریا رازی نے اپنے دوست منصور بن محمد بن اسحاق بن احمد والی سلطان کے لئے لکھی تھی [2] اسی نسبت سے اس کا نام کتاب المنصوری رکھا گیا ہے۔
دس مقالات پر مشتمل اس کتاب میں کلیات، ادویہ واغذیہ حفظ صحت جلدی امراض وزینت، مسافروں کے لئے دوران سفر ہدایات، زخموں کے علاج زہروں کے تریاق، حمیات اور ان کے علاج سے متعلق نہایت شاندار بحث کی گئی ہے۔
اس کتاب کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام متقدمین اطباء مثلاً

---

[1] چہار مقالہ ص 70 نظامی عروضی سمرقندی۔
[2] مختصر التاریخ الطب العربی ص 516 کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بقراط، جالینوس بولس، جیسے اہم اطباء کی معلومات کے نچوڑ شامل کیا گیا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اختصار کے ساتھ مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے جس سے استخراج نتائج میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔

زبان آسان اور عام فہم استعمال کی گئی ہے اسی وجہ سے معالجات کے موضوع پر اسے ممتاز حیثیت حاصل ہے چنانچہ اس کتاب کے کئی لاطینی ترجمہ شائع ہو چکے ہیں۔ پہلی دفعہ لیدن سے 1481ء میں دوبارہ وینس سے 1497ء میں تیسری دفعہ باسل سے 1544ء شائع ہو گئی ہے۔[1]

اس کتاب کے عربی متن کے شائع ہونے کے سلسلہ میں نیر واسطی نے اگرچہ شبہہ کا اظہار کیا ہے لیکن راقم السطور کی تحقیق یہ ہے کہ راسکہ نامی محقق نے المانیہ کے ہالہ نامی شہر سے 1776ء میں طبع کرایا ہے۔ اسی طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتاب اب غیر مطبوعہ نہیں ہے۔ رازی کی اس کتاب کے مخطوطات برٹش میوزیم بودلین ایا صوفیا، اسکندریہ موصل، پیرس۔ رضا رام پوری، آزاد علی گڈھ، خدا بخش پٹنہ۔ اور این بی آر آئی لکھنؤ میں دستیاب ہیں۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ مرکزی تحقیقاتی طبی کونسل کے زیر اہتمام مصروف کارلٹریری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی میں زیر تکمیل ہے اور عنقریب اس کی اشاعت متوقع ہے۔

ابو منصور الحسن بن نوح القمری

ابو منصور الحسن نوح القمری سرزمین بخارا میں چوتھی صدی ہجری کے آس پاس پیدا ہوا یہیں نشو و نما پائی۔ سن شعور پر پہنچنے کے بعد اپنے ذاتی شوق کی وجہ سے دیگر علوم حاصل کرنے کے بعد طب کی طرف متوجہ ہوا جلد ہی ماہر طبیب کی حیثیت سے اس کی شہرت عام ہو گئی۔ کلیات طب و معالجات میں بڑی دسترس رکھتا تھا۔[2]

امیر منصور سامان کے عہد میں اس کی حذاقت ضرب المثل بن گئی تھی۔ امیر منصور اسکی

---

[1] اورینٹل میڈیسن کا مبیل جلد اول ص 68۔ [2] یادگار سلف تذکرہ اطباء سید برکات احمد لکھنوی ص 34

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حذاقت پر بے حد اعتماد کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کو اپنے حرم سرا کا طبیب مقرر کیا تھا اسے ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی۔ اس کی حاذقانہ مہارت سے متعلق ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ ایک روز کھانے کے وقت ابو منصور موجود تھا۔ کنیز کھانا لیکر آئی۔ دستر خوان پر کھانا چننے کے بعد اس کے ہاتھ نیچے ہی رہ گئے نہ اوپر اٹھتے تھے نہ دائیں بائیں پھیلتے تھے امیر منصور نے ابو منصور سے کہا کہ اس کا علاج فوراً کرد۔ امیر منصور نے فوراً اسے برہنہ کرنے کی کوشش کی اور اس کا ازار کھولنے لگا۔ فرطِ غیرت کی وجہ سے اس نے سترِ عورت کے لئے ہاتھ نیچے کرلئے اور تکلیف زائل ہوگئی بادشاہ نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ حضور اس کی ریڑھ کی ہڈی کے پیٹھ کے مہرے میں ریاحِ غلیظہ محتبس ہوگئے تھے میں نے غیرت دلاکر اس کی حرارتِ عزیزیہ میں تحریک پیدا کر کے اس کا علاج کر دیا۔[1] یہ واقعہ اگرچہ جبریل بن بختیشوع کے ساتھ بھی منسوب ہے لیکن ماہیتِ مرض اور اصولِ علاج کا تذکرہ صرف اسی طبیب کے تذکرہ میں ملتا ہے

ابن ابی اصیبعہ نے شیخ امام شمس الدین عبدالحمید بن عیسیٰ خسرو شاہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شیخ الرئیس بو علی سینا اس کے مطب میں بیٹھتا تھا اور اس سے طبی کتابیں بھی پڑھی تھیں۔[2]

ابو منصور الحسن بن نوح القمری کی اگرچہ ابن ابی اصیبعہ نے صرف واحد کتاب غنی منی کا تذکرہ کیا ہے لیکن یادگار سلف کے مصنف نے 5 مزید کتابوں کا تذکرہ کیا ہے طبی مخطوطات کی ترکی فہرست میں ایک چوتھی کتاب کا بھی تذکرہ ملتا ہے اس طرح اس کی تصانیف کی تعداد 8 تک پہنچ جاتی ہے۔

1. غنی منی۔
2. مجموعۂ کبیر۔
3. معالجات منصوری۔
4. مقالۃ فی البحران۔

---

[1] الاعلام ج 2 ص 224 خیر الدین زرکلی۔

[2] عیون الانباء جلد اول ص 237 ابن ابی اصیبعہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

5. مقالۃ فی الاستسقاء۔
6. رسالۃ فی الحمیات۔
7. رسالۃ فی امراض الصدر[1]
8. کتاب التنویر فی اصطلاحات الطبیہ[2]

یہ کتاب احمد ثالث اور فاتح کے کتب خانوں میں موجود ہے۔
اس عظیم طبیب و مصنف کا انتقال تقریباً 380 ھ مطابق 990 عیسوی میں ہوا[3]

نوح القمری کی کتاب غنی منی پر ایک نظر:۔

غنی منی معالجات کے موضوع پر مختصر لیکن مفید کتاب ہے۔ راقم السطور کے پاس اس کتاب کا وہ نسخہ ہے جسے معدن الادویہ لکھنؤ نے حکیم میرن صاحب کی نگرانی میں ایک طرف عربی دوسری طرف اردو ترجمہ کے التزام کے ساتھ شائع کیا ہے یہ کتاب 20 ابواب پر مشتمل ہے۔ جسے تین مقالات میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حصہ میں امراض راس و اعصاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ امراض صدریہ، امعاء و کبد و امراض متفرقہ سے متعلق تفصیل لکھی گئی ہے۔

دوسرے مقالہ میں ظاہر جلد کے امراض یعنی داء الثعلب، داء الحیہ جذام نملہ نار فارسی جیسی بیماریوں کا بیان درج ہے۔

تیسرا مقالہ حمیات اور بحران کے بیان پر محیط ہے ساتھ ساتھ نبض بول و براز کا بھی تذکرہ شامل کیا گیا۔

کتاب کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مصنف نے تمام قدیم اطباء کے نظریات کا خلاصہ پیش کیا ہے جگہ جگہ رازی، بقراط ابن القس، جالینوس یہودی، ابن ماسویہ، ابن سرابیون چرک اور روفس کے حوالے ملتے ہیں۔ بیان میں اختصار

---

1. یادگار سلف صـ34 حکیم برکات احمد
2. فہرس مخطوطات الطب الاسلامی صـ317 اکمل الدین احسان اوغلی۔
3. معجم المؤلفین ج ۳ صـ329 عمر رضا کحالہ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

غالب ہے لیکن جامعیت کی وجہ سے ذہنی تضاد کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی علاج کے ذیل میں مفردات کے نسخہ اوران کے طریقۂ استعمال کا بیان بھی اہمیت رکھتا ہے۔

بہرحال معالجات سے گریز کرنے والے قارئین کے لئے نعمت ہے۔

ابوسہل مسیحی

ابوسہل عیسی بن یحیی المسیحی جرجان کا باشندہ تھا۔ قدماء میں نہایت سربرآوردہ شخصیت کا نام ہے اس کے ابتدائی حالات کا تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ ایک مدت تک ابوالعباس مامون بن مامون شاہ خوارزم کے دربار میں ابن سینا ابوعلی، ابوریحان البیرونی، ابوالخیر عمار اورابونصر عراقی جیسے علماء وفضلاء جمع تھے[1]

ابن ابی اصیبعہ نے اسے ابن سینا کا استاد لکھا ہے[2]

عربی زبان میں نہایت فصیح وبلیغ تحریر کا مالک تھا اس کی تصانیف سے اسکے گہرے مطالعہ، ناقدانہ شان اور فنکارانہ مہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قطب الدین لاصیبی ابوسہل مسیحی کے بعض طبی اجتہادات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ابوسہل کا نظریہ تھا کہ چونکہ عورتوں کے مزاج مختلف ہیں اسی وجہ سے حیض کا زمانہ بھی مختلف ہوتا ہے چنانچہ بعض عورتوں میں سن ایاس بہت جلد آجاتا ہے اسی زمرہ میں اس نے خون حیض کو جنین کی غذا ہونے کے لئے زبردست مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ جنین خون صالح سے غذا حاصل کرتا ہے جو حاملہ کے بدن سے حاصل ہوتی ہے اور خون حیض جمع ہوتا رہتا ہے۔ جو بعد میں نفاس کی شکل میں نکلتا ہے[3]

---

[1] یادگار سلف، تذکرۃ الاطباء، ص 34 سید برکات احمد صاحب قومی پریس چوک لکھنؤ۔

[2] عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص ابن ابی اصیبعہ۔

[3] الاعلام ج ۵ ص 111 خیر الدین زرکلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابو سہل مسیحی نے دن میں بعد از طعام قیلولہ کے متعلق لکھا ہے کہ
نومۃ بالنہار بعد اکلۃ خیر من شربۃ الدواء النافع۔ دن میں کھانے کے بعد سونا کسی مفید دوا کے استعمال سے زیادہ افضل ہے۔

نظامی سمرقندی ابو سہل مسیحی کے استعمال کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب سلطان محمود سبکتگین.......... نے ابن سینا، سکویہ اور ابو سہل مسیحی کو خوارزم شاہ کے دربار سے طلب کیا تو یہ لوٹ مار چھوڑ کر ایک جنگل کے راستے سے بھاگے اسی سفر میں بے آب و گیاہ علاقے کی تپش سے پریشان ہو کر ابو سہل کی موت ہو گئی[1]

معجم المؤلفین نے ابو سہل کا سن وفات ۴۰۱ھ/۱۰۱۰ عیسوی تحریر کیا ہے[2]

درج ذیل کتابیں اس کی یادگار ہیں۔

1. کتاب المأۃ۔
2. کتاب منتخب العلاج۔
3. کلیات طب۔
4. اختصار کتاب مجسطی۔
5. رسالۃ فی مرض الوباء۔
6. کتاب رویاء لمامون خوارزم شاہ[3]
7. کتاب اظہار حکمۃ اللہ تعالیٰ فی خلق الانسان۔
8. رسالۃ الادویہ
9. رسالۃ فی تحقیق امر الوباء والاحتراز عنہ۔
10. رسالۃ فی تحقیق سوء المزاج۔
11. رسالۃ فی ماہیۃ الجدری۔
12. فوائد فی الشعر۔

---

[1] چہار مقالہ نظامی سمرقندی ص
[2] معجم المؤلفین ج ۸ ص 25 عمر رضا کحالہ
[3] یادگار سلف ص 34 حکیم برکات احمد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

13۔ الکتب المأۃ فی الصناعات الطبیہ م[1]

ابو سہل مسیحی کے دستیاب طبی مخطوطات :۔

1۔ کتاب اظہار حکمۃ اللہ فی خلق الانسان۔

ابو سہل مسیحی کی مایہ ناز کتاب ہے اس کے مخطوطات نور عثمانیہ ، استانبول اور یونیورسٹی کے شعبہ عربی کی لائبریری میں دستیاب ہیں۔

2۔ رسالۃ الادویہ اس کا مخطوطہ مغنیسا کتب خانہ کی زینت ہے۔

3۔ رسالۃ فی تحقیق امر الوباء والاحتراز عنہ۔ شہید علی کے طبی ذخیروں میں شامل ہے۔

4۔ رسالۃ فی تحقیق سوء المزاج ماہو وکم اضافہ۔ یہ بھی شہید علی کے یہاں محفوظ ہے۔

5۔ رسالۃ فی ماہیۃ الجدری۔ شہید علی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

6۔ فوائد فی الشعر۔ بغدادلی دھبی کے یہاں موجود ہے۔

7۔ الکتب الماۃ فی الصناعات الطبیۃ ۔ اس کتاب کے بعض حصے کا عربی متن شائع ہوچکا ہے ناکمل اور مکمل نسخے در مغنیسا سلیم آغا، نور عثمانیہ، احمد ثالث اور ایاصوفیا کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

اس کتاب کے باقاعدہ مطالعہ اور ایڈیٹنگ کے بعد شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

ابنِ سینا

ابو علی کنیت تھی حسین نام تھا۔ عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا مختصر نسبی تعارف ہے۔ مشرق میں ابنِ سینا اور یوروپ میں اوسینا کے نام سے شہرت پائی اور اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنا پر شیخ الرئیس کہلایا۔ بخارا کے ایک شہر خرمیتن کے قریب واقع مقام افشنہ میں 3 صفر 375 ھ مطابق 980ء میں پیدا ہوا۔[2]

ع[1] فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیا ص 259 اکمل الدین احسان اوغلی۔

ع[2] گلاسری آف اوسنا کینن آف میڈیسن آئی ایچ ایم آر۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تعلیم وتربیت :۔

ابن سینا کے والد عبداللہ سلطان بخارا کی طرف سے خرمیتن نامی قریہ کا حاکم ہوا تو 5 سال کی عمر میں ابن سینا کو افشنہ سے بخارا بغرض تعلیم بھیجا گیا یہاں اس کی تعلیم کے لئے قرآن پاک اور ادب کے اساتذہ کا انتظام کیا گیا۔ ابتدائی تعلیم کا مرحلہ اپنی بے حد ذہانت کی وجہ سے صرف ۵ سال کی عمر میں پورا کر لیا اور دس سال کی عمر میں شیخ الرئیس نے قرآن پاک اور صرف و نحو پر حیرت انگیز دسترس حاصل کر لی اس کے بعد اپنے دور کے مشہور فقیہ اسمٰعیل زاہد سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

شاگرد کی بے پناہ دلچسپی اور اعلیٰ صلاحیتوں کو دیکھ کر اسمٰعیل زاہد نے شیخ کے والد سے کہا کہ اسے علمی مشاغل کے علاوہ کسی اور کام میں نہ لگایا جائے [1] بعض لوگوں نے اس روایت کو عبداللہ ناتلی سے منسوب کیا ہے لیکن شیخ کے اہم ترین شاگرد ابو عبید جوزجانی نے اسمٰعیل زاہد ہی کا نام لکھا ہے۔

ساتھ ساتھ شیخ نے ایک سبزی فروش محمود مساح سے علم ہندسہ و مساحت کا درس حاصل کیا اسی دوران بخارا میں ایک نامور فلسفی اور عالم عبداللہ ناتلی کی آمد ہوئی۔ شیخ کے والد نے اپنے بچے کی تعلیم کے لئے اپنے گھر میں مہمان بنا لیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں شیخ طب کی تعلیم منطق۔ فلسفہ میں بے مثال صلاحیتوں کا مالک ہو گیا عبداللہ ناتلی کے بخارا سے واپسی کے بعد شیخ طب کی طرف متوجہ ہوا اس کے لئے اس نے طبی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا محنت کسی کی ضائع نہیں ہوتی جلد ہی شیخ نے اتنی مہارت پیدا کر لی کہ اس کے دور کے لوگ اس سے طب پڑھنے آنے لگے۔ ساتھ ساتھ شیخ کے مطب کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اپنی حذاقت اور دست شفا کی بدولت بحیثیت طبیب اس کی شہرت عام ہو گئی۔ طب میں اس کے اساتذہ کی حیثیت سے ابو الحسن بن نوح القمری اور ابو سہل مسیحی کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے لیکن خود شیخ کے حالات کے ذیل میں نہ ابن ابی اصیبعہ نے تذکرہ کیا ہے نہ تو ابو عبید جوزجانی

---

[1] آئینہ سرگذشت سی سی آر یو ایم ص 8

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ے نام لیا ہے البتہ ابن ابی اصیبعہ نے ابومنصور الحسن بن نوح القمری کے ذیل میں امام شمس الدین عبدالحمید بن عیسٰی خسروشاہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قمری شیخ کا استاد تھا۔[1] اسی طرح ابو سہل مسیحی کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ مشہور ہے کہ ابوسہل اس کا استاد تھا۔[2] لہٰذا قطعی طور سے کوئی بات نہیں کہی جاسکتی۔

سلطان نوح بن منصور کے دربار میں رسائی :۔

طبیب کی حیثیت سے ابن سینا کا چرچا عام ہوگیا تھا۔ انھیں دنوں سلطان نوح بن منصور (976 ۔ 997)[3] بیمار پڑا کسی معالج کی دوا سے فائدہ نہیں ہوا تو شیخ کو طلب کیا گیا۔ اللہ کی مرضی شیخ کے ہاتھوں شفا حاصل ہوئی۔ پھر کیا تھا شیخ کے دن پھر گئے اور اسے ۱۷ سال کی عمر میں شاہی طبیب کا عہدہ حاصل ہوگیا۔

نوح بن منصور کے دربار سے متعلق ہونے کے کچھ ہی دن بعد شیخ کے والد کا انتقال ہوگیا لیکن دربار سے وابستگی کی وجہ سے زندگی سکون و اطمینان سے گزر رہی تھی اس دربار سے مالی طمانیت کے علاوہ سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ اس نے دربار سے متعلق ایک عظیم الشان لائبریری میں موجود طب کی تمام اہم کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا اس دوران اس عظیم کتب خانہ میں آگ لگ گئی تو حاسدو نے شیخ پر یہ الزام عائد کیا کہ آگ شیخ کی سازش سے لگی تھی۔

شیخ کی زندگی سکون سے گذر رہی تھی کہ نوح بن منصور کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اس کا بیٹا منصور بن نوح تھوڑے دن حکومت کر پایا تھا کہ تمام ملک میں غدر ہوگیا۔ نتیجہ میں ہمسایہ مملکت غزنی کے فاتحین نے بخارا پر قبضہ کرلیا۔

امیر گرگانج کے دربار سے وابستگی :۔

سلطنت بخارا کی تباہی کے بعد شیخ ایران کے شہر گرگانج کے امیر کے دربار

1۔ عیون الانباء بیروت ایڈیشن صـ 435 ابن ابی اصیبعہ

2۔ حوالہ سابق صـ 436

3۔ طب العرب صـ 79 نیر واسطی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہونچا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ ابوالحسن السعلی زبردست عالم ہے اور علماء و فضلاء کی بڑی عزت کرتا ہے چنانچہ تعارف ہونے پر اس دربار میں اس کا وظیفہ مقرر ہوگیا کچھ عرصے بعد اپنی لیاقت کی بنا پر علماء کا افسر بنا دیا گیا۔ بدنصیبی کہ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ شیخ کی قسمت کا ستارہ پھر گردش میں آگیا اور غزنی کے زبردست فاتح سلطان محمود بن سبکتگین نے حاسدین کی زبانی شیخ کے فاسد عقائد سن کر اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور تائب نہ ہونے پر گردن اڑانے کی سزا سنائی۔ شیخ یہ سنتے ہی گرگانج سے بھاگ کر روپوش ہوگیا

جرجان کے امیر قابوس سے وابستگی :۔

گرگانج سے بھاگ کر شیخ جرجان پہونچا یہاں اس نے باقاعدہ مطب شروع کیا۔ چاروں طرف شہرت کا بول بالا ہونے لگا۔ اس دوران امیر قابوس کا بھانجا بے حد علیل ہوا بڑے بڑے اطباء نے جواب دے دیا۔ شیخ کا شہرہ سن کر اسے بھی بلایا گیا شیخ نے اسے مریضِ عشق بتا کر وصلِ محبوب کا علاج تجویز کیا اس طرح اس کو شفا ہوئی اور امیر قابوس نے اس کی بڑی عزت افزائی کی لیکن شیخ کی قسمت کو کیا کرے تھوڑے عرصے بعد امیر قابوس غدار فوج کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ مجبوراً شیخ یہاں سے دہقان چلا گیا لیکن خرابیِ صحت کی وجہ سے وہ پھر جرجان واپس آیا۔

عبدالواحد جوزجانی سے ملاقات :۔

جرجان میں آنے کے بعد شیخ کی ملاقات نہایت شریف اور لائق شخص عبدالواحد جوزجانی سے ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے سے بے حد متاثر ہوئے۔ شیخ کو اسنے استاد بنا لیا چنانچہ آخر عمر تک شیخ کی خدمت کرتا رہا اور اس کے ارشد شاگرد کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ اس شخص کو شیخ کے حالات کے سلسلہ میں بڑی اہمیت حاصل ہے اس کا پورا نام ابو عبید عبدالواحد بن محمد الفقیہ جوزجانی ہے۔

شیخ کی اور اس کی پہلی ملاقات شیخ کی 33 سال کی عمر میں ہوئی اس نے شیخ کی اکثر تالیفات کی نہایت عمدگی سے نگہداشت کی ورنہ شاید آج شیخ کا قیمتی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ذخیرہ ہم تک نہ پہونچ پاتا۔

شیخ کے تذکرہ میں جوزجانی کو خاص طور سے اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ شیخ نے اپنے حالات خود اپنے اس شاگرد کو قلم بند کرائے تھے اور باقی حالات خود عبدالواحد جوزجانی نے قلمبند کر لئے تھے [2] ان معلومات پر مشتمل اصل رسالہ برٹش میوزیم میں موجود ہے [3] اس رسالہ کے حوالہ سے قفطی [4] اور ابن ابی اصیبعہ [5] دونوں نے شیخ کے حالات من و عن نقل کئے ہیں اہمیت کے پیش نظر مرکزی تحقیقاتی طبی کونسل نے اس کا اردو میں ترجمہ 1980ء میں شائع کیا ہے۔

جرجان سے شیخ کو شوق سیاحت رے لے گیا وہاں کے حاکم امیر مجدالدولہ نے اسے بڑی عزت و اکرام بخشی۔ یہاں کچھ ہی دن چین سے رہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سلطان محمود حملہ آور ہونے والا ہے چنانچہ یہاں سے بھاگ کر پہلے قزوین پھر ہمدان چلا گیا۔

شمس الدولہ بن فخرالدولہ امیر ہمدان سے وابستگی:۔

ہمدان پہنچ کر شیخ نے پہلے ایک مالدار خاتون کے یہاں قیام کیا اور مطب شروع کیا پھر شمس الدولہ کے مرض قولنج کے علاج کے سلسلے میں اس کے دربار پہونچا۔ کامیابی پر اسے وہاں وزارت کا قلمدان سپرد کیا گیا اس دربار سے شیخ کو بہت سی خلعتیں عطا ہوئیں۔ شیخ کی وزارت سے فوج میں شورش پیدا ہوئی نتیجہ میں فوجی عملہ نے گھبرا کر اسے گرفتار کر کے شیخ امیر سے اس کے قتل کا مطالبہ کیا امیر نے قتل کا مطالبہ تو مسترد کر دیا البتہ اسے وزارت سے سبکدوش

---

1. تشریحات طب العرب نیر واسطی ص 196
2. چہار مقالہ ص 294، نظامی عروضی سمرقندی۔
3. حواشی چہار مقالہ از محمد بن عبدالوہاب۔ ص 224
4. تاریخ الحکماء ص 214 جمال الدین القفطی
5. عیون الانباء جلد دوم ص 2 ابن ابی اصیبعہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کر دیا۔

اتفاق دیکھئے شمس الدولہ کو دوبارہ قولنج کا دورہ پڑا۔ پھر اس نے شیخ کو بلا کر معذرت کی اور وزیر بنا کر علاج کرایا۔

اس زمانے میں شیخ نے بڑی محنت کی دن میں وزارت کا کام۔ رات میں درس دیتا تھا اسی دوران اس نے کتاب الشفا، جیسی ضخیم کتاب اور القانون کا اگلا حصہ مرتب کیا۔

شمس الدولہ کے انتقال کے بعد شیخ کے حالات نے کروٹ لی اور اس کا بیٹا شیخ کا مخالف ہو گیا اس نے اسے وزارت سے معطل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ قید کی زندگی شیخ کے تصنیفی ذوق کے لئے مددگار ثابت ہوئی چنانچہ شفا کے علاوہ اور کئی کتابیں پس زنداں پایۂ تکمیل کو پہونچیں ۴ ماہ کا عرصہ گذرا تھا کہ اصفہان کے حاکم علاء الدولہ نے حاکم ہمدان تاج الدولہ پر حملہ کیا اور اسے نیروان کے قلعہ میں قید کر دیا یہیں شیخ بھی مقید تھا بعد میں علاؤ الدولہ نے تاج الدولہ کو معاف کر کے حکومت حوالہ کر دی اس واقعہ کے بعد تاج الدولہ نے شیخ سے اپنی خطا معاف کرا کے اسے پھر ہمدان لے آیا یہاں وہ 3 سال برابر تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول رہا۔

علاء الدولہ امیر اصفہانی سے وابستگی:۔

ہمدان سے شیخ اصفہان پہونچا وہاں علاء الدولہ نے شیخ کی آمد کی خبر سن کر بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا اور اسے نہایت شاندار محل میں ٹھہرایا اور اس نے شیخ سے استفادہ کے لئے ہر جمعہ کو علمی مذاکرے کا انتظام کیا یہیں ابو منصور حیان لغوی سے لغت کے مسئلہ پر شیخ سے خوب بحث ہوئی اور اس کے یہ کہنے پر کہ آپ کا فلسفی اور طبیب ہونا تسلیم مگر فن لغت میں آپ کو کیا سروکار۔ اس جواب کو سن کر شیخ طیش میں آگیا اور اس نے دس جلدوں پر مشتمل لغت کی کتاب لسان العرب تصنیف کی ہے[1]

---

[1] آئینۂ سرگذشت سی سی آر یو ایم اشاعت صہ 23

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حیرت ہے کہ شیخ کی شادی کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ راقم السطور نے اس سلسلہ میں مختلف حوالے کی کتابیں دیکھیں اور کافی جستجو کی لیکن اس سلسلہ میں کوئی تفصیل نہیں مل سکی۔

شیخ کا انتقال :-

شیخ کو اکثر قولنج کا درد اٹھتا تھا وہ خود اپنا علاج کرتا تھا اور حقنے لیتا تھا ایک بار علاءالدولہ کے ساتھ سفر میں قولنج کا دورہ پڑا تو آٹھ بار حقنہ لیا جس سے آنتوں میں زخم ہوگیا۔ مزید نقصان یہ ہوا کہ اس کے خادموں نے دوا کی مقدار کچھ زیادہ کر دی نتیجہ میں حالت بگڑتی گئی اور اصفہان سے واپسی پر جاں بلب سمجھ کے علاج بند کر دیا۔ افسوس کہ اس نتیجہ میں اس کے آخری ایام بڑی تکلیف کے ساتھ گذرے۔ 58 سال کی عمر میں 436ھ مطابق ماہ جون 1030ء میں انتقال ہوگیا اور ہمدان میں دفن کیا گیا

ابنِ سینا بحیثیتِ مصنف :-

شیخ کے حالاتِ زندگی کے مطالعہ کے بعد مسائلِ حیات سے جب اس کی کشمکش کا علم ہوتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ روزانہ ایک نئے وطن تبدیل کرنے، نئے وزیر و بادشاہ کی ماتحتی، کبھی فرار اور کبھی روپوشی کی حالت کبھی تقرری کبھی معزولی، کبھی گرفتاری کبھی رہائی جیسے کوائف سے آراستہ زندگی میں کیسے شیخ نے اتنا جلیل القدر کارنامہ انجام دیا ہوگا۔

شوقِ مطالعہ کی کثرت، زبردست ذہانت و فہم کے مالک ہونے کی وجہ سے شیخ نے نہایت ضخیم تصنیفات تلمبند کی ہیں۔ شیخ نے منطق، فلسفہ، ریاضیات، علوم دینیہ طب، اقلیدس، لسانیات اور فلکیات غرض تمام مضامین پر بے شمار تصانیف مرتب کی ہیں۔

اس کی تصانیف کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ قفطی نے 64[1] بر اکلمن نے 92[2] اور ابو عبید جوزجانی نے 95[3] کتابوں کا تذکرہ کیا ہے لیکن ابو عبید

1۔ تاریخ الحکماء، ص 21 جمال الدین القفطی 2۔ 3۔ آئینہ سرگذشت سی سی آر یو ایم ص 24

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جوزجانی کی فہرست زیادہ صحیح سمجھ میں آتی ہے کیونکہ شیخ کے حالات سے وہ زیادہ قریب نظر آتے ہیں۔

1. کتاب الشفاء 18 جلدوں پر مشتمل اس ضخیم کتاب میں منطق، ریاضیات، اور الٰہیات سے بحث کی گئی ہے۔
2. کتاب اللواحق ۔ یہ کتاب کتاب الشفاء کی شرح ہے۔
3. کتاب الحاصل والمحصول 20 جلدوں پر مشتمل ہے۔
4. کتاب البر والاثم دو جلدوں پر مشتمل ہے۔
5. کتاب الانصاف 20 جلدوں پر مشتمل ہے۔
6. کتاب المجموع ایک جلد پر مشتمل ہے اسے الحکمتہ العروضہ بھی کہتے ہیں۔
7. کتاب القانون فی الطب ۔ 14 جلدوں پر مشتمل ہے۔
8. کتاب الاوسط۔ یہ کتاب علم منطق پر مشتمل ہے۔
9. کتاب المبدأ والمعاد فی النفس ۔
10. کتاب الارصاد والکلیہ ایک جلد پر مشتمل ہے۔
11. کتاب المعاد الاصغر اسے ملک مجد الدولہ کے لئے لکھا تھا۔
12. کتاب العلائی فارسی میں ہے۔
13. کتاب لسان العرب دس جلدوں پر مشتمل ہے۔
14. کتاب دانش نامہ فارسی زبان میں ہے علاءالدین کے لئے لکھا تھا۔
15. کتاب النجاۃ
16. کتاب الہدایۃ فی الحکمتہ حکمت کے اجمالی تذکرہ پر محیط ہے۔
17. کتاب القولنج اسے بھی اس نے قلعہ جرجان میں قید کے دوران لکھا تھا۔
18. مختصر فی الزاویۃ ۔
19. رسالہ حی بن یقظان یہ عقل کے بیان پر مشتمل ہے۔
20. مقالۃ فی النبض فارسی زبان میں ہے۔
21. مقالۃ فی اسباب حدوث الحروف ۔
22. رسالۃ الی ابی سہل مسیحی فی الزاویۃ ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

23 کتاب الادویۃ القلبیۃ — اہم کتاب ہے بے مثل ہے۔
24 مقالۃ فی القوی الطبیعۃ — الی ابی سعد الیمامی۔
25 رسالۃ الطیر — علم الٰہی سے متعلق ہے۔
26 کتاب الحدود
27 مقالۃ فی النقص
28 کتاب عیون الحکمت۔
29 مقالۃ فی عکوس ذوات الجہۃ
30 کتاب الموجز الکبیر فی المنطق
31 القصیدۃ المزدوجہ فی المنطق
32 الموجز الصغیر — منطق النجاۃ کے نام سے بھی مشہور ہے۔
33 الخطبۃ التوحیدیہ۔
34 مقالۃ فی تحصیل السعادۃ — یہ کتاب حج العز کے نام سے بھی موسوم ہے۔
35 مقالۃ فی القضاء والقدر — اصفہان میں قیام کے زمانہ میں لکھا ہے۔
36 مقالۃ فی الہندباء
37 مقالۃ فی الاشارۃ الی المنطق۔
38 مقالۃ فی اختتام الحکمۃ۔
39 رسالۃ فی السکنجبین
40 مقالۃ فی الاغایۃ۔
41 کتاب التعالیق — اس کی تعلیق اس کے شاگردوں نے بھی کی ہے۔
42. مقالۃ فی خواص خط الاستواء۔
43. المباحثات علی طرز السوال والجواب۔
44. عشر مسائل اجاب عنہا لابی الریحان البیرونی۔
45. جواب ستۃ عشر مسئلہ لابی الریحان البیرونی۔
46. مقالۃ فی ہیئۃ الارض من السماء وکونہا فی الوسط۔
47. کتاب الحکمۃ المشرقیہ — یہ مکمل نہیں ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

48 مقالۃ فی تعقب المواضع الجلدیۃ۔
49 مقالۃ فی الجوہر۔
50 المدخل الی صناعۃ الموسیقی۔
51 مقالۃ فی تدارک الخطاء الواقع فی التدبیر الطبی۔
52 مقالۃ فی کیفیۃ الرصد و مطابقتہ مع العلم۔
53 مقالۃ فی الاخلاق
54 مقالۃ فی آلۃ الرصدیۃ صنعہا باصفہان۔
55 رسالۃ الی السہلی فی الکیمیاء۔
56 مقالۃ فی غرض قاطیغورس۔
57 الرسالۃ الاضحویۃ فی المعاد جسے اس نے ابی بکر محمد عبیدہ کے لئے لکھا تھا۔
58 معتصم الشعراء فی العروض۔
59 مقالۃ فی حد الجسم
60 الرسالۃ الاضحویۃ فی المعاد۔
61 الحکمۃ العرشیۃ فی الالہیات۔
62 مقالۃ فی ان علم زید غیر علم عمرو
63 کتاب تدبیر الجند و العساکر و الممالیک و ارزاقہم
64 مناظرات فی النفس جرت مع ابی علی النیساپوری۔
65 خطب و تمہیدات و اسجاع جواب من المطب۔
66 جواب یتضمن الاعتذار عما نسبت لہ۔
67 مختصر کتاب اوقلیدس۔ غالباً یہ کتاب النجاۃ کا حصہ ہے۔
68 مقالۃ فی الارثماطیقی۔
69 جامع قصائد فی الزہد وغیرہ۔
70 رسائل فی العربی و الفارسی۔
71 تعالیق علی مسائل حنین فی الطب
72 قوانین و معالجات طبیہ و مخاطبات و مقالیات۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

73 عشرون مسائل سالہ عنھا لبعض اہل العصر۔
74 مسائل عدۃ طبیہ۔
75 مسائل یدعا النذور۔
76 مسائل ترجمہا بالتذکیر جواب سائل غیرہ۔
77 جواب مسائل یسیرۃ۔
78 عیون المسائل۔
79 رسالۃ الی علماء بغداد۔
80 رسالۃ الی صدیق یسألہ الانصاف بینہ وبین الھمدانی۔
81 جواب لعدۃ المسائل کلام فی تبین ما الحروف۔
82 رسالۃ علی ماہیۃ الغم۔
83 شرح کتاب النفس لارسطو۔
84. مقالۃ فی النفس یہ کتاب الفصول کے نام سے بھی موسوم ہے۔
85 مقالۃ فی ابطال علم النجوم واحکامھا۔
86 کتاب فی النحو۔
87 فصول الالھیۃ فی اثبات الدول۔
88 فصول فی النفس والطبعیات۔
89 رسالہ الیٰ ابی سعید بن ابی الحصر فی الرصد
90 مقالۃ فی الجوہر۔
91 مسائل جرت بینہ وبین فضلاء العصر۔
92 تعلیقات استفادہا ابوالفرج الھمدانی۔
93 مقالۃ فی المسالک۔
94 کتاب الاشارات والتنبیہات۔
95 الاحوزۃ فی الطب۔
96 رسالۃ فی الباہ۔

اس طویل فہرست میں مصنف کو 99 سے زائد طبی کتابوں کے نام نظر نہیں آتے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

القانون فی الطب اور الادویۃ القلبیہ کے علاوہ اور کوئی اہم کتاب نظر نہیں آتی ۔ بہرحال القانون کی عظمت کی بدولت اسے مشرق و مغرب میں بے مثال ولازوال شہرت حاصل ہوئی اور یقیناً القانون کی جامعیت اور اس کی قاموسانہ شان ہی اس کی رہین شہرت ہے۔

97 رسالۃ فی تدارک الخطاء الواقع فی الطب ۔

98 رسالۃ فی اول مایجب علم الطبیب۔

99 رسالۃ فی تشریح الاعضاء

100 رسالۃ فی منافع الاعضاء

101 رسالۃ فی حفظ الصحۃ ۔

102 دفع المضار الکلیہ لابدان الانسانیہ ۔

103 رسالۃ فی السوداء

104 دستور الطب

105 رسالۃ فی العروق المفصودہ ۔

106 فضائل الشراب

107 الحرارۃ الغریزیہ

108 رسالۃ فی الفرق بین الحرارۃ الغریزیہ والغربیہ۔

مختلف لائبریریوں میں ابن سینا کے مخطوطات :۔

1۔ ارجوزہ فی الطب فی معرفۃ الفصول الاربعۃ ۔ یہ کتاب داماد ابراہیم، بغدادلی ۔ وہبی اور راغب پاشا رضا وغیرہ کے ذخیرہ میں موجود ہے ۔

2۔ ارجوزۃ فی صناعۃ الطب اس نام کا مخطوطہ فاتح ، نور عثمانیہ، شہید علی، ایا صوفیا اور علی امیری کے کتبخانوں میں دستیاب ہے ۔

3۔ ارجوزۃ مختصرہ فی المجربات الطبیہ نور عثمانیہ اور ایا صوفیا میں موجود ہے۔

4۔ الادویۃ القلبیہ فاتح ، شہید علی، جراح پاشا ، کوپریلی ، نور عثمانیہ، راشد آفندی، احمد ثالث ، ایا صوفیا۔ مغنیسا۔ ہمدرد لائبریری دہلی، آصفیہ حیدرآباد میں محفوظ ہے

5۔ رسالۃ فی اول مایجب علیہ الطبیب اس کا مخطوطہ نور عثمانیہ کی زینت ہے ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

6. رسالۃ فی الباہ بغدادلی وہبی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
7. رسالۃ فی تدارک الخطاء الواقع فی الطب خدابخش فاتح، حمیدیہ، اور نورعثمانیہ میں دستیاب ہے۔
8. رسالۃ فی تشریح الاعضا، حمیدیہ اور نورعثمانیہ کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
9. رسالۃ فی حفظ الصحۃ شہید علی اور خدابخش نورعثمانیہ کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔
10. دستورالطب حمیدیہ اور امانت خزینہ سی کے یہاں دستیاب ہے۔
11. دفع المضار الکلیہ للابدان الانسانیہ۔ آصفیہ، کوپرلی، شہید علی اورایا صوفیا کے یہاں موجود ہے۔
12. رسالۃ فی السوداء نورعثمانیہ کی زینت ہے۔
13. رسالۃ فی العروق المفصودہ المساۃ لغایۃ القصد فی علم الفصد حمیدیہ، نورعثمانیہ اور بغدادلی وہبی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
14. فضائل الشراب وسیاستہ البدن۔ یہ مخطوطہ نورعثمانیہ، بغدادلی وہبی شہید علی کے کتبخانہ میں موجود ہے۔
15. القانون فی الطب، رضا رام پور، آصفیہ حیدرآباد خدابخش پٹنہ آزاد علی گڑھ آئی ایچ ایم آر دہلی، ایاصوفیا، مغنیسا جاراللہ۔ احمد ثالث، شہید علی، نورعثمانیہ داماد ابراہیم اور حسین جبی کے ذخیروں میں دستیاب ہے۔
16. الرسالۃ فی الھندباء خدابخش پٹنہ کی زینت ہے۔
17. رسالۃ فی شطر الغب یہ بھی خدابخش لائبریری پٹنہ میں دستیاب ہے۔

ابنِ سینا کی مطبوعہ کتابیں:۔

1. الارجوزۃ السینائیہ، ارجوزہ من المجربات من الاحکام النجومیہ والقواعدالطبیہ ۱۱۰ اشعار پر مشتمل یہ کتاب لکھنؤ سے 1261 ہجری میں شائع ہوئی ہے۔
2. الادویۃ القلبیہ شیخ کی اہم کتاب ہے۔ یہ کتاب وزارۃ معارف ترکی سے شائع ہوئی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

3. القانون فی الطب عربی متن روم سے 1593ء طہران سے 1284ھ اور لکھنؤ سے 1327 ہجری میں شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے جزوی ایڈیشن بھی مختلف مقامات سے شائع ہوئے ہیں۔
4. کتاب القولنج راقم السطور کی نظر سے کہیں گذرا ہے۔ لیکن تفصیل نہیں مل سکی۔
5. رسالۃ فی القوی الانسانیہ وادراکاتھا۔ آستانہ سے 1298ھ اور ہندوستان 1318ھ اور مصر سے 1238ھ اور 1326ھ دوبارہ شائع ہوئی ہے۔

شیخ الرئیس بو علی سینا کی کتاب القانون فی الطب پر ایک نظر:۔

یوں تو شیخ کی متعدد تصانیف اس کی شہرت وعظمت کا سبب بنی ہیں لیکن مشرق ومغرب میں جو شہرت اسے اپنی کتاب القانون سے حاصل ہوئی اور کسی سے حاصل نہیں ہو سکی۔

شیخ الرئیس کی کتاب القانون طب کی واحد کتاب ہے جس کے متعدد زبانوں میں بارہا تراجم اور ایڈیشن شائع ہوئے ہیں ایک زمانہ تک یہ کتاب یورپ کے تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل رہی اور آج بھی طب کے لئے ایک عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

القانون فی الطب کے بارے میں عروضی سمرقندی کی یہ رائے بے حد مناسب ہے کہ اگر کوئی طالب علم یہ چاہتا ہے کہ تمام دیگر طبی کتابوں سے بے نیاز اور آزاد ہو جائے تو وہ پورے اعتماد کے ساتھ قانون شیخ پر اکتفا کر سکتا ہے اور اگر بقراط اور جالینوس زندہ ہو کر دوبارہ دنیا میں آسکیں تو یقین کیجئے کہ وہ بھی اس کتاب کا احترام کرنے پر مجبور ہوں گے [1]

خاص طور سے قانون کی قاموسانہ شان، قابل تعریف ترتیب وتبویب، فلسفیانہ اندازِ بیان اور جدت مضامین نے طب کے علاوہ دیگر شعبہائے علوم وفنون کے میدانوں میں اس کے مؤلف کو زبردست شہرت اور دنیائے اسلام کے

---

[1] انگریزی ترجمہ چہار مقالہ ص 256

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبی لٹریچر میں اس کو ایک بلند مرتبہ عطا کیا ہے[1]

القانون کے انداز بیان کے بارے میں ڈاکٹر کامپبل تو یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ اپنی لطافتِ بیان میں ارسطو اور جالینوس سے بھی سبقت لے گیا ہے[2] اگرچہ زکریا رازی کی کتاب الحاوی اپنی جامعیت میں کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی تاہم شیخ کی القانون ایک ایسا خزانہ ہے جس میں طب کے تمام شعبوں کو سمیٹ لیا گیا ہے[3]

یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب سالہا سال تک طبی کالجوں کے نصابِ تعلیم میں شامل رہی چنانچہ یورپ کی یونیورسٹیوں میں پندرھویں صدی کے آخر تک اور مونٹ پیلیر اور نووین کی یونیورسٹی میں 1650ء تک نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی رہی ہے[4]

القانون فی الطب کے مشمولات :۔

موجودہ القانون 5 جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں دس لاکھ سے زائد الفاظ شامل ہیں پہلے حصہ میں اصولِ طب دوسرے میں مفردات تیسرے میں امراضِ مخصوصہ چوتھے میں امراضِ عامہ اور پانچویں حصہ میں ادویہ مرکبہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

القانون کی پہلی جلد کے مشمولات :۔

پہلی جلد امورِ کلیہ کے نہایت جامع بیان پر محیط ہے اس میں علمِ تشریح اور علمِ وظائفِ اعضاء کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے بعد امراض و اسباب و اعراضِ کلیہ کی تفصیل درج کی گئی ہے اس ضمن میں اجناس امراض، تاثیر ہوا، فصلوں کے مسائل۔ کھانے پینے، سونے، جاگنے، حرکت و سکونِ بدنی و نفسانی، اجناس و استفراغ مسخنات و مبردات

---

[1] طب العرب (اردو ترجمہ) براؤن ص 84

[2] اریبین میڈیسن جلد اول ص 78 ڈونالڈ کیمبل۔

[3] ہسٹری آف میڈیسن ای بی کرد بمار ص 270

[4] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن جلد دوم ص 316

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے بعد علاماتِ نبض بول و براز وصحت مرض اور تدبیر برائے امراض سے متعلق معلومات قلمبند کی گئی ہیں۔

دوسرے جلد کے مشمولات :۔

دوسری جلد ادویہ مفردہ کے بیان پر مشتمل ہے بلاشبہ اب تک لکھے گئے علم الادویہ کے ذخیروں میں سب سے زیادہ مناسب اور جامع انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ادویہ کی ماہیت، مزاج اور مختلف اعضاء پر ادویہ کے اثرات کو بڑے اسلوب سے تحریر کیا گیا ہے۔

القانون کی تیسری جلد کے مشمولات :۔

تیسری جلد میں سر سے پیر تک کے امراض خاص تفصیل سے لکھے گئے ہیں خاص طور سے صداع، جنون، سکتہ، مرگی فالج سل استسقاء، حصاۃ کلیہ و مثانہ کا بیان بڑے اچھے انداز سے تحریر کیا گیا ہے۔

القانون کی چوتھی جلد کے مشمولات :۔

امراضِ عام کے بیان پر مشتمل ہے ابتداء میں حمیات اور بحران کا تذکرہ پھر اور ان کی تفصیل لکھی گئی ہے اس کے علاوہ کسر جراحات، علم السموم اور علم زینت سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

القانون کی پانچویں جلد کے مشمولات :۔

اس جلد میں ادویہ مرکبہ سے بحث کی گئی ہے اس جلد میں معاجین، تریاقات، ایارجات جوارشات حبوب واقراص مراہم وضمادات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

القانون کے عربی ایڈیشن :۔

القانون کے متعدد عربی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں سب سے پہلا عربی ایڈیشن روم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(اٹلی) سے 1593ء میں شائع ہوا۔ یہ مغرب کا پہلا عربی ایڈیشن تھا[1] اس کے علاوہ درج ذیل عربی ایڈیشن بھی شائع ہوتے ہیں۔

1284ھ مطابق 1867ء میں طہران سے شائع ہوا۔
1290ھ مطابق 1873ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔
1294ھ مطابق 1877ء میں بولاق سے شائع ہوا
1296ھ مطابق میں تہران سے شائع ہوا
1307ھ مطابق 1889ء اور 1324ھ مطابق 1906ء میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔

اس کے علاوہ 1905ء میں لاہور سے طبع ہوا ہے۔ جدید ترین عربی ایڈیشن آئی ایچ ایم آر نئی دہلی سے شائع ہوا ہے ابھی اول و دوم شائع ہوا ہے باقی کے لئے مساعی جاری ہیں۔

قانون کی ان مکمل اشاعتوں کے علاوہ کلیات اور حمیات کے الگ الگ ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں حمیات پر اس کا ایڈیشن حکیم عطاء الرحمٰن ٹونکی نے شائع کیا ہے

القانون کی تشریحات و تراجم :۔

یوں تو قانون کی بہت سے شرحیں لکھی گئی ہیں پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن نے اپنی کتاب قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین میں القانون کے 132 عربی 22 فارسی 5 ترکی 17 اردو 1 پنجابی۔ 6 لاطینی۔ 7 جرمنی۔ 2 فرانسیسی۔ 2 عبرانی 2 انگریزی اور 1 ازبکستانی تراجم اور تشریحات کا تذکرہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مکمل قانون کی عربی میں دو شرحیں لکھی گئی ہیں ایک شرح علاء الدین قرشی ابن نفیس کی ہے دوسری مکمل شرح عہدِ اکبری کے طبیب علی حسین گیلانی کی ہے اسی طرح چار مکمل ترجمے لاطینی، ازبکستان، فارسی اور اردو میں ہوئے ہیں باقی تمام شروح اور تراجم جزوی حصوں سے متعلق ہیں جن میں سے اکثر کا تعلق کلیات سے ہے[2]

---

[1] قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین حکیم سید ظل الرحمٰن۔ ص 271

[2] قانون ابن سینا اور اس کے شارحین۔ مقدمہ ص 47 از حکیم سید ظل الرحمٰن ندوی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

عربی میں القانون کی مکمل شرحیں:۔

مکمل القانون کی عربی میں دو شرحیں ملتی ہیں ایک شرح علاء الدین قرشی ابن نفیس کی ہے۔ طبی مصنفین اور قانون کے شارحین میں ابن نفیس کو نہایت جلیل القدر مقام حاصل ہے ابن نفیس نے قانون کی پانچوں جلدوں کی شرح بڑے اہتمام سے کی نہ تنقیص کا پہلو ہے نہ بے جا مدح کا شرح لکھتے وقت اس نے تمام مسائل کو بخوبی پرکھا ہے خواہ مخواہ دیگر شارحین کی طرح اس نے شیخ کی حمایت بھی نہیں کی اور نہ تو بے جا مخالفت اعتدال کے ساتھ اپنے وسیع مطالعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ضرورت پڑنے پر ابن سینا کی رائے کی پُر زور مخالفت بھی کی ہے اس پہلو پر پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن صاحب کی رائے بے حد مناسب ہے کہ عام شارحین قانون کا انداز بچاؤ اور حمایت کا ہے جن میں شیخ کی ہر مسئلے میں تائید اور مدافعت کی گئی ہے وہ نئی بات کہہ سکے اور نہ ان کی شرحوں میں مزید اضافہ اور تحقیق کی گنجائش محسوس کی جاسکیں، علاء الدین قرشی اس خالص اعتقادی اور تقلیدی طرز سے مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے اس کی ناقدانہ اور محققانہ حیثیت ہر صفحہ میں نمایاں ہے۔[1]

القانون کی دوسری شرح:۔

علاء الدین قرشی کے بعد مکمل شارح کی حیثیت سے حکیم علی گیلانی کا نام باعث افتخار ہے اس کے شارحانہ انداز کے متعلق پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ علی حسین گیلانی نے ہر جگہ شیخ کی مدافعت وصفائی کو شعار بنایا ہے اور اس پہ کئے گئے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ساری شرح میں شیخ کی طرف سے وکالت کا رنگ غالب ہے[2] بہر حال مکمل شارح کی حیثیت سے علی گیلانی کو ایک جداگانہ مقام حاصل ہے۔

1۔ حوالہ سابق ص95

2۔ حوالہ سابق ص16

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

القانون کے اردو تراجم :۔

اگرچہ القانون کے اردو ترجمہ کے ذیل میں بہت سے نام ملتے ہیں لیکن مکمل ترجمہ کا سہرا حکیم غلام حسنین کنتوری (29-1828ء) ہی کے سر جاتا ہے۔ کنتوری نے مکمل القانون کا براہِ راست عربی سے ترجمہ کیا ہے یہ ترجمہ مختلف جلدوں میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔

اسی ترجمہ کی بدولت آج غیر عربی داں طلبا، القانون سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اگر یہ ترجمہ نہ ہوتا تو یقیناً اردو زبان کے جاننے والے القانون جیسی جامع کتاب سے یکسر محروم رہ جاتے۔

القانون کے لاطینی تراجم :۔

القانون کے لاطینی تراجم کی بھی تعداد اچھی خاصی ہے مشہور ترین ترجمہ جیرارڈ آف کریمونا ر (1117ء) کا ہے یہ ترجمہ اس نے 1187ء میں مکمل کیا۔ پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن کے مطابق یہ ترجمہ بہت ناقص اور خراب سمجھا جاتا ہے اور غلطیوں سے پُر ہے اس کے علاوہ انڈریا الپیگو، یعقوب ٹینوس، پرڈینوس اینٹونس پٹر وویٹر یو وغیرہ کے نام بھی القانون کے لاطینی مترجمین کی حیثیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

القانون فی الطب کی گمشدہ جلدیں۔ ایک جائزہ :۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا کی کتاب القانون کی اہمیت اور جامعیت کا تذکرہ ہو چکا اب ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس درجہ اہمیت کی حامل کتاب اب تک صرف 5 جلدوں میں شائع ہوئی ہے حالانکہ اہم ترین مصنفین اسے 14 جلدوں پر مشتمل بتاتے ہیں حیرت ہے کہ تمام طابعین و ناشرین نے اس مسئلہ پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے اور تمام انگریزی اردو اور عربی حوالے اس موضوع پر خاموش ہیں۔

1۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین صفحہ 256 از حکیم سید ظل الرحمٰن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذیل میں القانون فی الطب کی 14 جلدوں کی موجودگی، گمشدہ جلدوں کے مشتملات اور مختلف لائبریریوں میں محفوظ القانون کے قدیم مخطوطہ کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

القانون کی 14 جلدیں تاریخی حوالوں کی روشنی میں :۔

تاریخ طب پر لکھی گئی اہم ترین کتابوں میں ابن ابی اصیبعہ متوفی 1270ء [1] کی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء اور جمال الدین قفطی (متوفی 1248ء [2]) کی کتاب تاریخ الحکماء ہی کو زیادہ تر بطور حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

مطالعہ کے دوران معلوم ہوتا ہے کہ عیون الانباء فی طبقات الاطباء[3] اور تاریخ الحکماء[4] دونوں میں القانون فی الطب کے لئے اربع عشرۃ مجلدہ (14 جلدوں) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ 1270ء تک القانون کی 14 جلدیں شمار کی جاتی رہی ہیں ان عربی حوالوں کے علاوہ حکیم غلام جیلانی کی کتاب تاریخ الاطباء[5] میں بھی القانون کی مطبوعہ پانچ جلدوں سے قطع نظر 14 جلدوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

القانون کی بقیہ جلدوں کے مشمولات :۔

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے القانون فی الطب بنیادی طور سے 14 جلدوں پر مشتمل ہے اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ القانون کے مضامین بھی نامکمل ہیں چنانچہ مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ جلدوں میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے معالجانہ تجربات پر مشتمل معلومات شامل نہیں

1ء الاعلام، خیر الدین زرکلی جلد اول صفحہ 209

2ء المنجد، لوئس مالوف الیسوعی صفحہ 419

3ء عیون الانباء فی طبقات الاطباء مطبوعہ بیروت صفحہ 44 ابن ابی اصیبعہ

4ء تاریخ الحکماء اردو ترجمہ صفحہ 548 حکیم غلام جیلانی۔

5ء تاریخ الاطباء حکیم غلام جیلانی صفحہ 181 مطبوعہ 1913ء۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہیں۔

ابو عبید جوزجانی شیخ الرئیس کی سوانح عمری میں لکھتا ہے کہ بو علی سینا القانون میں اپنے معالجانہ تجربات شامل کرنا چاہتا تھا[1] ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ القانون کا کچھ حصہ جرجان اور کچھ حصہ رے میں مکمل ہوا۔ شیخ الرئیس اس میں اپنے معالجانہ تجربات شامل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا[2]

واضح رہے کہ ابو عبید جوزجانی شیخ الرئیس کا سب سے معتمد شاگرد تھا اور اس نے اپنی سوانحعمری جوزجانی کو املاء کراتی تھی۔

اس کے علاوہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کہ یہ عبارت بھی اہمیت کی حامل ہے۔

Al Qanoon is a systemic Encyclopeadia based for most on the achievement of Greek physicians of Rome Emperial age and to lessar Eatentent on his own clinicil triaes occupied during the day duties of court as both physician and administator

چیمبرس انسائیکلو پیڈیا کے درج ذیل جملے بھی بے حد اہم ہیں۔

The trertise proper was accompanied by an appendix contain Avicenne's Original Case records.

ان تمام حوالوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شیخ کی القانون کی باقی جلدوں میں شیخ کے معالجانہ تجربات شامل کئے گئے تھے جو موجودہ القانون میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔

ع 1 آئینہ سرگذشت سی سی آر یو ایم اشاعت صہ 24

ع 2 حوالہ سابق صہ 30

ع 3 Encyclopedia Britanice Vol. 1st p. 740.

ع 4 Chembers's Encyclopedia Vol. II p.90

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مختلف لائبریریوں میں القانون کے مخطوطات اور سات جلدوں کے مخطوطات کی نشاندہی :-

دنیا کی مختلف لائبریریوں کے کیٹلاگ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ القانون کے قدیم مخطوطات کی تعداد نہایت مختصر ہے اگرچہ ان میں بعض بہت قدیم ہیں لیکن پانچ جلدوں پر مشتمل نہیں ہیں۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے 627ھ سے پہلے کا کوئی مخطوطہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں القانون کا قدیم ترین مخطوطہ خدابخش اورنٹیل پبلک لائبریری کی زینت ہے اس مخطوطہ کی سنِ کتابت 628ھ ہے۔

القانون کا جدید ترین عربی ایڈیشن جسے انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ نئی دہلی نے شائع کیا ہے وہ بھی ایا صوفیا لائبریری کے مخطوطہ 618ھ پر مشتمل ہے۔

القانون کے قدیم مخطوطات :-

نام لائبریری	نمبر مخطوطہ	سنِ کتابت
ایا صوفیا	3686	618ھ } [1]
پیرس	2885 - 91	593-97ھ } [1]
جار اللہ	1524	584
مغنیسا	1760	617ھ [2]
احمد ثالث	1943	636ھ
احمد پاشا	176	653ھ
احمد ثالث	1939 /2	703ھ

---

[1] مؤلفات ابن سینا۔ یحیٰ جہدوی صفحہ 193 [2] فہرس مخطوطات الطب الاسلامی باللغات العربیہ والترکیہ والفارسیۃ فی مکتبات ترکیا استانبول صفحہ 62

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایا صوفیا	3638	528ھ
خدا بخش لائبریری	2160	627ھ

اس فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ القانون کا مخطوطہ نمبر 3638 سب سے قدیم ہے جسے 528ھ میں لکھا گیا تھا اس مخطوطہ کی آخری عبارت ؛ والثلثة او ثولات تسعة قراريط القوانوس اوقيه ونصف، تم الكتاب الخامس من القانون فی الطب وهو الاقرباذين وهو المجلدة السابعة۔

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرابادین کا بیان القانون فی الطب کی ساتویں جلد میں شامل ہے جسے موجودہ ایڈیشن میں جلد پنجم میں شامل کر دیا گیا ہے۔

یہ بات حیرت ناک ہے کہ اس مخطوطہ کا یہ آخری جملہ القانون فی الطب کے پہلے عربی ایڈیشن مطبوعہ روم 1593ء میں شامل نہیں ہے۔

چنانچہ مذکورہ ایڈیشن میں القانون فی الطب کی عبارت يغلی عشر فليات ويرفع ..... خل يخلط بماء الورد وادر ومالى شراب يتخذ بعصارة الورد مع عسل ؏[1]

ایسا لگتا ہے کہ بعد کے ایڈیشن میں بھی روم میں طبع شدہ ایڈیشن کی نقل کر لی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اب تک چھپے القانون کے تمام ایڈیشن کی آخری عبارت مذکورہ جملے پر ختم ہوتی ہے۔

ایا صوفیا کے مذکورہ مخطوطہ کے علاوہ مخطوطہ نمبر 91۔ 2885 جسے 97-593 ہجری میں لکھا گیا ہے وہ بھی سات جلدوں پر مشتمل لکھا گیا ہے تاہم فہرست نویس نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے ؏[2]

خلاصۂ کلام :۔

مذکورہ بالا تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ القانون فی الطب بنیادی طور سے

؏1 القانون فی الطب روم 1593ء

؏2 مؤلفات ابن سینا یحیٰ مہدوی ص 193

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

14 جلدوں پر مشتمل ہے اور باقی جلدوں میں بو علی سینا کے معالجانہ تجربات شامل کئے گئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ القانون فی الطب کے پہلے ایڈیشن کے طبع ہوتے وقت صرف 5 جلدوں پر مشتمل نسخہ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ مذکورہ تجزیہ کی روشنی میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ القانون فی الطب کے مخطوطات کی دوبارہ تحقیق کرائی جائے تاکہ شیخ الرئیس کے معالجانہ تجربات دنیا کے سامنے پیش کئے جا سکیں اور اس قدر اہم کتاب القانون فی الطب کو مکمل سمجھا جا سکے۔

شرف الدین اسمٰعیل جرجانی

شریف شرف الدین اسمٰعیل جرجانی سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کا نہایت باوقار طبیب تھا اس کے نام کے بارے میں مورخین میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے خیر الدین زرکلی نے اسمٰعیل بن حسین الحسینی زین الدین الجرجانی [1] ابن ابی اصیبعہ نے الشریف شرف الدین اسماعیل [2] علی اکبر دھخدا نے روضۃ الجنات کے حوالے سے ابو ابراہیم اسمٰعیل بن محمد حسین نے لکھا ہے [3] اس کی تاریخ پیدائش کا بھی تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا البتہ مورخ الگڈ نے ابن ابی صادق کی شاگردی سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چونکہ ابن ابی صادق کا انتقال 1066ء سے 1170ء کے درمیان ہوا ہے لہٰذا گیارھویں صدی کے درمیانی عہد میں اس کی پیدائش ہوئی ہوگی [4]

جرجانی کے سنِ وفات کے بارے میں تذکرہ نگاروں کے اقوال مختلف ہیں

---

[1] الاعلام ج 1 خیر الدین زرکلی ص 308

[2] عیون الانباء جلد دوم ابن ابی اصیبعہ ص 31

[3] روضۃ الجنات بحوالہ لغت نامہ ص 33 علی اکبر دھخدا۔

[4] میڈیکل ہسٹری آف پرشیا الگڈ ص 17

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن ابی اصیبعہ کے خیال میں اس کا انتقال خوارزم شاہ کے عہد میں ہوا الگڈ لکھتا ہے کہ 1136ء یا 1140ء میں فوت ہوا اس سلسلہ میں حکیم وسیم احمد اعظمی کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے مضمون میں انھوں نے ڈاکٹر عبد المقتدر خان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جرجانی نے ایک طویل مدت تک خوارزم میں قیام کیا اس کے بعد مرو گیا جہاں 531ھ مطابق 1136.37ء میں اس کا انتقال ہوا۔ ایک دوسرے حوالہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے موصوف نے لکھا ہے کہ حاجی خلیفہ کے مطابق جرجانی کا سن وفات 530ھ مطابق 1135ء تک 1140ء ہے چونکہ زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے لہٰذا یہی زیادہ درست ہے [1]

فنی حیثیت سے اسمٰعیل جرجانی کو تاریخ طب میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے طب یونانی کو عربی سے فارسی میں منتقل کرکے ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ اگرچہ بو علی سینا کے زمانہ ہی میں یہ کام شروع ہوگیا تھا لیکن باقاعدہ طور پر فارسی زبان میں طب کو منتقل کرنے کا کام اسی طبیب نے انجام دیا ہے اور یقیناً اگر جرجانی نے یہ اہم کام نہ کیا ہوتا تو لسانی انقلابات نے طب یونانی کا قلع قمع کر دیا ہوتا۔

مصنف کے علاوہ بحیثیت طبیب بھی اس کا مقام بہت بلند تھا ابن ابی اصیبعہ نے اس کی معالجانہ صلاحیتوں کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کیا ہے [2]

اس کی درج ذیل تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے۔

1. ذخیرہ خوارزم شاہی یہ کتاب فارسی بزبان معالجات۔
2. کتاب الخفی العلائی دو مختصر جلدوں میں ہے۔
3. کتاب الاغراض الطبیۃ ابن ابی اصیبعہ نے کتاب الامراض فی الطب بھی لکھا ہے۔
4. یادگار علائی۔ اسی طرح اسے بھی یادگار فی الطب لکھا گیا ہے۔

یہ چاروں کتابیں فارسی زبان میں ہیں۔

---

[1] زبدۃ الطب ایک اہم طبی مخطوط، حکیم وسیم احمد اعظمی معارف اپریل 1985ء

[2] عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص 32۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

5۔ زبدۃ الطب یہ کتاب عربی میں ہے اس کا تذکرہ مؤرخین نے نہیں کیا ہے۔ راقم السطور نے اس کا ایک مخطوطہ نیشنل بوٹانیکل لائبریری میں دیکھا ہے۔ اہم کتاب ہے۔

ذخیرہ خوارزم شاہی پر ایک نظر:۔

ذخیرہ اسمٰعیل جرجانی کی اہم ترین تصنیف ہے پروفیسر براؤن نے اسے طب کی انسائیکلوپیڈیا قرار دیا ہے[1] ابن ابی اصیبعہ نے اسے 12 جلدوں پر مشتمل بنایا ہے[2] براؤن نے 9 جلدیں بتائی ہیں دلیل کے طور پر انھوں نے قلمی نسخہ نویں جلد کی درج ذیل عبارت کو پیش کیا ہے کہ یہاں کتاب السموم ختم ہوئی ہے اور اس کے ساتھ یہ کتاب مسمی بہ کتاب الذخیرہ بھی خدا کی قوت اور مدد سے ختم ہوتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس کے بعد آخری تین فصلیں اور ہیں اور آخر میں مؤلف ذخیرہ خوارزم شاہی نے ایک تتمہ یا کتاب دہم کا اضافہ کیا ہے جو علم الادویہ سے متعلق ہے اور تین حصوں پر مشتمل ہے۔ لیکن راقم السطور کے پاس موجود اردو ترجمہ میں نہ تو مذکورہ عبارت موجود ہے اور نہ ہی تین فصلیں موجود ہیں البتہ کتاب اہم موجود ہے جس کا اختتام دسویں باب پر اس فصل پر ہوتا ہے جس میں ایسی باتیں لکھی ہیں جن کی طبیب کو حاجت ہوتی ہے۔ بہر حال تا دم تحریر جو تحقیق ہو سکی ہے وہ دس ہی جلدوں کی ہے چونکہ اصل فارسی نسخہ ابھی تک مسودہ کی حالت میں ہے لہٰذا ابھی تحقیق کی گنجائش باقی ہے۔

مطبوعہ دس جلدوں کے مشتملات:۔

جلد اول میں چھ مقالات اور ستر ابواب کے ذریعہ علم طب کی تعریف اور غرض و غایت سے بحث کی گئی ہے نیز کیفیات، عناصر اور مزاج کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اس

1۔ طب العرب نیر واسطی۔ براؤن ص 134

2۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ص 32، ابن ابی اصیبعہ۔

3۔ ذخیرہ خوارزم شاہی اردو ترجمہ حکیم غلام حسنین کنتوری مطبوعہ نولکشور۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حصہ میں تشریح اور افعال کا بیان بھی شامل ہے۔

جلد دوم نو مقالات اور 151 ابواب پر مشتمل ہے اس میں علم الجنین فن قابلہ اور بچہ کی نشوونما سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

تیسری جلد میں 14 مقالے اور 204 ابواب شامل کئے گئے ہیں جو حفظ صحت ہو سمیات مشروبات اور تمام اسباب ستہ ضروریہ کے تفصیلی بیان پر محیط ہے۔

جلد چہارم 4 مقالات اور 25 ابواب پر محیط ہے اس میں اصولِ تشخیص وظیفہ ازدواج اور بحران کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

پانچویں جلد میں 6 مقالات اور اسّی 80 ابواب کے حوالے سے حمیات، چیچک اور خسرہ سے متعلق معلومات شامل کی گئی ہیں۔

جلد ششم اکیس مقالات، اور 434 ابواب پر مشتمل ہے اس میں امراض دماغ، امراض متفرقہ کو شامل کیا گیا ہے۔

ساتویں جلد میں سات مقالات اور 55 ابواب ہیں۔ ان میں سلعات، خراجات سرطان، جراحات کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

آٹھویں جلد تین مقالے اور 37 ابواب پر مشتمل ہے جس میں طہارت اور زینت سے متعلق مضامین سے بحث کی گئی ہے۔

جلد نہم میں پانچ مقالات اور 44 ابواب کے ذریعہ سمیات اور تریاق سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

دسویں جلد علم الادویہ سے متعلق ہے تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے میں حیوانی دوسرے میں نباتی۔ تیسرے میں مرکب ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس کے مخطوطات آئی ایچ ایم آر دہلی، خدابخش، علی گڑھ، حیدرآباد نورعثمانیہ، فاتح، ایا صوفیا، مغنیسا، حمیدیہ، احمد ثالث اور ولی الدین آفندی کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔

اس کتاب کا ترکی ترجمہ ابوالفضل محمد بن ادریس (متوفی 982ھ) نے کیا ہے۔

اسمٰعیل جرجانی کے دستیاب طبی مخطوطات :-

1۔ خیرہ خوارزم شاہی اس اہم کتاب کے مخطوطات نورعثمانیہ، فاتح، ایا صوفیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مغنیسا ، احمد ثالث، کوپریلی ، ولی الدین آفندی ، خدا بخش پٹنہ، آصفیہ حیدرآباد مولانا آزاد علی گڑھ آئی ایچ . ایچ ایم آر دہلی کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

2. الاغراض الطبیہ والمباحث العلائیہ مخطوطات ، ایاصوفیا ، خراجی اوغلی، ایاصوفیا محمود پاشا ، اسپارطہ، حکیم اوغلی۔ آئی ایچ ایم ایم آر کے ذخیرہ میں شامل ہیں۔

3. خفی علائی اس کے مخطوطات خدا بخش پٹنہ ایا صوفیا ، شہید علی کے کتبخانوں میں دستیاب ہے۔ یہ کتاب مطبع نولکشور کان پور سے شائع ہو چکی ہے۔

4. تتمہ ذخیرہ خوارزم شاہی اس کا مخطوطہ ایاصوفیا میں دستیاب ہے۔

5. ترجمہ ذخیرہ خوارزم شاہی (ترکی زبان) نور عثمانیہ کی زینت ہے۔

6. زبدۃ الطب یہ اسمٰعیل جرجانی کی عربی زبان میں واحد کتاب ہے۔

اس کے مخطوطات خدا بخش پٹنہ، احمد ثالث، شعبہ عربی استانبول یونیورسٹی نور عثمانیہ، فاتح کے کتب خانوں کی زینت ہیں

ابن جزلہ

شرف الدین ابو علی یحیی بن عیسیٰ بغدادی پورا نام ہے ابن جزلہ کے نام سے شہرت پائی یورپ میں Ben Gesla کے نام سے متعارف ہے۔ بغداد میں 1054ء عیسوی میں پیدا ہوا[1] اولاً عیسائی تھا بعد میں اپنے معتزلی معلم کی تربیت سے 11 جمادی الاخریٰ 462ھ مطابق 1074ء کو مسلمان ہو گیا[2]۔ ابتدائی حالات کی تفصیل نہیں ملتی۔ طب کی تعلیم خلیفۃ المقتدی کے طبیب سعید بن حبۃ اللہ سے حاصل کی[3] اور فن حکمت ابو جعفر طوسی متوفی 460/1067 سے سیکھا۔

زیادہ تر اس کی سکونت بغداد کے محلہ کرخ میں رہی۔ سماجی خدمات اور

---

[1] اریبین میڈیسن ج اول ص 82 ڈونالڈ کامبپل۔

[2] عیون الانباء ص 343 ابن ابی اصیبعہ۔

[3] تاریخ الحکماء ص 365 جمال الدین قفطی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

خوش اخلاقی کی وجہ سے عوام میں وہ بے حد مقبول تھا نہایت خوش نویس تھا اسی لئے بغداد کے حنفی قاضی کے یہاں نقل نویس بھی رہا ہے[1]

مطب کرتا تھا لیکن کسی سے اس کا اجر نہیں لیتا تھا۔ خاص طور سے غریب مریضوں کا مسیحا تھا ان کے لئے ہر ممکن خدمت کرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ اس کی تاریخ وفات کے سلسلہ میں اطباء میں اختلاف ہے۔ معجم المؤلفین اور الاعلام[2] کے مصنفین 493ھ 1100ء لکھا ہے دائرہ معارف اسلامیہ نے اسی کو نقل کیا ہے[3] لیکن کمال سامرائی نے 1084ء لکھا ہے 1080 عیسوی کا سن وفات درست نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ زیادہ تر محققین نے 1100ء ہی تحریر کیا ہے۔

درج ذیل تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

1۔ کتاب منہاج البیان فیما لینتحلہ الانسان۔

2۔ کتاب الاشارۃ فی تلخیص العبارۃ من القوانین الطبیۃ۔

3۔ رسالۃ فی فضائل الطب۔

4 کتاب تقویم الابدان فی تدبیر الانسان۔

ابن جزلہ کی کتاب منہاج البیان پر ایک نظر:۔

یہ کتاب ابن جزلہ نے خلیفہ مقتدر باللہ کی فرمائش پر لکھی تھی۔ اس کتاب میں حروف تہجی کے اعتبار سے ابواب کی تقسیم کی گئی ہے جن میں دواؤں اور غذاؤں سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ انداز بیان بہت اچھا ہے ادویہ کی ماہیت، اقسام، افعال وخواص بے حد جامع انداز سے پیش کئے گئے ہیں پہلے اقسام پھر مقام پیدائش اس کے بعد مزاج پھر افعال وخواص لکھنے کے بعد آخر میں مقدار خوراک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قدیم اطباء کی کتابوں میں ابن جزلہ کی اس کتاب

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص 578 کمال سامرائی۔

2۔ معجم المؤلفین ج 13 ص 318 عمر رضا کحالہ

3۔ الاعلام ج 8 ص 161 خیر الدین زرکلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔

ابن جزلہ کے دستیاب طبی مخطوطات :۔

— تقویم الابدان فی تدبیر الانسان۔ اس کے مخطوطات سلیمیہ، ایا صوفیا، مرادبخاری، کوپرلی، احمد ثالث جامعہ انقرہ، سلیمانیہ، فیض اللہ آفندی، فاتیکان، برٹش میوزیم کی زینت ہیں۔ دمشق سے 1333ھ میں چھپ چکی ہے۔

— رسالۃ فی فضائل الطب اس کا مخطوطہ ایا صوفیا، رام پور، قاہرہ اور موصل میں دستیاب ہے۔

— منہاج البیان فیما لیتعلہ الانسان شعبہ عربی، جامعہ استانبول شہید علی، حکیم اوغلی، خراجی اوغلی، احمد ثالث، فاتح، بغدادلی وہبی، بایزید عومی، رضا رام پور، ایا صوفیا مغنیا۔ اور وحی الدین آفندی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

ابوریحان البیرونی

اس کا پورا نام برہان الحق ابوالریحان محمد بن احمد البیرونی ہے۔ 3 ذوالحجہ 362ھ مطابق 4 ستمبر 973ء کو خوارزم کے پایہ تخت کاث کے ایک غیر معروف گھرانے میں پیدا ہوا[1]۔ المسمعانی نے اپنی تصنیف کتاب الانسان میں اس کے نام کے ساتھ البیرونی کے اضافے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کی سکونت شہر کے بیرونی حصہ میں تھی اس لئے بیرونی کہلایا لیکن ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ وہ سندھ کے ایک قصبے بیرون کا رہنے والا تھا اس لئے البیرونی کہلایا[2]۔

ابی ریحان نے خاص خوارزم اور دیگر مشہور اسلامی شہروں میں علوم و فلسفہ و حکمت کی تکمیل کی اس کے اساتذہ میں خوارزم شاہی خاندان کے ایک فرد ابو منصور

1۔ الاعلام ج دوم ص 25 طبع دوم خیر الدین زرکلی۔

2۔ عیون الانبا فی طبقات الاطباء ص 459 ابن ابی اصیبعہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن علی بن علی بن عراقی کا تذکرہ ملتا ہے[1]

ایک اہم بات یہ ہے کہ اس نے علوم حاصل کرنے کا سلسلہ تادم مرگ جاری رکھا۔ چنانچہ 33 سال تک خوارزم شاہی خاندان سے وابستہ رہنے کے بعد ہندوستان جاکر وہاں کے فلسفیوں اور حکیموں سے استفادہ کیا۔

حکیم غلام جیلانی نے لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ہندوستان کے جسم پر حملے کئے اور البیرونی نے تیغ خامہ کی مدد سے ہندی علماء و حکماء کے علوم و فنون کا خزانہ ہاتھ میں لانے کی خواہش سے ہندوستان کے دل و دماغ یعنی یہاں کے علوم و فنون کے ذخائر پر فاتحانہ حملہ شروع کیا ایک عجمی شخص کے لئے جس کی علمی و مادری زبان عربی و فارسی تھی۔ سنسکرت میں کامیابی حاصل کرنا یقیناً ایک مشکل بات تھی۔ ابو ریحان اس مرحلے کو طے کر کے ہندوستان کے قلب میں گھسا اور اس نے یہاں کے بڑے بڑے مقدس اور علمی مقامات کی سیر کی اور یہاں کے تمام مدنی اور مذہبی علوم کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اجمیر کے مندر میں اس نے پجاری بن کر علوم سیکھے[2]

23 برس کی عمر تک البیرونی خوارزم شاہ سے وابستہ رہا۔ 995ء میں ابوعبداللہ محمد خوارزم شاہ اور محمد بن مامون کی باہمی جنگ کے نتیجہ میں جرجانیہ آیا یہیں کچھ دنوں جیل میں رہا۔ 997ء میں ماژندران کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اسی سال اسپھند والی دربار کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا یہاں سے بھی رخصت ہونا پڑا۔ کچھ دنوں بعد علی مامون کے دن بدلے تو 1014ھ میں اپنے آبائی وطن طبرستان گیا 1018ء میں مامون بن مامون کی اپنی ہی فوج کے ہاتھوں شکست کے بعد ملک سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ میں آیا۔ چنانچہ البیرونی اس کے ساتھ غزنہ چلا آیا۔ یہاں البیرونی کی علمی زندگی کے سب سے تابناک دور کا آغاز ہوا وہ ہندوستان میں 13 سال تک شاہی دربار سے وابستہ رہا۔ اس دوران اس نے گراں قدر تصانیف قلمبند کیں۔

غالباً غزنہ ہی میں 2 رجب 440ھ بروز جمعہ 11 ستمبر 1047ء کو 77 سال کی

---

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج 5 ص 262

[2] تاریخ الاطباء، ص 217 حکیم غلام جیلانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عمر میں وفات پائی۔

فضل و کمال :۔

ابو ریحان البیرونی کا شمار اسلام کے عظیم عالموں اور محققوں میں ہوتا ہے وہ بہت سی زبانوں کا ماہر تھا سب سے اچھی زبان عربی کو سمجھتا تھا۔ البیرونی بیک وقت سیاح، ریاضی داں، ماہر فلکیات، جغرافیہ داں، مؤرخ، معدنیات، طبیعیات الارض، اور خواص الادویہ کا ماہر اور آثارِ قدیمہ کا عالم بھی تھا۔ شیخ الرئیس سے اسکے اکثر مناظرے ہوتے رہتے تھے۔ ہندوؤں کے علوم و فنون اور ان کے مذاہب پر اس کی نظر بڑی گہری تھی۔

تصانیف :۔

رازی کے نام 65 سال کی عمر تک ایک رسالہ میں البیرونی نے 113 تصانیف کا تذکرہ کیا ہے لیکن دائرۂ معارف میں مختلف حوالوں کی روشنی میں اس کی تعداد 181 درج کی گئی ہے [1]

ابن ابی اصیبعہ نے درجِ ذیل تصانیف کا تذکرہ کیا ہے [2]

1. کتاب الجماہر فی الجواہر اس کتاب میں جواہر سے متعلق تمام معلومات بڑی وضاحت سے درج کی گئی ہیں۔
2. کتاب الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ علم نجوم و تاریخ کی شاہکار کتاب ہے۔
3. کتاب الصیدنہ شناختِ ادویہ مفردہ اور ترکیب تیاری۔ ادویہ مرکبہ سے متعلق اچھی کتاب ہے۔
4. کتاب مقالید الہیئۃ ہیئت پر جامع تصنیف ہے۔
5. کتاب تسطیح الکرہ کرہ کے جملہ مسائل پر مشتمل ہے۔

---

[1] اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ج 5 ص 264 دانش گاہ پنجاب لاہور۔

[2] عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ص 459 ابن ابی اصیبعہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

6 کتاب العمل بالاصطراب اصطراب کے استعمال سے بحث کی گئی ہے۔
7 کتاب القانون المسعودی۔ علم حقیقت، علم نجوم اور جغرافیہ میں نہایت قابلِ قدر کتاب ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے مسعود بن محمود بن سبکتین کے لئے لکھا تھا اسی لئے المسعودی نام رکھا۔
8 کتاب التفہیم فی صناعتہ التیجم۔
9 کتاب دلائل القبلہ قبلہ سے متعلق تفصیلات سے بحث کی گئی ہے۔
10 رسالۃ فی تہذیب الاقوال۔
11 مقالۃ فی الکرہ وعل الاصطراب۔
12 کتاب الاظلال۔
13 کتاب الزیج المسعودی یہ کتاب مصنف نے سلطان مسعود بن محمود شاہ غزنہ الغلوزی کے لئے تصنیف کی تھی۔

14

15 العجائب الطبعیہ والغرائب الصناعہ۔
16 کتاب عجائب الہند یہ کتاب ہندوستان کے علوم وفنون رسم ورواج تاریخ اقوام وادیان کے متعلق بے نظیر تصنیف ہے۔ جرمن پروفیسر ساخاؤ کی توجہ سے 1888ء میں یہ کتاب شہر لندن سے شائع ہوئی ہے۔
17 کتاب فی خواص دائرہ المنحنیہ۔

ابوریحان البیرونی کی کتاب الصیدنہ پر ایک نظر:۔

خواص الادویہ کے موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔ عرصہ تک یہ کتاب مخطوطات کی شکل میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ رہی خوشی کی بات یہ ہے ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی کے سربراہ حکیم محمد سعید کی علمی وفنی جدوجہد سے البیرونی کے ہزار سالہ جشنِ میلادی کے موقع پر 1973ء میں شائع ہوئی ہے[1] یقیناً یہ علمی دنیا

---

[1] کتاب الصیدنہ فی الطب للعلامہ ابی الریحان البیرونی۔ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی 1973

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا اہم ۔ین کارنامہ ہے عربی متن کے ساتھ انگریزی ترجمہ کی اشاعت نے مزید چار چاند لگا دیئے ہیں

اس کتاب میں دواؤں کے نام، ان کی ماہیت، شناخت کے طریقے اور ان کے متعلق متقدمین کا اختلاف رائے کا تذکرہ حروف تہجی کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ ماہیت اور شناخت پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ الف سے ی تک 969 دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے واضح رہے کہ اس فہرست میں چند ایسی دوائیں بھی شامل ہیں جن کے متعلق یہ درج کیا گیا ہے کہ ان کا تذکرہ فلاں حرف میں آئے گا یا ان کا ذکر فلاں صرف میں گذر چکا ہے۔

بحیثیت مجموعی ادویہ مفردہ پر شاہکار کتاب ہے اور یقینی طور سے کہا جا سکتا ہے کہ مختصر اور جامع شکل میں علم الادویہ سے متعلق قدیم اطباء کا اتنا اچھا ذخیرہ کسی اور کتاب میں نہیں ملتا اگرچہ زکریا رازی کی کتاب الحاوی میں تفصیلی تذکرہ ملتا ہے اور ابن بیطار اس سے بھی کہیں آگے نکل گئے ہیں لیکن اختصار کے ساتھ جامعیت بہرحال اسی کتاب کی اہم خصوصیت ہے البتہ یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ مصنف نے اس کتاب کا نام عام روش سے الگ ہٹ کے کتاب الصیدنہ کیوں رکھا راقم السطور نے کراچی سے شائع شدہ عربی متن میں مرکبات کی تیار دواسازی کی علیحدہ بحث نہیں دیکھی۔ ذیلی تذکرہ تو عام ادویہ کی کتابوں میں بھی مل جاتا ہے۔

ابنِ بطلان

ابوالحسن کنیت اور مختار نام ہے حسن بن عبدون بن سعدون بن بطلان اس کا سلسلۂ نسب ہے بغداد کا باشندہ تھا۔ مذہب عیسائی تھا فلسفہ، حکمت اور طب کی تعلیم ابی الفرج عبداللہ بن الطیب سے حاصل کی ہے[1]

طب کے اساتذہ میں ابوالحسن بن ابراہیم بن زہرون الحرانی کا نام بھی ملتا ہے۔

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء، جلد اول صفحہ 143 ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قفطی نے لکھا ہے کہ اس نے مطب بھی سیکھا تھا اور علاج ہی ذریعۂ معاش تھا۔[1] بغداد سے الجزیرہ پہنچا پھر موصل اور دیارِ بکر میں کچھ دن رک کر حلب آیا۔ یہاں بھی مختصر قیام کر کے 439ھ میں مصر کا رخ کیا یہاں اس کی ملاقات مشہور طبیب و فلسفی علی بن رضوان سے ہوئی۔ دونوں میں اکثر معاصرانہ مناظرات ہوتے رہتے تھے دونوں کے درمیان تحریری جنگ تاریخ کے حوالوں میں دلچسپی کا سامان بن گئے ہیں۔

441ھ میں ابنِ بطلان مصر کے پایۂ تخت فسطاط روانہ ہوا یہاں تین برس قیام رہا اس دوران بھی ابن رضوان سے مناظرے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔

مصر سے واپس ہو کر ابن بطلان قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہاں اس کے قیام کے دوران سخت وبا پھیلی جس کا تذکرہ ابن بطلان نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وباء کا دور اس نے 447ھ سے 454ھ لکھا ہے۔ اس کے بعد ابن بطلان کے انطاکیہ جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ قفطی کا خیال ہے کہ یہیں عبادت میں مشغول رہا بالآخر 444ھ مطابق 1052ء میں وفات پائی۔ یہی تاریخ معجم المؤلفین میں بھی درج ہے[2] لیکن درست نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں وبا کا زمانہ 447ھ سے 454ھ لکھا ہے لہٰذا یقیناً وہ 454ھ تک زندہ رہا اس لئے یہ بات تو طے ہے کہ اس کا انتقال 554ھ مطابق 1064ء کے بعد ہی ہوا ہوگا۔

ابن بطلان کی تصنیفات :-

ابن بطلان نہایت سلیس اور لطیف زبان کا مالک تھا۔ عبارت بڑی شستہ اور سجی ہوئی لکھتا تھا انداز بھی بڑا مؤثر ہوتا تھا۔ ابنِ رضوان کے نام ایک خط کی عبارت ذیل میں پیش ہے جس سے اس کی چرب بیانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ایک ناقص العلم الانسان (جس نے استاد کی مدد کے بغیر کتابوں کا مطالعہ کیا)

ع 1 تاریخ الحکماء، ص 386

جمال الدین قفطی۔

ع 2 معجم المؤلفین، علی رضا کحالہ جلد 12 ص 210

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے شکوک کبھی ختم نہیں ہو سکتے وجہ یہ ہے کہ شک علم کی کمی سے پیدا ہوتا ہے اور ناقص علم شک پیدا کرتا ہے اور شک علم کو ناقص بناتا ہے۔ ضعف علم شکوک کو بڑھاتا ہے اور جب شکوک بڑھ جاتے ہیں تو علم اور ضعیف ہو جاتا ہے۔"

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ

"جس طرح غلیظ ہوا سے اجسام کی موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح کج فہمی سے قوائے فکریہ دم توڑ دیتے ہیں۔"

ان اقتباسات سے اس کے طرزِ تحریر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی درج ذیل تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

1. کناش الرہبان والادیرۃ۔
2. کتاب شراء العبید وتقلید الممالیک والجواری۔
3. کتاب تقویم الصحتہ اہم کتاب ہے۔
4. مقالۃ فی شرب الدواء المسہل۔
5. مقالۃ الیٰ علی بن رضوان عند ورودہ الفسطاط۔
6. مقالۃ علی علۃ نقل الاطباء المہرہ۔
7. تدبیر اکثر الامراض التی کانت تعالج قدیما بالادویۃ الحارہ
8. مقالۃ فی الاعتراض التدبیر المبرد علی ان من قال ان الفرخ احرمن الفروخ۔
9. کتاب المدخل الی الطب۔
10. کتاب دعوۃ الاطباء ایا صوفیا اور احمد ثالث کی زینت ہے۔
11. کتاب وتعتہ الاطباء اطباء کے تذکروں پر مشتمل ہے۔
12. کتاب دعوۃ العتوس۔
13. مقالۃ فی مداداۃ صبی عرضت لہ حصاۃ۔
14. مقالۃ فی کیفیتہ دخول الغذاء وہضمہ وخروج فضلاتہ۔

اس کی اہم ترین کتاب تقویم الصحتہ ہے جس کے مخطوطات ہند اور بیرون ہند کی لائبریریوں کی زینت ہے۔

ایا صوفیا، احمد ثالث، کوپریلی، کی لائبریریوں میں اس کے مخطوطات موجود ہیں اس کا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

فارسی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اس کا مترجم ابی الحسن بن ابراہیم ہے۔ مخطوطہ فاتح کے کتب خانے میں دستیاب ہے۔

نفیس بن عوض الکرمانی

برہان الدین نفیس بن عوض بن جمال الدین حکیم المطبب الکرمانی ایران کے مشہور شہر کرمان کا باشندہ تھا۔ مشہور شارح کی حیثیت سے نفیس بن عوض کا مقام طبی مصنفین میں بہت بلند ہے اس کے تفصیلی حالات تاریخی مآخذ میں بہت کم ملتے ہیں تاریخ پیدائش کا تذکرہ تو کسی نے نہیں کیا۔

اس کی تصانیف سے اس کی زندگی کے بارے میں اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ سلطان الغ بیگ کا سمرقند میں طبیب تھا[1] اور شرحِ اسباب کی تکمیل سے وہ سمرقند میں آخر صفر 827ھ 1423ء میں فارغ ہوا اسی طرح موجز کی شرح کے متعلق ملتا ہے کہ یہ شرح کرمان میں شروع ہوئی اور سمرقند میں ذی الحج 841/ 1438ء میں مکمل ہوئی[2]

اس کے سنِ وفات کے بارے میں کافی اختلاف ہے الاعلام کے مصنف نے 841ھ/ 1438ء لکھا ہے[3] معجم المؤلفین میں 853ھ/ 1449ء عیسوی ملتا ہے[4] حکیم سید ظل الرحمٰن نے 842ھ/ 1439 عیسوی تحریر کرتے ہوئے بعض مصنفین کے نزدیک اس کا سنِ وفات 852ھ/ 1448 عیسوی لکھا ہے[5]

بہر حال حوالے مختلف ہیں اور کوئی مستند ذریعہ ایسا نہیں ملا جس سے کسی

1۔ المنجد فی الادب والعلوم ص 531 انیسواں ایڈیشن لویس معلوف الیسوعی۔

2۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 126 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

3۔ الاعلام ج 9 ص 16 طبع سوم خیر الدین زرکلی۔

4۔ معجم المؤلفین ج 13 ص 114 عمر رضا کحالہ

5۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 127 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سن وفات کو زیادہ یا کم درست قرار دیا جاتا۔

برہان الدین نفیس بن عوض خاص طور سے شرح اسباب والعلامات اور شرح نفیسی سے طبی دنیا میں معروف ہے۔ نجیب الدین سمرقندی کی کتاب الاسباب والعلامات کی شرح مسمی شرح الاسباب والعلامات کو تو اصل کتاب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ حد یہ ہے کہ آج کل بہت سے لوگ اسی کو اصل کتاب سمجھنے لگے ہیں اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ کلکتہ سے پہلا ایڈیشن 1836ء میں شائع ہوا تھا۔

دوسری کتاب جس کی وجہ سے نفیس بن عوض نے خاصی شہرت پائی ہے۔ علاءالدین قرشی کی موجز القانون کی شرح نفیسی ہے۔ نفیسی بھی موجز القانون کی شرحوں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ خاص طور سے کلیات کے مباحث پر مشتمل حصہ طب یونانی میں ایک مستند حوالہ سمجھا جاتا ہے اس کتاب کے بھی کئی ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔ لکھنؤ سے پہلی مرتبہ 1865ء میں چھپی دوبارہ 1885ء میں شائع ہوئی۔ کان پور سے بھی 1872ء میں چھپ چکی ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ فہرس مخطوطات الطب الاسلامی میں نفیس بن عوض کی دو کتابوں کا تذکرہ اور ملتا ہے۔ پہلی کتاب شرح الفصول ہے۔ جو تبیین المعاقد وتفسیر المقاصد کے نام سے جراح پاشا محمد حلبی کے ذخیروں میں محفوظ ہے۔

دوسری کتاب معالجات نفیسی ہے جس کا مخطوطہ ادارہ تحقیق طب ہمدرد نگر کی زینت ہے [1]

حکیم سید ظل الرحمٰن نے نفیس بن عوض کی علم الادویہ کے موضوع پر ایک کتاب کی نشاندہی کی ہے [2]

---

[1] فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیا ص 10
دکتور احسان علی اوغلی۔

[2] قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 127
حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن السویدی

ابو اسحٰق بن ابراہیم بن محمد بن علی بن طرخان الانصاری تیرھویں صدی کا نامور طبیب تھا ابن السویدی کے نام سے شہرت پائی۔ دمشق میں 600ھ / 1204ء میں پیدا ہوا[1] اس کے والد قبیلہ اوس کے مشہور تاجروں میں تھے۔

مشہور انصاری صحابی حضرت سعد بن معاذ سے نسبی سلسلہ کا تعلق تھا اسی نسبت سے اپنے نام کے آگے الانصاری کا اضافہ کرتا تھا۔

ابتدائی تعلیم شیخ ابو بکر صقفی سے حاصل کی بعد میں حکیم مہذب الدین عبدالرحیم دخوار سے دیگر علوم سیکھے ابن ابی اصیبعہ اس کا ہم درس تھا[2]

تشخیص اور علاج میں مہارت کی وجہ سے بہت جلد شہرت پائی چنانچہ بحیثیت طبیب دمشق کے بیمارستان نوری اور بیمارستان باب البرید میں اس نے نمایاں خدمات انجام دیں[3] مدرسہ دخوایہ میں اس نے تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔

پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن نے لکھا ہے کہ دمشق قلعہ کی طبی خدمات بھی اسی کے سپرد تھیں[4]

بڑا خوش نویس تھا قانون ابن سینا اور ابن ابی صادق کی کتاب شرح منافع الاعضاء لجالینوس کے قلمی نسخے اس کی خطاطی کی یادگار ہیں۔

مایہ ناز مصنف بھی تھا۔ مفردات ادویہ کے موضوع پر بے مثال مہارت کا مالک تھا۔ موجز القانون کے شارح کی حیثیت سے بھی اس کی فنکارانہ مہارت کا اندازہ

1۔ الاعلام ج اول ص 65 خیر الدین زرکلی۔

2۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 99 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

3۔ دائرۂ معارف اسلامیہ اردو ج ا ص 14

4۔ قانون ابن سینا کے شارحین ص 100 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

5۔ دائرہ معارف اسلامیہ ج اول ص 14

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتا ہے۔

تاریخ وفات مختلف فیہ ہے۔ بعض کے نزدیک 1291ء میں اور بعض نے 711ھ 1311 عیسوی لکھا ہے۔[1]

حسب ذیل تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔[2]

1۔ کتاب الباہر فی خواص الجواہر۔

2۔ کتاب التذکرۃ الحصادیہ والذخیرۃ العافیۃ فی الطب۔

یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اس کے قلمی نسخے مغنیسا، طرخان والدۃ، فاتح، لالی حسن حسنی، نور عثمانیہ، بایزید عمومی، رشید آفندی کے ذخیرہ کی زینت ہیں۔

پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن کا خیال ہے کہ اس کی مزید کتابیں بھی ہو سکتی ہیں لیکن دستیاب حوالوں میں کسی تیسری کتاب کا تذکرہ نہیں ملتا۔

عبداللطیف بغدادی

موفق الدین ابو محمد بن یوسف عبداللطیف پورا نام ہے۔ ابن اللباد کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ہمہ جہت عالم اور ماہر سائنسداں تھا۔

بغداد میں 757ھ 1163ء میں پیدا ہوا۔[3] یہیں نحو، فقہ حدیث وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ المغرب کے ایک سیاح عالم نے اسے حکمت، کیمیا اور طبیعیات پڑھنے کی ترغیب کی۔[4]

قاہرہ سے موفق الدین عبداللطیف بغدادی کے 800 سو سالہ جشن کے موقع پر المجلس الاعلی لرعایۃ الفنون والآداب والعلوم کی طرف سے ایک نہایت شاندار

1۔ معجم المؤلفین ج 4 ص 307 عمر رضا کحالہ

2۔ کشف الظنون ص 386 حاجی خلیفہ

3۔ الاعلام ج 4 ص 61 خیر الدین زرکلی۔

4۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ج دوم ص 211 ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کتاب شائع ہوئی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے عبداللطیف بغدادی کی زندگی کے متعلق درج ذیل باتیں اخذ کی ہیں ذی قعدہ 625ھ میں موفق الدین اززن گیا۔ یہاں سے روم پہنچا روم سے 626ھ میں ارتجان لوٹ آیا۔ اس کے دو ماہ بعد کماخ گیا۔ کچھ دن قیام کر کے دبرکی پہنچا۔ تھوڑے عرصہ بعد یہاں سے حلب گیا یہاں دو سال تک تدریس و تصنیف کے فرائض انجام دیتا رہا 628ھ میں دمشق روانہ ہوا[1] یہاں سے اپنے وطن بغداد واپس آیا اور 629ھ مطابق 1231 عیسوی میں سفر آخرت اختیار کیا اور اپنے باپ کی قبر کے پاس وردیہ نامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔[2]

تصانیف:۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وہ ایک ہمہ جہت عالم تھا چنانچہ فقہ، لغت، تاریخ حساب، فلسفہ، مبادیات، حیوانیات، معدنیات۔ طب گویا ہر موضوع پر اسکی کتابیں ملتی ہیں۔

مختلف مضامین کے اعتبار سے اس کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

علوم لغت	13
فقہ	2
عربی تنقید	9
طب	53
حیوان و معدنیات	10
فلسفہ	48
علم توحید	3
حساب	3
تقسیم	4
سحر وغیرہ	25

ع[1] موفق الدین عبداللطیف بغدادی، المجلس الاعلیٰ لرعایۃ الفنون والآداب والعلوم الاجتماعیۃ۔ القاہرہ صفحہ 16

ع[2] معجم المؤلفین ج 6 صفحہ 15 عمر رضا کحالہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب کی کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ان میں ۱۹ کتابیں قدما، کی مختصرات، 3 شروح، ۹ مقالات شامل ہیں۔

1۔ اختصار کتاب آراء بقراط و افلاطون۔

2۔ اختصار کتاب منافع الاعضاء لجالینوس۔

3۔ مقالۃ فی اختصار کلام جالینوس۔

4۔ اختصار شرح جالینوس کتاب الامراض الحادہ۔

5۔ استزاعات من کتاب دیسقوریدوس فی صفات الحشائش۔

6۔ انتزاعات اخری من منافعہا۔

7۔ اختصار کتاب الجبن۔

8۔

9۔ اختصار کتاب المنی۔

10۔ اختصار کتاب آلات النفس۔

11۔ اختصار کتاب العضل۔

12۔ اختصار کتاب النبات لابی حنیفۃ الدینوری۔

13۔ اختصار کتاب النبض الاسرائیلی۔

14۔ اختصار کتاب البول لاسرائیلی۔

15۔ اختصار کتاب الحمیات لاسرائیلی۔

16۔ اختصار کتاب الادویۃ المفردہ لابن وانہ۔

17۔ اختصار کتاب الادویۃ المفردہ لابن سمجون۔

18۔ اختصار کتاب القولنج۔

19۔ شرح کتاب تقدمۃ المعرفۃ لابقراط۔

20 شرح کتاب الفصول لابقراط۔

21 شرح کتاب المسائل لابقراط۔

22 شرح فی حد الطب۔

23 مقالۃ فی صناعۃ الطب۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

24 مقالة فی شفاء الضد بالضد۔

25 مقالة فی العلة المراقبة۔

26 مقالة فی التنفس والصوت والکلام۔

27 مقالة فی البحران۔

28 مقالة فی السرسام۔

29 مقالة فی المزاج۔

30 مقالة فی الحواس۔

31 مقالة فی قسمة الحمیات۔

32 کتاب النصیحة للاطباء۔

33 کتاب فی آلات التنفس۔

34 کتاب الفصول۔

35 کتاب الکفایة فی التشریح۔

36 کتاب خلاصة الامراض۔

37 حل شکوک الرازی علی کتب جالینوس۔

38 کتاب الطب والکتاب والسنة۔

39 کتاب کبیر فی الادویة المفردہ۔

40 کتاب الیرقان۔

41 مقالة فی میزان الادویة المرکبة من جہة الکمیات۔

42 مقالة فی میزان الادویة المرکبة من جہة الکیفیات۔

43 مقالة فی ترتیب اوزان الادویة۔

44 مقالة فی میزان الادویة الطبیة فی المرکبات۔

45 مقالة فی الذیابیطس۔

46 مقالة فی حقیقة الدواء والغذاء۔

47 کتاب الرد فی شرح کلیات القانون۔

48 مقالة فی الرد علی کتاب رضوان المصری فی اختلاف جالینوس وارسطاطوس۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

49 کتاب فی مباحث ابن جمیع علی القانون۔
50 مقالۃ فی الشراب والکرم۔
51 مقالۃ فی الحنطۃ۔
52 مقالۃ فی السقنقور۔
53 مقالۃ فی الراوند۔
54 مقالۃ فی العطش۔
55 کناش فی الطب۔
56 مقالۃ فی البحار۔
57 کتاب آخر فی الطب۔

ابن نفیس

دوران ریوی کا موجد اوّل، جالینوس ثانی، علاء الدین ابو العلاء، علی بن الحزم القرشی الاشقی معروف بہ ابن نفیس 607ھ مطابق 1210ء میں بمقام دمشق پیدا ہوا[1] یہیں نورالدین زنگی کے قائم کردہ شفا خانہ میں طب کی تعلیم حاصل کی۔ اہم اساتذہ میں مہذب الدین دخوار اور طبیب حاذق عمران اسرائیلی متوفی 1239ء کے نام شامل ہیں۔ دائرہ میں لکھا ہے کہ حصول تعلیم کے بعد قاہرہ کے بیمارستان ناصری میں رئیس الاطباء کے عہدہ پر فائز ہوا اس جگہ رہ کر اس نے باقاعدہ طلباء کو طب کی تعلیم بھی دی اس کے شاگردوں میں کتاب العمدہ کے مصنف ابن القف کا نام خاص طور سے لیا جا سکتا ہے[2] اس کے علاوہ پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن نے السدید الاسیاطی، ابوالفرج سکندری، البدر حسن الرئیس، ابن البرہان جرائحی ابن صیبعہ کے نام بھی بحیثیت شاگرد شامل کیا ہے[3]

---

[1] الاعلام ج 5 ص 78 خیرالدین زرکلی۔ [2] دائرہ معارف اسلامیہ ج 1 ص 719
[3] قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین حکیم ظل الرحمٰن ص 94

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ابن نفیس کو عربی زبان پر زبردست قدرت حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ اس کا ہم عصر بہاء الدین محمد بن النحاس اسے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ 78 سال کی عمر میں بمقام قاہرہ 20 ذی قعدہ 687ھ مطابق 16 دسمبر 1288ء میں وفات پائی۔
شادی نہیں کی تھی بعد انتقال اس نے اپنا مکان اور کتبخانہ سلطان قلاء الدین کے تعمیر کردہ شفا خانہ منصوریہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔[1]

ابن نفیس بحیثیتِ مصنف :-

بحیثیت مصنف ابنِ نفیس کا مقام بہت بلند تھا۔ ادیب اور صاحب طرز شرح نگاری میں انفرادیت کا مالک تھا۔ مشہور ہے کہ کتابوں کی تصنیف میں وہ طبع زاد تھا دوسری کتابوں سے کم مدد لیتا تھا۔
تقریباً دو درجن کتابوں کے اس مصنف کا سب سے بڑا کارنامہ قانون کی پانچوں جلدوں کی شرح ہے اس سلسلہ میں اسے ایک منفرد اسلوب حاصل تھا۔ عام شارحین قانون کا انداز بچاؤ اور حمایت کا ہے جن میں شیخ کی ہر مسئلہ میں تائید اور مدافعت کی گئی ہے وہ نہ نئی بات کہہ سکے اور نہ اِن کی شرحوں میں مزید اضافہ اور تحقیق کی گنجائش محسوس کی جا سکے۔ علاء الدین قرشی اس خالص اعتقادی اور تقلیدی طرز سے مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے اس کی ناقدانہ اور محققانہ حیثیت ہر صفحہ میں نمایاں ہے[2]
شرح قانون کے علاوہ قانون کے مختصر تیار کرنے کا سہرا بھی اسی کو حاصل ہے اس کے اس کارنامہ کو ابتک عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔ کتاب الشامل فی الطب 30 جلدوں پر مشتمل اس کتاب کے لئے دائرہ میں لکھا ہے[3] کہ سب ضائع ہوگئی لیکن الاعلام میں درج ہے[4]

ع[1] ابن نفیس دوران خون کا موجد، عبدالکریم، بلیٹین آف اسلامک میڈیسن جلد دوم ص 305

ع[2] دائرہ معارف اسلامیہ ج ا ص 719

[3] الاعلام جلد 5 ص 78 خیرالدین الزرکلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ اس کا ضخیم مخطوطہ دمشق میں موجود ہے۔

2. کتاب المہذب فی الکحل امراض چشم سے متعلق ہے۔
3. موجز القانون۔
4. کتاب المختار من الاغذیہ۔
5. شرح فصول بقراط یہ کتاب 1881ء میں طبع ہو چکی ہے۔
6. شرح قانون ابن سینا۔
7. شرح تقدمۃ المعرفۃ۔
8. تعلیق علی کتاب الاجنہ لابقراط۔
9. شرح تشریح جالینوس۔
10. شرح مسائل حنین بن اسحٰق۔
11. تفاسیر العلل والاسباب۔
12. کتاب الشافی۔
13. کتاب المواليد الثلاثہ۔
14. رسالہ عوارض الاطفال۔
15. شرح اشارات ابن سینا۔
16. شرح الہدایہ ابن سینا (منطق کے موضوع پر ہے)
17. جامع الدقائق فی الطب۔

ابن نفیس اور دورانِ خون:۔

ابن نفیس پہلا سائنسداں ہے جس نے سب سے پہلے باقاعدہ طور سے دورانِ خون کو بیان کیا ہے اگرچہ اس کا سہرا یوروپین مصنفین ولیم ہاروے (1578ء-1657ء) کے سر باندھتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کی بنیادی تحقیق ابن نفیس ہی نے کی تھی۔ اس موضوع پر لکھے گئے مختلف حوالوں میں ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن کا کام بڑا اہم ہے انھوں نے جالینوس (130ء—200ء) وایلس (1514ء-1563ء) سارونیس (1511ء-1553ء) ریالڈو کولمبو (1516ء-1559ء)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سیلانیوسس (1519 ـ 1603ء) فیرسیس (1537ـ 1619ء)
تک کی تحقیقات کو بڑی دیانتداری سے یکجا کر کے جامع جائزہ لیا ہے۔
اس مسئلے پر انھوں نے جالینوس کے نظریہ کو لکھا ہے کہ جالینوس پورے طور پر دورہ ریوی (پلمونری سرکولیشن) پھیپھڑے اور قلب کے دوران خون سے آگاہ تھا وہ ایک اچھا مشاہد اور محتاط مجرب تھا وہ جانتا تھا کہ قلب پر انقباض کے وقت اپنے جوڑوں کو خون سے خالی کر دیتا ہے اور انبساط کے وقت وہ اس سے پر ہوتا ہے اس نے شرائین کی حرکت نبض کا مشاہدہ کیا لیکن اس کے بارے میں اس نے یہ عقیدہ قائم کیا کہ یہ شرائین کی ذاتی خصوصیت ہے۔ شرائین کی اس حرکت کا اصل مقصد یہ ہے کہ قلب کے بائیں بطن سے خون شریانوں کے اندر کھنچ جائے اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ شریانوں اور وریدوں کی آخری شاخیں (عروق شعریہ) آپس میں منہ ملائے ہوئے ہیں جس سے خون اور روح ایک دوسرے میں جا کر آسکتی ہے۔ ؏

جالینوس نے جب قلب کے دھانوں کو بغور دیکھا تو اسے یہ محسوس ہوا کہ قلب کے دائیں بطن میں خون جس دہانہ سے دہانے سے داخل ہوتا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اس کے جس دہانے سے خون پھیپھڑوں کی طرف روانہ ہوتا ہے وہ چھوٹا ہے اس سے بدیہی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خون قلب کے دائیں بطن میں آتا تو بہت زیادہ ہے مگر پھیپھڑوں کی طرف راہ کی تنگی کی وجہ سے کم جاتا ہے اب جالینوس کے دماغ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ دائیں بطن کا خون کہاں اور کیونکر جاتا ہے دائیں بطن میں ورید شریانی (شریان ریوی) کے سوا کوئی دوسرا نمایاں راستہ نہیں ہے۔ بالآخر اس نے سوچ کر اس سوال کا حل پیدا کیا کہ دائیں اور بائیں بطن کے درمیان جو دبیز اور موٹی دیوار حائل ہے جس کو حاجز بین البطنین کہتے ہیں جو اگرچہ ننگی آنکھوں سے سوراخوں کی شکل میں

؏ The Discovery of Blood circulation
Dr. S.A. Rahman, Hambard Medical Digest
Oct., 1958.

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نظر نہیں آتے۔ دراصل منافذ مسامات ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دائیں بطن کا زائد خون اسی منافذ کی راہ بائیں بطن کی طرف چلا جاتا ہے [1]

جالینوس کی اس تشریحی غلطی پر ابن نفیس (1210ء۔1288ء) سے پہلے کسی کی نظر نہیں پڑی دراصل اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ اس درمیانی زمانہ میں جالینوس کو رب الحکمت اور مافوق الفطرت دیوتا سمجھا جاتا تھا کس کی مجال تھی کہ جالینوس کے خلاف اپنی رائے دے چنانچہ 1210ء میں ابن نفیس جیسے حقیقت پسند سائنسداں نے جنم لیا جس نے مطالعہ و تحقیق کے بعد جالینوس کی اس غلطی کی نشاندہی کی اور تشریح کی تاریخ میں سب سے پہلے دورانِ خون سے متعلق واضح نظریہ پیش کیا جس کی خوشہ چینی جدید سائنسداں آج تک کر رہے ہیں۔

ابن نفیس نے دورانِ خون سے متعلق جالینوس کے مفروضات کو غلط بتاتے ہوئے اپنی کتاب موجز القانون میں دورانِ خون صغیر (لسر بلڈ سرکولیشن) کا انکشاف کیا ابن نفیس نے لکھا ہے کہ دائیں بطن میں خون صاف ہونے کے بعد شریان ریوی (پلمونری آرٹری) کے ذریعہ پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا کے ذریعہ اس کے اجزاء کی تبدیلی عمل میں آتی ہے۔ اس بیان کے ذریعہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نظریہ کو سب سے پہلے ابن نفیس نے پیش کیا تھا۔ افسوس کہ آج کل ابن نفیس سے 300 سال بعد کے محقق ولیم ہاردے کے نام منسوب کیا جاتا ہے۔

ہمیں ولیم ہاردے کی تحقیقات سے انکار نہیں لیکن فنی دیانتداری کا تقاضا یہ تھا کہ ولیم ہاردے ابن نفیس کا بھی حوالہ دیتا تو ایک عرب مسلم طبیب کی تحقیقات کی تردید نہ ہوتی اور تاریخ میں 300 سال پہلے کے انکشاف سے دنیا روشناس ہوتی۔

ابنِ ہبل بغدادی

پورا نام مہذب الدین ابوالحسن علی بن احمد بن ہبل ہے ابن ہبل کے نام سے

---

[1] اصلاح و تجدید طب حکیم محمد کبیرالدین رسالہ الحکیم جون 1936ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہرت پائی۔ بغداد کے باشندہ ہونے اور آذر بائیجان کے شہر خلاط سے وابستگی کی وجہ سے بغدادی اور خلاطی بھی کہا جاتا ہے 1122ء میں پیدا ہوا[1] ایک اور طبیب شمس الدین بن مہذب الدین بھی ابن ہبل کے نام سے معروف ہے یہ طبیب اسی ابن ہبل کا بیٹا تھا۔

ابتدائی تعلیم بغداد کے مدرسہ نظامیہ سے حاصل کی۔ ادب ابی القاسم اسمٰعیل سمرقندی سے سیکھا۔ طب کی تعلیم کے لئے ابو البرکات علی ملکا کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا[2]۔ محنت و مطالعہ سے دیکھتے ہی دیکھتے طبیب فلسفی، شاعر اور ادیب کی حیثیت سے اس کا چرچا عام ہوگیا۔ تعلیم کے بعد موصل گیا۔ چند سال رہ کے آذربائیجان کا رُخ کیا۔ یہاں سے خلاط پہونچا جہاں وہاں کے فرمانروا نے اسے درباری طبیب کا عہدہ پیش کیا۔ یہاں سے پھر ابن ہبل ماردین گیا جہاں کچھ سالوں تک بدر الدین کے دربار سے وابستہ رہا۔ ماردین میں اس کی صحت بگڑنے لگی۔ بینائی کم ہوگئی۔ دھیرے دھیرے بالکل نابینا ہوگیا۔ چنانچہ پھر وہ موصل واپس آیا یہاں ایک طب کا ادارہ قائم کیا جہاں طب کی تدریس کے فرائض انجام دیتا رہا۔[3]

۱۰۰ سال کی عمر پوری کر کے 610ھ مطابق 1213ء میں وفات پائی۔[4]

ابن ہبل کی دو تصانیف کا تذکرہ ابن ابی اصیبعہ نے کیا ہے کمال سامرائی نے ایک اور کتاب النار المجوسیۃ کا اضافہ کیا ہے۔

1. کتاب الطب الجمال۔
2. کتاب المختار فی الطب۔

ابن ہبل کی کتاب المختار پر ایک نظر:۔

ابن ہبل کی شہرہ آفاق کتاب ہے 560ھ مطابق 1164ء میں تصنیف کی تھی۔

---

[1] المنجد فی العلوم ص55 لوئس معلوف الیسوعی۔

[2] معجم المؤلفین ج 7 ص22 عمر رضا کحالہ۔

[3] عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ص408

[4] مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص600 کمال سامرائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

4 حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں سر سے پیر تک کی تشریحی معلومات درج کی گئی ہیں اور اسباب و علامات، نومولود بچے کی نگہداشت، ریاضت، حمام، فصد و حجامت اور حفظ صحت کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

دوسرے حصہ میں آلات تناسل کے بارے میں تفصیل درج ہے۔ نیز آداب جماع، امراض راس، چشم، مری و معدہ کے علامات و علاج بھی لکھے گئے ہیں۔

تیسرا حصہ امراض رحم، قلب، عظام کے بیان پر مشتمل ہے۔ چوتھا حصہ آلات تناسل کے امراض اور جذام، سرطان، بحران اور حمیات کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کا عربی متن حیدر آباد دکن سے 1943ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔

اس کے مخطوطات ایا صوفیا، فاتح، ولی الدین آفندی، بغداد لی وہبی لیڈن عراقی میوزیم، اور پیرس میں دستیاب ہیں۔

علی بن عیسیٰ کحال

امراض چشم پر کلیدی مقام کا حامل علی بن عیسیٰ کحال عرب نسل کا مشہور طبیب تھا۔ یورپ میں یسوع حالی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس عظیم طبیب و مصنف کے نام و لقب کے سلسلہ میں مورخین میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔

ہوا یہ کہ عرب مورخین نے اس مصنف کا نام عیسیٰ بن علی لکھا ہے۔ جن میں ابن ابی اصیبعہ[1] اور قفطی[2] کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ بن علی ایک نصرانی طبیب تھا جس کا تذکرہ علی بن عیسیٰ کحال سے پہلے بھی کتابوں میں ملتا ہے[3] اس عظیم مصنف کا نام لکھنؤ سے شائع ہونے والی مایہ ناز تصنیف

1۔ عیون الانبا، فی طبقات الاطبا، ص 333 ابن ابی اصیبعہ۔

2۔ تاریخ الحکماء، ص 247 جمال الدین قفطی۔

3۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول کمال سامرائی ص 583

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تذکرۃ الکحالین کے مقدمہ میں علی بن عیسیٰ درج ہے اور یہی درست ہے۔

افسوس کہ بغداد کے ایسے عربی طبیب کے حالات زیادہ تفصیل سے کتابوں میں نہیں ملتے۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ علی بن عیسیٰ نے ابی الفرج عبداللہ بن الطیب متوفی 1043ء سے تعلیم حاصل کی اور طب میں تجربہ کر کے خاص طور سے امراض چشم میں نمایاں مہارت حاصل کرلی۔ چنانچہ اس نے قدیم یونانی اطباء کے بہت سے نظریات کی تردید کر کے ان سے متعلق صحیح تصور پیش کیا۔

اسی وجہ سے اسے دنیا میں کحال (ماہر امراض چشم) کے لقب سے شہرت حاصل ہوئی۔

اس عظیم طبیب نے 430ھ مطابق 1039ء عیسوی میں وفات پائی۔[1]

علی بن عیسیٰ کی تصانیف اور مختلف لائبریریوں میں مخطوطات :۔

1. تذکرۃ الکحالین اگرچہ یہ مطبوعہ ہے اس کے مخطوطات ایا صوفیا، شعبہ عربی، جامعہ استانبول، شہید علی احمد ثالث برٹش میوزیم، دارالکتب مصریہ، مشہد رضوی، رضا رام پور ولی الدین آفندی، اسکوریال اور پیرس کی لائبریری میں مختلف نسخوں کی شکل میں دستیاب ہیں۔
2. کتاب المنافع التی نستفاد من اعضاء الحیوان ۔ اس کے مخطوطات فینا، اسکوریال آکسفورڈ کی بوڈلیانا اور پیرس کی اہلیہ لائبریری کی زینت ہیں۔
3. کتاب الکافی یہ نسخہ توبنگن لائبریری کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
4. تعلیقات علی مسائل داجوبتھا من تذکرۃ الکحالین ۔ نور عثمانیہ لائبریری میں موجود ہے۔
5. منتخبات من تذکرۃ الکحالین۔

اس کا مخطوطہ ازمیر اور لالہ لی کے ذخیروں میں شامل ہے۔[2]

ع[1] الاعلام جلد 4 ص 318 خیر الدین الزرکلی۔

ع[2] فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیا ص 302

ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تذکرۃ الکحالین پر ایک نظر :۔

امراضِ چشم سے متعلق عربی کی اولین تصنیف ہے جس میں مصنف نے تمام قدیم اطباء کے ذخیروں کو نہایت بحث وتنقید کے بعد شامل کیا ہے تجربہ میں جو درست ملا اسے باقی رکھا اور غلط کی تردید کی۔ اس کتاب میں کحال پہلا طبیب ہے جس نے مقناطیسی تنویم کا طریقہ ایجاد کیا اور عمل جراحی میں تخدیر کے طریقہ کا آغاز کیا کمال سامرائی کا دعویٰ ہے کہ کحال سے پہلے کسی عرب یا یونانی طبیب نے اس سے پہلے عمل تخدیر کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔[1]

یہ اہم ترین کتاب تین مقالات پر مشتمل ہے۔

پہلا مقالہ طبقہ شبکیہ، طبقہ مشیمہ، صلبہ، اور قرینہ کی تشریح اور ان کی رطوبات کی تفصیل پر مشتمل ہے۔ دوسرا مقالہ جرب، التصاق، شعیرہ، بسعفہ سے بحث کرتا ہے۔

تیسرا مقالہ حس کی کمی اور اس کے اسباب، علامات وعلاج روح باصرہ کے امراض دور وقریب کی نظر، رتندوندھی اور دنوندھی اور آنکھوں کی حفظانِ صحت سے متعلق مختلف تدابیر اور امراضِ چشم میں مستعمل ادویہ مفردہ کے بیان پر محیط ہے۔

یہ کتاب حیدرآباد دکن سے 1964ء میں شائع ہوئی ہے۔

اسحٰق بن عمران بغدادی

اسحٰق بن عمران بغداد کا رہنے والا تھا۔ خلیفہ معتمد (870 - 892) کے عہد میں موجود تھا۔ کمال سامرائی کا خیال یہ ہے کہ وہ مسلمان تھا[2] سم ساعت کے نام سے بھی معروف تھا[3]۔ یہ پہلا طبیب تھا جس نے سب سے پہلے یوروپ میں جا کر طب کی اشاعت کے فرائض انجام دیئے ابتدائی حالات کتابوں میں نہیں ملتے۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا

1۔ مختصر التاریخ الطب العربی کمال سامرائی صہ 585

2۔ مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول کمال سامرائی صہ 629

3۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صہ 479 ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے کہ اسے زیادہ بن اغلب نے قیروان بلایا تھا لیکن حسینی عبدالوہاب کی تحقیق یہ ہے کہ وہ زیادہ سے پہلے ابراہیم ثانی کی دعوت پر پہلے ہی قیروان آگیا تھا۔ جس میں اسحٰق بن عمران نے تین شرطیں رکھی تھیں اول ایک ہزار دینار دوم اس کی اپنی ذاتی سواری سوم یہ کہ جب بغداد جانا چاہے تو واپس چلا جائے۔

چنانچہ وہ یہاں لوگوں کو اپنی صلاحیتوں سے مستفید کرتا رہا اسی دوران اس نے رقادہ میں قائم شدہ بیت الحکمت میں بھی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد وہ ابراہیم ثانی کے بیٹے عبداللہ ثانی کے دربار سے وابستہ رہا۔ آخر میں زیادۃ اللہ ثالث د 903۔ 909ء کے دربار میں بھی رہا[1]۔ اس دربار میں اس کے اچھے دن نہیں تھے ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ چونکہ زیادۃ اللہ نے اسحٰق کی جملہ شرائط نہیں پوری کی تھیں اس لئے وہ اس سے بدظن تھا۔ دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ اسحٰق اسے بہت سی چیزیں کھانے کو منع کرتا تھا اس کے برخلاف ایک اور یہودی طبیب بادشاہ سلامت کو وہی چیزیں کھانے کی ترغیب دیتا تھا۔ اس طرح کی باتوں سے غلط فہمی اتنی بڑھی کہ زیادۃ اللہ نے 294ھ / 907ء میں اسے قتل کرا کے اس کی لاش پھانسی کے پھندے پر لٹکا دی اور خشک ہونے کے بعد اس میں شکرے نے گھونسلہ بنایا[2]۔

قیروان کے دوران قیام ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ دربار سے علیحدگی کے بعد کامیاب مطب کرتا رہا۔ علاج کے سلسلے میں متقدمین کے طرز پر اخلاط کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ تشخیص کے لئے نبض بول و براز کا معائنہ اس کے مطب کی خاص شناخت تھی[3] اپنے مطب میں وہ طبی تعلیم کا درس بھی دیتا تھا۔ چنانچہ علی بن اسحٰق، زیادہ بن خلفون، اسحٰق بن سلیمان اسرائیلی اور ابو بکر محمد بن جرار کے نام اس کے شاگرد کی حیثیت سے لئے جا سکتے ہیں[4]۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اسحٰق بن عمران بہت آگے تھا قدیم کتابوں کے مطالعہ اور اپنے تجربہ سے اس نے مختلف طبی مضامین پر شاہکار تصانیف ترتیب دی ہیں

1۔ ابن جلجل ص 95   2۔ الاعلام ج 1 ص 295 خیرالدین زرکلی۔

3۔ Ullman Islamic Medicine p. 37.

4۔ معجم المولفین ج 2 ص 236 عمر رضا کحالہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست درج ذیل ہے۔

1. کتاب المفردۃ الادویۃ۔
2. کتاب العنصر والتمام۔
3. مقالۃ فی الاستسقاء۔
4. مقالۃ فی الادویۃ الشافیۃ۔
5. کتاب فی الفصد۔
6. کتاب فی النبض۔
7. کتاب فی طبقات العین۔
8. رسالۃ فی حفظ الصحۃ۔
9. کتاب الاقرابادین۔
10. مقالۃ ابی سعید بن طفیل۔
11. کتاب الشمار۔
12. مقالۃ فی القولنج۔
13. کتاب فی البول۔
14. مسائل فی الاحتراز۔
15. کتاب فی بیاض المدہ والمنی۔
16. کتاب فی المالیخولیا۔
17. کتاب اقاویل جالینوس فی الشراب۔

اسحٰق بن عمران کے دستیاب طبی مخطوطات:۔

1۔ کتاب فی الفصد حلب کے مکتبہ نحاس میں موجود ہے۔
2۔ کتاب الشمار مخطوطہ ایا صوفیا لائبریری کی زینت ہے۔
3۔ کتاب العنصر والتمام اوکتاب العقاقیر۔ یہ مخطوطہ خراجی اوغلی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
4۔ رسالۃ فی حفظ الصحۃ میونخ میں محفوظ ہے۔
5۔ کتاب فی النبض حلب کے مکتبہ نحاس میں دستیاب ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اطبار اندلس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابنِ رشد

ابوالولید بن رشد محمد بن احمد بن رشد ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء میں بمقام قرطبہ پیدا ہوا۔ قرطبہ ملک اندلس کے وسطی حصہ کا دارالحکومت اور علم و ہنر کا مرکز تھا۔

ابن رشد کے خانداں کی علمی اور دینا وی حیثیت بہت بلند تھی اس کے باپ احمد اور دادا رشد دونوں قضاۃ کے عہدہ پر مامور تھے[1]

ابتدائی تعلیم ابن رشد نے گھر میں حاصل کی۔ ابی محمد بن رزق اسے گھر ہی پر پڑھاتے تھے۔ ذہن رسا اور اعلیٰ صلاحیتوں کے وجہ سے بہت جلد ابن رشد نے تمام عقلی علوم میں مہارت حاصل کر لی اور علم توحید، فقہ، فلسفہ، حکمت طب اور ریاضت میں اسے بے مثل سمجھا جاتا تھا۔

انھیں خوبیوں کی وجہ سے ۱۱۹۶ء میں اسے قاضی القضاۃ بنایا گیا ابن رشد توحید کے معاملہ میں آزاد رائے رکھتا تھا چنانچہ اس کے معاصرین نے کہ سن کے والی دربار منصور

ص 1 عیون الانبار فی طبقات الاطبار صہ 532 ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے بدظن کردیا اور منصور نے خفا ہو کر قید کر کے جلا وطن کر دیا یہاں تین سال قید و مشقت کی زندگی گزاری ساتھ ساتھ یہودی طلبار کو فلسفہ اور حکمت کا درس بھی دیتا رہا۔ مشہور ہے کہ انھیں شاگردوں کے ذریعہ ابن رشد کا فلسفہ یورپ میں عام ہوا۔[1]

تین سال بعد سلطان منصور نے اس کی سزا ختم کر کے بڑی عزت و احترام کے ساتھ دربار میں سابقہ مرتبہ عطا کیا۔

ابن رشد نے دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ کبھی مراکش میں رہا کبھی قرطبہ میں رہا اشبیلیہ میں اسے زیادہ دنوں رہنے کا موقع نہیں ملا ان تمام مقامات میں رہ کر بھی وہ قاضی القضاۃ کے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔

ابن رشد کے علم و فضل سے متاثر ہو کر امام فخرالدین رازی نے ملاقات کا ارادہ کیا تھا لیکن ابن رشد کے قید و بند کے حالات کی وجہ سے ملاقات نہیں ہو سکی۔

اگرچہ ابن رشد کے شاگردوں میں مسلمان علمار بھی بہت تھے لیکن یہودیوں نے اس کی بات آگے بڑھائی چنانچہ مسلمانوں میں ابن رشد کو زیادہ مقبولیت نہیں ہوئی اس کے برخلاف یورپ میں اس کی شہرت عام تھی۔

ابن رشد کا مطالعہ بے حد وسیع تھا ابن سینا کی کتابوں پر اس نے شاندار شرحیں لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے شیخ پر متعدد اعتراضات کیے ہیں جنھیں شیخ کے کٹر حامی بھی درست مانتے ہیں

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ۱۱۹۷ء میں قید سے رہا ہوا یہ رہائی اس کے لیے باعث سکون نہ ہو سکی اور چند دنوں بعد ۹ اصفر ۵۹۵ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۱۹۸ء کو بمقام مراکش انتقال ہو گیا[2] وفات کے بعد ابن رشد کو شہر مراکش دروازہ باب تاغروت میں دفن کیا گیا بعد میں تین ماہ بعد وہاں اس کی لاش کو نکال کر اپنے وطن زاد بوم کے مقبرہ عباس میں دوبارہ دفن کیا گیا۔[3]

ابن رشد ۷۵ سے زائد کتابوں کا مصنف تھا۔ افسوس کہ ۲۔۳ سے زیادہ کتابوں کا سراغ نہیں ملتا۔

1۔ تاریخ الاطبار ص ۱۲۹ حکیم غلام جیلانی۔
2۔ الاعلام ۔ خیرالدین زرکلی۔
3۔ تاریخ الاطبار ص ۱۳۷ حکیم غلام جیلانی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(1) کتاب التحصیل۔

(2) کتاب المقدمات فی علم الفقہ۔

(3) نہایۃ المجتہد فی الفقہ

(4) کتاب التعلیمات فی الطب

(5) کتاب الحیوان

(6) شرح ارجوزہ شیخ الرئیس فی الطب۔

(7) جامع کتاب ارسطا طالیس فی الحمیات

(8) کتاب الضروری فی المنطق۔

(9) تلخیص الحمیات یفقولاؤس۔

(10) تلخیص کتاب ما بعد الطبیعۃ لارسطوطالیس

(11) تلخیص کتاب السماع الطبیعی

(12) شرح کتاب السماء والعالم لارسطو طالیس۔

(13) شرح کتاب النفس

(14) تلخیص کتاب الاسطقسات لجالینوس۔

(15) تلخیص کتاب المزاج لجالینوس

(16) تلخیص کتاب قوی الطبیعۃ لجالینوس

(17) تلخیص کتاب الحمیات لجالینوس

(18) تلخیص کتاب العلل والامراض لجالینوس

(19) تلخیص کتاب التعارف لجالینوس

(20) تلخیص کتاب الحمیات لجالینوس

(21) تلخیص نصف الثانی من کتاب حیلۃ البُر لجالینوس

(22)

(23) کتاب تہافت التہافت

(24) کتاب منہاج الادلہ فی الاصول

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(25) کتاب صغیر سماہ فصل فیما بین الحکمۃ والشریعۃ
(26) المسائل الممتحنۃ علی کتاب البرہان لارسطو طالیس۔
(27) شرح کتاب القیاس
(28) مقالۃ فی العقل
(29) مقالۃ فی القیاس
(30) کتاب فی الغرض
(31) مقالۃ فی التعریف
(32) مقالۃ فی اتصال العقل
(33) سالۃ فی الزمان
(34) مقالۃ فی المزاج
(35) مسائلۃ فی نوائب الحمی۔
(36) مقالۃ فی حمیات العفن
(37) مسائل فی الحکمۃ
(38) مقالۃ فی حرکۃ الفلک
(39) مقالۃ فی التریاق۔

اس کے علاوہ اور بھی تصنیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ لیکن زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

ابن جلجل

ابوداؤد سلیمان بن حسان معروف بہ ابن جلجل ادویہ مفردہ کا امام سمجھا جاتا ہے۔ اندلس کے اموی خلیفہ ہشام بن حکیم بن عبدالرحمٰن کا طبیب تھا¹ اور مشہور سرجن طبیب ابوالقاسم زہراوی کا معاصر تھا²۔ مفرد دواؤں کے معاملہ میں دیسقوریدوس اور جالینوس کے بعد ابن جلجل کو نہایت نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ کتاب الحشائش کے شارح کی حیثیت سے لمبی

ح¹ عیون الانبار فی طبقات الاطبار جلد دوم ص47
ح² طب العرب ص416 نیر واسطی / ای۔ جی۔ براؤن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دنیا میں کہا جاتا ہے کہ دیسقوریدوس کے بعد باقی دواؤں کا اضافہ اسی نے کیا ہے۔ حوالوں میں تحریر ہے کہ ابن جلجل نے 372ھ میں دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش کی شرح کی اور کتاب تفسیر اسماء الادویۃ المفردہ من کتاب دیسقوریدوس لکھی جس میں اس نے ایسی دواؤں کے اضافہ بھی کیے جنھیں دیسقوریدوس نے اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا تھا۔[1]

اپنی کتاب کے دیباچہ میں ابن جلجل نے لکھا ہے

"کتاب دیسقوریدوس کا ترجمہ خلیفہ جعفر المتوکل عباسی کے عہد میں بغداد میں کیا گیا اس کا مترجم اصطفن بن البسیل تھا وہ یونانی سے عربی میں ترجمہ پر مامور کیا گیا اور حنین بن اسحٰق ترجمہ کی اصلاح کا کام کرتا تھا چنانچہ مترجم اور مصحح کو جس قدر دواؤں کے عربی نام معلوم ہوئے وہ تو انھوں نے لکھ دیے باقی اصلی یونانی نام ہی لکھ دیئے مجھے چونکہ علم طب کا بیحد شوق تھا خاص طور سے مفرد دواؤں کی تحقیق میں میرا جی بہت لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے لکھ دیے باقی اصلی یونانی نام اس کے مترادفات کی تلاش کی اور باقی دواؤں کا تذکرہ کر دیا!

ادویہ کے معاملہ میں ابن جلجل فیصلہ کن رائے رکھتا تھا چنانچہ زکریا رازی نے اپنی کتاب الحاوی میں اور ابن بیطار نے کتاب الجامع لمفردات میں جگہ جگہ ابن جلجل کے حوالے نقل کیے ہیں ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابن جلجل مفردات کے سلسلہ میں بڑی دسترس رکھتا تھا۔

ابن جلجل کی درج ذیل تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

(1) کتاب تفسیر اسماء ادویہ مفردہ لکتاب دیسقوریدوس

(2) مقالۃ فی الادویۃ التی لم یذکرھا دیسقوریدوس۔

(3) رسالہ التبین فیما غلط فیہ بعض المتطببین۔

(4) کتاب فیما ذکر عن الاطباء (طبقات الاطباء)

ادویہ کے علاوہ تاریخ طب پر بھی ابن جلجل کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ چنانچہ طبقات الاطباء کے نام سے اس کی کتاب کے حوالے ڈاکٹر کمال سامرائی نے اپنی کتاب مختصر التاریخ الطب العربی

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص 47 ابن ابی اصیبعہ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں کثرت سے نقل کیے ہیں ابن ابی اصیبعہ نے بھی اہم واقعات کے ذیل میں ابن جلجل کو بطور حوالہ پیش کیا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مورخ طبیب کی حیثیت سے ابن ابی اصیبعہ اور قفطی کے بعد ابن جلجل کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

ابوالقاسم زہراوی

نام ونسب اور پیدائش

ابوالقاسم خلف بن عباس زہراوی یورو پین اسے ابولکیس اور البوکیس کہتے ہیں قرطبہ کے قریب زہرا نامی شہر میں پیدا ہوا اسی نسبت سے زہراوی کے نام سے شہرت پائی۔

یونانی طب کا سب سے بڑا سرجن تھا اس کی سن ولادت اور سن وفات کے سلسلہ میں کتابوں میں بے حد اختلاف ملتا ہے سن پیدائش اگرچہ زیادہ تر کتابوں میں سنہ 936ء درج ہے لیکن سن وفات کے سلسلہ میں اس قدر متضاد بیانات ملتے ہیں جس سے زہراوی کی عمر میں تقریباً 100 سال کی کمی وزیادتی کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حکیم غلام جیلانی[1] نے سنہ 1106ء نیر واسطی نے سنہ 1122ء لکھا ہے دوسری طرف ڈارلینڈ[3]، ڈاکٹر قاضی محمد اقبال[4] نے سنہ 1136ء تحریر کیا ہے الاعلام کے مولف خیرالدین زرکلی کا بھی یہی خیال ہے بہرحال سنہ 1036ء والی بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیوں کہ خلیفہ المستنصر کے دور میں اس کا ذکر ملتا ہے جس کا زمانہ سنہ 352ء سے 367 ہجری مطابق سنہ 961ء تا سنہ 976 عیسوی تک محیط ہے اس کے بعد کہیں اور زہراوی کا تذکرہ نہیں ملتا اس حوالہ سے یہ بات واضح طور سے سمجھ میں آتی ہے کہ زہراوی کا سن وفات سنہ 1036ء ہی زیادہ صحیح ہے۔

ح1 مخزن الجواہر ص1023 حکیم غلام جیلانی

ح2 طب العرب ص347 نیر واسطی / ای۔ جی۔ براؤن

ح3 ڈارلینڈ میڈیکل ڈکشنری 26 واں ایڈیشن ص51

ح4 بلیٹن آف اسلامک میڈیسن جلد دوم ص368

ح5 الاعلام خیرالدین زرکلی جلد دوم ص31

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابتدائی تعلیم و تربیت

افسوس ہے کہ زہراوی جیسی عظیم شخصیت کے حالات کتابوں میں نہایت اختصار سے لکھے گئے ہیں۔ حد یہ ہے کہ عیون الانبار میں بھی اس کے زندگی کے حالات اور تعلیم و تربیت کا تذکرہ چند سطروں تک محدود ہے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ زہراوی نے قرطبہ جیسے علمی شہر میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ یہ جگہ چونکہ بغداد سے علمی حیثیت میں کچھ کم نہ تھی زہراوی کے عہد میں سرزمین قرطبہ میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی، پچاس سے زائد شفاخانے اور ۳ لاکھ سے زائد کتابوں سے آراستہ ایک شاندار لائبریری موجود تھی زہراوی کے کسی استاد کا نام نہیں ملتا اس قدر تفصیل کتابوں میں ملتی ہے کہ علم و تجربہ سے فراغت کے بعد امیر عبدالرحمٰن کا طبیب خاص مقرر ہوا اور اس کے بعد قرطبہ کے شاہی اسپتال میں شعبہ جراحت کا ذمہ دار بنایا گیا۔ ابن ابی اصیبعہ کے نزدیک ادویہ مفردہ اور مرکبہ میں ماہر تھا[1]

زہراوی بحیثیت طبیب

ابو القاسم زہراوی اپنے دور کا نہایت ممتاز عالم طب اور بڑا کامیاب معالج تھا۔ ادویہ مفردہ پر اس کا مطالعہ بے حد وسیع تھا اس میدان میں وہ انفرادیت کا حامل تھا ادویہ کی مشہور کتاب کتاب الجامع میں ابن بیطار نے جگہ جگہ اس کے اقتباسات نقل کیے ہیں ان کے مطالعہ سے ادویہ کے سلسلہ میں اس کے تخلیقی اسلوب کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

زہراوی کی ادویہ مرکبہ میں مہارت کے سلسلے میں ڈاکٹر سمیع خلف ہمرنا نے بڑے اچھے انداز میں مدح سرائی کی ہے[2] موصوف نے مختلف ادویہ کی ترکیب تیاری کے سلسلے میں اس کی مہارت کا تذکرہ بڑے اہتمام سے کیا ہے۔

بحیثیت معالج بھی زکریا رازی ایک بلند مرتبہ کے مالک تھا قرطبہ جیسے علمی شہر میں خلیفہ عبدالرحمٰن کے ذریعہ شاہی اسپتال میں مقرر کیا جانا اس کی مہارت کی دلیل ہے۔

---

1. عیون الانبار فی طبقات الاطباء ص ۱۶۴ ابن ابی اصیبعہ۔
2. اسلامک بلوٹین دوم ص 37 کویت فاؤنڈیشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنسز

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

زہراوی بحیثیت مصنّف ۔ اور کتاب التصریف

مصنف کی حیثیت سے اس کی واحد تصنیف کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف کا نام کتابوں میں ملتا ہے اس کے علاوہ کسی اور کتاب کا نام نہیں ملتا اس کتاب کا خاص طور سے سرجری والا حصہ ہی زہراوی کی شہرت کا سبب بنا ہے اور مشرق و مغرب میں زبردست شہرت حاصل ہوئی ہے۔

علمی اور عملی دو حصّوں پر مشتمل یہ کتاب ایک ہزار سے کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

ہر حصہ پندرہ پندرہ حصوں یعنی پوری ۳۰ حصوں پر محیط ہے ایک حصہ علم الجراحت سے بحث کرتا ہے اور الزہراوی کے نام سے نامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوا ہے راقم الحروف کی نظر سے اس کتاب کا اردو ترجمہ گزرا ہے جو حکیم نثار احمد علوی کاکوروی صاحب کے زیر اہتمام حتیٰ سنہ 1967ء میں دارالاشاعت ادب گھر ناظر باغ کانپور سے شائع ہوا ہے۔

اس پوری کتاب کا عربی متن اور لاطینی ترجمہ آکسفورڈ یونیورسٹی سنہ 1778ء میں شائع ہوا ہے اس کا فرانسیسی ترجمہ پیرس سے سنہ 1860ء میں چھپا ہے۔

صرف جراحت کا انگریزی ترجمہ اور عربی متن سنہ 1973ء میں منظر عام پر آیا تھا[1] اس کے علاوہ اس کتاب کے عبرانی اور اسپینش ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں۔

کتاب التصریف کا حصّہ جراحت یعنی الزہراوی کے مشتملات

زہراوی کی یہ عظیم کتاب تمام مفید آلات جراحی سے آراستہ ہے ہر قسم کے آپریشن کے متعلق نہایت جامع بحث کی گئی ہے اس کی افادیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آج بھی مغرب کے اطبا ان آلات سے اور اس کتاب سے استفادہ کر رہے ہیں۔

کتاب التصریف تین ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب کی بالنار اور کی بالدوا پر مشتمل ہے۔

Dictionary of Scientific Biography. 1

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس باب میں ۵۶ فصلوں کے ذریعہ سر سے پیر تک کے امراض کا کی کے ذریعہ تفصیلی علاج لکھا گیا ہے اور ہر جگہ آلات مکواۃ کا خاکہ بھی استعمال کے طریقہ کی تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تعجب ہے کہ طب العرب میں پہلے باب کی ۶۵ فصلیں لکھی ہیں لیکن راقم الحروف کو کانپور کے ترجمہ میں صرف ۵۶ فصلیں ہی ملی ہیں[1]

دوسرے باب میں ۹۷ فصلوں کے ذریعہ حجامت، پھوڑوں کے آپریشن کے طریقہ خاص طور حمل کے جراحتی طریقہ مثانہ وگردہ کی پتھری نکالنے اور مختلف قسم کے فیلہ کی جراحتی تدبیر سے بحث کی گئی ہے اس باب میں تمام آلات کی شکلیں مع طریقہ استعمال تحریر کی گئی ہیں۔

تیسرا باب ۳۵ فصلوں پر مشتمل ہے اس میں سر سے پیر تک خلع اور کسر کا تفصیلی علاج قلم بند کیا گیا ہے۔

ابن الجزار

پورا نام ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن ابی خالد ہے۔ ابن الجزار کے نام سے مشہور ہوا۔ قیروان کا باشندہ اور خاندانی طبیب تھا اس کے والد ابراہیم بن ابی خالد اور چچا محمد بن ابی خالد اپنے دور کے اہم اطباء شمار کیے جاتے تھے[2] شروع ہی سے طبیعت بڑی سنجیدہ پائی تھی۔ پڑھنے پڑھانے کا شوق بہت تھا اور حافظ بڑے بلا کا تھا خوش اخلاقی میں مشہور ہو گیا تھا۔ ابن الجزار نے جب ہوش سنبھالا تو رقادہ اور قیروان دونوں میں علم وحکمت کے دریا بہہ رہے تھے ادیبوں، اطباء اور مورخین کا جمگھٹ تھا چنانچہ اس نے ابتدائی تعلیم اور طب اپنے والد اور چچا سے حاصل کیا بعد میں مشہور طبیب اسحٰق بن سلیمان سے سیکھا[3]

فراغت کے بعد گھر ہی پر مطب شروع لیکن کبھی کسی سے ایک پیسہ نہیں لیا دوا کی تقسیم کے لیے ایک غلام کو دوکان کھلوادی تھی جو مریضوں کو دوا دیتا تھا[4]

---

1. طب العرب اردو ترجمہ ای جی براؤن ص۳۵
2. عیون الانباء ص۳۷/۲ ابن ابی اصیبعہ
3. حسن حسنی عبدالوہاب ج ۱ ص۳۰۵ بحوالہ سامرائی
4. مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص۵۶۷ کمال سامرائی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطب کے ساتھ ساتھ طلبار کو طب بھی پڑھاتا تھا۔ علاج کے معاملہ میں عوام و خواص دونوں کو برابر کا درجہ دیتا تھا ایک مرتبہ شہر کے قاضی کا بھتیجا بیمار ہو کر اس کے پاس بغرض علاج آیا اس نے دوائے دی لیکن خاص توجہ نہیں کی۔ شفایابی کے بعد قاضی صاحب نے شکریہ کے ساتھ خلعت اور انعام روانہ کیا اس نے شکریہ کے ساتھ سب کچھ واپس کر دیا۔[1]

ابن الجزار اپنی تمام مشغولیات کے ساتھ اپنی صحت کا بڑا خیال کرتا تھا چنانچہ مختلف موسموں میں وہ دریا کنارے چلا جاتا اور وہاں تصنیف و تالیف و مطب کا کام جاری رکھتا تھا۔[2] چنانچہ ۸۰ سال تک علمی و فنی خدمات انجام دیتا رہا بالآخر ۹۷۹ء میں بمقام قیروان وفات پائی۔

ابن الجزار بحیثیت مصنّف

تصنیف و تالیف کے کام میں ابن الجزار بڑی بلند حیثیت کا مالک تھا ۳۲ سے زائد تصانیف اس کی یادگار ہیں۔ حفظ صحت، ادویہ مفردہ، معالجات، علم سموم، صیدلہ، تشخیص اور جراحت کے بعض موضوعات پر اس نے عالمانہ مواد فراہم کیا ہے۔

تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) کتاب فی علاج الامراض زاد المسافر کے نام سے مشہور ہے۔

(2) کتاب فی الادویۃ المفردہ اعتماد کے نام سے بھی معروف ہے۔

(۳) کتاب فی الادویۃ المرکبہ بغیہ کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔

(۴) کتاب العدہ لطول المدۃ ابن الجزار کی ضخیم ترین تصنیف ہے۔

(۶) کتاب التاریخ تصحیح التاریخ

(۷) رسالۃ فی النفس

(۸) کتاب فی المعدہ وامراضہا مداد تھا۔

(۹) کتاب الفقراء

(۱۰) رسالۃ فی ابدال الادویہ

---

[1] تاریخ الاطباء ص 37 غلام جیلانی

[2] الاعلام ج ۱ ص 85 خیر الدین زرکلی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(11) کتاب فی الفرق بین العلل
(12) رسالۃ فی التحذر من اخراج الدم من غیر حاجۃ۔
(13) رسالۃ فی الزکام
(14) رسالۃ فی النوم والیقظۃ۔
(15) مجربات فی الطب۔
(16) مقالۃ فی الجذام
(17) کتاب الخواص۔
(18) کتاب نصائح الابرار
(19) کتاب المختبرات
(20) کتاب فی نعت الاسباب المولدہ للوبا رفی مصر۔
(21) رسالۃ الی بعض اخوانہ فی الاستھانۃ بالموت۔
(22) رسالۃ فی المقعدۃ واوجاعھا۔
(23) کتاب فی الآداب۔
(24) کتاب البلغۃ فی حفظ الصحت
(25) مقالۃ فی الحمامات۔
(26) کتاب اخبار الدولۃ۔
(27) کتاب الفصول فی سائر العلوم۔
(28) کتاب الاحجار۔
(29) کتاب العطر
(30) کتاب فی فنون الطب والعطر۔
(31) کتاب الکلیٰ والمثانہ

ابن الجزار کے دستیاب طبی مخطوطات

(1) کتاب الاعتماد فی الادویۃ المفردہ اس کے مخطوطات ایا صوفیا، اسکوریال، اور برٹش میوزیم میں محفوظ ہیں لاطینی اور عبرانی ترجمے چھپ چکے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(2) کتاب زاد المسافر وقوت الحاضر۔ اس کا مخطوطہ پیرس، اسکوریال، رضا رامپور، بودلیان، فاتیکان، از میر علی اور کمانکش کے ذخیرہ میں شامل ہے۔ اس کے بھی لاطینی اور عبرانی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔
(3) رسالۃ فی ابدال الادویۃ احمد خیری مصر، برلن اور اسکوریال کے کتب خانوں کی زینت ہے
(4) طب الفقراء والمساکین اسکوریال، مکتبہ غوغہ اور خراجی اوغلی کے یہاں دستیاب ہے۔
(5) طب المشائخ احمد خیری اور دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہے۔
(6) کتاب المالیخولیا بودلیان میں دستیاب ہے۔
(7) کتاب البغیہ جراح حلب میں محفوظ ہے۔
(8) کتاب فی فنون العطر والطب، اسمعیل صائب بغدادلی دہی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

ابن وافد

ابو المطرف عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الکبیر بن یحیی بن وافد بن ہند اللخمی اندلس کا نہایت مشہور طبیب تھا۔ شہر طلیطلہ میں ۳۸۷ھ / ۹۹۷ء میں پیدا ہوا وہ بڑے علمی اور باعزت خانوادے سے تعلق رکھتا تھا[1] اس سے زیادہ حالات نہیں ملتے تعلیم کے سلسلے میں کتابوں میں مذکور ہے کہ اس نے ارسطو اور دیگر فلاسفہ کی کتابوں سے پڑھنا شروع کیا اس کے بعد اس نے جالینوس اور دیسقوریدوس کی طبی کتابوں کا مطالعہ کیا مفرد ادویہ، اس کا خاص موضوع تھا تمام مفردات کی کتابوں کا اس نے بالاستیعاب مطالعہ کر کے اس میدان میں منفرد حیثیت حاصل کر لی۔ خاص طور سے دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش اور جالینوس کی الادویۃ المفردہ کا عربی متن اسے زبانی یاد ہو گیا تھا عمر بھر مفردات کی تحقیق میں لگا رہا ۲۰ سال کی لگاتار محنت کے بعد علم الادویہ پر نہایت شاندار کتاب تصنیف کی۔

ابن ابی اصیبعہ اس کی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں اس کی کتاب کی ترتیب بہت عمدہ تھی اس میں ابن وفد نے ادویہ مفردہ کی تمام خاصیتوں اور ان کے درجات کو بہت خوبصورتی سے جمع کیا تھا ۲۰ سال کی محنت کے بعد یہ کتاب اس قدر جامع ہو گئی تھی کہ کوئی بات ایسی نہیں تھی جو اس

---

(1) تاریخ الاطباء ۸۵ حکیم غلام جیلانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں درج نہ ہو۔[1]

علاج کے سلسلہ میں اس کا اپنا منفرد انداز تھا وہ ممکن حد تک مرض کا علاج غذا سے کرتا تھا اگر دوا کا استعمال ضروری ہو تو پہلے مفردات سے علاج کیا جائے اس کے بعد مرکب دواؤں کا استعمال کیا جائے۔[2]

اپنی حذاقت اور معالجانہ مہارت کی وجہ سے بیمارستان تولیدو میں حکیم باشی رہا پھر عہدہ وزارت پر فائز ہوا۔ وزارت کے عہدہ پر اخیر عمر تک قائم رہا بالآخر ۴۶۰ھ مطابق ۱۰۶۷ء میں انتقال ہو گیا۔[3]

درج ذیل کتابیں یادگار ہیں۔

(۱) کتاب الادویۃ المفردہ اپنے موضوع پر جامع کتاب ہے ابن بیطار نے اپنی کتاب الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ میں اس کے حوالے کثرت سے نقل کیے ہیں ادویہ کی ماہیت کے تعین کے سلسلہ میں اس کی رائے اکثر فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔

(2) کتاب الوساد فی الطب۔

(3) مجربات فی الطب یہ کتاب اس کے معالجانہ تجربات پر مشتمل ہے جس میں اس نے پوری تفصیل کے ساتھ اسباب علامات و علاج کا تذکرہ کیا ہے۔

(۴) کتاب تدقیق النظر فی علل حاسۃ البصر

(۵) کتاب المغیث۔

ابن زہر

پورا نام ابو مروان عبدالملک بن ابی العلاء زہر بن ابی العلاء زہر بن ابی مروان عبدالملک بن محمد بن مروان بن زہر ہے یورپ میں AVENZOR کے نام سے مشہور ہے۔ اشبیلیہ میں پیدا ہوا اس کی تاریخ پیدائش مختلف فیہ ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنس اینڈ ایتھکس میں ۱۰۹۱ء

---

1. عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ص 45 ابن ابی اصیبعہ
2. ہسٹری آف میڈیسن ص 275 ای جی کرومبھار
3. مخزن الجواہر ص 19 ڈاکٹر غلام جیلانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے ۱۰۶۴ء درج ہے[1] ای بی کرومبھار نے ۱۱۱۲ لکھی ہے[2] ڈاکٹر غلام جیلانی نے ۱۰۷۲ لکھا ہے[3]۔ لیکن یہ تاریخ پیدائش اس لیے درست نہیں معلوم ہوتی کیوں کہ ۱۱۱۱ء میں اس کے بیٹے الحفید کی پیدائش کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے[4] ظاہر ہے ۱۱۱۳ء میں اب ابن زہر کی پیدائش کا کوئی سوال نہیں اٹھتا اس لیے زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ ۱۰۹۱ء میں ہی پیدا ہوا ہوگا۔

ابن زہر کے نام سے تاریخ کی کتابوں میں کئی نام ملتے ہیں لیکن زیر بحث طبیب کتاب التیسیر کے مصنف کا صحیح نام وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ بعض مورخین و ناشرین ان مختلف ناموں کی کسی قدر یکسانیت سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں لہٰذا ذیل میں تین طبیب ابن زہر کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

ابن زہر چند مسلم علماء کے خاندان کا نام ہے جو اندلس میں نہایت شہرت و اکرام سے سربلند ہوا ہے۔

اس سلسلہ کا پہلا نام ابو مراون بن زہر کا ہے یہ زہر کا بیٹا اور مشہور طبیب تھا جو پہلے قیروان میں پھر قاہرہ میں طبابت کرتا رہا۔

دوسرا مشہور نام اس خاندان کا ابو العلاء زہر بن ابی مروان عبدالملک بن محمد مروان بن زہر کا بیٹا تھا ابو العلاء کے نام سے شہرت پائی تشخیص سے ماہر تھا کتاب الخواص اور الادویۃ المفردہ اس کی اہم تصانیف ہیں۔

ابن زہر کے نام سے ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زہر کا نام بھی ملتا ہے یہ ابو العلاء کا بیٹا تھا۔ الحفید کے نام سے مشہور ہوا اس کی تصانیف میں طب العیون اور التریاق الخمس کے نام اہمیت سے لیے جا سکتے ہیں۔

اس سلسلے کا چوتھا نام ابن زہر کا ہے جو Avenzoar کے نام سے مشہور ہوا ہے یہ طبیب کتاب التیسیر کا مصنف تھا اسی طبیب کے تفصیلی حالات زیر بحث ہیں۔

1۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس جلد دوم ص 269

2۔ ہسٹری آف میڈیسن، ای بی کرومبھار ص 276

3۔ مخزن الجواہر ڈاکٹر غلام جیلانی ص 17

4۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ص 52 ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جیساکہ خاندان بنی زہر کے تعارف سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن زہر نہایت ذی علم خاندان کا لائق فرزند تھا۔ ابن زہر شروع عمر جوانی میں مغرب کے فرمانبردار خاندان رالبطین کا شاہی طبیب اور ابراہیم بن یوسف بن تاشفین اس خاندان کے آخری بادشاہ کا طبیب خاص رہا۔ خلیفہ عبدالمومن کے دربار میں بھی ابومروان ابن زہر کو شاہی طبیب کی خدمات حاصل رہیں۔ بعد میں وزارت کا قلمدان بھی اس کے سپرد کیا گیا۔

ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ عبدالمومن اس پر بے حد اعتماد کرتا تھا ابن زہر نے اس کے لیے تریاق سبعینی کا مرکب تیار کیا تھا جو بعد میں سات دواؤں کے مرکب کی شکل میں تریاق انتلہ کے نام سے مشہور ہوا[1]۔

اس طبیب نے درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیے ہیں۔

چنانچہ اس کے شاگردوں میں ابوالحسن بن اسدون، ابوبکر بن فقیہہ زاہد ابوعمران بن عمران کے نام بطور خاص لیے جا سکتے ہیں حکیم سید علی حیدر جعفری نے ابن رشد کو اس کا شاگرد لکھا ہے[2] لیکن ابن ابی اصیبعہ نے صرف مذکورہ نام ہی نقل کیے ہیں[3]۔

اس نامور طبیب کے بارے میں اس سے زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں۔ بہرحال اپنی عظمت و بلندی کے ساتھ یہ آفتاب ۱۱۶۲ء میں غروب ہوگیا اور اشبیلہ کے باب الفتح کے باہر تدفین عمل میں آئی۔

ابن زہر بحیثیت معالج

ابن زہر کا مرتبہ بحیثیت معالج بہت بلند تھا اپنی حذاقت اور طبابت کی بدولت تمام عمر خلفا کے دربار میں نہایت عزت و اکرام کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔

منور جہاں رشید نے ول ڈیوران کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن زہر جالینوس کے بعد سب سے بڑا طبیب تھا[4]۔ طبیب کے علاوہ علم الجراحت میں دسترس رکھتا گردے کی پتھری، قصبتہ الریہ کی جراحت

1۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ص66 ابن ابی اصیبعہ۔

2۔ مختصر تاریخ طب و اطبائے قدیم، سید علی حیدر جعفری ص112

3۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ص67 ابن ابی اصیبعہ

4۔ مسلمانوں کی طبی خدمات، منور جہاں رشید ص[illegible]

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور نزول الماء کے علاوہ اور بہت سی مخصوص حالتوں کی جراحت میں وہ زبردست مہارت رکھتا تھا۔

اس کی معالجانہ مہارت اور تشخیص مہارت کے سلسلہ میں درج ذیل واقعات دلچسپ معلومات فراہم کرتے ہیں۔

مشہور ہے کہ خلیفہ عبدالمومن مسہل دواؤں سے بہت گھبراتا تھا۔

چنانچہ ابن زہر نے یہ تدابیر اختیار کی کہ شاہی باغ میں انگور کی بیل کو مسہل ادویہ کے خیساندہ سے سیراب کرنا شروع کیا یہ سلسلہ چلتا رہا جب پھل آئے تو عبدالمومن کو دس انگور کھلائے اس طرح اسے دوسری مسہلات کے استعمال سے نجات مل گئی۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ خلیفہ کے جانے میں راستہ میں ابن زہر کو ایک مریض دکھائی دیتا تھا اس کا پیٹ پھول گیا تھا اور اس کا بدن زرد پڑ گیا اس مریض کے جب ابن زہر سے علاج کرانا چاہا تو ابن زہر نے مریض سے اس کے سر ہانے رکھے گھڑے کو توڑنے کی ہدایت دی چنانچہ جب گھڑا توڑا گیا تو اس سے ایک مینڈک نکلا ابن زہر نے کہا تیری بیماری کا یہی سبب تھا بعد میں مریض تندرست ہو گیا۔

ایک اور واقعہ اس طرح ہے کہ اشبیلہ کے ایک قابل طبیب الصفار نے ابن زہر کو انجیر زیادہ کھاتے دیکھ کر کہا کہ تو انجیر بہت کھاتا ہے تجھے زبردست پھوڑے کی تکلیف میں مبتلا ہونا پڑے گا

اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں انھیں دونوں بیماری میں مبتلا ہوئے۔ ان واقعات سے ابن زہر کی حذاقت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس طرح کے بہت سے لطیفے نما واقعات اس کی کتاب التیسیر میں کثرت سے ملتے ہیں۔

ابن زہر بحیثیت مصنّف

بحیثیت مصنف ابن زہر نے شرق و مغرب میں کافی شہرت حاصل کی ہے خاص طور سے اس کی تصنیف کتاب التیسیر نمایاں اہمیت کی حامل ہے۔

ابن ابی اصیبعہ نے[1] درج ذیل کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم صـ۶۷ ابن ابی اصیبعہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(1) کتاب التیسیر فی المداوۃ والتدبیر۔
(2) کتاب الاغذیہ احمد ثالث کے ذخیرہ کی زینت ہے۔
(3) کتاب الزینۃ۔
(4) رسالۃ فی مرض البرص والبہق۔
(5) کتاب التذکرہ۔
(6) کتاب العلل۔
(7) کتاب التریاق۔

دو اور کتابوں کا ذکر ڈکشنری آف سائنٹفک بائیوگرافی میں کیا گیا ہے[1]۔

(1) کتاب الاقتصاد فی اصلاح الانفس والاجاد۔
(2) جامع اسرار الطب۔ یہ بھی احمد ثالث کے یہاں موجود ہے۔

کتاب التیسیر پر ایک نظر

ابن زہر کی اہم ترین کتاب ہے بلکہ یہی کتاب ابن زہر کی شہرت کی ضامن ہے معالجات کے موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے اسی جامعیت کے پیش نظر اٹھارویں صدی عیسوی تک یورپ کی متعدد یونیورسٹیوں میں بطور نصابی کتاب کے شامل رہی ہے۔

یہ کتاب دراصل ابن زہر کے اپنے سریریاتی مشاہدات پر مشتمل ایک تصنیف ہے جس میں بڑی خوش اسلوبی سے امراض کے اسباب علامات اور علاج کا تجربات کی روشنی میں احاطہ کیا گیا ہے۔

زبان و بیان کے لحاظ سے ندرت ہے اسلوب تدریسی ہے استخراج نتائج میں بڑی آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ مختصر انداز میں پوری بات کو بڑے جامع انداز میں لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بات ابن زہر کو دوسرے مصنفین سے ممتاز بناتی ہے۔

اس کتاب کا عربی متن ادارہ دالفکر دمشق سے ۱۹۸۳ء میں شایع ہو چکا ہے لیکن

---

[1] Dictionary of Scientific Biography Vol.XIV p.639.

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہ مشکل دستیاب ہے تبصرہ کے لیے میرے سامنے مرکزی تحقیقاتی طبی کونسل کے زیر اہتمام مصروف کار لٹریری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ترجمہ شدہ اردو نسخہ ہے جو ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آیا ہے۔

اس نسخہ کے مطابق کتاب التیسیر کے مشمولات حسب ذیل ہیں۔

بنیادی طور سے یہ کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔

پہلے حصہ میں جس کو سفر اوّل کہا گیا ہے حفظان صحت کے اصولوں اور امراض راس، صدر وریہ معدہ اور طحال و کبد کی بیماریوں کا بیان لکھا گیا ہے خاص بات یہ ہے کہ امراض کے لیے مرکب ادویہ کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

دوسرا حصہ سفر ثانی گردہ، مثانہ آنتیں قضیب، رحم، عظام بثورات کے علاج پر مشتمل ہے ساتھ ساتھ حمیات اور وبائی امراض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے عنوانات اور اس کے اسلوب بیان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ابن زہر نے اپنی اعلیٰ صلاحیتیں اس میں صرف کی ہیں۔

اس کے باوجود چند مقامات پر اختصار اتنا غالب ہے جو تفصیل طلب ہے بحیثیت مجموعی ایک شاہکار تصنیف ہے۔

ابن بیطار

مفردات ادویہ کا امام ابو محمد عبداللہ بن احمد ضیاء الدین ابن بیطار اندلس کے شہر ملاغا میں ۱۱۹۷ء میں پیدا ہوا اسی نسبت سے اسے المالقی اور اندلسی بھی کہتے ہیں نباتی ادویہ میں مہارت کی وجہ سے بعد میں نباتی کے لقب سے موسوم ہوا۔

بعض کتابوں میں اس کا نام ضیاء الدین احمد درج ہے لیکن یہ نام درست نہیں ہے تحقیق سے مذکورہ بالا نام ابو محمد عبداللہ بن احمد ہی درست پایا گیا ہے۔

ابن بیطار کی زندگی کے ابتدائی حالات تذکروں میں نہیں ملتے اس کے اساتذہ میں ابوالعباس نباتی کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے اپنی کتاب کتاب الجامع میں اس نے

۱؎ الاعلام، ج ۴ ص ۶۷۔ خیرالدین زرکلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جگہ جگہ اپنے اُستاد کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن بیطار کے اندر بچپن ہی سے نباتی پودوں سے دلچسپی موجود تھی۔ چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ ابن بیطار کے اندر ذکاوت و فطافت بہت تھی اور دوائی نباتات کے لیے اس کا مطالعہ بہت گہرا تھا۔[1]

علم نباتات کے سلسلہ میں ابن بیطار عمر بھر سفر کرتا رہا چنانچہ تاریخی حوالوں میں مذکور ہے کہ ۲۰ سال کی عمر میں وہ مراکش، الجزائر کا سفر کرتے ہوئے ۱۲۲۰ء میں تونس وارد ہوا رخت سفر جاری تھا۔ اسی سلسلہ میں مصر پہونچا یہاں اس کی ملاقات ایوبی خاندان کے مشہور بادشاہ الملک الکامل سے ہوئی ملک الکامل ابن بیطار کی نباتی ذوق تجسس سے بہت متاثر ہوا[2] اور اس کے کام کو دیکھ کر اپنے یہاں (رئیس العشاب، نباتات کا اعلیٰ افسر مقرر کیا اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک صالح نجم الدین کے دور میں بھی ابن بیطار کو عزت و اکرام سے نوازا جاتا رہا۔[3]

اردو دائرہ معارف میں درج ہے کہ ابن ابی اصیبعہ ابن بیطار کا شاگرد تھا۔ اس کے باوجود ابن ابی اصیبعہ نے اس کی زندگی کے متعلق بہت کم لکھا ہے۔[4]

بہر حال تمام مورخین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ نباتات کی دنیا میں ابن بیطار کو زبردست انفرادیت حاصل ہے اگرچہ ابن بیطار سے پہلے دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش اور جالینوس کی کتاب الادویۃ المفردہ نمایاں اہمیت کی حامل رہی ہیں اور زکریا رازی کی کتاب الحاوی کی ادویہ پر جلدیں کم اہمیت نہیں رکھتیں لیکن ابن بیطار نے خود نباتات کی جائے پیدائش کا سفر کر کے ان کی تحقیق کرنے کا اہم کارنامہ انجام دیا ہے ابن بیطار کے ہی زمانہ میں ایک اور طبیب رشید الدین صوری کا نام بھی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے جس کے متعلق

---

1. عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ابن ابی اصیبعہ ص ۱۵۱ مطبوعہ بیروت
2. دائرہ معارف اسلامیہ جلد اوّل ص 439
3. مشہور مسلمان سائنسدان خواجہ جمیل احمد ص 171
4. اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول ص 439 دانش گاہ پنجاب، لاہور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن ابی اصیبعہ کا خیال ہے کہ اس نے پودوں کی رنگین تصاویر بھی بنائی تھیں[1] اس اعتبار سے رشید الدین کو بھی ادویہ کی دنیا میں خاصی اہمیت حاصل ہے۔ غالباً ابن بیطار کی اس طبیب سے ملاقات نہیں ہو سکی ورنہ شاید کتاب الجامع میں اس کا ذکر موجود ہوتا۔ ابن بیطار ساری عمر نباتات کی تحقیق کے لیے مشرق و مغرب کے ممالک کا سفر کرتا رہا بالآخر 248ھ/ء میں بہ مقام دمشق وفات پائی ہے[2]

ابن بیطار کی درج ذیل کتابوں کا تذکرہ تاریخی حوالوں میں ملتا ہے

(1) کتاب الجامع لادویۃ المفردہ والاغذیہ۔

(2) کتاب الابانۃ و الاعلام مکتبہ حرم مکہ مکرمہ میں مخطوطہ دستیاب ہے۔

(3) کتاب المغنی فی العلاج بالادویۃ المفردہ اس کے مخطوطات فاتح، عاطف، افندی احمد ثالث اور شعبہ عربی جامع استانبول کے کتب خانوں کی زینت

کتاب الجامع لمفردات پر ایک نظر

علم الادویہ کے موضوع پر عربی زبان کی جامع ترین کتاب ہے بنیادی طور سے ابن بیطار نے اسے دو جلدوں میں تقسیم کیا تھا لیکن عربی میں متن قاہرہ سے سنہ 1874ء میں چار جلدوں میں شایع ہوا ہے جس میں ۱۴۰۰ دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ابن بیطار نے ملک صالح نجم الدین ایوب بن ملک کامل کی فرمائش پر تصنیف کی تھی اس کتاب کے کئی لاطینی، فرانسیسی اور جرمنی ترجمے شایع ہو چکے ہیں لاطینی ترجمہ لائبر میگنا، سمپلیکا کے نام سے کریمونا سے سنہ 1758ء میں شایع ہوا جرمنی ترجمہ اسٹارگٹ سے سنہ 1870ء میں طبع ہوا ہے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ لکلارک نے سنہ 1883ء میں شایع کرایا ہے۔

کتاب الجامع اپنی ذیل خصوصیات کی وجہ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

جیسا کہ خود مصنف نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس نے دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش اور جالینوس کی کتاب الادویہ کے بیانات من و عن نقل کیا ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں

---

1. عیون الانباء فی طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص 219

2. معجم المولفین ج 6 ص 32 عمر رضا کحالہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن بیطار کے دور کے تمام ممتاز اطبا رجن میں بقراط، رازی، ابن سینا، اسحٰق بن حنین، کندی طبری غافقی، شریف، زہراوی، ماسرجویہ، ابن ماسویہ، اور ابن جلجل جیسے اہم ترین اطبار کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔

اس کتاب میں 2 سو سے زائد اہم کتابوں کے حوالے اور تقریباً ۱۵۰ سے زائد اطبار کے اقتباسات شامل کیے گئے ہیں۔

اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ابن بیطار نے بذات خود دور دراز مقامات کا سفر کر کے بڑی کدوکاوش کے بعد ادویہ کی ماہیت پر اپنی رائے لکھی ہے متضاد ماہیت والی دواؤں کے سلسلہ میں اس نے اختلافی اقوال نقل کرنے کے بعد لکھ کر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اس طرح مفردات ادویہ کے مضمون میں اس کی کتاب کو انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے[1] یہی وجہ ہے کہ ابن بیطار کی اس کتاب کو اہل یورپ نے نہضتہ اخیرۃ میں تحقیق کی بنیاد بنایا ہے[2]۔

مطبوعہ عربی متن 26x20 سائز کے ۷۶۱ صفحات پر مشتمل ہے چار جلدوں پر محیط اس کتاب کی پہلی جلد میں الف سے جیم تک دوسری میں حاشا سے زیرفون تک تیسری سا ذج سے فیشفہ تک اور چوتھی جلد میں قاقلہ سے ینجہ نام کی دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ یونانی کونسل کی لٹریری اسکیم میں راقم السطور اور حکیم محمد یوسف صاحب کے ذریعہ جاری ہے۔ جلد اول شایع ہو چکی ہے دوسری جلد کا ترجمہ بھی زیر طبع ہے باقی جلدوں کے ترجمہ کا کام چل رہا ہے۔

اس کتاب کے مخطوطات، خدابخش پٹنہ، آصفیہ حیدرآباد، این ای آر آئی لکھنو، سلیمیہ فیض اللہ افندی، جامعہ النقرہ، داماد ابراہیم، طاؤ شافلی، منتخف الاوقاف، نورعثمانیہ یوسف آغا، راغب پاشا، قرہ جلبی زادہ، احمد ثالث، مغنیا، شہید علی، رضا رامپور، راشد آفندی احمد ثالث، بغداد بی وہبی، اسپارطہ خلیل حلد اور شعبہ عربی جامعہ استانبول میں محفوظ ہیں۔

---

1. اریبین میڈیسن، جلد اول ص 339 دونالڈ کامپیل !
2. تاریخ تمدن اسلامی جلد سوم ص 176 جرجی زیدان۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ابن الخطیب

پورا نام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن سعید بن عبداللہ بن سعید بن علی بن احمد السلمانی ہے لسان الدین لقب تھا۔ ابی الخطیب یا ابن الخطیب سلمانی کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔

25 رجب 713ھ مطابق 15 / نومبر 1313 عیسوی میں غرناطہ کے پاس المرج کے مغربی سرے پر دریائے شبیل کے قریب واقع مقام لوشنہ میں ولادت ہوئی۔[1]

بڑے اہم خانوادے کا فرزند تھا اس کا خاندان بنو وزیر کے نام سے بڑی شہرت کا مالک تھا پہلے شام سے ہجرت کر کے قرطبہ آیا پھر طلیطلہ سے غرناطہ میں مقیم رہا۔

ابن الخطیب کے ابتدائی عہد کے حالات نہیں ملتے۔ اتنا ملتا ہے کہ جوانی کے دن اپنے والد کے ساتھ غرناطہ میں گزارے یہاں اس کا باپ بونصر کے دربار میں نہایت جلیل القدر عہدہ پر فائز تھا۔ یہیں ابن الخطیب کو بڑے بڑے علماء اور فضلا سے علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اپنی محنت و مشقت اور اعلیٰ صلاحیتوں والے اساتذہ سے فیضیاب ہو کر اندلس کا نہیں تو کم از کم غرناطہ کا سب سے بڑا اور آخری مصنف، شاعر اور سیاست داں بن گیا۔[2]

1340 عیسوی میں اپنے والد کے انتقال کے بعد وزیر علی بن حباب کے یہاں ملازمت کر لی لیکن قسمت نے زیادہ دنوں تک ساتھ نہیں دیا اور 1349ء میں علی بن حباب بھی دنیا چھوڑ چلے اس کے بعد سلطان ابوالحجاج یوسف نے ابن خطیب پر توجہ کی یہ توجہ کچھ زیادہ گراں ثابت ہوئی چنانچہ یوسف کے قتل کے بعد اس پر عتاب کا دور شروع ہو گیا اور اسے مراکش جانا پڑا جہاں اس نے 1362ء تک گوشہ نشینی کی زندگی گزاری اسی سال جب محمد خامس دوبارہ تخت نشین ہوا 1371ء میں اس کے دشمنوں نے سازش کر کے اسے ملحد قرار دیا۔

ابھی ایک عدالت میں اس کے مقدمہ کی سماعت جاری تھی کہ کچھ دشمنوں نے اسے قتل کر دیا۔[3]

---

1. الاعلام جلد ہفتم ص 113 خیر الدین الزرکلی
2. دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول ص 264 دانش گاہ پنجاب، لاہور
3. تاریخ الاطباء حکیم غلام جیلانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تصانیف

تاریخ جغرافیہ، شعروادب، تصوف و فلسفہ اور طب پر ۶۰ سے زیادہ تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

دائرہ معارف اسلامیہ نے درج ذیل کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

(۱) الاحاطہ فی تاریخ غرناطہ۔

(۲) الحلل المرقومہ

(۳) اللمحۃ البدریہ فی الدولۃ النصریۃ۔

(۴) رقم الحلل۔

(۵) خطرۃ اللطیف فی رحلۃ الشتاء والصیف۔

(۶) المنفعۃ السائل فی المرض الہائل۔

(۷) معیار الاخبار۔

(۸) تاریخ آداب اللغۃ۔

(۹) خزائن الکتب فی دمشق۔

(۱۰) روضۃ التعرف

(۱۱) الاعلام فیمن یوع قبل الاحتلام

(۱۲) عمل الطب۔

(۱۳) نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب۔

موسیٰ بن میمون

ابو عمران موسیٰ بن میمون بن عبداللہ القرطبی الاندلسی ۳۰ مارچ ۱۱۳۵ء کو پیدا ہوا۔ قرطبہ کا باشندہ تھا میمونائیڈس کے نام سے یورپ میں مشہور ہوا عبرانی نام ربی موشہ بن میمون تھا اسی مناسبت سے رم بم کے نام سے بھی تذکرہ ملتا ہے اپنے وقت کا موسیٰ زماں کہلاتا تھا۔

---

۱ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج اول ص ۱/۷ دانش گاہ پنجاب لاہور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کا باپ دیان بھی بڑے فضل وکمال کا آدمی تھا قرطبہ کی مذہبی عدالت کے منصف ہونے کی وجہ سے دیان کے نام سے مشہور ہوگیا تھا مذہبی تعلیم ابن میمون نے اپنے باپ سے حاصل کی اور عربی علوم علماء اسلام سے سیکھے ۱۳ برس ہی کا تھا قرطبہ پر موحدوں کا قبضہ ہونے کی وجہ سے اسے شہر بدر ہونا پڑا ایک عرصہ تک باپ بیٹے دونوں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے رہے کچھ دن مقام فاس میں پھر ۱۱۶۵ء میں بحری راستے سے فلسطین پہونچے۔ مکہ میں تھوڑے دن رہے بعد میں بیت المقدس کا میں تھوڑے دن قیام کرکے فسطاط میں باقاعدہ مقیم ہوگئے۔

چند سالوں بعد باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا نتیجہ میں ابن میمون کو فکر معاش میں مبتلا ہونا پڑا۔ حوالوں میں ملتا ہے چوں کہ وہ ربانی کا آبائی پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا وہ طبابت کی طرف مائل ہوا اس میدان میں اس قدر محنت کی تھوڑے ہی عرصہ میں صلاح الدین کے وزیر القاضی الفاضل کا معتمد بن گیا[1]

آگے چل کر صلاح الدین کے بیٹے نے اسے درباری طبیب مقرر کیا بحیثیت طبیب اس کی ہر جگہ اتنی مانگ تھی کہ اس کے پاس ایک جم غفیر رہتا تھا۔ تعجب ہے اس کے ساتھ ساتھ اس نے ادبی سرگرمیاں کیسے جاری رکھیں۔

ابن میمون کا انتقال ۱۹ ربیع الثانی ۶۰۱ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۲۰۴ء کو ہوا اور اس کی خواہش کے مطابق اس کی میت فلسطین سے طبریہ لے جائی گئی جہاں آج تک اس کی خوابگاہ عوام کی زیارت کا مرکز ہے[2]

ابن ابی اصیبعہ اور قفطی کا خیال ہے کہ میمون نے جبر و تشدد سے محفوظ رہنے کے لیے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اندرونی طور سے وہ یہودی تھا[3]

موسی میمون کی تصانیف

یوں تو یہودی مذہب اور فلسفہ کے موضوع پر اس کی کتابوں کی تعداد خاصی ہے لیکن

---

[1] عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد دوم ابن ابی اصیبعہ ص ۱۱۷

[2] معجم المؤلفین، جلد ۱۳، ص ۷۷ عمر رضا کحالہ۔ [3] اخبار الحکماء جمال الدین قفطی ص ۲۰۹

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب پر اس کی کتابیں کچھ کم نہیں ہیں۔ اپنی کتابوں میں رازی، ابن سینا، ابن داؤد اور ابن زہر کے حوالہ بہت دیتا ہے بواسیر اور تنگی تنفس پر اس کی اپنی تحقیق اہمیت رکھتی ہے۔

موسیٰ بن میمون کی تصانیف اور مختلف لائبریریوں میں مخطوطات

(۱) رسالۃ فی تدبیر الصحۃ الافضیلۃ اس کتاب کے مخطوطات شہید علی، احمد ثالث، مغنیسا، بغدادلی دہبی اور استانبول یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے ذخیرہ کی زینت ہیں۔

(۲) رسالۃ فی تدبیر المعین علی کثرۃ الجماع اس کے مخطوطات مغنیسا، عاطف افندی، کوپریلی، نور عثمانیہ اور استانبول یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں

(۳) رسالۃ فی ذکر الامور التی یلزم ان یقدر علہ الطبیب اس کا مخطوطہ شعبہ عربی استانبول میں محفوظ ہے۔

(۴) رسالۃ فی مرض الربو اس کے مخطوطات مغنیسا اور بغدادلی دہبی کے ذخیرہ کی زینت ہیں۔

(۵) شرح اسمار العقاقیر ایا صوفیا کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

(۶) الفصول فی الطب اس کے مخطوطات ایا صوفیا، نور عثمانیہ، اور استانبول یونیورسٹی کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

اس کے مخطوطات نور عثمانیہ اور ایا صوفیا لائبریری کی زینت ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اطبا مصر و شام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

داؤد انطاکی

پورا نام داؤد بن عمر مزیر تھا البصیر اور الانطاکی کے نام سے مشہور ہوا۔ 59ھ مطابق ۱۵۴۱ء انطاکیہ کے شہر قوعہ میں پیدا ہوا۔[1] پیدائشی نابینا تھا بعض لوگ کہتے تھے کہ اسے تفاؤلا البصیر کا لقب دیا گیا تھا۔[2]

داؤد انطاکی کی عمر کے چند برس قوعہ میں گزرے پھر اپنے والد کے ساتھ انطاکیہ جانا ہوا یہیں اس کی پرورش ہوئی وہاں سے اناطولیہ، دمشق اور آخر میں قاہرہ پہونچا یہیں مستقل قیام اختیار کیا۔[3]

یونانی زبان، فلسفہ اور فارسی ایک ایرانی عالم محمد شریف سے سیکھی وہ طب کے علاوہ

---

1. الاعلام ج 3 ص 333 خیرالدین زرکلی۔
2. معجم المولفین ج 4 ص 140 عمر رضا کحالہ۔
3. دائرہ معارف اسلامیہ جلد سوم ص 430 دانش گاہ پنجاب لاہور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یاضی، فلسفہ اور علوم حکمیہ میں بھی کامل مہارت رکھتا تھا۔

براعکمان نے لکھا ہے کہ اس نے صرف حصول طب کے یونانی زبان سیکھی تھی تاکہ اصل کتابوں کا آسانی سے مطالعہ کر سکے[1]

مذہب کے معاملہ میں بہت آزاد خیال واقع ہوا تھا۔ کتابوں میں ملتا ہے کہ معراج اور معجزات کا منکر تھا۔

طب میں ماہر ہونے کے بعد قاہرہ کے مدرسہ ظاہریہ میں بحیثیت پروفیسر اور انچارج شفاخانہ گرانقدر خدمات انجام دیں۔ پروفیسر ظل الرحمٰن نے اس کے فاضل شاگرد الخفاجی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کی طبی فضیلت اور مہارت فن کا یہ عالم تھا کہ آنکھوں نے اس جیسا کوئی دوسرا دیکھا نہ کانوں سے سنا اقسام نبض پر بڑا عبور تھا، تشخیص مرض کے لیے وہ جب نبض پر ہاتھ رکھتا تھا تو احوال بدن اس طرح منکشف ہوتے تھے کہ حیرت ہو جاتی تھی[2]۔

بحیثیت مصنف داؤد ایک بلند مرتبہ کا مالک ہے خاص طور سے تذکرہ اس کی شہرت کی ضامن ہے ادویہ مفردہ کی ایک جانی پہچانی شخصیت کی حیثیت سے طبی دنیا میں اسے نہایت مقام حاصل ہے اس کا دوسرا اہم کام قانون پر ہے۔ قانون پر انطاکی نے دو طرح کام کیا ہے ایک اس کا اختصار جو مختصر القانون کے نام سے مشہور ہوا ہے دوسرے منظوم شرح قانون[3] یہ دونوں کام ندرت اور اہمیت کے علم بردار ہیں۔

تصانیف

(1) بغیۃ المحتاج فی الطب
(2) قواعد المشکلات
(3) لطائف المنہاج فی الطب
(4) استغصار العلل۔

---

(1) براکلمان جلد دوم ص 364
(2) قانون ابن سینا اور اس کے شارحین پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن ص 145
(3) " " " " " ص 147

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(5) شافی الامراض والعلل۔
(6) مجمع المنافع البدنیۃ۔
(7) طبقات الحکماء
(8) رسالۃ ما یتعلق بالسفر من المسائل الطبیہ
(9) الغیہ فی الطب
(10) التحفۃ الکبریہ فی احکام الاستحمام
(11) النزہتہ المبہجۃ فی تشحیذ الاذہان تذکرہ کے حاشیہ پر مصر سے ۱۳۲۴ھ میں چھپ چکی ہے۔
(12) تذکرہ اولی الالباب ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۲۴ تک مصر میں سات مرتبہ شائع ہو چکی ہے
(13) شرح قانون ابن سینا۔
(14) غایۃ المرام فی الطب
(15) الدرۃ المنتخبہ فی ما صح من ادویۃ المفردہ

داؤد انطاکی کی کتاب تذکرہ اولی الالباب پر ایک نظر

اس کتاب کا پورا نام تذکرۃ اولی الالباب والجامع للعجب العجاب ہے عام طور سے تذکرہ داؤد انطاکی کے نام سے یاد کی جاتی ہے کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ ادویہ مفردہ پر مقبول ترین کتاب ہے ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۶۴ھ کے درمیان مصر سے سات مرتبہ شایع ہو چکی ہے[1]۔ مقدمہ کتاب سے پتہ چلتا ۹۷۶ھ پر اس نے اسے لکھنا شروع کیا تھا۔

راقم السطور کے پاس ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء کا طبع شدہ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن موجود ہے۔

اس کتاب میں ۱۷۱۲ ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جلد اول تین باب پر مشتمل ہے پہلے باب میں کلیات ادویہ دوسرے میں قوانین مفردات و مرکبات اور تیسرے میں ادویہ مفردہ کا نہایت جامع انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

---

[1] الاعلام ج 3 ص 333 خیرالدین زرکلی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جلد دوم میں چوتھے باب کے ذریعہ احکام امراض کا تذکرہ درج ہے۔
جلد سوم میں بھی باقی بیماریوں کا بیان تحریر کیا گیا ہے۔
اسلوب نگارش، اور جامع انداز بیاں کی وجہ سے یہ کتاب انفرادیت کی علمبردار ہے۔

داؤد انطاکی کے دستیاب طبی مخطوطات

(1) التحفۃ البکریۃ فی احکام الاستحمام الکلیۃ والجزئیۃ۔ اس کتاب کا عربی متن مصر سے 1327ھ میں طبع شدہ تذکرہ داؤد انطاکی کے حاشیہ پر شایع ہو چکا ہے۔ علیحدہ سے طبع ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔
اس کتاب کے مخطوطات شہید علی، اور خالد آفندی کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔

(2) رسالۃ فی السن والمزاج البارد سلیم آغا اور آماسیہ کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

(3) مجربات فی الطب شہید علی اور رئیس الکتاب کے یہاں دستیاب ہے۔

(4) مجمع الفوائد البدیہ مغنیسا۔ وحید پاشا حسن حسنی کے کتب خانوں میں محفوظ ہے۔

(5) مختصر فی المفردات علی امیری کے پاس اس کا مخطوطہ دستیاب ہے۔

(6) نزہتہ الاذہان فی اصلاح الابدان اس کے مخطوطات جورلی علی پاشا، اور بغدادلی وہبی کے ذخیرہ میں شامل ہیں۔

(7) النزہتہ المبہجۃ فی تشحیذ الاذہان وتعدیل الامزجہ۔ شعبہ عربی، جامعہ استانبول، فاتح علی امیر، سلیم آغا، ولی الدین آفندی، حالت افندی، علی امیری، آماسیہ، شہید علی، مغنیسا، بغدادلی وہبی، رئیس الکتاب وحید پاشا اور جورروم کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

(8) تذکرۃ اولی الباب والجامع للعجب العجاب۔ اس کتاب کے عربی متن کے متعدد ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔ مخطوطات نورعثمانیہ، مغنیسا، ایاصوفیا، سلیمانیہ، حالت افندی، شہید علی، عاطف آفندی، حمیدیہ، سلیمیہ، فیض اللہ افندی، شیخ الاسلام، اسعد افندی، روان کوشکی، فاتح، رشید آفندی، کوپرلی، لالااسماعیل۔ ولی الدین آفندی، جامع النقرہ طب تاریخی، ملی کتب خانہ، مرادملا، نوشہر، راشد آفندی بغدادلی وہبی، اور رئیس الکتاب کے یہاں دستیاب ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(9) زیل تذکرہ اولی الالباب ۔ غالباً یہ اس کے شاگرد کی تصنیف ہے اس کے مخطوطات لالہ لی اور متحف الآثار کی زینت ہیں۔
(10) ترجمہ تذکرہ داود (ترکی زبان) حکیم ادغلی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
(11) رسالہ تشریح العظام مولانا آزاد لائبریری کے ذخیرہ سبحان اللہ خاں میں موجود ہے۔
(12) غایۃ المرام نیشنل بوٹانیکل لائبریری لکھنؤ کی زینت ہے۔

علی بن رضوان مصری

ابوالحسن علی بن رضوان بن علی بن جعفر مصری تقریباً ۹۹۵ء میں مصر کے جیزہ نامی شہر میں پیدا ہوا۔ اور یہیں تربیت پائی اس کی خودنوشت سوانح عمری کو ابن ابی اصیبعہ نے من وعن نقل کیا ہے اس کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی تعلیم کا سلسلہ چھ سال کی عمر میں شروع ہوا۔ چار برس جیزہ ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ دس سال کا ہوا تو وہاں سے مصر آگیا یہاں اس نے بڑی محنت سے عصری علوم حاصل کیے ۱۴ سال کی عمر میں طب، منطق، فلسفہ اور علم نجوم کی تعلیم شروع کی، فکر معاش بھی ساتھ ساتھ رہی اس نے لکھا ہے کہ کبھی نجوم کے احکام بیان کر کے اور کبھی علاج و معالجہ سے کبھی درس و تدریس کے ذریعہ اپنا پیٹ پالتا[2]

جمال الدین قفطی کا بیان ہے کہ جوتشیوں کی طرح سڑک میں بیٹھ کر روزی کمایا کرتا تھا[3] دن گزر گئے دھیرے دھیرے اس کی طبابت کا شہرہ دور دراز علاقہ تک پھیل گیا اور ۳۲ سال تک پہونچتے پہونچتے مطب سے اچھی خاصی آمدنی ہونے لگی۔

تاریخ الاطبار میں مذکور ہے کہ بڑا خوش اخلاق، طہارت پسند اور اصولی آدمی تھا نہ بے جا اسراف کرتا نہ بخل سے کام لیتا۔ بچی ہوئی رقم غربار اور اقربار پر صرف کرتا تھا۔

---

1. معجم المولفین، علی رضا کحالہ جلد 7 ص 93
2. عیون الانبار فی طبقات الاطبار ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص 99
3. تاریخ الحکمار جمال الدین قفطی ص 571

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ورزش اور عبادت کا بہت پابند تھا[1] مطالعہ کا بہت شائق تھا اس نے اپنی سرگزشت میں لکھا ہے کہ قدمار کی تمام کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ میں نے 5 کتابیں ادب کی ۱۰ دینیات کی اور فن طب میں جالینوس، بقراط، دیسقوریدوس، بولس اور رازی کی کتاب الحاوی اس کے علاوہ المجسطی اور افلاطون اسکندر، ارسطو اور ابو نصر فارابی کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔

ابن بطلان کا معاصر تھا اس سے بڑے دلچسپ مناقشے ہوتے یہ سلسلہ بعض اوقات اتنا طویل ہوجاتا تھا کہ مستقل کتاب تیار ہوجاتی تھی۔

علی بن رضوان نے اپنے عمیق مطالعہ کے بعد قدمار پر بڑی تنقیدیں کی ہیں خاص طور سے حنین بن اسحق اور زکریا رازی کے ساتھ بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔

اس عظیم و مصنف معالج نے 453ھ مطابق ۱۰۶۱ء میں وفات پائی[2]

علی بن رضوان ادویہ میں خاص طور سے نمایاں مہارت رکھتا تھا۔ ادویہ کے بارے میں بڑی مناسب رائے رکھتا تھا چنانچہ ابن بیطار نے اپنی کتاب الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ میں اس کے حوالے جگہ جگہ نقل کیے ہیں اور مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی بات ایک بھاری بھرکم حیثیت رکھتی ہے۔

تصانیف

علی بن رضوان ۱۰۰ سے زائد کتابوں کا مصنف تھا خوش خط ہونے کی وجہ سے زیادہ تر کتابیں خود صاف کی ہیں۔

اہم ترین کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) شرح کتاب الفرق لجالینوس

(۲) شرح کتاب الصناعۃ لجالینوس

(۳) شرح کتاب النبض الصغیر لجالینوس

---

1. تاریخ الاطباء۔ حکیم غلام جیلانی۔

2. الاعلام، خیر الدین زرکلی جلد چہارم ص 289

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(4) شرح کتاب جالینوس الی اغلوقن
(5) شرح کتاب المزاج لجالینوس۔
(6) کتاب الاصول الطب
(7) رسالۃ فی علاج الجذام
(8) کتاب تتبع مسائل حنین
(9) کتاب النافع فی کیفیۃ تعلیم صناعۃ الطب۔
(10) مقالۃ فی ان جالینوس لم یغلط فی اقاویلہ۔
(11) مقالۃ فی دفع اعضار من الابدان۔
(12) مقالۃ فی سیرۃ مصر۔
(13) مقالۃ فی الشعیر۔
(14) مقالۃ فی مذہب بقراط فی تعلم الطب۔
(15) کتاب فی افضل احوال عبداللہ بن الطبیب۔
(16) کتاب فی ان الاشخاص کل وحدہ من الانواع المتناسلۃ۔
(17) تفسیر مقالۃ لحکیم فیثاغورس
(18) مقالۃ فی الرد علی العزائم
(19) کتاب الانتصار لارسطو طالس
(20) تفسیر ناموس الطب لابقراط
(21) تفسیر وصیۃ البقراط
(22) کلام فی الادویۃ المسہلۃ
(23) کتاب فی عل الاشربہ والمعاجین
(24) تعلیق من کتاب التمیمی فی الاغذیہ
(25) تعلیق من کتاب فوسیدونیوس
(26) فوائد علقہا من کتاب فیلغریوس فی الاشربہ۔
(27) مقالۃ فی الباہ
(28) مقالۃ فی ان کل واحد من الاعضاء التی یغتذی من الخلط المشاکل لہ،

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(29) جواب مسائل فی البعض

(30) رسالۃ فی جواب شیخ ابوالطیب

(31) رسالۃ فی جواب صبی اصابہ دارالفیل۔ دارالاسد

(32) نسخۃ علۃ العالج۔

(33) جواب ابن رضوان لابی العسکر

(34) تعلیقات لحیلۃ البر لجالینوس

(35) فوائد علی کتاب تدبیر الصحۃ لجالینوس

(36) فوائد علی کتاب الکثرۃ لجالینوس۔

(37) فوائد علی کتاب المیامر لجالینوس۔

(38) فوائد کتاب قاطاجانس لجالینوس

(39) فوائد کتاب فی الاخلاط من کتب عدہ البقراط وجالینوس۔

(40) کتاب فی حل شکوک الرازی علی کتب جالینوس

(41) مقالۃ فی حفظ الصحۃ

(42) مقالۃ فی ادوار الحمیات۔

(43) مقالۃ فی النفس الشدید

(44) رسالۃ الی ابی زکریا

(45) مقالۃ فی نقض

(46) مقالۃ لابن بطلان

(47) مقالۃ فی الغار

(48) مقالۃ فیما اوردہ ابن بطلان من المخرات۔

(49) مقالۃ فی ماجہل بقین وحلمہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مختلف لائبریریوں میں علی بن رضوان کے مخطوطات

(1) اجوبتہ مسائل ابن بطلان فی النبض۔ اس کا مخطوطہ شہید علی کے کتب خانہ کی زینت ہے۔

(2) رسالتہ فی الطریق الی احصار عدد الحمیات۔ اس کا مخطوطہ بھی شہید علی کے ذخیرہ کی زینت ہے۔

(3) رسالتہ فی علاج صبی حدث بہ داء الفیل وداء الاسد یہ مخطوطہ بھی شہید علی کے یہاں دستیاب ہے۔

(4) فصل فی القوی الطبیعتہ اس کا مخطوطہ بھی شہید علی کے ذخیروں میں شامل ہے۔

(5) مقالتہ فی اجوبتہ سائل سأل عنہ ابن النعمان۔

(6) مقالتہ فی ان کل واحد من الاعضاء تیغذی بہ من الخلط المشاکل۔ یہ دونوں مخطوطے شہید علی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(7) مقالتہ فی النطریق بالطب الی السعادہ

(8) مقالتہ فی شرف الطب یہ دونوں مخطوطے حکیم اوغلی کے ذخیرہ کی زینت ہیں۔

(9) مقالتہ فی علتہ الفالج اس کا مخطوطہ بھی شہید علی کے ذخیرہ میں شامل ہے۔

ابن الہیثم

پورا نام ابوعلی الحسن یا محمد بن الحسن یا الحسین بن ابن الہیثم یورپی ماخذ میں اسے بالعموم ال ہیزن لکھا گیا ہے 354ھ/965ء کے قریب بصرہ میں پیدا ہوا[1]۔ اسی بنیاد پر بعض مورخین اس کے نام کے ساتھ البصری کا اضافہ بھی کرتے ہیں اس کے حالات زندگی کے بارے میں تاریخی حوالے خاص نشاندہی نہیں کرتے۔ اچھی خاصی عمر گزار نے کے بعد مصر آنے کا پتہ چلتا ہے جہاں اس نے فاطمی خلیفہ کے دربار میں چند سال ملازمت بھی کی دائرہ میں درج ہے کہ کہ معلوم ہوتا ہے اس خلیفہ نے اسے مصر آنے کی دعوت دی تھی[2]۔

---

1. الاعلام ج 1 ص 170 خیرالدین زرکلی۔
2. اردو دائرہ معارف ج 6 ص 272 دانش گاہ پنجاب، لاہور

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مصر آکر یہاں کے مشہور دار لعلم جامع الازہر سے تعلیم مکمل کی معاش کے لیے ایک جلد اقلیدس اور ایک جلد مجسطی کی لکھتا تھا اور اس کو بیچ کر اسس کی آمدنی سے بسر اوقات کیا کرتا تادم مرگ اس کا یہی طریقہ رہا اور کبھی کسی مدد کا خواہاں نہیں ہوا[1]

مصر میں اس نے فاطمی خلیفہ سے نیل کے بہاؤ کو قابو میں لانے کی پیش کش کی تھی لیکن وہ جلد ہی اپنے منصوبے پر نادم ہوگیا اس کے علاوہ مصر کے مختلف محکموں میں ملازمت بھی کرتا رہا لیکن یہاں اس کے علمی کام میں حرج ہونے کی وجہ سے وہ خلیفہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے بظاہر اپنے کو پاگل بنانے لگا۔ مجنوؤں کی سی حرکت شروع کردی خلیفہ کو یہ خبر ملی تو اسس نے ابن الہیثم کی تمام جائداد پر سرکاری نگراں مقرر کرکے اسے پاگل خانہ میں قید کردیا یہاں اس نے اپنا مطالعہ بہر حال جاری رکھا اور خلیفہ الحاکم کے انتقال کے بعد اس نے مصنوعی دیوانگی کا چولا اتار دیا اور باقاعدہ پھر تصنیف وتالیف کے کام مسیں مصروف ہوگیا[2] اور ۷۵ سال کی عمر میں ۱۰۳۸/۴۲۹ء کے قریب وفات پائی۔[3]

فضل وکمال

دنیائے اسلام کا سب سے ماہر طبیعات اور ماہر بصریات ابن الہیثم حقیقت داں بھی تھا اور عالم ریاضیات بھی اور طبیب بھی اسے طب اور قدیم فلاسفہ کی معلومات پر پوری دسترس حاصل تھی۔ علم ہیئت میں اسے بطلیموس ثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بحثیت مجموعی اس کے درج ذیل کارنامے قابل ذکر ہیں۔

ابن الہیثم نے عکسیات کروی اور شلجی آئینوں کروی انحرافات اور انعطافات کی تحقیق کی۔

اس نے بتایا کہ زاویہ وقوع اور زوایہ انحراف کی نسبت یکساں نہیں رہتی۔

عدسہ کے متعلق اس نے بتایا کہ یہ ہر چیز کی جسامت کو بڑھا دیتا ہے۔

---

[1] تاریخ الاطبار ص۱۶۷ حکیم غلام جیلانی

[2] تاریخ الحکمار ص۱۶۵ جمال الدین قفطی

[3] مشہور مسلمان سائنسداں ص۴۶ خواجہ جمیل احمد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کے نزدیک شفق کی ابتدا یا انتہا اس وقت ہوتی جب آفتاب افق سے ۱۹ درجے نیچے ہو اور اسی نظریہ کے تحت فضا کا ارتفاع معلوم کرنے کی کوشش کی۔

اس نے دوچشمی رویت کی توضیح کی۔

وہ پہلا شخص ہے جس نے حجلہ تاریک استعمال کیا۔

ابن الہیثم نے پہلی مرتبہ تجربہ کرکے بتایا کہ شعاعوں کا راستہ کس طرح بدل جاتا ہے۔

اس نے بتایا کہ روشنی کی شعاعیں آنکھوں سے چل کر اس شئی پر مرکوز ہوتی ہیں جسے ہم دیکھتے ہیں۔

ابن ہیثم بحیثیت مصنّف

ابن ابی اصیبعہ نے ہیئت، طبیعات، فلسفہ اور طب پر اس کی دو سو کتابوں اور رسائل کا تذکرہ کیا ہے[1] ان میں ۹۰ کتابیں ریاضیات پر ۴۴ طبعی اور الٰہی علوم پر لکھی گئی ہیں اس کے علاوہ مختلف موضوع پر مضامین و رسائل ملتے ہیں طب کی درج ذیل کتابوں کا تذکرہ عیون الانبا میں درج کیا گیا ہے۔

(۱) کتاب فی تقویم الصاعۃ الطبیہ یہ کتاب جالینوس کی ۳۰ کتابوں کے مطالعہ اور مآخذ پر مشتمل ہے۔

(2) رسالۃ فی تحقیق رائی ارسطوطالیس فی القوۃ المدبرہ اگرچہ طب میں صرف اس کی دو کتابیں ملتی ہیں لیکن اول الذکر کتاب جس کے لیے ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ اس میں جالینوس کی ۳۰ اہم کتابوں جس میں ادویہ مفردہ، کلیات، معالجات، حمیات، حفظان صحت، ادویہ مفردہ تشریح، منافع الاعضاء جیسے تمام اہم مضامین پر مشتمل حوالہ شامل ہے اس لحاظ سے اسے طب کی جامع ترین کتاب کہا جاسکتا ہے۔

ابن الہیثم کی کتاب فی المناظر جو اگرچہ صرف بصریات کے بیان پر مشتمل ہے لیکن بینائی کے نظریہ پر ایک مستند انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت سے اسے بھی غیر طبی نہیں کہا جاسکتا۔

---

[1] عیون الانبار فی طبقات الاطبار صفحہ ۵۵۰ ابن ابی اصیبعہ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۵ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابن الہیثم کی کتاب المناظر پر ایک نظر

بصریات کے موضوع پر ابن الہیثم کی مستند تالیف ہے یہ کتاب مخطوطات کی شکل میں عرصہ تک محفوظ رہی اگرچہ قاہرہ یونیورسٹی نے اسے الحسن بن الہیثم بحوثہ وکشوفہ البصریہ کے نام سے ایک جرنل کی شکل میں 1942 اور 1943 میں دو حصوں میں شائع کیا تھا لیکن پہلی بار اس کتاب کے عربی مخطوطہ کو لاطینی ترجمہ سے تقابل کر کے عبدالحمید صبرہ نے شایع کیا ہے۔ یہ کتاب کویت سے قسم التراث العربی نے 1983 میں شایع کی ہے راقم السطور کی نظر سے یہ کتاب گزری ہے مطالعے سے معلوم ہوا کہ صرف شروع کے تین مقالات کے عربی متن ایڈٹ کر کے شایع کیے گئے ہیں۔[1]

ابن الہیثم کی کتاب المناظر کے مشتملات

بنیادی طور سے یہ کتاب دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں تین مقالات شامل کیے ہیں جن میں اشراق اضوار اور رویت مبصرات کی بحث شامل کی گئی ہے۔

دوسرا حصہ ۷ مقالات پر محیط ہے اس میں مختلف رویتوں کے ذریعہ مبصرات کے ادراک اور اجسام مشفہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا لاطینی ترجمہ بھی 1572ء عیسوی میں شایع ہو چکا ہے۔

اس کتاب میں تصویر کی تشکیل اور تاروں کی جھلملاہٹ کی وجوہات نہایت تفصیل سے بیان کی گئی ہیں ابن ہیثم نے محدب شیشہ کی بنیاد کا نظریہ اس کتاب میں واضح ہے گول اور بیضوی آئینوں کی مدرسہ ہالہ اور دھنک کی بناوٹ، انعکاس کا تصور شیشہ میں چھوٹی شکل کا بڑا دکھنا، تصویروں کا الٹا نظر آنا اور ہالوں اور رنگوں کے بننے سے متعلق نکات پر جامع بحث کی گئی ہے۔[2]

---

[1] مقدمہ عربی متن کتاب المناظر مطبوعہ 1983ء کویت نیشنل کونسل برائے تہذیب علوم وفنون کویت۔

[2] ابن ہیثم اور علم البصر الطبیب جے پور اپریل، مئی 97ء حکیم ملک واثق امین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسحٰق بن سلیمان اسرائیلی

ابو یعقوب اسحٰق بن سلیمان مشہور طبیب اور مصنف تھا الاسرائیلی اور اسحٰق یہودی کے نام سے مشہور ہے[1] مصر میں احمد بن طولون کے عہد (868 - 884ء) میں پیدا ہوا اور وہیں سرمہ سازی کے علم میں مہارت حاصل کی بعد میں وطن گیا اور طبابت کے کام میں مصروف ہوگیا دھیرے دھیرے اس کی شہرت مشہور زمانہ علم وادب کے مرکز تونس پہونچی تو زیادۃ اللہ ثالث نے اپنے یہاں درباری طبیب کی حیثیت سے بلا لیا لیکن اپنے استاد کے ساتھ زیادۃ اللہ کی بدسلوکی سن کر بے حد ملال کا شکار ہوکر عبید اللہ فاطمی کے دربار سے وابستہ ہوگیا یہاں وہ عبید اللہ کے بیٹے قائم اور آخری فرمانروا معز الدین اللہ (953 - 975ء) کے دربار سے وابستہ رہا۔

بعض مورخین نے جس میں ابن ابی اصیبعہ سرفہرست ہیں اس کی سن وفات 330ھ 932ء لکھی ہے لیکن جب معز الدین اللہ کے دربار سے اس کی وابستگی ثابت ہے تو یقیناً وہ 932ء کے بعد تک زندہ رہا ہوگا۔

اسحٰق بن سلیمان نہایت خوش اخلاق شخص تھا پڑھنے پڑھانے کے علاوہ کوئی اور شغف نہیں تھا علاج یا مطالعہ، شادی بھی نہیں کی تھی کسی نے پوچھا کہ آپ شادی کرتے تو اولاد کے ذریعہ آپ کا نام چلتا تو اس نے اپنی کتابوں کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ میری اولادیں میرا نام زندہ رکھیں گی۔

درج ذیل تصانیف اس کی یادگار ہیں

(1) کتاب الحمیات

(2) کتاب الادویۃ المفردہ

(3) کتاب البول

---

1. مختصر التاریخ الطب العربی جلد اول ص کمال سامرائی
2. معجم المولفین ج 3 ص 334 عمر رضا کحالہ
3. عیون الانباء فی طبقات الاطبا ابن ابی اصیبعہ ص 479

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

(۴) کتاب الاسطقسات۔ لاطینی اور عبرانی ترجمے چھپ گئے ہیں۔
(۵) کتاب المدخل الی صاعۃ الطب
(۶) کتاب فی النبض
(7) کتاب فی التریاق۔
(۸) کتاب فی الکحل۔
(۱۰) کتاب التعاریف قسطنطین لاطینی ترجمہ کیا ہے۔
(۱۱) کتاب مرشدالاطبار عبرانی ترجمہ ہو چکا ہے۔

اسحٰق بن سلیمان کے دستیاب طبی مخطوطات

(۱) کتاب الحمیات۔ اس کتاب کے لاطینی اور عبرانی ترجمہ بھی شایع ہو چکے ہیں۔ عبداللطیف بغدادی نے اس کا اختصار بھی شایع کیا ہے اس کا مخطوط نیدن اور احمد ثالث کے ذخیرہ میں شامل ہے۔
(2) کتاب الادویۃ المفردہ اس کے بھی لاطینی اور عبرانی تراجم چھپ چکے ہیں۔ مخطوط مدرید میں دستیاب ہے۔
(3) مقالۃ فی الکحل حلب کے مکتبہ زبیدی میں محفوظ ہے۔

ابن ابی اصیبعہ

مشہور طبیب مورخ موفق الدین ابوالعباس احمد بن القاسم السعدی الخزرجی ۶۰۰ھ مطابق 1203ء[1] عیسوی بمقام دمشق پیدا ہوا۔ ابن ابی اصیبعہ کے نام سے شہرت پائی۔ ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد طب کی طرف متوجہ ہوا مبادیات حاصل کر کے قاہرہ پہونچا یہاں اس نے مشہور زمانہ شفا خانہ ناصری سے استفادہ کیا اس کے اساتذہ میں مشہور ماہر نباتات و طبیب ضیاالدین ابن بیطار کا نام خاص طور سے اہمیت کا حامل ہے[2]۔

1۔ الاعلام، خیرالدین زرکلی جلد اول ص197
2۔ عیون الانباء ص ابن ابی اصیبعہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب میں مہارت نامہ حاصل کرنے کے بعد 634ھ/1236ء میں قاہرہ کے ایک شفاخانہ میں ملازمت کے فرائض انجام دیئے سال بھر اس کی حاذقانہ صلاحیتوں کا شہرہ سن کر امیر عزالدین کے یہاں طبیب خاص عہدہ پر تقرر کیا گیا یہیں 668ھ/1270ء میں انتقال ہوا۔²

ابن ابی اصیبعہ کی درج ذیل تصانیف کا تذکرہ الاعلام میں ملتا ہے۔

(1) التجارب والفوائد

(2) حکایات الاطباء فی علاجات الادوار

(3) معالم الاعلام

(4) عیون الانباء فی طبقات الاطباء

اہم ترین کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء پر تبصرہ کیا جا رہا ہے۔

ابن ابی اصیبعہ کی عیون الانباء پر ایک نظر

عیون الانباء فی طبقات الاطباء تاریخ طب پر ایک جامع ترین کتاب ہے یہ صحیح ہے کہ ابن ندیم کی الفہرست اور قفطی کی تاریخ الحکماء کے بغیر تاریخی حوالے عام طور سے پورے نہیں ہوتے لیکن مضامین کے اعتبار سے دیکھا جائے تو عیون الانباء سب سے ممتاز نظر آتی ہے۔

یہ ایک اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ ابن ابی اصیبعہ کی کتاب کے ناشر و مرتب امرؤالقیس طحان نے کتاب کی ترتیب کے وقت تاریخ الحکماء اور ابن ندیم کی الفہرست سے بھی مدد لی ہے۔

ابن ابی اصیبعہ کے مقدمہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس وقت تک تاریخ طب اور اطباء کے حالات پر کوئی جامع تصنیف موجود نہیں تھی۔³

1۔ معجم المولفین، علی رضا کحالہ جلد دوم 447

2۔ دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول 454

3۔ مقدمہ عیون الانباء فی طبقات الاطباء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ کتاب پہلی بار دو جلدوں میں مصر سے 1299ھ میں شایع ہوئی ہے اس کے بعد بیروت سے 1965ء میں ایک جلد میں طبع ہوئی ہے۔ دونوں نسخے راقم السطور کی نظر کے سامنے ہیں پہلا ایڈیشن قدیم ہونے کی وجہ نہایت خستہ حالت میں ہو گیا تھا اور نادرالوجود بھی تھا اس لحاظ سے بہر حال دوسرے ایڈیشن کی سخت ضرورت تھی لیکن یہ بات افسوسناک ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں پروف کی غلطیاں بہت ہیں اگرچہ طباعت اور کاغذ کا معیار بلند ہے آخر میں فہرست بھی مناسب رہ نمائی نہیں کرتی۔

کتاب عیون الانبار میں 388 اطبار کے ناموں کی فہرست شامل کی گئی ہے لیکن بلا فہرست کے اطبار کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

پوری کتاب ادوار اور اطبار کے رہائشی مقامات کے اعتبار سے 15 ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔

دوسرا باب اسقلی بوس اور براسمہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

تیسرے باب میں عورس، مینس اور افلاطن طبیب جیسے اطبا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

چوتھا باب بقراط، سقراط، فیثاغورث اور ارسطو جیسے اساطین کے کارناموں سے بحث کرتا ہے۔

پانچویں باب میں جالینوس اور اس کے قریبی عہد کے اطبار شامل کئے گئے ہیں۔

چھٹا باب اسکندرانی اطبار کے تذکرہ پر محیط ہے۔

ساتویں باب میں ابتدار اسلام کے اطبار جیسے حارث بن کلدہ کا بیان شامل ہے۔

آٹھواں باب دور عباسی کے ابتدائی دور کے اطبار پر مشتمل ہے جن میں ابن ماسویہ، حنین بن اسحق، ابن بختیشوع وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

نویں باب میں یونانی کتابوں کے مترجمین کی فہرست درج کی گئی ہے۔

دسواں باب عراق اور دیار بکر کے اطبار کے تذکرہ پر محیط ہے۔

گیارہویں باب میں بلاد عجم کے حالات لکھے گئے ہیں۔

بارہواں باب ہندوستانی اطبار کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

تیرہواں باب بلاد مغرب کے اطبار کے حالات سے بحث کرتا ہے۔

چودھویں باب میں دیار مصر کے مشہور اطبار کے حالات لکھے گئے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پندرھواں باب شام کے اہم اطبا کے حالات پر مشتمل ہے۔

جمال الدین قفطی

ابوالحسن علی بن یوسف القفطی طبی دنیا کا مشہور ترین مورخ 568ھ / 1172ء میں بمقام قفط صعید مصر ی میں پیدا ہوا۔ اردو ترجمہ میں قفطی کا پورا نام جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن ابراہیم بن عبدالوحد شیبانی القفطی درج کیا گیا ہے۔[1] قفطی ایک نہایت معزز خاندان کا فرد تھا اس کا باپ یوسف قاضی الاشرف کہلاتا تھا اور دادا ابراہیم القاضی الاوحد کے نام سے مشہور تھا علی کی والدہ بدوؤں کے قبیلہ قضا ر دے تعلق رکھتی تھی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم قفطی نے مدرسۃ العلوم قاہرہ سے تمام علوم مروجہ حاصل کیے اس کے اساتذہ میں قاضی محمد بن جنان ابناری اور صالح بن عادی کے نام قابل ذکر ہیں 15 سال کی عمر میں علی بیت المقدس آگیا جہاں اس کے باپ کا قاضی الفاضل کے معاون کی حیثیت سے تقرر کیا گیا تھا یہاں اس نے اپنی باقی تعلیم مکمل کی صلاح الدین کی وفات کے بعد اس شہر پر الملک العادل کا قبضہ ہوگیا تو العادل کے وزیر ابن شکر اور القاضی الفاضل کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ نتیجہ میں 1207ء میں قفطی کے والد یوسف کو حران جانا پڑا ساتھ میں علی قفطی بھی آیا بہر حال یہاں بھی علمی مطالعہ میں مصروف رہا۔

600ھ مطابق 1203ء میں اس کے باپ کے دوست میمون نے علی پر خاص نوازش کی بعد میں ظاہر نے اسے شعبہ مالیات کا ناظم مقرر کیا 1215ء میں ظاہر کی وفات کے بعد علی نے مستعفی ہوگیا لیکن اس کے بیٹے طغرل نے اس کے لیے پنشن کی رقم مقرر کر دی بعد میں 1219ء علی کو دوبارہ عہدہ حاصل ہوگیا اور بارہ برس تک یعنی 1231ء

---

1. مقدمہ اردو ترجمہ تاریخ الحکماء غلام جیلانی ص 2
2. اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول ص 648

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تک اسی منصب پر فائز رہا۔ سنہ 1236ء میں الملک العزیز نے اسے اپنا وزیر بنالیا اور آخر تک سنہ 1248ء تک اسی عہدہ پر کام کرتا رہا بالآخر سنہ 13ء رمضان سنہ 646ھ مطابق سنہ 1248ء میں بمقام مصر علم وحکمت کی یہ شمع خاموش ہوئی۔

فنی کمال

علی قفطی کو بحیثیت سیرت نگار ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے علی مورخانہ تنگ نظری وتعصب سے بالکل بلند تھا صحیح واقعہ نگاری اس کی تالیف کی رونق ہے مسائل اور واقعات کے بیان کے سلسلہ میں اس کی محققانہ وناقدانہ صلاحیتیں خوب اجاگر ہوکر سامنے آتی ہیں۔

تصانیف

کتبی، صفدی اور حاجی خلیفہ نے قفطی کی ۲۰ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ڈاکٹر غلام جیلانی نے درج ذیل تصانیف کے نام نقل کیے ہیں۔

(1) کتاب الاخبار من ابتدار الی ایام صلاح الدین۔
(2) کتاب اخبار المغرب ومن تولاہا
(3) کتاب تاریخ السلجوقیہ
(4) کتاب تاریخ الیمن
(5) کتاب الاشناس فی اخبار آل مرداس
(6) کتاب تاریخ محمود بن سبکتگین
(7) تاریخ الحکمار اخبار الحکمار

قفطی کی کتاب تاریخ الحکمار پر ایک نظر

جمال الدین قفطی کی کتاب تاریخ الحکمار ان چند کتابوں میں شمار کی جاتی ہے جن کے

---

1. الاعلام خیرالدین زرکلی ص 1875
2. تاریخ الحکمار (اردو ترجمہ) ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص 5

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حوالہ کے بغیر کم از کم اطبار کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی ابن ندیم کی کتاب الفہرست اور ابن ابی اصیبعہ کی عیون الانبار کے بعد قفطی کی اس کتاب کا تذکرہ ضروری ہے بلکہ اگر مضامین کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اختصار کے ساتھ واقعات کا بیان اور استناد کی حیثیت سے قفطی کی یہ کتاب کچھ کم درجہ نہیں رکھتی۔

اس کتاب کے مختلف نام کے بارے میں مختلف نسخوں میں مختلف بیانات ملتے ہیں چنانچہ پیرس، وائنا، برلن، لیڈن اور قاہرہ کے مخطوطات میں اس کا نام تاریخ الحکمار درج ہے۔ میونخ کے مخطوطہ میں اس کتاب کا نام طبقات الحکمار لکھا گیا ہے[1]

قاہرہ کے ایک مخطوط میں کتاب تراجم الحکمار کے نام سے بھی تفصیل درج ہے ابن ابی اصیبعہ نے اخبار العلمار باخبار الحکمار لکھا ہے لیکن قفطی کے شاگرد الزوزنی نے اس کی وفات کے بعد اپنی مختصر کا نام المنتخبات الملتعطات من تاریخ الحکمار رکھا ہے اس لیے تاریخ الحکمار ہی درست معلوم ہوتا ہے۔

اس اہم کتاب میں ۴۱۴ فلاسفہ، اطبار اور ریاضی دانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جامع اور مستند انداز میں واقعات نقل کئے گئے ہیں دیگر کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب میں ایسی معلومات بھی موجود ہیں جو خود یونانیوں کی تصنیف میں موجود نہیں ہیں۔

راقم السطور کی نظر سے ندوۃ العلمار کی لائبریری میں الزوزنی والا خلاصہ گزرا ہے اردو ترجمہ ڈاکٹر غلام جیلانی نے کیا ہے یقیناً وہ اس کام میں پوری طرح کامیاب ہیں مختلف مواقع پر ان کے فوٹ نوٹ ان کی معلومات کی دلیل ہیں، ان کی تشریحات و تعلیقات خود ایک تصنیف کی حیثیت رکھتی ہیں۔

عربی متن اخبار الحکمار کے نام سے قاہرہ سے 1326ھ میں شایع ہوا ہے[2]

ابن لقف

ابوالفرج موفق الدین یعقوب بن اسحق 13 ذی قعدہ ۶۳۰ھ مطابق 1233ء میں

---

1. اردو ترجمہ تاریخ الحکمار ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص 7
2. عیون الانبار فی طبقات الاطبا ابن ابی اصیبعہ جلد دوم ص 87

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیدا ہوا[1]۔ ابن القف کے نام سے شہرت پائی اس کی زندگی کے تفصیلی حالات نہیں ملتے صرف اتنا ملتا ہے کہ مشہور مورخ ابن ابی اصیبعہ سے حاصل کی بعد میں اپنے والد کی دمشق منتقلی پر نجم الدین منفاخ اور موفق الدین سامری سے طبی علوم سیکھے[2]۔ ان کے علاوہ شیخ شمس الدین عبدالحمید خسروشاہی اور عزالدین کے نام بھی ملتے ہیں[3]۔

طبابت کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۲۶۷ء تک ابن القف نے قلعہ عجلون میں طبی خدمات انجام دی آخر میں دمشق کے قلعہ شاہی میں شاہی طبیب مقرر ہوا[4]۔

طبابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا چنانچہ متعدد تصانیف اپنے پیچھے چھوڑ کے ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۸۶ء میں اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

تصانیف

اپنی دیگر مشغولیات کے باوجود بحیثیت مصنف ابن القف کا شمار صف اول میں ہو گا۔ کیا جاتا ہے اس کی تصانیف میں اس کے اساتذہ کی مہارت کا بڑا دخل تھا ابن القف کو دو ایسے باکمال اساتذہ کی مجلس درس سے استفادہ کا موقع ملا جو قانون کے شارح تھے۔ اور جنھوں نے قانون کے مطالعہ اور اس کی توضیح و تدریس میں اپنی عمر صرف کی تھی مطالعہ قانون کا جو ذوق زمانہ طالب علمی میں پیدا ہوا تھا۔ دمشق کے علمی ماحول میں اسے مزید نکھرنے کا موقع ملا اس نے نہ صرف معالجات قانون جلد سوم پر حاشیہ لکھا بلکہ کلیات کی ۴ جلدوں میں شرح لکھی شرح میں اس نے شارح قانون فخرالدین رازی کی پیروی کی ہے اور افضل الدین خونجی کے قول اور فخرالدین رازی کا تتبع کیا ہے۔ طبیب حاذق نجم الدین منفاخ کے اعتراضات اور ان کے جواب شامل کیے ہیں اس سلسلے میں اس نے ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی ہے اس طرح اس کی شرح میں تمام شرحوں پر محاکمہ یا تنقید کی گئی ہے۔

1۔ معجم المولفین، عمر رضا کحالہ ج 13
2۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء، ابن ابی اصیبعہ بیروت ایڈیشن ص 768
3۔ ہیلتھ ان اہل اسلام جلد دوم سمی خلف ہمرنا ص 456
4۔ قانون ابن سینا اس کے شارحین و مترجمین حکیم ظل الرحمن ص 92

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کتابوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(1) شرح کلیات
(2) کتاب الشافی
(3) کتاب جامع الغرض
(4) مقالتہ فی حفظ الصحت ودفع المرض
(5) کتاب الاصول فی شرح الفصول
(6) شرح اشارات ابن سینا
(7) المباحث المغربیہ
(8) حاشیہ معالجات قانون جلد سوم
(9) کتاب العمدہ فی الجراحتہ

کتاب العمدہ پر ایک نظر

ابن القف کی تالیف کتاب العمدہ فی الجراحتہ اپنے موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے اس کتاب کو 1937ء میں دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد نے ایڈٹ کرکے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ہندوستان میں اس کے مخطوطات آصفیہ حیدرآباد، ایشاٹک کلکتہ اور دار المصنفین اعظم گڑھ کی زینت ہیں[1]

یہ کتاب 20 مقالات پر مشتمل ہے ہر مقالہ میں کئی فصلیں قائم کی گئی ہیں جن میں سرجری کے نظری اور عملی مباحث لکھے ہیں درج ذیل مضامین اہمیت کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔

جراحت کی قسمیں، قوانین معالجہ جراحت، ترکیب ادویہ جراحت، ادویہ جراحت کی قسمیں، نشتر زنی کے اصول پٹی باندھنے کے قانون، آلات جراحت استعمال کرنے کے قواعد ٹوٹے ہوئے اعضاء کے جوڑنے کی ترکیب اعضاء کی قطع وبرید اور ہڈیوں کی شکست وریخت کے احکام وغیرہ خاص مسئلے جیسے نظریات کے بننے بگڑنے سے

1۔ کتاب العمدہ، حکیم سید احمد اللہ ندوی ہمدرد صحت جولائی 1955ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

متعلق اطباء کے خیالات، ورم کی مختلف حالتوں، قرحہ کی پیدائش اور اس کا اصول علاج، بچوں کے زخم، سرطان، مختلف ملکوں میں مختلف علاجات پر نہایت جامع روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس اہم کتاب کی پہلی جلد کا اردو ترجمہ مرکزی تحقیقاتی طبی کونسل سے حکیم شکیل احمد شمسی زیر نگرانی تکمیل الطب کالج لکھنؤ کی لٹریری ریسرچ یونٹ سے شائع ہوا ہے دوسری جلد بھی تکمیل کے مرحلہ میں ہے۔

علی بن حسین حاجی زین العطار

علی بن حسین معروف بہ حاجی زین العطار مغلوں کے زمانے کا طبیب تھا۔ بمقام شیراز 329/ھ میں پیدا ہوا اس کی زندگی کے بارے میں حوالے بالکل خاموش ہیں۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ شاہ شجاع کا منظور نظر تھا۔[1]

حاجی زین العطار کو ہندوستان کے طبی دور میں مفردات کا عظیم مصنف تسلیم کیا جاتا ہے طبی دنیا میں اس کی مایہ ناز تالیف اختیارات بدیعی سے متعارف ہے۔

بنیادی طور سے مصنف نے اس کتاب کا نام مفتاح الخزائن رکھا تھا بعد میں نظر ثانی کر کے اس کا نام اختیارات بدیعی بدل دیا۔

کتاب مطبع نامی نولکشور کان پور سے مارچ ۱۸۸۸ء میں شائع ہو چکی ہے فارسی زبان میں اس کتاب کو ادویہ مفردہ کے لٹریچر میں بے حد نمایاں اہمیت حاصل ہے۔

کتاب 26x20 سے کچھ بڑے سائز کے 579 صفحات پر مشتمل ہے شروع کے 513 صفحات ادویہ مفردہ سے متعلق ہیں ابجدی ترتیب ہے اسلوب بیان نہایت جامع اور دلچسپ ہے۔ کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا پہلا حصہ مفردات دوسرا مرکبات کے بیان پر مشتمل ہے

ادویہ مفردہ میں دواؤں کے افعال وخواص، مختلف زبانوں میں ان کے نام اور بدل ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

513 کے بعد 17 الواب کے ذریعہ مرکب دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن پر 66 صفحات

---

[1] اختیارات قطب شاہی حکیم خورسید احمد شفقت اعظمی خدابخش جرنل ص 45

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

معاجین ، مبوارشات ، اطریفلات ، مربجات ، لعوقات ، سفوف ، اقراص ، حبوب ، ایارجات ، تریاقات اور مراہم سے متعلق جامع اور مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

بحیثیت مجموعی یہ نہایت جامع کتاب ہے افسوس کی اب تک اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ نہیں ہو سکا اگر اس کا اردو ترجمہ منظر عام پر آئے تو طب یونانی کے چند اور مفید پہلو سامنے آئیں گے

حکیم رشید الدین فضل اللہ

رشید الدین فضل اللہ 1247ء میں بمقام ہمدان پیدا ہوا اس کے بچپن اور تعلیم کے بارے میں تفصیل نہیں ملتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اوائل عمر میں علم طب کی تکمیل کرلی تھی اور اسے زمانہ کے نامور اطباء میں شمار ہوتا تھا

ابتدا میں وہ ایران کے مغل بادشاہ اباغان (1265ء - 1282ء) کے دربار سے بحیثیت طبیب وابستہ تھا بعد میں الخانی خاندان کے ایک اور بادشاہ غازاں خاں (1295ء - 1304ء) کے دربار سے وابستہ ہوا حوالوں میں ملتا ہے کہ اس بادشاہ نے رشید الدین کو وزارت کے منصب پر فائز کیا اس کے انتقال کے بعد غازاں خاں کے چھوٹے بھائی الجئتو خدا بندہ تخت نشین ہوا تو رشید الدین کو حاکم نو کے پاس بھی کافی عزت ملی۔

بحیثیت وزیر حکیم رشید الدین فضل اللہ مغل بادشاہوں کا پہلا وزیر تھا جو نہایت کامیابی کے ساتھ 22 برس تک وزیر رہا ورنہ مغل بادشاہوں کی وزارت کانٹوں کے تاج سے کچھ کم نہ تھی ان بادشاہوں کے وزراء کبھی عمر طبعی کو نہ پہونچتے تھے بلکہ قبل از وقت اپنے آقا کی تیغ جفا کا شکار ہو جاتے تھے[2] رشید الدین نے اپنی وزارت کے دوران بہت دولت کمائی اور اس نے ساری دولت بنی نوع انسان کے فائدے کے لیے خرچ کر دی۔ چنانچہ اس نے متعدد کالج کھولے، بیمارستان اور کتب خانے قائم کئے ان میں کام کرنے

---

1. اردو ترجمہ اسپین میڈیسن طب العرب ص 126 نیر واسطی / ای جی۔ براؤن

2. عالم اسلام کا ایک نامور فرزند حکیم رشید الدین فضل اللہ الحکیم ماہ جولائی 1936ء سید عبدالقادر صاحب ایم اے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیے علمار اور فضلار کی ایسی سرپرستی کی جس سے علمی کام کے علاوہ انھیں کوئی فکر نہیں رہی۔

طبی دنیا میں بیمارستان کے قیام اور ان کے بہتر نظم ونسق اور مختلف علمی اداروں کے بانی کی حیثیت سے رشید الدین فضل اللہ کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

اس طرح کے علمی کاموں کے لیے اس نے بہت سے مرکز قائم کیے تھے اہم ترین مراکز کا تعارف ذیل سطور میں پیش کیا جا رہا ہے۔

رشیدیہ اور ربع رشیدی

سلطانیہ شہر کے قریب رشید الدین فضل اللہ نے رشیدیہ کے نام سے ایک بستی آباد کی تھی اس میں اس نے ایک نہایت شاندار بیمارستان ایک کالج اور مسجد بنائی تھی اس کے بعد اس نے تبریز میں ربع رشیدی کے نام سے ایک خوبصورت محلہ آباد کیا تھا اس کے چند خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس شاندار محلے میں ۲۴ ہزار تیرہ سو کارخانے اور تین ہزار خوب صورت محل تھے باغات، حمام، دکانیں، کپڑا بننے اور رنگنے کے کارخانے اور ٹکسال ان کے علاوہ تھے علمار اور قاریئن کی بڑی تعداد تھی جو لوگوں کو تعلیم دیتی تھی۔ خاص طور سے کوچہ علمار اور کوچہ معالجین کے نام سے اس محلہ میں اپنے انداز کے نئے کوچے قائم کیے گئے تھے۔

کوچہ معالجین میں پچاس حاذق طبیب رہتے تھے جو ہندوستان مصر، چین، شام اور دوسرے ممالک سے آکر یہاں آباد ہو گئے تھے ہر طبیب کا یہ فرض تھا کہ دس صاحب ذوق طلبار کو طب کی تعلیم دے ان اطبار کے علاوہ بہت سے جراح، آنکھوں کے معالجین، اور دوسرے ہڈی جوڑنے والے رکھے گئے تھے ان لوگوں کی بھی ذمہ داری تھی کہ کم از کم ۵ طلبار کو تربیت دیں[1]

بیمارستان کی طرف رشید الدین کی خاص توجہ تھی چنانچہ بیمارستان رشیدی میں تیل ختم ہو جانے پر طلبی کے جواب میں لکھے گئے ایک خط سے پتہ چلتا ہے کہ روغن

---

1. بحوالہ سابق الحکیم جولائی 1936ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

گل نیلوفر ، روغن گل حنا، روغن گل بنفشہ ، روغن گلاب ، روغن چمیلی منوں کی مقدار میں اس بیمارستان میں استعمال ہوتے تھے ایک اور خط کے ذریعہ پچاس سے سو من تک مختلف دواؤں کی سپلائی کا پتہ چلتا ہے اس بڑی مقدار سے بیمارستان رشیدی کی وسیع خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تبریز ہی میں بیمارستان اتابک کے نام سے ایک اور بیمارستان تھا اسے فارس کے اتابکوں نے قائم کیا تھا رشیدالدین کے زمانہ میں اس کی حالت بہت خراب تھی۔ حکیم رشیدالدین نے اس کے مصارف کے لیے ایک جاگیر وقف کرکے اسے از سر نو تعمیر کرایا اور حکیم محمود بن الیاس مصنف لطائف رشیدیہ کو اس کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا۔

اس کے علاوہ ہمدان میں ایک اور بیمارستان رشیدالدین نے قائم کیا تھا اس پر اس نے کافی مصارف خرچ کرکے اسے بے حد مفید اسپتال بنایا تھا۔

اسپتالوں کے علاوہ اس کے خطوط کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کتب خانہ بھی بہت اچھا تھا ایک خط میں اس نے لکھا ہے کہ میرے کتب خانہ میں فرمان حمید کے ہزار نسخے اور مزید ساٹھ ہزار کتابیں اور ادویہ کے ایک ہزار چینی کے مرتبان ہیں یہ سب میں ربع رشیدی کے کتب خانہ کے نام وقف کرتا ہوں۔

اس کے خدمات کے اعتراف کے طور پر سلطان علاؤالدین خلجی نے ملبوسات ،جواہرات عطریات، عمدہ قسم کے حیوانات ، مربجات مرکب اور مفرد ادویہ ، چہرے کے داغ دور کرنے والی ادویہ ، جیسی اور شیشے کے برتن گرم مصالحہ اور ہاتھی دانت پر مشتمل تحفہ روانہ کیے تھے[1]

رشیدالدین نے ربع رشیدی اور بیمارستان کے لیے کتب خانوں اور کالجوں کے لیے اپنی ساری عمر وقف کردی افسوس کی ناقدروں نے ۱۳۱۵ء میں نہ صرف اسے قتل کردیا بلکہ خوب صورت محلہ ربع رشیدی کو لوٹ کر تباہ کردیا۔

---

[1] طب العرب ص 129 نیر واسطی تکمیلی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ہندوستان کا طبی دور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عہد تغلق کا نامور طبیب ضیاء محمد مسعود رشید زنگی

ضیاء محمد مسعود رشید زنگی سلطان محمد تغلق شاہ (1351-1335ء) کے عہد کا نامور طبیب تھا زیادہ تفصیل نہیں ملتی اتنا پتہ چلتا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق نے اپنے دور حکومت میں دار السلطنت دہلی کو دولت آباد منتقل کرنے کا حکم دے دیا تھا اسی حکم کے پیش نظر دہلی کی آبادی کا بڑا حصہ جس میں علماء حکماء صوفیاء اور عوام کے ہر طبقے کے لوگ شامل تھے اس نقل مکانی، اور سفر طولانی کے درمیان بے شمار افراد سفر کی صعوبتوں کی تاب نہ لاکر راستے میں ہی فوت ہو گئے اور جو باقی بچے وہ قحط اور مختلف امراض میں مبتلا ہو گئے، مصنف مجموعہ ضیائی ضیاء محمد مسعود رشید زنگی بھی انھیں مسافروں میں شامل تھا۔[1]

اس تاریخی واقعہ کی طرف مولف مجموعہ ضیائی نے اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ بندہ حقیر محمد عمر محمد مسعود رشید زنگی عمر غزنوی عرف مبارکباد عرض پرداز ہے کہ 730ھ میں ابو المجاہد سلطان محمد بن تغلق شاہ کے حکم سے میں سلطان تنبول کے شہر میں پہونچا جسے تلنگانہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ نہایت وسیع خوب صورت اور دلکش

---

1. مجموعہ ضیائی عہد تغلق کا ایک نادر طبی مخطوطہ عبد المحی فاروقی خدابخش جرنل 45

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہر ہے یہاں ہر قسم کی نعمتوں کی بھر مار اور میووں کی بہتات ہے۔
اس کے بعد مولف نے لکھا ہے کہ وہ تقریباً ڈھائی سال تک گوناگوں بیماریوں میں گھرا رہا بہت سے طبیبوں نے علاج کیا ایک رات بارگاہ خداوندی میں دعا کی اس رات اسے شمس الدین ستعوفی خواب میں آئے اور اپنی کتاب مجموع شمسی کی طرف اشارہ کر کے ہدایت کی کہ اس میں اپنے مرض کی دوا تلاش کر کے استعمال کریں اور صحت یابی کے بعد علم طب سیکھیں اور عوام الناس کو فیض پہونچائیں مولف نے ان کی ہدایت پر عمل کی اور صحت پائی۔

مجموع ضیائی پر ایک نظر

مجموع ضیائی محمد ضیا ر کی ایک شاہکار تصنیف ہے اس کے دیباچہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب اس نے 727ھ مطابق 1313ء میں تلنگانہ میں مکمل کی تھی مذکورہ بالا کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولف عربی، فارسی اور سنسکرت تینوں زبانوں سے واقف تھا اور محولہ کتابوں کے ناموں جن میں القانون ابن سینا، کامل الصناعہ مجوسی ذخیرہ خوارزم شاہی مجموع ملکی مجموع شمسی بستان العطارین جیسے نام شامل ہونے سے مولف کی وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔
وجہ تالیف کے سلسلہ میں گذشتہ صفحہ میں مولف کی بیماری سے متعلق گزشتہ واقعہ اہمیت رکھتا ہے جس سے صحت کے بعد مولف نے یہ کتاب تالیف کی۔
اس اہم کتاب کے مخطوطے آئی ایچ ایم آر دہلی اور آصفیہ لائبریری حیدرآباد کی زینت ہیں
مخطوطہ 76 الواب پر مشتمل ہے ہر باب کئی فصلوں میں منقسم ہے ان 76 الواب میں کلیات طب، تشریح، نبض، بول و براز کے تذکرہ کے بعد مختلف امراض کے علاج کا تفصیلی تذکرہ شامل کیا گیا ہے 32 واں باب امراض اطفال پر مشتمل ہے 76 نمبر

۱؎ سلطان محمد تغلق کے عہد کا ایک طبی مخطوطہ حکیم سید عبدالوہاب ظہوری ہمدرد صحت نومبر 1959ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے باب میں معجونات واطریفلات وحبوب کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ۳۵ ویں باب میں ادویہ اور اُن کی شناخت سے بحث کی گئی اس کے بعد کے ابواب میں فصد اور استفراغ کے بیان کے بعد ابدال ادویہ اور زہروں کے تریاق سے بحث کی گئی ہے آخری باب بیطرہ پر مشتمل ہے ۔

بحیثیت مجموعی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت جامع تصنیف ہے ۔

عہد لودی کا نامور طبیب

بھوا ابن خواص خاں

سلطان سکندر لودی (متوفی ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء) کے دربار کا ممتاز طبیب بھوا ابن خواص دربار سلطنت لودی کے اہم امیر خواص خاں کا بیٹا تھا دربار سے وابستگی کی وجہ سے بھوا ابن خواص کی تعلیم بہت اچھے انداز کی ہوئی اپنی مشہور ترین تصنیف معدن الشفا سکندر شاہی کے مقدمہ میں اس نے لکھا ہے کہ وہ عربی فارسی اور سنسکرت زبانوں کے سیکھنے کے بعد یونانی طب اور ہندوستانی طب کی اہم کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا واقعات مشتاقی کے مصنف کا بیان ہے کہ اسے نہایت پڑھے لوگوں کی صحبت حاصل تھی ان میں سے بعض کی اس نے تصنیف کے لیے بطور معاوضہ خدمات بھی حاصل کر رکھی تھیں

طب کے علاوہ موسیقی اور تصوف سے اسے بے حد دلچسپی تھی تصوف کے معاملہ میں شیخ عبدالقدوس سہارنپوری سے خاص عقیدت تھی ۔

اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی وجہ سے دربار میں اسے میر عدل ، حاجب خاص ، وزیر اعظم جیسے اہم منصب حاصل تھے لیکن ان عہدوں سے جلد ہی اس کے معاصرین کو حسد ہوگیا اور اسے سلطان ابراہیم لودی کی تخت نشینی کے دوسرے سال یعنی ۱۵۱۹ء میں قتل کر دیا گیا۔

لے مقدمہ معدن الشفا سکندر شاہی مطبوعہ لکھنؤ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھوا ابن خاص تاریخ میں اپنی گرانقدر کتاب معدن الشفار سکندر شاہی سے متعارف ہے۔ ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کا خیال ہے کہ ہندوستانی طب پر فارسی کی پہلی کتاب ہے انھوں نے یہ کتاب ۹۱۸ھ مطابق ۱۵۱۲ء میں لکھی تھی بھوا ابن خاص کا خیال تھا کہ ہندوستانیوں کے مزاج سے یونانی طب کی دواؤں کی ہم آہنگی بہت کم ہے اسی مقصد سے اس نے سکندر شاہ کے تعاون سے آیورویدک طب پر فارسی زبان میں یہ گرانقدر تالیف تیار کی تھی۔

معدن الشفار سکندر شاہی مقدمہ کتاب اور تین الباب پر مشتمل ہے مقدمہ میں طب کے مبادیات سے بحث کی گئی ہے۔

پہلی فصل کو ۲۳ حصوں میں تقسیم کرکے اصول تشخیص و علاج سے نہایت جامع بحث کی گئی ہے آلات کی تطہیر مختلف دواؤں کی تیاری اور ان کے افعال کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

دوسرا حصہ فصل تشریح کے بیان پر مشتمل ہے جس میں نو حصے قرار دیے گئے ہیں مردوں کی منی، حیض، جنین کے ارتقائی مراحل، جوارح کی تفصیل، عروق کی تعداد جیسی تشریحی معلومات کے علاوہ حاملہ کے بارے میں معلومات درج کی گئی ہیں۔

تیسری فصل امراض اور علامات کے مفصل بیان پر مشتمل ہے۔ اس فصل میں ۹۹ حصوں کے ذریعہ تقریباً تمام امراض نظام کے ساتھ حمیات اور امراض متفرقہ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب اپنے موضوع پر بے حد جامع ہے اس کے مطالعہ سے طب آیوروید سے متعلق جملہ ضروری معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ کتاب چرک، سشرت، واکھ بھٹ رسا تنکارا سرنگ دھارا، بنگا سنا چنتامنی گیا دتا مادھو ندانا جیسی اہم کتابوں کا نچوڑ ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

گجرات کا طبی دور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

گجرات کا مشہور طبیب
شہاب بن عبدُ الکریم ناگوری

شہاب بن عبدالکریم ناگوری کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ 796ھ/1393ء کے آس پاس زندہ تھا۔

خود مصنف کے بیان کے مطابق اس کا خاندان شہاب الدین غوری کے عہد (593ھ/1196ء) میں ہندوستان آیا تھا اس کے خاندان کی مشہور شخصیت محمد ملک ہندوستان کے مشہور شہر ناگور میں گورنر کے عہدے پر فائز تھی۔

محمد ملک کے انتقال کے بعد شہاب الدین کا خاندان زبردست معاشی بدحالی میں مبتلا ہو گیا اور نان شبینہ کی بھی دشواری ہو گئی مجبوراً گزر بسر کے لیے فن خطاطی کا پیشہ اختیار کیا قدرت کا کرشمہ یہی پیشہ اس خاندان کی عزت و شہرت کا باعث بنا۔

پدر بزرگوار کی خواہش کے مطابق شہاب نے ابتدائی تعلیم شیخ حسام علی سے حصل کی شعور پختہ ہونے کے بعد اس نے طب سیکھی طب میں اس کے استادوں میں مدنامی طبیب کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے اس زمانہ میں شہاب نے مشہور روبوگیوں سے آیورویدک طب بھی سیکھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب یونانی اور آیورویدک کی ملی جلی تعلیم نے شہاب میں بہت جلد نکھار پیدا ہو گیا اور اسے جلد ہی ایک نامور طبیب کی حیثیت سے مقبولیت حاصل ہو گئی
انسی کے الفاظ میں۔

طبیبی بکردم بسے سالہا دلے بے طمع خاص بہر خدا
ایک طبیب کے ساتھ میں بے لوث محض رضائے الٰہی کی خاطر عرصہ تک رہا۔

گرفتم بسے نبض مردوز بال ! بدیدیم ہمہ بول پیر د جوال
اس دوران میں نے بہتوں کی نبضیں دیکھیں اور بوڑھوں اور جوانوں کے قارورے دیکھے۔

مریض کہ ازمن دوا یافتہ زفضل الٰہی شفا یافتہ

شہاب بن عبدالکریم ناگوری کی تین کتابوں کا تذکرہ تاریخی حوالوں میں ملتا ہے ایک طب شہابی دوسری طب شفاء الجنانی ہے اور تیسری کتاب فرہنگ شہابی کے نام سے موسوم ہوئی[1]۔ اس کے علاوہ شفاء الامراض اور طب صدیقی کے نام سے بھی دو دو کتابیں ملتی ہیں[2]۔
مشہور ترین کتاب طب شہابی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

طب شہابی پر ایک نظر

طب شہابی گجرات کے مشہور ترین طبیب شہاب بن عبدالکریم ناگوری کی فارسی زبان میں مایہ ناز کتاب ہے مظہر اول شاہ کے نام سے منسوب ہے[3] اس کتاب میں کلیات اور علاج سے متعلق نہایت جامع بحث کی گئی ہے مصنف کے بیان کے مطابق اس

---

[1] TBB-I Shahabi A Rare medical treatize of Tughlaq period. A. H. Farooqi.

[2] ذخیرہ ٹونک کے طبی مخطوطات سید منظور الحسن برکاتی خدا بخش لائبریری جرنل ۷۶

[3] مقدمہ طب شہابی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کتاب میں اس کے ذاتی معالجانہ مجرب حالات درج کیے گئے ہیں[1]۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بعض ایسے حوالوں کا ذکر بھی ملتا ہے جو عام طور سے صفحۂ وجود پر نظر نہیں آتے اس طرح کے حوالوں میں علاؤالدین خلجی کے دور (متوفی ۹۹۵ھ/۱۲۹۰ء) کی لکھی ہوئی کتاب طب علائی اور عہد تغلق سے ذرا پہلے تالیف شدہ کتاب طب شمسی مولفہ خواجہ شمس الدین مصطفوی کے نام قابل ذکر ہیں[2]۔

ان حوالوں کے علاوہ طب شہابی میں ہندوستانی اطبار کے حوالے بھی کثرت سے ملتے ہیں۔

شہاب کے آیورویدک مطالعہ کی جھلک طب شہابی میں جابجا نظر آتی ہے مثال کے طور پر عرق النسار کے رنگھن، ثبور کے لیے پھوڑی صرع کے لیے مرگی، یرقان کے لیے پیندروگ، نزول الماء کے لیے موتیابند کلف کے لیے جھائیں جیسی آیورویدک اصطلاح پیش کی جا سکتی ہیں۔

اس کے نسخوں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ 2 یا 3 دواؤں ہی کے ذریعہ کسی مرض کے علاج کو پسند کرتا تھا لمبی چوڑی فہرست اس کے نزدیک فنی مہارت کے خلاف تھی۔

کتاب کی فصل ۸۳، ۸۴ اور ۸۵ خاص دلچسپی کی حامل ہے اسے مانع حمل تدابیر کے لیے وقف کیا گیا ہے استقاط کے لیے درج ذیل نسخہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

بیدانجیر کدوئے سبز رال	۱۲ گرام
مغز حنظل بندال سیہ دانہ زنگار	۳½ گرام

---

1. Greko Aral Medicin p.14
2. Tibb I Shahabi A.H. Farooqi

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ان تمام دواؤں کے سفوف کو فرزجہ کے بطور استعمال کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ گویا طب شہابی آیورویدک اور یونانی طب کی ہمہ جہت معلومات کی وجہ سے ایک قیمتی سرمایہ ہے اس کا مخطوطہ آئی ایچ ایم آر نئی دہلی کتب خانہ قاضی علی محمد ٹھٹھوی، رضا رام پور کی زینت ہے۔ سنہ ۱۸۵۵ء میں یہ کتاب مطبع مسیحی کانپور سے طبع ہوئی ہے۔

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب عہد مغلیہ میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم علی گیلانی

حکیم علی گیلانی عہدِ اکبری کا نہایت نامور طبیب تھا۔ مشہورِ زمانہ علمی مرکز گیلان کا باشندہ تھا۔ 962ھ / 1554ء میں پیدا ہوا۔[1] اس کے اہم متعلقین میں اس کے ماموں حکیم الملک شمس الدین گیلانی اور حکیم فتح اللہ شیرازی کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

علوم عقلیہ کی تعلیم شیخ عبد النبی بن شیخ احمد گنگوہی سے حاصل کی۔ طب حکیم فتح اللہ شیرازی سے سیکھا۔[2] بے حد پریشان حالی اور مفلسی کے حالات میں ہندوستان آیا۔ کچھ دن دکن میں قیام کر کے دہلی آنا ہوا جہاں خوش قسمتی سے شاہی ملازمت ملنے سے حالات بہتر ہوئے۔[3] مذہب کے لحاظ سے شیعہ تھا۔ بے حد خلیق اور شریف انسان تھا۔ حالات سنبھلتے ہی اس نے اپنی جیب سے 6 ہزار روپیئے سالانہ غریبوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔[4]

---

[1] قانون ابن سینا اس کے شارحین و مترجمین۔ ص 147 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

[2] منتخب التواریخ ص 335 ملا عبد القادر جیلانی۔

[3] ماثر الامراء، جلد اول ص 566

[4] اطباء عہدِ مغلیہ ص 136 حکیم کوثر چاند پوری۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اپنی ذہانت اور اعلیٰ شرافت کی وجہ سے صوبۂ بہار کا گورنر ۔ ۱۵۹۵ء میں عادل شاہی والیٔ بیجاپور کے یہاں سفارتی خدمات بھی اس کے سپرد رہیں۔ عمر بھر طبابت اور تصنیف و تالیف کے شاندار کارنامے انجام دیئے۔ جمعہ 5 محرم ۱۰۱۵ھ/1668ء میں وفات پائی۔ حکیم عبدالوہاب کا نام اس کے فرزند کی حیثیت سے کتابوں میں ملتا ہے[1]۔

حکیم علی بحیثیتِ طبیب :۔

مشہور ہے کہ اس کی حذاقت کے امتحان کے لیے شہنشاہِ اکبر نے حکیم علی کے سامنے مریض، صحت مند گائے اور گدھے کے قارورے پیش کیے۔ حکیم علی نے تجربہ اور قیاس کی بناپر فوراً تینوں کی علیحدہ علیحدہ شناخت کر دی اس اہم امتحان میں کامیابی کے بعد اکبری دور کے اطباء میں جو عزت و احترام حکیم علی کو حاصل ہوا کسی کے نصیب میں نہیں آیا، اس کی معالجانہ مہارت کے متعلق اگرچہ بہت کم واقعات کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں لیکن خیال ہے کہ جالینوس الزماں کا خطاب اس کی مہارت کی ہی بنیاد پر دیا گیا ہوگا۔

چند کتابوں میں اکبر کے آخری دنوں میں تربوز کی تجویز کو اس کی ناتجربہ کاری کے دلیل کی طور پر پیش کیا گیا ہے اور چند قابض ادویہ کے استعمال سے اکبر کو نقصان پہنچنے کی بات لکھی گئی ہے لیکن جہانگیر کے حاکم ہونے کے بعد حکیم علی کے عہدے میں کمی کے بجائے اسے ترقی دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ الزام سراسر غلط ہے حکیم کوثر چاندپوری نے تفصیلی جائزہ کے بعد اکبر کی موت کا سبب بڑھاپے کے نتیجے میں فطری موت درج کیا ہے[2]۔

اس کے علاوہ فیضی جیسے دوست کے علاج کے لیے اکبر کی حکیم علی کی تجویز بھی معا ملہ میں اکبر کے اعتماد کا پتہ دیتی ہے۔

علاج کے لئے دیودار کے تیل پر اس کا کامیاب تجربہ بھی اس کی مہارت کی دلیل ہے۔[3]

---

[1] اکبر نامہ جلد سوم ص357 رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔ [2] اطباءِ عہدِ مغلیہ ص137 حکیم کوثر چاندپوری۔ [3] میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص157 ڈاکٹر او پی جگی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تصانیف :۔

مصنف کی حیثیت سے حکیم علی بلند حیثیت کا مالک ہے۔ شارح کے بطور طب یونانی میں اسے ایک اہم مقام حاصل ہوا ہے۔

تصانیف کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1۔ مجرباتِ علی۔
2۔ شرحِ قانون علاء الدین قرشی کے بعد علی گیلانی قانون کا دوسرا مکمل شارح ہے
3۔ شرح کلیات آملی۔
4۔ شرح معالجات حکیم عبداللطیف کے ذخیرہ کی زینت ہے۔
5۔ تاریخ الفی۔

طبیب اور مصنف کے علاوہ تعمیرات میں اسے بڑا دخل تھا۔ لاہور کا عجیب وغریب حوض اس کی فنی یادگار ہے۔

حکیم صدرا

عہدِ مغلیہ کا نامور طبیب حکیم صدرا حکیم فخر الدین شیرازی کا بیٹا تھا۔ ماثر الامراء میں درج ہے کہ حکیم فخر الدین شیرازی کا سلسلۂ نسب عرب طبیب حارث بن کلدہ پر ختم ہوتا ہے جس کو نبی اکرمؐ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔[1]

حکیم فخر الدین اپنے دور کے بے حد مشہور طبیب تھے۔ مریضوں کے معالجہ میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ اس عہد کے اطباء ان کی شاگردی پر فخر کرتے تھے اپنے والد کی طرح حکیم صدرا بھی کافی مشہور تھا اور اسے اپنی حذاقت کی وجہ سے مسیح الزماں کا خطاب حاصل ہوا تھا۔

اس کے ابتدائی حالات زیادہ معلوم نہیں ہوسکے اتنا ملتا ہے کہ حکیم صدرا

1۔ بادشاہ نامہ جلد دوم ص ۴

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چھیالیسویں سال جلوس اکبری میں ہندوستان آیا تھا اور علوم متداولہ شیخ بہاءالدین محمد جبلی عاملی سے حاصل کئے اور طبی تعلیم حکیم محمد باقر اور حکیم عمادالدین شیرازی سے حاصل کی۔[1] حکیم گیلانی سے بھی طب پڑھنے کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے اس کی طبی قابلیت کے متعلق بادشاہ نامے میں مذکور ہے کہ اس نے اپنے دور کے مشاہیر اطباء سے طب سیکھ کے زبردست مہارت حاصل کی تھی[2]

بحیثیت طبیب مہارت کی وجہ سے جہانگیر نے 1018ھ میں پانچ صدی منصب اور مسیح الزماں کا خطاب دے کر دوسرے اطباء کے یہاں ممتاز کر دیا تھا[3]

عہدِ شاہجہاں میں بھی اسے نمایاں قدر و منزلت حاصل تھی۔ شاہجہاں کے چوتھے سالِ جلوس، اسے حج کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا تھا۔

عقیدہ کے اعتبار سے حکیم صدرا امامیہ مذہب کا پیرو تھا اور اپنی اولیت کی بناء پر متقدا کا درجہ حاصل تھا۔ تقویٰ اور طہارت کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ ان پابندیوں کے باعث وہ ملازمت سے مستعفی ہو کر لاہور میں مقیم ہو گیا اور نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتا رہا۔ گرمیوں میں کشمیر چلا جاتا تھا اور ضرورت پڑنے پر دربار آجاتا تھا[4]۔

اس کے تقویٰ اور دینداری کا یہ عالم تھا کہ اخیر عمر کے قریب اس نے اس خوف سے کہ مبادا کسی کو نقصان نہ پہونچے، علاج و معالجہ بالکل ترک کر دیا تھا۔ جہاں گیر نے اپنے مرض کے سلسلہ میں متعدد درخواستوں کے باوجود حکیم صدرا کے علاج کرنے سے انکار پر بڑے شکایت بھرے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات اچھی ہوئی کیونکہ تکلیف کے پیش نظر حکیم صدرا کو بہرحال علاج کرنا چاہیئے تھا۔ بعض مورخین نے جہانگیر کے احسانات کی وجہ سے علاج کی بات لکھی ہے لیکن میرا خیال تو یہ ہے کہ انسانی

---

[1] ماثر الکرام دفتر اول صـ۲۲

[2] ماثر الامراء صـ577 صمصام الدولہ شاہنواز خاں۔

[3] توزک جہانگیری صـ75

[4] اطباء عہدِ مغلیہ صـ۱۲۱ کوثر چاندپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قدردوں کی بنیاد پر اسے علاج ضرور کرنا چاہیئے تھا۔

حکیم صدر امعالج کے علاوہ شعر بھی کہتا تھا۔ مسیح الٰہی تخلص تھا۔ جہاں گیر کی یہ وسعت نظری اور شرافت تھی کہ علاج سے انکار کے باوجود اس کے منصب میں اضافہ کرتا رہا اور اس طبیب نے کافی عزت و دولت کمائی بالآخر 1061ھ/ 1656ء میں بمقام کشمیر انتقال ہو گیا۔ ؎1

حکیم یوسفی

بابر کے (1530ء) کے عہد کا نامور طبیب یوسف بن محمد عہد مغلیہ کا نامور مصنف اور معالج تھا۔ حکیم یوسفی کے نام سے عام طور سے کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ عہد مغلیہ میں طبی تحقیق کا سلسلہ اسی طبیب سے شروع ہوتا ہے طب کے تقریباً تمام مضامین پر اسے دسترس حاصل تھی۔ یونانی طب کے علاوہ ہندوستانی طب پر بھی اس کی نظر اچھی تھی۔ آیورویدک اور یونانی طب پر وسیع معلومات ہونے کی وجہ سے وہ پہلا فارسی طبیب ہے جس نے دونوں طب پر لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔

اس طبیب کے حالات کی زیادہ تفصیل نہیں ملتی صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بابر کی طلب پر خراسان سے دہلی آئے تھے ؎2۔ اس کی مختلف کتابوں کے دیباچوں سے اس کی فنی مہارت اور وسیع مطالعے کا بخوبی اندازہ کیا گیا ہے۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں اس نے کتابیں لکھی تھیں۔ درج ذیل تو تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ ؎3

؎1 ماثر الامرا، ص 575

؎2 مقدمہ اطبائے عہد مغلیہ ص 12 کوثر چاند پوری۔

؎3 میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 144 ڈاکٹر ادیپ حکی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

1۔ عین الحیات۔
2۔ بحر الجواہر۔
3۔ شفاء الناس۔
یہ تینوں کتابیں عربی زبان میں ملتی ہیں۔
4۔ ستہ ضروریہ۔
5۔ دلائلِ نبض۔
6۔ دلائلِ بول۔
یہ دونوں کتابیں جامع الفوائد اور طبِ یوسفی کے نام سے بھی ملتی ہیں.
7۔ ریاض الادویہ
8۔ فوائد العقاقیر
9۔ جامع الزوائد
10۔ علاج الامراض۔
یہ باقی کتابیں فارسی میں لکھی گئی ہیں۔

مصنف کے پیش نظر اس عظیم طبیب کی واحد مطبوعہ تصنیف بحر الجواہر ہے۔ یہ ایک طبی لغت ہے مطبع نامی لکھنؤ سے طبع ہوئی ہے۔ عربی زبان میں اتنی جامع طبی لغت میری نظر سے نہیں گزری۔ اندازِ بیان بہت جامع ہے اختصار کے ساتھ جملہ طبی اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

حکیم یوسفی کی کتاب جامع الفوائد بھی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب اس نے شہنشاہِ بابر کے نام سے منسوب کی ہے۔ ستہ ضروریہ سے متعلق ضروریات پر ایک جامع کتاب ہے۔

بحیثیتِ مجموعی عہدِ مغلیہ کے ابتدائی تصنیفی عہد کا ممتاز طبیب تھا۔ معالجانہ مہارت کے قصے تو نہیں ملتے لیکن بابر کی خاص طور سے اسے خراسان سے دعوت اس کی حذاقت کی دلیل ہے۔

تذکروں میں ملتا ہے کہ یہ طبیب ہمایوں کے ساتھ بھی اس کے دربار سے وابستہ رہا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بحرالجواہر کے مقدمہ میں درج ہے کہ اس نے اس کتاب کی تصنیف کے وقت جملہ اہم طبی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اسے ھر بی بھی اس کتاب میں لکھا گیا ہے۔ بہر حال اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہرات کا باشندہ تھا۔

حکیم محمد اکبر ارزانی

حکیم محمد اکبر ارزانی کی سنِ پیدائش میں کافی اختلاف ہے۔ تاریخ الاطباء کے مصنف حکیم غلام جیلانی[1] نے اور تذکرۃ الاطباء کے مؤلف حکیم سید سرفراز حسین[2] نے لکھا ہے کہ یہ فاضل حکیم فرخ سیر کے عہد میں پیدا ہوا لیکن حکیم کوثر چاند پوری کی یہ بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اکبر ارزانی کی پیدائش اور پہلے کی ہے۔ دلیل کے طور پر انھوں نے لکھا ہے کہ 1112ھ جو عالمگیر کی حکومت کا زمانہ تھا اس میں طب اکبر کی تالیف کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ چنانچہ طب اکبر کے دیباچے میں حکیم اکبر اکبر ارزانی نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ شرح اسباب و علامات سے اگر حروفِ علت (چار الف اور ایک واو) جدا کر دیئے جائیں تو طبِ اکبر کی تاریخِ اختتام 1112ھ نکل آتی ہے۔[3]

ارزانی کے والد کا نام میر حاجی محمد مقیم تھا۔ ان کا وطن بنگال تھا۔ اطباءِ عہدِ مغلیہ کے مؤلف کا خیال ہے کہ وہ آخری عمر میں عظیم آباد چلے گئے تھے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ حکیم سید ظل الرحمٰن نے مصنف تاریخِ محمدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کا انتقال دہلی میں ہوا۔[4]

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا اکثر وقت برہان پور مدھیہ پردیش میں گزرا۔ یہیں آپ

1۔ تاریخ الاطباء، ص 732 حکیم غلام جیلانی

2۔ تذکرۃ الاطباء، جلد دوم ص 119 حکیم سرفراز حسین

3۔ اطباءِ عہدِ مغلیہ ص 52 حکیم کوثر چاندپوری۔

4۔ قانون ابنِ سینا اور اس کے شارحین ص 216 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطب بھی کرتے تھے اور 1134ھ / 1721ء میں وہیں وفات پائی 58ء
میں آل انڈیا طبی کانفرنس کی بزم مقالات میں شرکت کی غرض سے راقم السطور کو برہان پور جانے کا اتفاق ہوا تو اکبر ارزانی کی قبر پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح برہان پور میں انتقال کی بات ہی درست معلوم ہوتی ہے
بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ارزانی نے طب پڑھتے وقت فارسی سیکھی۔ اس کی عربی کم جاننے کو بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اکبر ارزانی نے فارسی میں تصانیف لکھیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اکبر ارزانی نے وقت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے طب کے عربی ذخیرہ کو فارسی میں منتقل کر کے بے نظیر کارنامہ انجام دیا ہے۔ اکبر ارزانی کے اس تاریخی کارنامے کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

تصانیف:۔

حکیم اکبر ارزانی کی تصانیف اگرچہ بہت نہیں ہیں لیکن شرحِ اسباب کے ترجمے بنامِ طبِ اکبر، میزان الطب اور قرابادین قادری کے ذریعہ حکیم صاحب کو طب میں زبردست مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ شرح اسباب کے ترجمے کی خاص بات یہ ہے کہ کہیں سے بھی ترجمے کا احساس نہیں ہوتا۔ شرح قانونچہ جو مفرح القلوب کے نام سے مشہور ہے حکیم اکبر ارزانی کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ مکمل فہرست حسبِ ذیل ہے۔

1. طبِ اکبر۔
2. مفرحِ القلوب۔
3. قرابادین قادری۔
4. مجربات اکبری۔
5. میزان الطب۔
6. حدود الامراض۔

ڈاکٹر اوپی جگی نے ساتویں کتاب طبِ ہندی کا بھی اس فہرست میں اضافہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیا ہے۔[1]

دیکھا جائے تو اپنی اپنی حیثیت سے حکیم صاحب کی تمام تصانیف اہمیت کی علمبردار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کم تعداد بھی حکیم صاحب کی شہرت کو متاثر نہ کرسکی۔

حکیم محمد ہاشم علوی خاں

نام محمد ہاشم تھا۔ علوی خاں کے لقب سے شہرت حاصل ہوئی۔ سن پیدائش 1669ء ہے۔ شیراز کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام محمد ہادی تھا۔ آپ کے اجداد اورنگ زیب کے زمانے میں ہندوستان آئے تھے۔[1]

عہدِ مغلیہ کے نہایت نامور معالج کی حیثیت سے حکیم علوی خاں زبردست شہرت کے مالک ہیں۔ عہد مغلیہ کے اکثر اطباء کی طرح ان کے بھی حالات زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے۔ اورنگ زیب کے بیٹے محمد اعظم کے یہاں ملازم رہے حکیم علوی کی یہ صلاحیت کی دلیل ہے کہ اورنگ زیب کے بیٹوں میں اقتدار کی زبردست رسہ کشی کے باوجود سبھی درباروں میں عزت و احترام کے حق دار رہے۔ اعظم شاہ کی سرکار سے منسلک ہونے کے باوجود شاہ عالم کے عہد میں حکیم محمد ہاشم کو علوی خاں کا لقب دیا گیا۔ بعض مورخین نے علوی خاندان سے تعلق کی وجہ سے علوی خاں کا نام قرار دیا ہے۔[2]

شاہ عالم کے انتقال کے بعد اس کے بیٹوں میں ایک بار پھر کرسی کی لڑائی ہوئی۔ قسمت سے معزالدین جہاں دارا شاہ کو اقتدار حاصل ہوا پھر فرخ سیر کے ہاتھوں میں زمامِ حکومت آئی۔ رسہ کشی جاری رہی اور محمد شاہ رنگیلے شاہ 1121ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس شہنشاہ کے بعد حکیم علوی خاں 1151ھ میں نادر شاہ کی واپسی کے وقت دے کر علماء کے ساتھ روانہ ہوئے اسی سفر میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔ 1156ء میں ہندوستان واپس آئے۔[3]

---

1. میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص195 ڈاکٹر اوپی جگی۔ 3. تاریخ نادر شاہ ص274
2. اطباء عہدِ مغلیہ ص205 حکیم کوثر چاندپوری۔ 4. قاموس المشاہیر جلد دوم ص91 نظامی بدایونی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور 1747ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

بحیثیت طبیب ان کا مرتبہ بہت بلند تھا اور حضرت نظام الدینؒ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

بحیثیت طبیب محمد شاہ کے عہد میں شاہ عالم کے معالج کی حیثیت سے حکیم علوی کا تذکرہ ملتا ہے۔ حکیم علوی خاں کی حذاقت سے خوش ہوکر اس نے انھیں چاندی کے برابر تولنے کا حکم دیا اور 6000 منصب عطا کر کے انھیں معتمد الملک کا خطاب عطا کیا۔

دہلی میں ان کے مطب اور درس کی دھوم تھی۔ سینکڑوں طلباء نے اکتسابِ فیض کیا۔ وہ ایک طبی مکتب فکر کے بانی ہیں۔ ہندستان میں علوی خانی سلسلے کے اثرات کا مطالعہ ایک مستقل موضوع اور تاریخ طب ہندستان کا ایک اہم عنوان ہے۔ آپ کے شاگردوں میں حکیم شریف خان کے والد حکیم اکمل اور چچا حکیم اجمل خان کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[1]

طبیب کے علاوہ بحیثیتِ مصنف حکیم علوی خاں کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ کی تصنیف جامع الجوامع طب کے تمام موضوعات پر ایک جامع کتاب ہے اس کے علاوہ درجِ ذیل تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

1. خلاصۃ التجارب۔
2. عشرہ کاملہ۔
3. قرابادین علوی خاں۔
4. شرحِ اسباب و علامات کا حاشیہ۔
5. شرح موجز القانون۔
6. احوالِ اعضاء النفس
7. کتابُ النبات۔
8. خلاصہ قوانینِ علاج۔

---

[1] قانون ابنِ سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 159 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

9. تذکرۃ العلاج۔
10. رسالۂ موسیقی۔
11. شرحِ اقلیدس۔
12. شرحِ مجسطی۔
13. شرحِ ہدایت الحکمت۔
14. علاجُ الانسان۔
15. علاج الحمی۔
16. دستور العلاج۔

حکیم امانُ اللہ خان

اس کا پورا نام مرزا امانُ اللہ خاں بہادر فیروزجنگ مخاطب بہ خانِ زماں تھا۔ باپ کا نام زمانہ بیگ تھا۔ تخلص امانی تھا۔ اس کا باپ عہدِ مغلیہ کے نامور فرماں رواشہنشاہِ اکبر کے یہاں منصب دار تھا[1]۔ مؤلف قاموس المشاہیر کے مطابق امان اللہ خاں بہت بڑا مؤرخ اور شاعر تھا۔ غالباً تاریخی حوالوں کی کمی کی وجہ سے عام طور سے مؤرخین نے اسے اطباء کی فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔ ان اطباء میں کوثر چاندپوری بھی شامل ہیں۔ ماثر الامراء کے مصنف نے بھی اس کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن صرف اس کی عسکری صلاحیت اور سیاسی دُور اندیشی اور جنگی مہارت کے تذکرہ پر اکتفا کیا ہے۔

تذکروں میں اس کے حالاتِ زندگی کا بیان بہت مختصر ہے زیادہ تر

---

[1] امان اللہ خاں فیروزجنگ کی طبی تالیفات، جناب سید ریاض علی پرواز۔ خدابخش لائبریری جنرل ۴۵۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عسکری مہارت سے تعلقات درج کئے گئے ہیں۔

اس کی اخیر عمر میں جب دکن نے چاروں صوبوں کی صوبے داری بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر کے سپرد کی۔ خان زماں دولت آباد سے واپس ہو کر اس اقبال مند بادشاہزادے کے پاس مقیم ہو گیا۔ وہ عرصے سے کچھ ایسے امراض میں مبتلا تھا جو ایک دوسرے کی ضد تھے۔ کبھی افاقہ ہو جاتا تھا کبھی مرض پھر عود کر آتا تھا۔ اسی حالت میں 1047ھ / 1637ء میں فوت ہو گیا۔

اس کی طبی اہمیت کا اندازہ اس اہم طبی تصانیف سے بخوبی ہوتا ہے۔

طب میں اس کی سات کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

1. اُمّ العلاج۔
2. مفتاح الحدود مع مقدمہ مفتاح الحدود۔
3. عشرہ کاملہ خان زمانی۔
4. رسالہ در طریقہ مسہلات۔
5. مقدمہ بر مرأت الجواہر۔
6. دستور الہند۔
7. قرابادین خانِ زمانی یا گنج بادآورد

قرابادین خان زمانی یا گنج باد اورد صاحب قرانی فارسی زبان میں اس کی اہم ترین تصنیف ہے۔ ادویہ کی شناخت وماہیت، مرکب ادویہ کی تیاری کے سلسلے میں حکیم امان اللہ کی شاہکار تالیف ہے۔

مؤلف نے کتاب کا نام گنج باد اورد رکھا ہے۔ اس میں غالباً مصلحت یہ ہے کہ یہ خسرو پرویز کے خزانے کا نام تھا۔ خزانے کی اہمیت کے پیشِ نظر مصنف نے اس نام کو پسند کیا ہے۔

طبی نسخہ جات علم الامراض، معالجات، کلیات اور معالجانہ تجربات اور مختلف جراحتی تدابیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یقیناً اسے ایک گراں قدر

---

1. اردو ترجمہ مآثر الامراء، جلد اول ص 740

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خزانے کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کتاب کے تمہیدی باب سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اختیارات بدیعی، مرکبات شریفی، طب جلالی، طب اسکندری، طب فارس، کتاب القانون، طب ابراہیم، شاہی رسالہ چوب چینی ذخیرہ خوارزم شاہی، کامل الصناعہ، کفایہ منصوری، طب فیروز شاہی، خلاصۃ التجارب، صحاح الادویہ، مفتاح الحدود الحاوی، شرح الاسباب والعلامات جیسی اہم تصانیف سے استفادہ کیا ہے۔

پوری کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا تمہیدی حصہ ہے جس میں غذا اور دواؤں سے متعلق تفصیل درج ہے۔ دوسرا متن ہے جس میں امراض، مرکبات اور عطریات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کا اختتامیہ اشیاء کے خواص و مزاج ملذات کا بیان اور سیارات کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس کے مخطوطات رضا رام پور، آصفیہ حیدر آباد، آزاد علی گڑھ اور آئی ایچ ایم آر دہلی کی زینت ہیں۔

حکیم محمد شریف خان

خاندان شریفی کے گل سر سبد حکیم محمد شریف خان بن حکیم اکمل خاں 1128ھ 1725ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔[1] اگرچہ حکیم نیر واسطی کے مضمون میں حکیم شریف کا عہد شاہ عالم کا لکھا ہے لیکن حکیم کوثر چاندپوری کی یہ تحقیق درست ہے کہ آپ کی ولادت محمد شاہ کے عہد میں ہوئی تھی۔[2]

آپ کا سلسلۂ نسب خواجہ عبداللہ احرار پر ختم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں آپ کے خاندان کی آمد کے بارے میں یہ اقتباس اہمیت کا حامل ہے۔

---

1. قانون ابن سینا، اس کے شارحین و مترجمین ص 165 ۔ حکیم سید ظل الرحمن۔

2. حکیم اجمل خان ص 114 کوثر چاندپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بابر جب ہندوستان میں تاج و تخت کی آرزو میں آیا تو بہادر فوج اور جاں نثار ہمراہیوں کے علاوہ بڑے بڑے محدث، علماء، قاری، حافظ، مدبر اور اصحاب عرفان بھی اس کے ہمراہ تھے۔ ان میں ایک بڑے صاحب اقبال شخص مُلّا علی قاری بھی تھے جن کی خاندان کی عزت و اقبال اور جاہ و جلال چار سو برس تک ہندوستان کی تاریخ میں زندہ رہا۔ اس لحاظ سے ہندوستان کے اطباء میں خاندانِ شریفیہ سب سے بااقبال گھرانہ ہے۔1

تعلیم و تربیت :-

ابتدائی تعلیم دہلی کے مشہور محدث حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے گھر پر ہوئی۔ طبّی تعلیم کے لیے حکیم عابد سرہندی اور حکیم اچھے صاحب کے نام قابل ذکر ہیں مطب اپنے والد حکیم اکمل خاں سے سیکھا اور حکیم اجمل اوّل سے مزید مہارت حاصل کی۔2

فضل و کمال :-

زبردست حذاقت کی بنا پر حکیم شریف خان نے بہت جلد شہرت حاصل کر لی۔ آپ کا مطب دہلی میں مرجع خلائق تھا۔ صبح ہی سے بھیڑ لگ جاتی تھی مطب کے بعد آپ کے اہم شاگردوں میں موری گیٹ کے مرزا محمد کامل عرف پنجہ شاہ بہت دنوں تک نمایاں طبی خدمات انجام دیں اس کے علاوہ بہت سے شاگرد ہندوپاک میں طبّی خدمات انجام دیتے رہے۔ طبّی مہارت کی وجہ سے حکیم صاحب کو شاہی طبیب مقرر کیا گیا تھا اور ضلع پانی پت میں 25 ہزار کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔3 دربار سے آپ کو اشرف الحکماء کا لقب بھی دیا گیا تھا۔

1۔ سال نامہ الحکیم جنوری 1932ء لاہور

2۔ حکیم محمد شریف خاں ہمدرد کراچی اپریل 1963ء

3۔ سیرت اجمل ص 113 عبدالغفار خاں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سر سید احمد خاں اپنی مشہور کتاب آثار الصنادید میں حکیم شریف خان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے عصر میں سر آمد حکما، اور سر حلقۂ اطبا، تھے۔ آج تک ان کے کمالات کا شہرہ از بس بلند ہے۔ جالینوس اور ارسطو کا فلسفہ ان کے سامنے ایسا ہی ہے جیسے طوطی کی آواز نقار خانے میں ہے[1]

انتقال و اولادیں :۔

آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ سیرت اجمل میں 1806ء قاموس المشاہیر میں 1231ھ درج ہے کوثر چاند پوری نے شاہ عبد العزیز کی تاریخ سن وفات کو سامنے رکھ کر 1222ھ کو درست قرار دیا ہے اس حساب سے آپ کی سن وفات 1807ء ہوتا ہے ڈاکٹر ادپی جگی نے بھی اسی کو شامل کیا ہے[2]

تصانیف :۔

مطب اور تدریسی مشغولیات کے علاوہ آپ نے تصنیفی میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔

1. علاج الامراض۔
2. قواعد شریفیہ۔
3. تحفۂ شریفی۔
4. حاشیہ کلیات نفیسی۔
5. شرح حمیات قانون۔
6. رسالہ خواص الجواہر۔
7. تالیف شریفی۔
8. رسالہ چوب چینی ہے[3]

طب کے علاوہ منطق، فلسفہ اور اسلامیات پر بھی آپ کی کتابیں ملتی ہیں۔

---

[1] آثار الصنادید ص 114 سر سید احمد خاں۔

[2] میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 215 ڈاکٹر ادپی جگی۔

[3] اطباء عہد مغلیہ ص 109 کوثر چاند پوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قطب شاہی دَور کے
نامور اطبّاء

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حکیم میر مومن

دکن کے قطب شاہی دور کے مشہور ترین طبیب حکیم میر مومن سے متعلق تفصیلی معلومات کے سلسلے میں تاریخی حوالے خاموش ہیں، صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ غالباً وہ 1552ء میں پیدا ہوا تھا اور اپنی صلاحیتوں کی بنا پر شاہ تہمسپ کے بیٹے کو 1557ء سے 1578ء تک پڑھاتا رہا۔ پانچ سال بعد ایران کو خیر باد کہہ کے 1582ء میں ہندوستان آیا اور یہاں گول کنڈہ میں سکونت اختیار کر لی۔ اپنی دوررسی اور استعداد کی بنا پر اسے جواں سال حاکم محمد قلی قطب شاہ نے مملکت کا پیشوا بنایا تھا۔ چنانچہ حیدر آباد کے چار مینار، دارالشفا، شاہی محل اور دائرہ آج بھی میر مومن کی زندہ یادگار ہیں [1]

میر مومن کی صرف دو کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے ایک اختیارات قطب شاہی ہے دوسری رسالہ مقداریہ کے نام سے مشہور ہے۔

اختیارات قطب شاہی علی بن الحسن معروف حاجی زین الدین العطار (1320ء۔ 1403ء) کی مایہ ناز کتاب اختیارات بدیعی کے تنقیدی و توضیحی مطالعہ پر مشتمل ہے اس کتاب کو میر مومن نے اپنے آقا قطب شاہ کے نام سے

---

[1] میڈیسن ان میڈیول انڈیا صفحہ 128 ڈاکٹر ادبی جگی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

منسوب کیا ہے۔[1]

اگرچہ کتاب اختیاراتِ بدیعی اپنے منفرد اندازِ بیان کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے لیکن بعض خامیاں ایسی تھیں جن پر تنقید و توضیح کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اسی اہم ضرورت کے پیشِ نظر میر مومن نے بڑی کدوکاوش سے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔

دونوں کتابوں کے تقابلی مطالعہ سے اس کی امتیازی شان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اختیاراتِ قطب شاہی تاہنوز مخطوطہ ہے اور سالارِ جنگ میوزیم حیدرآباد لائبریری کی زینت ہے۔[2]

میر مومن کی دوسری تصنیف رسالۂ مقداریہ فارسی زبان میں طبی اوزان پر ایک مستند کتاب ہے۔ طبی اوزان کے تعین کا مسئلہ بے حد اہم ہے خاص طور سے ادویہ کی عربی کتابوں میں مذکور طبی اوزان تو بیک وقت اس قدر تضاد پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی اصل دوا کے ایک ہی نام کے اوزان میں کئی کئی سیر کا فرق سامنے آتا ہے۔

مختلف مقامات میں رائج طبی اوزان بھی زبردست ذہنی تضاد پیدا کرتے ہیں۔

ان حالات میں میر مومن کی کتاب رسالۂ مقداریہ اپنے موضوع پر بے حد جامع نظر آتی ہے۔ یقیناً اس موضوع پر آگے بڑھا ہوا ایک قدم ہے۔

حوالوں میں ملتا ہے کہ خود قلی قطب شاہ نے طبی کتابوں کے مطالعہ کے اس تضاد کو محسوس کیا تھا اور میر مومن سے اس رسالہ کی تدوین کی درخواست کی تھی

یہ کتاب بھی مخطوطے کی شکل میں ہے اور سالارِ جنگ لائبریری کی زینت ہے۔

میر مومن کی معالجانہ مہارت کا کوئی تذکرہ کتابوں میں نہیں ملتا صرف

---

[1] مقدمہ اختیاراتِ قطب شاہی۔ [2] ہندوستان کے کتاب خانوں میں مخطوطات طب خدا بخش اور ینٹل پبلک لائبریری 1984ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مذکورہ دو کتابیں اس کی یادگار ہیں۔

اس عظمت کے علمبردار طبیب میر مومنؔ نے 1627ء میں وفات پائی اور دائرۂ مومن میں دفن ہوا۔

حکیم الملک نظام الدّین احمد گیلانی

قطب شاہی دور کا مشہور طبیب تھا۔ عبداللہ قطب شاہ (1630ء-1672ء) کے زمانے میں اس طبیب کو بے حد شہرت و مقبولیت حاصل تھی۔ دیگر ہندوستانی قدیم اطباء کی طرح اس کے متعلق بھی زیادہ باتیں معلوم نہیں ہو سکیں صرف کتابوں میں اتنا ملتا ہے کہ ایران کے شہر گیلان میں 1586ء میں پیدا ہوا۔ طب میں اس کے اساتذہ میں میر محمد باقر، اور شیخ برہان الدین محمد کے نام بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔[1]

ایران سے وہ کب آیا واضح طور سے کتابوں میں نہیں ملتا ہے اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ وہ مغل فوج کے نامور کمانڈر محبت خاں کے دربار سے وابستہ تھا۔ اور اس سے اس کے بے تکلفی کے تعلقات تھے۔[2] محبت خاں سے اس کی چشمک کا بھی تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ ہوا یوں کہ شاہجہاں نے اسے دولت آباد پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن محبت خاں اس حملہ میں ناکام رہا بعد میں حکیم الملک کی حکمتِ عملی سے شاہجہاں کو فتح حاصل ہو گئی۔ اس کی اس صلاحیت سے محبت خاں کے اندر حسد کی آگ بھڑک اٹھی نتیجہ کے طور پر اس نے حکیم الملک کی لائبریری ضبط کر لی اور اس کے اہم طبی ذخائر کو نذرِ آتش کر دیا۔ اس کسانحہ میں حکیم الملک کی شاہکار تصنیف منہاج العلاج بھی ضائع ہو گئی۔

اس واقعہ سے بد دل ہو کر حکیم الملک عراق کے لئے نکلا تھا راستہ میں عبداللہ

---

1. میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 128 ڈاکٹر ادبی جگی۔
2. ہمدرد میڈیکل ڈائجسٹ جولائی 1959ء حکیم عبدالوہاب ظہوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قطب شاہ کا عزت بھرا دعوت نامہ موصول ہوا۔ اس فرمان کو دیکھ کر حکیم الملک حیدرآباد آگیا جہاں اسے بڑی عزت ملی اور کافی انعام و اکرام سے نوازا گیا اخیر عمر تک یہیں عیش و عشرت کی زندگی گذار کے 1653ء میں وفات پائی۔

تصانیف :۔

حکیم الملک کی صرف تین کتابوں کا حوالہ ملتا ہے ایک کا نام مجموعہ حکیم الملک ہے یہ اہم کتاب مخطوطے کی شکل میں آصفیہ لائبریری حیدرآباد کی زینت ہے[1]۔ 17 ابواب پر مشتمل اس کتاب میں ادویہ مفردہ، کیمیا، ہیمیا، سیمیا، اور ریمیا کے نام سے سائنس کی مختلف بحثوں کو شامل کیا گیا ہے۔ موضوع اور انداز بیان کے لحاظ سے کتاب انفرادیت کی حامل ہے۔

دوسری کتاب شجرہ دانش کے نام سے موسوم ہے یہ مخطوطہ بھی آصفیہ لائبریری حیدرآباد میں دستیاب ہے[2]۔ حکیم الملک نے اس اہم ترین تصنیف میں حیوانات، نباتات، اطبا، کی ہدایات کے علاوہ ادویہ سموم اور ان کے تریاق، اور بعض مخصوص امراض جیسے ضعف باہ سرعت و جریان وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کے کتاب میں درج ذیل عنوانات کے تحت بحث کی گئی ہے۔

1۔ منہاج العلاج فی ظل المزاج۔
2۔ بیان المحمیات ذوات السموم و دفع زہران۔
3۔ مقالۃ فی خواص الموميا ۔
4۔ مقالۃ عن السموم۔
5۔ مقالۃ فی ترکیب الادویہ۔

حکیم الملک کی ایک تیسری کتاب بھی معلوم ہوئی ہے جو رسالہ در شرح نعادِ زہر کے نام سے رضا رام پور میں محفوظ ہے[3]۔

1، 2، 3 ہندوستان کے کتب خانوں میں طبی مخطوطات۔ خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ 1994ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طب کا نظام شاہی دور اور اسکے اطباء

احمد نگر کے نظام شاہی دور کی بنیاد ملک احمد گورنر جنار کے ہاتھوں پڑی تھی۔ اس نے 1490ء عیسوی میں آزادی کا اعلان کر کے احمد نگر کا شہر آباد کیا تھا۔ مختلف بادشاہوں کے دور میں اس دور کا بادشاہ برہان نظام شاہ نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔[1]

علمی اور فنی سرپرستی کی وجہ سے اس کا عہد (914 - 961ھ) ہمیشہ یادگار رہے گا اس دور کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندوستانی طریقۂ علاج کے علاوہ عربی طب اور عرب اطباء کے تجربات بھی شامل کئے گئے ہیں۔[2]

برہان نظام شاہ کے دور میں دو اہم اطباء کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ رستم جرجانی اور حکیم ولی گیلانی اس دور کے نہایت نامور طبیب تھے افسوس کہ مورخین نے اس دور کے حالات لکھتے وقت اطباء کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے بہر حال صرف ان دو اطباء کے علمی اور فنی کارناموں کی بدولت تاریخ کے صفحات میں طب کے نظام شاہی دور کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

حکیم ولی گیلانی اپنی کتاب تقویم الابدان، تقویم الامراض اور رسالہ حفظ کے وجود سے زندہ ہیں اور رستم جرجانی ذخیرۂ نظام شاہی کی فنی عظمت سے حیات جاوید کے مالک ہیں اگرچہ ان میں سے اکثر کتابیں مخطوطے کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن علمی کاوشات ہمیشہ ان مخفی ذخیروں کو بے نقاب کر رہی ہیں

رستم جرجانی

نظام شاہی دور کا نہایت مشہور طبیب تھا۔ زیادہ تفصیلی معلومات

---

[1] میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 133 ڈاکٹر او پی جگی۔

[2] گریکو عرب میڈیسن ص 15 آئی ایچ ایم آر نئی دہلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کتابوں میں درج نہیں ہے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ رستم جرجانی 951ھ 1544ء میں جرجان سے دکن آیا تھا اور نظام شاہی حکومت کے پایہ تخت احمدنگر میں مقیم رہا۔ چند روز بعد دکن کے بعض اہم عہدہ داروں کی سفارش سے برہان نظام شاہ (914۔961ھ) کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔ ان صلاحیتوں کی وجہ سے بادشاہ نے اسے اپنا طبیب خاص بنا دیا تھا۔[1]

خود بادشاہ بھی علمی و عملی حقائق سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے علماء کو بڑی اہمیت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور انھیں ہمیشہ ہر طرح کی مالی امداد اور عنایت سے نوازتا تھا اس کا یہ بھی دستور تھا کہ اپنے دربار میں آنے والے اطباء سے مختلف قسم کے فنی سوالات بھی کرتا تھا۔

اسی طرح کے سوالات پر خوش ہو کر اس نے رستم جرجانی کو اپنے دربار میں سب سے بلند مقام عطا کیا تھا۔

اس سے زیادہ تفصیل اس کے بارے میں نہیں ملتی۔ کتابوں میں اس کی تین تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے۔ پہلی کتاب اسرار النساء کے نام سے ملتی ہے۔ دوسری کتاب حمیات مرکبہ کے نام سے موسوم ہے یہ دونوں کتابیں سالار جنگ لائبریری حیدرآباد کے ذخیرہ میں شامل ہیں۔[2]

تیسری کتاب ذخیرہ نظام شاہی کے نام سے اس کی اہم ترین تصنیف ہے۔ تفصیلی تذکرہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

رستم جرجانی کی کتاب ذخیرہ نظام شاہی پر ایک نظر:۔

ذخیرہ نظام شاہی رستم جرجانی کی ایک اہم ترین تصنیف ہے 959ھ میں دولت آباد میں لکھی گئی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے دیباچے

---

[1] ذخیرہ نظام شاہی دسویں صدی ہجری کا ایک نادر طبی مخطوطہ۔ حکیم عبدالوہاب ظہوری ہمدرد صحت مئی 1985ء

[2] فہرست طبی مخطوطات فارسی سالار جنگ لائبریری حیدرآباد 1964ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب رستم جرجانی نے برہان نظام کی اس خواہش پر تصنیف کی تھی کہ ایسی کتاب لکھو جس میں تذکرہ ابن بیطار کے برخلاف ادویہ مفردہ کے ساتھ ادویہ مرکبہ کا تذکرہ بھی شامل ہو۔ ؎

واضح رہے کہ تذکرہ کے نام سے ابن بیطار کی کوئی کتاب نہیں ملتی۔ البتہ کتاب المغنی کے نام سے ایک کتاب ضرور ملتی ہے جس میں مرض کے تحت ادویہ مفردہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

بہر حال رستم جرجانی نے بادشاہ کی خواہش کے مطابق یہ تصنیف مکمل کی جس میں ادویہ مفردہ کے ساتھ ادویہ مرکبہ مستعلمہ کا بھی تذکرہ شامل کیا ہے۔

کتاب درج ذیل ۲۰ ابواب پر مشتمل ہے۔

بابِ اول	سر کے امراض کی مفید دواؤں پر مشتمل ہے۔
بابِ دوم	امراضِ عین کی مفید دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
بابِ سوم	امراضِ اذن کی مفید دواؤں پر محیط ہے۔
بابِ چہارم	بینائی کے مرض کی مفید دواؤں کا ذکر کیا گیا۔
بابِ پنجم	منہ اور اس کے متعلقات کی مفید دواؤں کا ذکر کیا گیا۔
چھٹے باب میں	حلق، سینہ اور آلات دم کے امراض کی مفید دواؤں کا ذکر کیا گیا۔
ساتویں باب میں	معدہ اور جگر کی بیماری کی دوائیں درج کی گئی ہیں۔
آٹھویں باب میں	مسہل اور ملین دواؤں کی تفصیل درج ہے۔
نواں باب	مقعد کی بیماریوں میں مفید ادویہ کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔
دسویں باب میں	امراضِ گردہ کی مفید ادویہ کا بیان درج ہے۔

؎ دی فزیشین اینڈ آتھرس آف گریکو عرب میڈیسن ص 15 آئی ایچ ایم آر نئی دہلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

گیارھویں باب میں	مثانے کی مفید دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
بارھواں باب	آلاتِ تناسل کے امراض کی مفید دواؤں پر مشتمل ہے۔
تیرھواں باب	امراضِ رحم میں مفید دواؤں کا تذکرہ شامل ہے۔
چودھویں باب میں	امراضِ مفاصل کی مفید دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
پندرھویں باب میں	ورم و شور گردہ کی دواؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔
سولھواں باب	ادویہ زینت کی تفصیل درج ہے۔
سترھویں باب میں	ادویہ حمیات کا بیان شامل کیا گیا ہے۔
اٹھارویں باب	کی تفصیل نہیں مل سکی۔
19 واں باب	تریاقِ زہر پر مشتمل ہے۔
بیسویں باب میں	اوزانِ ادویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی ـــــــــ یہ کتاب علم الادویہ اور علم العلاج پر ایک آگے بڑھا ہوا اقدام ہے خاص بات یہ ہے کہ مفید دواؤں کے ساتھ محدث و مولد امراض ادویہ کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

اس کا مخطوطہ سالارِ جنگ لائبریری حیدر آباد کی زینت ہے۔[1]

حکیم ولی گیلانی

نظام شاہی دور کا مایہ ناز طبیب تھا۔ حکیم ولی گیلانی ایک اچھے طبیب خاندان سے متعلق تھا 914ھ ۔ 961ھ میں زندہ تھا۔ طب کی تعلیم اس نے اپنے والد علاء الدین محمد اور اپنے چچا علاء الدین علی سے حاصل کی۔[2]

---

[1] دی فزیشین اینڈ آتھرس آف گریکو عرب میڈیسن ص 15 آئی ایچ ایم آر۔ نئی دہلی۔

[2] حکیم ولی گیلانی نظام شاہی دور کا ایک طبیب ۔ ہمدرد صحت جون 1995ء حکیم عبدالوہاب ظہوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ حکمت، فلسفہ اور طب میں یگانہ روزگار تھا۔ برہان نظام شاہ کے دربار میں رستم جرجانی کے بعد حکیم ولی ہی کی بات چلتی تھی۔ اس کی کتابوں کے دیباچے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نظام شاہی دربار میں طبیب خاص بھی تھا۔

طب میں اُس کی 3 کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

1. تقویم الابدان جو ابن جزلہ کی کتاب کا ترجمہ ہے۔
2. تقویم الامراض تقویم کے اعتبار سے امراض کی تقسیم کی گئی ہے۔
3. رسالہ حفظِ صحت جو حفظانِ صحت کے جملہ مضامین پر مشتمل ہے۔

رسالہ حفظِ صحت کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کی زینت ہے۔ اس میں علمِ طب دینی نقطۂ نظر سے، دنیوی اُمور کے لحاظ سے طب کی اہمیت اور بادشاہوں کو قوانینِ طب سے واقفیت سے متعلق تفصیلی معلومات قلمبند کیں۔

دوسری کتاب تقویم الامراض اس کا مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد میں موجود ہے اس کے دیباچہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے یہ کتاب برہان نظام شاہ سے منسوب کی ہے۔ اس میں آسان انداز میں امراض اور ان کے علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے ابن جزلہ کے انداز پر تقویم کی شکل اختیار کی گئی ہے۔

دونوں کتابیں اہم ہیں اور مزید مطالعہ کی ضرورت ہے۔

عادل شاہی دور کا طبیب ابو القاسم فرشتہ

ابراہیم عادل شاہ (المتوفی 1626) کے دور کا مشہور طبیب محمد قاسم فرشتہ شمالی ایران کے شہر استر آباد میں 1525ء میں پیدا ہوا اور 1623ء میں وفات پائی اس کے متعلق اتنا پتہ چلتا ہے کہ بچپن ہی میں حسین نظام شاہ اول کے زمانے میں احمد نگر آ گیا تھا۔ طب میں اس کے اساتذہ میں محمد مصری، حکیم چتر بھوج۔ اور حکیم احمد بن نصراللہ سندھی کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں ؁1

؁1 اسٹڈیز ان عربک اینڈ پرشین میڈیکل لٹریچر ص 105 ڈاکٹر زبیر صدیقی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

شعور پختہ ہونے کے بعد مرتضیٰ نظام شاہ اول کے دربار سے وابستہ ہوا۔
حسین دوم کی معزولی کے بعد بیجاپور آیا اور جنوری 1550ء میں ابراہیم عادل شاہ
کے دربار سے وابستہ ہوگیا۔

اسی دوران مشہور ترین کتاب اختیاراتِ قاسمی جو دستور الاطباء کے
نام سے موسوم ہے، تصنیف کی۔

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ محمد قاسم فرشتہ نے رائج کتابوں کے پڑھنے
کے بعد ہندوستانی طب کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد اس نے سوچا کہ ہندوستانی
طب کی خصوصیات اور طریقۂ علاج پر مشتمل ایک کتاب لکھی جائے۔ چنانچہ اس نے
اختیاراتِ قاسمی کے نام سے شاہکار تصنیف لکھی جو آج تک اس کے لیے یادگار
بنی ہوئی ہے۔

کتاب دستور الاطباء یا اختیاراتِ قاسمی ایک مقدمہ 3 حصّوں اور ایک تلخیص
پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں مصنف نے 9 فصلوں کے ذریعہ ہندوستانی طب نے
دھات، اخلاط یعنی دوشا، تت، مزاج، ریت (موسم) اور ماکولات ومشروبات
سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔

اس کے بعد حصہ اول میں حروف ابجد کی ترتیب کے ساتھ 683 دواؤں
کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان دواؤں میں زیادہ تر یونانی اور آیورویدک اطباء کی
منتخب ادویہ کو شامل کیا گیا ہے۔[1]

کتاب کا دوسرا حصہ 15 فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مختلف امراض کی
مفید دواؤں کا تذکرہ شامل ہے۔ اس حصہ میں مفرحات، جوارشات، حبوب،
اقراص، سفوف، منجن، روغنیات، جوشاندہ، مراہم، حقنہ اور دیگر مشروباتِ
جامع سے بحث کی گئی ہے۔

تیسرا حصہ امراض اور ان کے علاج سے متعلق معلومات پر محیط ہے اس

---

[1]۔ انڈین جرنل آف ہسٹری آف میڈیسن 5، 2، 22، 1960ء،
عزیز پاشا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حصہ میں ۱۶۵ فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ الگ الگ فصلوں میں مختلف نوعیت کے امراض کا تذکرہ کیا گیا ہے ؎۱

بحیثیتِ مجموعی کتاب بہت معلومات افزا اور مفید ہے۔ اندازِ بیان بھی عام فہم ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے مصنف کے گہرے مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ خاص طور سے آیورویدک کے مبادیات سے متعلق نہایت جامع بحث کی گئی ہے اس سے آیورویدک کو سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔

؎۱ میڈیسن ان میڈیول انڈیا ص 133 ڈاکٹر ادیب جگی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طِب برطانوی عہد میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں

دہلی کے مشہور طبی خانوادے خاندانِ شریفی کے گل سرسبد حکیم محمد اجمل خاں 17 شوال 1284ھ / 1864ء میں شریف منزل میں پیدا ہوئے آپ کا خاندان طبی دنیا میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ دیکھا جائے تو لکھنؤ کے خاندانِ عزیزی اور دہلی کے خاندانِ شریفی ہندوستان میں طب کی نشأۃ ثانیہ میں ان دونوں کا بڑا حصہ ہے اگرچہ دوسرے خاندانوں نے بھی اپنی اپنی جگہ پر نمایاں خدمات انجام دیں ہیں لیکن ان دونوں خاندانوں کی گراں قدر خدمات سے یونانی طب کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکی۔

حکیم محمد شریف دہلوی ر 1139ھ / 1222ء) سے لے کر مسیح الملک حکیم اجمل خاں تک اطباء کاملین کا بے حد خوب صورت سلسلہ بن گیا ہے یوں تو اس خاندان کے ہر فرد نے طبابت اور تصنیفی و تالیفی کام کے ذریعہ نمایاں خدمات پیش کی ہیں لیکن محمد شریف خاں کے بعد مدرسہ طبیہ دہلی کے بانی حکیم عبدالمجید دہلوی اور ان کے برادر معظم حاذق الملک کی طبی خدمات زیادہ اہم ہیں ان کے بعد حکیم محمود خاں اور حکیم واصل خاں نے اپنے آباء کے ذریعہ ڈالی گئی طبی ارتقاء کی بنیاد کو عمارت کی شکل دینے میں بے نظیر کارنامے انجام دیے خاص طور سے حکیم محمود خاں کا تعاون قابل ذکر ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسیح الملک حکیم اجمل خاں انھیں محمود خاں کے ہونہار فرزند تھے۔

تعلیم وتربیت :۔

اردو کی ابتدائی تعلیم کے بعد حکیم صاحب کو حفظِ قرآن کے لیے بٹھایا گیا حافظہ بڑا اچھا تھا چنانچہ بہت کم وقت میں حفظ کی تعلیم مکمل کر لی پھر فارسی وعربی کے فنون وعلوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ صرف ونحو آپ نے پیر جی صدیق احمد دہلوی فلسفہ ومنطق کے لیے مولوی عبدالحق تفسیر حقانی، اور مولوی عبدالرشید کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ مرزا عبداللہ بیگ کا نام بھی استاد کی حیثیت سے کتابوں میں ملتا ہے۔ [1]

طب کی ابتدائی کتابیں اپنے والدِ بزرگوار حکیم محمود خاں سے پڑھیں اور انتہائی کتابیں حاذق الملک اول سے پڑھیں اور دونوں سے مطب سیکھا۔

ذوقِ مطالعہ :۔

مطالعہ کا شوق بچپن میں بہت تھا۔ خاصی تعلیم ہونے کے بعد بھی رات گئے تک مختلف کتابوں کا مطالعہ آپ کا معمول تھا۔ طبی کتابوں میں اس قدر انہماک تھا کہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی ہمہ وقت تلاش میں رہتے تھے۔

عادات واطوار :۔

حکیم اجمل خاں بحیثیت انسان نہایت پاکیزہ اوصاف کے حامل تھے۔ وہ نہایت سنجیدہ اور شیریں کلام وضعدار اور متحمل مزاج آدمی تھے یہی وجہ ہے کہ وہ جب تک زندہ رہے مقبول، ہر دلعزیز اور عوام کی عقیدت کا مرکز رہے انھوں نے دلی والوں کے دل جیت لیے تھے۔ لارڈ ہارڈنگ اپنے افسران سے کہا کرتے تھے کہ وہ دلی کے بے تاج بادشاہ ہیں ان کی یہ مقبولیت صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھی ہندؤں

---

[1] رموز الاطباء، جلدِ دوم ص 87 حکیم فیروز الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں بھی ہر دلعزیزی کا یہی عالم تھا۔[1]

واقعی ان دونوں بزرگوں کے الفاظ عوام میں قانون کی حیثیت رکھتے تھے۔ حکیم صاحب کی وضع داری بے مثال تھی۔ حکیم کوثر چاندپوری نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حکیم صاحب کے پڑوس میں ایک اخبار نویس رہا کرتے تھے جو صحیح معنی میں صحافت کی تجارت کیا کرتے تھے۔ جس کے لیے جو دل کہتا لکھ دیتے تھے۔ حکیم صاحب کے خلاف بھی لکھتے رہتے تھے کسی ریاست سے انھیں اپنے کئی ہزار روپئے وصول کرنے تھے اس کے لیے کافی کوشش کر چکے تھے مگر کامیابی نہ ہوئی تھی حکیم صاحب کا والئی ریاست پر گہرا اثر تھا۔ یہ بات اخبار نویس کو معلوم ہوئی تو وہ بڑی ندامت اور شرمساری سے حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سفارشی خط کی درخواست کی جواب ملا کل آئیے دوسرے دن وہ پھر پہونچے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میرے خطوط سکریٹری لکھتا ہے ایک کا معاملہ بالکل ذاتی نوعیت کا ہے یہ بات مجھے پسند نہیں آئی کہ یہ خط سکریٹری لکھتا اس لیے میں نے خود لکھ دیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اب تک جس انداز سے آپ میرے خلاف لکھتے رہتے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مطب :۔

حکیم اجمل خاں کا مطب اپنے دور کا بہت مشہور مطب تھا سستی اور مفید دوائیں آپ کے نسخہ کا جزو ہوئی تھیں۔اپنی مقبولیت کی وجہ سے حکیم صاحب

---

[1] حکیم اجمل خاں ص 143 حکیم کوثر چاندپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا مطب ہمیشہ مریضوں سے بھرا رہتا تھا۔ نبض اور قارورہ سے تمام امراض کی نہایت کامیابی سے تشخیص کرتے تھے۔[1]

آپ کی تشخیصی مہارت کے ثبوت کے طور پر ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے حوالہ سے یہ بات تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے نقل کی گئی ہے کہ جب ڈاکٹر انصاری چیرنگ اسپتال لندن میں ہاؤس سرجن تھے تو حکیم صاحب نے اسپتال کا معائنہ کیا اور آپ کی ملاقات سینیئر سرجن ڈاکٹر اسلیلے سے ہوئی انھوں نے حکیم صاحب کو دوسرے دن اسپتال آنے کی دعوت دی حکیم صاحب جب پہنچے تو ڈاکٹر صاحب طالب علموں کے سامنے ایک مریض کو لٹا کر اسے مرارہ کے ورم کا مریض بنا کر درس دے رہے تھے حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر یہ تشخیص کی اس کے آنتوں کے ابتدائی حصہ میں زخم ہیں۔

ڈاکٹر نے ہنس کر کہا کل آپریشن کے وقت آپ بھی آئیں گے۔ اسی وقت یونانی اور ایلوپیتھک کا مقابلہ ہو جائے گا آپریشن کے بعد حکیم صاحب کی تشخیص درست نکلی۔ ڈاکٹر نے حکیم صاحب کو اس کامیابی پر بہت مبارکباد دی۔[2]

حکیم صاحب نے علمِ امراض کے لیے ایک (KIT) کِٹ تیار کی تھی جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتی تھی۔[3] یہ چھوٹا موٹا چلتا پھرتا دواخانہ حکیم صاحب کے تجربات کا نچوڑ تھا۔ حکیم صاحب ذاتی مطب کے علاوہ نو برس تک رام پور میں سرکاری طبیب بھی رہے۔ ۱۰۰۰ روپئے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ ریاست کے تمام شفاخانوں کی نگرانی کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا۔[4]

حکیم صاحب کی معالجانہ مہارت سے متعلق پیرس کے سفر کے دوران کا یہ واقعہ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ پیرس میں ایک مریضہ آپ کے پاس علاج

---

1. تذکرۃ الاطباء، جلد دوم ص 117 حکیم سید سرفراز حسین۔
2. حکیم اجمل خاں دی ورسٹائل جینئس ص 140 حکیم محمد عبدالرزاق۔
3. حکیم اجمل خاں، حکیم تعظیم الدین صدیقی، اسٹڈیز ان ہسٹری۔
4. رموز الاطباء، ص 19 حکیم فیروز الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیے آئی۔ اس کی دونوں ٹانگیں سکڑ گیئں تھیں۔ پیٹ میں درد ہوتا رہتا تھا۔ ایکسرے کئی ہوئے لیکن تشخیص نہیں ہوسکی۔ حکیم صاحب نے مریضہ سے چند سوالات کیۓ اس نے بتایا کہ وہ گھوڑ سواری کی بہت شوقین ہے۔ حکیم صاحب نے یہ سن کر ایک پڑیا اسے دی ایک ہفتہ میں بالکل ٹھیک ہوگئی! بعد میں دوسروں کے پوچھنے پر حکیم صاحب نے بتایا کہ مریضہ کی آنتوں میں گرہ پڑ گئی تھی۔[1]

اِن دونوں واقعات سے حکیم صاحب کی حذاقت اور معالجانہ مہارت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حکیم صاحب کے معالجانہ نسخوں پر مشتمل کئی تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں افادات مسیح الملک اور خود "حاذق" کے نام سے اہم کتاب مقبولِ عوام وخواص ہے۔ حکیم صاحب کے درج ذیل طبی اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا علاج صرف نسخہ جاتی نہیں تھا بلکہ کلیات طب سے بڑی حد تک ہم آہنگ تھا۔

1۔ امتلائے معدہ کے ساتھ جب کسی کے حواس مکدر ہو جائیں اور وہ متحیر و مبہوت ہو جائے تو صرع کی پیشین گوئی کرو پھر پہلے ہلکا بعد میں تیز حقنہ دو۔

2۔ اگر کوئی عضو کسی خارجی سبب کے بجائے اپنی قوت کی کمی سے ضعیف ہو تو اس کا علاج بہت دشوار ہوتا ہے۔

3۔ اگر بخار بار بار آئے تو پہلے جگر کی اصلاح کرو۔

4۔ دائمی نزلہ کے لیے تقویتِ دماغ کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ منضج اور مسہل کی۔

5۔ دورہ کے دردوں کے لیے معدے کا تنقیہ اور دماغ کی تقویت ضروری ہے۔

1۔ حکیم اجمل خاں دی ورسٹائل جینس۔ حکیم محمد عبدالرزاق۔ 2۔ تذکرۃ الاطباء جلد دوم ص 117 حکیم سید سرفراز حسین صاحب

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۶۔ ملینات اور مقویات ایک ساتھ نہ دو ورنہ مقویات کا اثر زائل ہو جائے گا۔

۷۔ مقویات کے استعمال کا بہتر وقت مرض کے زوال کے بعد کا وقت ہے کیونکہ دوسرے حالات میں مقویات طبیعت کے برخلاف مرض کے لیے معاون ثابت ہوتے ہیں۔

طبی خدمات :۔

طبی خدمات کے اعتبار سے حکیم اجمل خان کو یونانی طب کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کا روح رواں سمجھا جاتا ہے۔ اور عہد مغلیہ کے اطباء کی غیر تحقیقی روش اور یونانی کی کسمپرسی کو دیکھ کر حکیم اجمل خاں نے اپنے مطب اور دیگر مصروفیات کے ساتھ یونانی طب کی ارتقاء کے لیے متعدد کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے یوروپ کا سفر بھی کیا۔

اساسی طور سے دیکھا جائے تو حکیم صاحب کی جد و جہد کو تین عنوانات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ تعلیمی و تحقیقی ادارے کا قیام :۔

طب کا تعلیمی ادارہ اگرچہ ان کے بھائی حکیم عبد المجید نے قائم کیا تھا حکیم صاحب نے اسی ادارے کو مزید فعال بنایا، نصاب تعلیم میں تجدید کی۔ بحیثیت کالج رجسٹرڈ کرایا، ساتھ ہی ملکی حالات کے پیش نظر آیورویدک تعلیم بھی شروع کی۔ حکومت سے تعاون لینے کے لیے وائسرائے سے سنگ بنیاد رکھایا، عوامی مقبولیت حاصل کرنے کے لیے گاندھی جی سے اس کا افتتاح کرایا۔ موجودہ قرولباغ طبی اینڈ آیورویدک کالج حکیم صاحب کی اہم یادگار ہے۔ کالج کے لیے دردر جا کر چندہ کی فراہمی اور سرکاری سطح سے کئی ایکڑ زمین لے کر کالج کی عمارت کی توسیع کے لیے حکیم صاحب کی کد و کاوش نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔

— طب میں تحقیقی کمیٹی کا قیام حکیم صاحب کا دوسرا علمی کارنامہ ہے اس کے لیے حکیم صاحب نے قرولباغ طبی کالج سے وابستہ ایک یونٹ قائم کی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

قدیم دواؤں کی جدید انداز سے تحقیق کی مفردات ادویہ کے کیمیائی تجزیہ، ان کی شناخت اور ان کی فراہمی، ادویہ کی معالجاتی حیثیت کی جدید ذرائع سے توثیق جیسے اہم شعبوں پر مشتمل تھی۔

ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کے ہاتھوں اسرول کی تحقیق آج بھی اجملین اور اجملیسن نامی الکلائڈ کے ذریعہ ادویاتی تحقیق میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ویدوں اور حکیموں کے اتحاد کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم :-

ویدوں اور حکیموں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لیے حکیم صاحب نے فروری 1906ء میں آیورویدک اینڈ طبی کالج کی بنیاد ڈالی۔ اس میں حکیم صاحب نے 300 سے زائد اطباء کو رجسٹرڈ کے لیے دیسی طب کے مختلف مسائل کے لیے مشترکہ جدوجہد شروع کی۔ اب یہ تنظیم آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کے نام سے ملک کی نمائندہ تنظیم سمجھی جاتی ہے۔

ادویہ کی فراہمی کے لیے یونانی دواخانہ کا قیام :-

یونانی ادویہ کی فراہمی اور اس سے حاصل شدہ آمدنی کے ذریعہ طبی کالج کے مصارف کا انتظام حکیم صاحب کا اہم پروگرام تھا اس مقصد کے لیے آپ نے ہندوستانی دواخانے کی بنیاد ڈالی۔ شروع میں یہ ادارہ مختلف اداروں کی شرکت سے چلتا رہا۔ بعد میں صرف کالج کی جائداد بن گیا تھا۔ اس دواخانے کی آمدنی حکیم صاحب کے سامنے ہی 2 لاکھ سالانہ سے زائد ہوگئی تھی آج کل یہ دواخانہ پرانی دلی کے محلہ بلیماران میں دہلی انتظامیہ کے زیرِ انتظام سرگرمِ عمل ہے مذکورہ بالا اہم پروگراموں کے ذریعہ یقیناً طبِ یونانی کے لیے حکیم صاحب نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

سیاسی سرگرمیاں :-

حکیم صاحب ہندوستان کی آزادی کی لڑائی میں صفِ اول کے مجاہدین میں شمار

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیے جاتے ہیں۔ یوں تو حکیم صاحب شروع ہی سے سیاسی ذہن رکھتے تھے۔ مسلم لیگ کے سرگرم ممبر اور نائب صدر کے علاوہ خلافت تحریک اور تحریک عدم موالات جیسی تحریکات سے بھی وابستگی تھی۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو سے ان کے ذاتی تعلقات سیاست میں سرگرم ہونے سے پہلے بھی بہت گہرے تھے[1]

دیکھا جائے تو آزادی کی لڑائی میں ہندو مسلم اتحاد کی حکمت عملی اپنانے کے سلسلے میں حکیم صاحب نے جو کارنامے انجام دیے ہیں اور جس کے آزادی پر دور رس نتائج برآمد ہوئے۔ اس حساب سے حکیم صاحب کا یہ کارنامہ جماعتی سرگرمیوں اور انفرادی جدوجہد کے میدان میں ایک اہم ترین اقدام تھا۔

ہندو مسلم اتحاد جسے انگریز بالکل پسند نہیں کرتے تھے اس کے لیے حکیم صاحب نے ایک مرتبہ گائے کی قربانی تک کو منع کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کے درمیان حکیم صاحب بے حد مقبول تھے۔ ہندو مہا سبھا کے استقبالیہ کے اجلاس کی صدارت حکیم صاحب کی اتھاہ مقبولیت کی زندہ دلیل ہے۔

مہاتما گاندھی سے تعلقات جب بہت گہرے ہوئے تو فطری طور سے دونوں اور قریب آگئے۔ ادھر ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے بھی زور مارا اس طرح حکیم صاحب انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ ہو گئے۔ دیکھتے دیکھتے شریف منزل جو مریضوں کے لیے شفایابی کا مرکز تھا اب غلامی میں سسکتی انسانیت کے لیے نجات کا مرکز بنتا گیا۔

آزادی کی لڑائی آگے بڑھتی رہی حکیم صاحب نے گاندھی جی کی آواز پر لبیک کہا اور جنگ میں شریک ہو گئے۔ ظاہر ہے اعلان جنگ کے بعد حکیم صاحب نے انگریزوں کا احسان پسند نہیں کیا اور ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو حاذق الملک اور قیصر ہند کا خطاب انگریزوں کو واپس کر دیا۔

حکیم صاحب کی سیاسی سرگرمیوں کے تذکرے سے مہاتما گاندھی، شری راج گوپال آچاریہ، آر ڈی پارتھا سارتھی، بی آر نندا اور دوسری اہم شخصیتوں

---

[1] حکیم اجمل خاں ص149 کوثر چاندپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی تحریریں بھری پڑی ہیں۔ انھیں خدمات کے پیش نظر حکیم اجمل خاں کو آج بھی ہر حلقہ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حال ہی میں دلی میں منعقدہ پہلے بین الاقوامی طبی سیمنار کے موقع پر حکیم اجمل خاں کے یادگاری ٹکٹ کا اجراء حکیم صاحب کی زندہ وجاوید خدمات کے نام خراجِ عقیدت کے طور پیاد کیا جاتا رہیگا۔

شاعری :۔

حکیم صاحب اچھے ادیب مقرر، طبیب، سیاسی رہنما کے علاوہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ شیدا تخلص رکھتے تھے۔ حکیم کوثر چاندپوری کے الفاظ میں شیدا کے کلام میں سلاست اور متانت کے ساتھ ہی شوخیٔ بیان کی بھی جھلک ہے۔ تراکیب، استعارات، اور تلمیحات کی بہتات نہیں لیکن جمالِ حقیقت کا پرتو رقص کرتا محسوس ہوتا ہے۔ معانی کی جلوہ سامائیوں کی کمی نہیں۔ شعر کہتے وقت وہ موزوں اور ہم آہنگ الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں جس سے کلام میں حلاوت تاثیر اور نغمگی پیدا ہو جاتی ہے۔ [1] اور یہ خصوصیات حکیم صاحب میں ہونا بھی چاہیئے تھیں کیونکہ ان کی تہہ دار شخصیت کے شایانِ شان یہی تھا۔

تصانیف :۔

حکیم اجمل خاں متعدد اردو اور عربی تصانیف کے مالک تھے۔ ملک کے اہم رسائل میں مضامین چھپتے تھے۔ دکن ریویو میں بو علی سینا پر آپ کے مقالات شائع ہو چکے ہیں [1] آج کل مقبول عام وخاص کتاب حاذق حکیم صاحب کے افادات پر ہی مشتمل ہے۔

انتقال :۔

حکیم صاحب کو دلی تکلیف پہلے سے تھی بالآخر اس تکلیف نے اس مسیحا نفس

---

[1] حکیم اجمل خاں ص 174 کوثر چاندپوری۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو ۴۶ سال کی عمر میں 29 دسمبر 1927ء کو صبح سوا دس بجے مریضوں کے جھرمٹ سے چھین لیا، حکیم صاحب کا انتقال کیا ہوا پورا ملک چیخ رہا تھا۔ چاروں طرف صفِ ماتم بچھ گئی، ہر طرف سے خراجِ عقیدت کا تانتا بندھ گیا۔ اہم رہنماؤں میں مہاتما گاندھی، پنڈت گووند ولبھ پنت، پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو، چودھری خلیق الزماں وغیرہ کی تحریریں آج بھی اشکبار ہیں۔
ایک فرزند حکیم محمد جمیل خاں کے لڑکے اب حکیم صاحب کی یادگار ہیں

حکیم عبدالعزیز صاحب

لکھنؤ کے مشہور طبی خانوادے خاندانِ عزیزی کے ممتاز ترین فرزند بانی تکمیل الطب کالج لکھنؤ حکیم محمد عبدالعزیز یکم محرم 1271ھ / 1855ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام حکیم محمد اسمٰعیل تھا۔ بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے کے دلدادہ تھے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد نعیم فرنگی محلی سے حاصل کی۔ بعد میں اپنے دور کے مشاہیر علماء سے پڑھا۔ طب اپنے دادا حکیم محمد یعقوب سے سیکھی بے حد ذہین ہونے کی وجہ سے جلد ہی مہارت حاصل کر لی۔

مطب :۔

مطب میں مہارت حاصل کرنے کے بعد 1877ء میں ذاتی مطب شروع کیا۔ جلد ہی حاذق طبیب کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ والدِ محترم نے ان کی صلاحیتیں اور دلچسپی دیکھ کر مطب کے لیے نہایت شاندار عمارت تعمیر کرائی جھوائی ٹولہ لکھنؤ کی اسی عمارت میں آج کل تکمیل الطب شفا خانہ قائم ہے حکیم صاحب مطب میں صبح ۹ بجے سے ایک بجے دن تک بیٹھتے تھے مریضوں کی بھیڑ کا یہ عالم تھا کہ بہت سے مریض تشنہ واپس چلے جاتے تھے۔
مطب کا یہ انداز تھا کہ دونوں طرف طلباء بیٹھتے تھے اور حکیم صاحب بآوازِ بلند نسخہ بولتے تھے۔ نسخہ کی تکمیل کے بعد طلباء اپنے نسخے بغرضِ اصلاح پیش کرتے تھے۔ مطب میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں تھا مطب کے اوقات

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کے علاوہ کسی کا دخل بہت دشوار ہوتا تھا۔

حکیم صاحب بطورِ فیس اندرونِ شہر 16/ روپئے شہر سے باہر اور صوبے کے اندر 5 سو روپئے اور صوبے کے باہر 1000/ روپیہ روزانہ کے حساب سے لیتے تھے لیکن باہر جانے کے لیے فیس کی زیادتی کے باوجود شہر کے مریضوں کا بڑا پاس رکھتے تھے۔ پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن رقمطراز ہیں کہ مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ نے جب حکیم صاحب سے جلد واپسی کا سبب پوچھا تو آپ لکھنؤ کے مطب کے مریضوں اور طلباء کے نقصان کا تذکرہ کر کے جلد ہی لکھنؤ واپس آگئے۔ مہاراجہ کے زیادہ اصرار پر حکیم صاحب نے اپنے شاگرد محمد حسین خاں کا نام لیا جو بہت دنوں تک اسی رجواڑے سے وابستہ رہے۔1

آپ کے معالجانہ تجربات سے متعلق متعدد واقعات کتابوں میں ملتے ہیں ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ لکھنؤ کے نوابزادہ کو چیچک نکلی جس میں حالت بہت خراب ہوگئی۔ اطباء اور ڈاکٹروں کا جمگھٹ تھا۔ کئی اطباء نے نسخے لکھے۔ حکیم عبدالعزیز صاحب نے نسخہ دے کر کافور کا اضافہ کر دیا اطباء کو بڑی حیرت ہوئی۔ بعض نے مضر بتاتے ہوئے کافور کی سخت مخالفت کی۔ حکیم صاحب نے مدلل طور سے فرمایا کہ بخار کی شدت کی وجہ سے سمیت پیدا ہوگئی ہے لہٰذا تریاق کی حیثیت سے کافور کی ضرورت ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن سے فائدہ شروع ہوگیا۔2

ایک دوسرا واقعہ یوں ہے کہ حکیم صاحب کے مطب میں ایک لڑکا آیا ساتھ ہی لوگوں نے یہ بتایا کہ یہ بغیر دستہ کے چاقو نگل گیا ہے۔ ممکنہ علاج کے بعد ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا تھا مگر لڑکے کے والدین آپریشن کے لیے تیار نہیں تھے حکیم صاحب کی رائے لی گئی آپ نے ایک چھٹانک پارہ دودھ میں پلوایا اور آدھے گھنٹے تک اس سے چہل قدمی کروائی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ناف کے پاس درد کی شکایت کی تو آپ نے حقنہ کرایا۔ تیسری دفعہ حقنہ کر لینے کے بعد پہلے چاقو کا

---

1 تذکرہ خاندانِ عزیزی ص 150 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

2 رموز الاطباء ج دوم ص 249 حکیم فیروز الدین صاحب۔ 3 تذکرہ خاندانِ عزیزی ص 151 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھل نکلا پھر پارہ باہر نکل آیا۔

حکیم صاحب کا درس :۔

آپ کا درس نہایت مقبول تھا۔ قانون شیخ آپ کو زبانی یاد تھی۔ فلسفہ پر قدرت کی وجہ سے کلیات کا درس بہت جامع ہوتا تھا۔ حکیم ظل الرحمن نے لکھا ہے کہ آپ کے درس میں ہندوستان کے علاوہ افغانستان، بخارا، ہرات اور حجاز کے اطباء بھی شریک ہوتے تھے آپ کے درس کی مقبولیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ شبلی نعمانی، مولانا محمد فاروق چریا کوٹی، مولانا لطف اللہ علی گڈھی، مولانا عبدالحق خیر آبادی جیسی بڑی شخصیتیں پابندی سے درس میں شریک رہتی تھیں۔

مطالعہ کا ذوق :۔

وسیع معلومات کے باوجود مطالعہ کا پروگرام آپ کے معمولات کا ایک اہم جزو تھا۔ ظہر سے عصر تک مطالعہ کے علاوہ اور کوئی کام پسند نہیں کرتے تھے۔ تخت کے چاروں طرف کتابیں رکھی رہتی تھیں۔ قانون کی شروح اور مختصرات آپ کی پسندیدہ کتابیں تھیں۔ کتابیں خریدنے کا بھی بہت شوق تھا۔ پرانی کتابوں کے منہ مانگے دام دے کر خرید لیتے تھے۔

طبی مناقشہ :۔

حکیم صاحب کے زمانے میں دہلی اور لکھنؤ دو اہم طبی اسکول تھے جو اہم سمجھے جاتے تھے۔ ان دونوں میں اکثر فنی امور میں مناقشے چلتے رہتے تھے حکیم صاحب اور حکیم عبدالمجید خاں کے درمیان مخ دماغ کی حس کے متعلق کافی دنوں تک بحث چلتی رہی۔ دونوں طرف سے متعدد رسائل شائع ہوئے اس کے علاوہ طب کی تعلیمی زبان، کشتوں کا جواز وعدم جواز، حکیموں کے ساتھ ویدوں کی شمولیت جیسے بہت سے معاملات میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ لکھنؤ والے حکیموں کے ساتھ آیوروید

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

والوں کی شمولیت کے مخالف تھے۔ چنانچہ طبی اینڈ آیورویدک کانفرنس کا اکثر بائیکاٹ کرتے تھے اسی طرح طب کے ساتھ جدید تعلیم کے تسلط کو بھی لکھنؤ کے اطباء طب کے لیے خطرہ سمجھتے تھے۔ مفردات کے وزن کے سلسلہ میں لکھنؤ اور دہلی طبی اسکولوں میں اختلافِ رائے پایا جاتا تھا۔

تکمیل الطب کا قیام :-

اگرچہ حاذق الملک حکیم عبدالمجید کے ہاتھوں مدرسہ طبیہ دہلی نے طب کی تعلیم کو نئے نظامِ تعلیم سے آگاہ کر دیا تھا لیکن ابھی اطباء کے اندازِ فکر اور طبی تعلیم کے اندازِ فکر میں بہت زیادہ تبدیلی نہیں آئی تھی اور ایک مخصوص طبقہ کے سوا اس کے اثرات عام اطباء پر مرتب نہیں ہوئے تھے[1]

زمانہ کے بدلتے تیور کو دیکھ کر طبِ یونانی کو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے لکھنؤ میں حکیم عبدالعزیز کے ہاتھوں تکمیل الطب کا قیام ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے حکیم صاحب اپنے دورِ طالب علمی ہی سے علم تشریح کے ساتھ سرجری کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے اسی ضرورت کے پیشِ نظر آپ نے اپنے دونوں لڑکوں حکیم عبدالرشید اور حکیم عبدالمعید کو سرجری میں کمال حاصل کرایا۔ ظاہر ہے دو چار اطباء سے اتنے بڑے ملک کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی خیال سے حکیم صاحب نے جولائی ۱۹۰۲ء میں جھوائی ٹولہ لکھنؤ کے اپنے آبائی مکان میں تکمیل الطب کے نام سے ایک طبی درس گاہ قائم کی۔ شروع میں صرف خاندان کے اطباء ہی اس کا نظم و نسق و تدریسی کام انجام دیتے رہے بعد میں یہ سلسلہ وسیع ہوتا گیا اور باہر کے اساتذہ کی خدمات بھی حاصل کی گئیں اور آج بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندستان میں طب کی آزادانہ تعلیم کے ادارہ کی حیثیت سے تکمیل الطب کی خدمات سب سے اہم ہیں۔ یہاں دیگر اداروں کی خدمات سے انکار مقصود نہیں ہے صرف اطباء جھوائی کی گراں قدر خدمات کا اعتراف مقصود ہے۔ آج کل یہ کالج حکومت اتر پردیش

---

[1] تذکرہ خاندانِ عزیزی ص154 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ئی تحویل میں سرگرم عمل ہے۔

تکمیل الطب کالج سے ملحق ایک شفا خانہ بھی گذشتہ 85 سال سے فن کی خدمات انجام دے رہا ہے ان ساری خدمات کا سہرا حکیم عبدالعزیز ہی کی روح سے وابستہ ہے۔ اس ادارے کی تاریخی اور فنی خدمات پر الگ سے ایک مضمون اسی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

حکیم صاحب کے شاگرد :۔

حکیم صاحب کی مسلسل تدریسی خدمات کی وجہ سے آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کے شاگردوں میں حکیم عبدالوہاب، حکیم ریاض الحسن، حکیم حنیف علی، حکیم ہدایت، حکیم سعید الرحمٰن، حکیم خواجہ کمال الدین لکھنوی، حکیم عثمان شاہ ندوی، حکیم دراج الحق فرنگی محلی، پروفیسر محمد رضا، حکیم سید قاسم، حکیم چودھری بشیر احمد نگرامی اور حکیم عبدالمجید کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

شادی اور اولادیں :۔

19 سال کی عمر میں 31 دسمبر 1872ء کو حکیم صاحب کی شادی حکیم صاحب کی پھوپھی زاد بہن زینب خانم سے ہوئی۔ زینب خانم حاجی حکیم رضا کی صاحبزادی تھیں۔ زینب خانم سے دو صاحبزادے حکیم عبدالرشید اور حکیم عبدالحمید اور ایک صاحبزادی خدیجہ بیگم پیدا ہوئیں۔

زینب خانم کے انتقال کے بعد حکیم صاحب کی دوسری شادی آپ کی سالی کبریٰ خانم سے ہوئی، ان سے چار صاحبزادے حکیم عبدالحکیم، حکیم عبدالعلیم، حکیم عبدالحکیم اور حکیم عبدالعظیم پیدا ہوئے دو صاحبزادیاں اکبری خانم اور اصغری خانم بھی انہی سے پیدا ہوئیں ہے[1]

تصانیف :۔

حکیم صاحب کی تصانیف کی تعداد بہت مختصر ہے صرف تین کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

[1] تذکرہ خاندان عزیزی ص 155 حکیم سید ظل الرحمٰن

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

1. رسالہ تحفہ عزیزی مطبع نامی لکھنؤ سے 1320ء میں شائع ہوا۔ اس رسالہ میں ادویہ مرکبہ کا مزاج نکالنے اور کمیت دوا کے بڑھنے سے کیفیتِ دوا کے اثر پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

2. رسالہ فی ابطال حس جواہر الدماغ یہ رسالہ حکیم صاحب نے حکیم عبدالمجید کے رسالے حسن جواہر الدماغ کے جواب میں لکھا ہے۔[1]

3- بیاضِ مجرباتِ (قلمی)، یہ نسخہ حکیم ظل الرحمٰن علی گڑھی کے ذاتی ذخیرہ کی زینت ہے۔

انتقال:-

بانی تکمیل الطب اور ہندوستان میں طب کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار حکیم عبدالعزیز نے 19 شوال 1329ھ مطابق 13 اکتوبر 1911ء عیسوی میں 57 سال کی عمر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ سارے ہندوستان میں حکیم صاحب کا سوگ منایا گیا۔ کوئی 50 سے زیادہ قطعہ تاریخ اور نظموں کا تذکرہ حکیم ظل الرحمٰن صاحب کی کتاب تذکرہ خاندانِ عزیزی میں ملتا ہے۔

حکیم عبدالحمید

پیدائش و ابتدائی تعلیم:-

حکیم عبدالحمید 4 محرم الحرام 1302ھ مطابق 24 اکتوبر 1884ء بروز جمعہ پیدا ہوئے آپ مشہور حکیم عبدالعزیز کے صاحبزادے تھے۔ ابتدائی تعلیم مولوی حکیم عبدالمجید بنارسی، حکیم حافظ عبدالرحمٰن دہلوی، حکیم مولوی لیاقت حسین، حکیم مولوی عبدالحق سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مولانا حفیظ اللہ ناظم ندوۃ العلماء، اور مولانا محمد فاروق چریا کوٹی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

---

[1] الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند ص 313
بحوالہ حکیم ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبی تعلیم :۔

طب کی ابتدائی تعلیم اپنے برادرِ معظم شفاء الملک حکیم عبدالرشید سے حاصل کی اس کے بعد والدِ بزرگوار سے انتہائی کتابیں پڑھیں۔ طب کی تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے والد کی خواہش کے مطابق سرجری میں مہارت کے لیے بلرام پور ہسپتال لکھنؤ کے سول سرجن کرنل اینڈرسن سے وابستہ رہے [1] لکھنؤ سے ڈاکٹر صاحب کے تبادلے کے بعد ان کے ساتھ حکیم صاحب آگرہ گئے۔ جہاں میڈیکل اسکول اور تھامسن ہاسپٹل میں ایک سال تک سرجری میں مزید مہارت پیدا ہوئی پھر کامیاب سرجن ہو کر لکھنؤ واپس آئے۔

مطب و تدریس :۔

حصولِ طب سے فراغت کے بعد حکیم صاحب تکمیل الطب کالج کے پروفیسر اور تکمیل الطب شفا خانے کے انچارج بنائے گئے صبح کو شفا خانے میں مریض دیکھتے تھے اور شام کو طلباء کو درس دیتے تھے شفا خانے میں مطب کے علاوہ آپ حسبِ ضرورت آپریشن بھی کرتے تھے۔

اندازِ تدریس کے بارے میں رسالہ الحکیم میں درج ہے کہ پڑھانے کا اتنا جاذب توجہ ڈھنگ تھا کہ ایک قسم کی محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا آپ کے شاگردوں کا کہنا تھا کہ پڑھتے وقت زیرِ بحث مضمون کا پورا نقشہ سامنے آجاتا تھا۔ [2]

1920ء میں حکیم عبدالرشید کے انتقال کے بعد تکمیل الطب کے آنریری سکریٹری مقرر کیے گئے اس کے بعد آپ نے کالج کے تعلیمی معیار کو بہت بلند کیا۔ پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ حکیم صاحب کی نظر زمانے کے

---

[1] تذکرہ خاندانِ عزیزی ص 102 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

[2] سالنامہ الحکیم لاہور جنوری 1932ء۔

[3] ایضاً۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے بدلتے ہوئے رجحانات پر پوری طرح تھی۔ وہ نہ صرف قدیم مضامین کو باقاعدہ عملی شکل میں پڑھائے جانے کے لیے کوشاں رہے بلکہ طب جدید کے مضامین بالخصوص کیمیا اور سرجری کو بھی انھوں نے نصاب کا جزو بنایا۔ ؎1

اپنی ہمہ گیر صلاحیتوں کی بنا، پر حکیم صاحب آیور ویدک طبی کانفرنس کے صدر، بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی کے سرگرم رکن رہے۔ نصاب تعلیم کا دورِ جدید سے ہم آہنگ بنانے کا کارنامہ کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

تکمیل الطب لکھنؤ کے علاوہ پٹنہ طبیہ کالج، نظامیہ طبیہ کالج حیدر آباد اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ کی تاسیس، ان کالجوں کے معیار کی بہتری اور حکومت کی نظر میں انھیں باوقار بنانے کی جدوجہد حکیم صاحب کے اہم کارنامے ہیں۔

حکیم صاحب کے اہم شاگرد :۔

آپ نے یوں تو اپنے درس کے ذریعہ بے شمار طلباء کو مستفید کیا لیکن باضابطہ طور پر آپ کے شاگردوں میں حکیم نثار احمد، حکیم سید علی احمد نیر واسطی، حکیم مولوی ادریس، حکیم رشید احمد ندوی، حکیم افتخار الحسن، حکیم شکیل احمد شمسی، حکیم محمد مسیح الزماں ندوی، حکیم محمد عمر، حکیم تبارک کریم تکمیلی اور حکیم ابوالکلام کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ؎2

شادی اور اولادیں :۔

آپ کی شادی ۱۹۰۵ء میں حکیم عبدالوحید کی بیٹی اقبال جہاں سے ہوئی تین صاحبزادے حکیم عبدالحسیب، حکیم عبدالجلیل، اور عبدالرحیم اور دو صاحبزادیاں اعجاز جہاں اور نایاب جہاں یادگار ہیں۔

انتقال :۔

حکیم صاحب کی صحت بچپن ہی سے بہت اچھی نہیں تھی۔ ایک بار شدید ورم کبد

؎1 تذکرہ خاندانِ عزیزی ص۳۰۳ حکیم سید ظل الرحمٰن۔

؎2 حوالہ سابق 301

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں مبتلا ہوئے پھر 1917ء میں شفا، ہوئی۔ بعد میں نمونیہ کا شدید حملہ ہوا بالآخر 57 سال کی عمر میں 24 دسمبر 1940ء میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا ہے[1]

مشہور انشا پرداز مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم کے درج ذیل اقتباس سے حکیم صاحب کے انتقال سے پیدا شدہ خلاء کو بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

"طبیب ابن طبیب حاذقوں کی اولاد، حاذق کے بیٹے حاذق کے پوتے شفاء الملک، حکیم عبدالحمید لکھنوی محتاج نہ تعریف کے نہ تعارف کے۔ مشہور طبی درسگاہ تکمیل الطب کے روح رواں، اچھی خاصی صحت، سرخ و سفید چہرہ، تندرست بشرہ۔ ابھی اس مایوس کو دوا پلا رہے ہیں ابھی اس لبِ مرگ کو خدا کے حکم سے جلا رہے ہیں۔ یک بیک خود بیمار پڑے ہیں۔ ذیابطیس اور پھر دق پہاڑ سے گئے اور آئے علاج یہ ہوا وہ ہوا اور انجام آخر وہی ہوا جو اس کشمکش کا ہوا کرتا ہے۔ جو علاج دوسروں کا کر رہا تھا خود اس کا مرض لا علاج ہوا۔ جو داستان کے لیے مشہور تھا پلک جھپکتے خود اس کی زندگی افسانہ بن کر رہی۔

مریضوں کے پھیرے گلی میں روز ہی لگتے رہتے تھے اور یہی وقت تھا آج کے مجمع کا رنگ دوسرا تھا۔ آج قدم اُٹھ رہے تھے افسردگی سے اور دل پگھل رہے تھے عبرت کی گرمیوں سے۔ آج نبض دکھائی نہیں تھی۔ نسخہ لکھانا نہ تھا حال کہنا نہ تھا۔ خود حکیم صاحب کا جنازہ پڑھنا تھا۔ قبر میں اتارنا تھا اور وہ جو دوسروں کے جسم کا محافظ سمجھا جاتا تھا خود اس کے جسم کو گہرے گڑھے میں دفن کرنا۔ تربت پر فاتحہ پڑھنا۔ طبیب موت کے پنجہ میں۔ چارہ گر قضا کے شکنجہ میں۔ تقدیر سے تدبیر کی شکست۔ بے شمار مثالوں اور لاتعداد نظیروں میں ایک اور اضافہ۔"

حکیم عبدالحلیم لکھنوی

خاندانِ عزیزی کے ہونہار فرزند اور اپنے دور کے سرجن حکیم عبدالحلیم

---

[1] تذکرہ خاندانِ عزیزی ص 334 حکیم سید ظل الرحمن ندوی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

لکھنؤ کے محلہ جھوائی ٹولہ میں جنوری 1907ء میں پیدا ہوئے۔ 3 سال کی عمر میں پڑھائی پر بٹھا دیے گئے۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ 6 سال کی عمر میں اُردو اور فارسی میں ماہر ہو گئے۔ بدقسمتی سے اسی سال والدِ محترم حکیم عبدالعزیز کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابا جان کے بعد سرپرستی "بڑے بھائی حکیم عبدالرشید کے ذمہ آئی۔ درسِ نظامی کی تکمیل مولانا عبدالغفور سے کی 1915ء میں انگریزی تعلیم شروع کی۔ انگریزی میں آپ کے استاد مسٹر جے ڈبلو پیئرس تھے [1] 1921ء میں بھائی بھی ساتھ چھوڑ گئے اس کے بعد اپنے چچا حکیم عبدالحفیظ کی نگرانی میں طب کی تعلیم شروع کی اور 1923ء میں فراغت ہوئی۔

تکمیل الطب کالج سے وابستگی :-

فراغت کے فوراً بعد تکمیل الطب سے بحیثیت استاد وابستہ ہو گئے۔ علم الادویہ سے گہری دلچسپی کی وجہ سے اسی شعبہ کے ذمہ دار بنائے گئے۔ 1926ء میں شفاخانہ کے انچارج اور کالج کے وائس پرنسپل ہو گئے۔ آپ کے زمانے میں کالج نے بہت ترقی کی۔ کالج کا ہوسٹل، طبی اکاڈمی، طبی کونسل اور دیگر طبی سرگرمیاں آپ کے اہم کارنامے ہیں۔

خاندانی جائداد کے سلسلے میں حکیم عبدالحمید سے کچھ نا اتفاقی کے نتیجہ میں 1929ء میں کالج سے عہدہ برا ہو گئے [2]۔

منبع الطب اور طبیہ وہاجیہ سے تعلق :-

تکمیل الطب سے علیحدہ ہوتے وقت آپ کے ساتھ 25 طلباء کے علاوہ حکیم منے آغا بھی الگ ہو گئے تھے۔ جنھوں نے دارالشفاء شاہی چوک میں باقاعدہ طبی درس گاہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن سال بھر بعد یہ درس گاہ بند ہو گئی اس کے

---

[1] تذکرۃ الاطباء، جلد دوم ص 181 حکیم سید سرفراز حسین۔

[2] تذکرہ خاندان عزیزی ص 353 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بعد حکیم صاحب اور ان کے رفقاء منبع الطب کالج سے وابستہ ہو گئے۔ یہاں آپ پرنسپل بنائے گئے۔ کچھ دنوں بعد آپ نے طبیہ ویدک جراحیہ اور منبع الطب دونوں کو ایک کر دیا۔ اس کا بڑا اچھا اثر پڑا۔ اور بہت جلد یہ کالج نمایاں خدمات انجام دینے لگا۔ تذکرۃ الاطباء، رموز الاطباء اور رسالہ الحکیم کے سالنامے جنوری 32ء میں منبع الطب کالج لکھنؤ کے فارغین کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔

حکیم صاحب بحیثیتِ سرجن :۔

ستمبر 1932ء میں لفٹننٹ کرنل ٹی ہنٹر سابق سول سرجن لکھنؤ کی عنایت سے آپ کو بلرام پور اسپتال میں کام کرنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ 1925ء تک آپ نے سرجری میں کافی مہارت پیدا کر لی اور اس وقت نازک سے نازک آپریشن کرنے لگے چنانچہ انتزاع المقلہ، ہرنیا، اخراجِ سنگ گردہ و مثانہ، سرطان، نزول الماء وغیرہ کے آپریشن نہایت کامیابی سے انجام دیئے۔[1] یہی وجہ ہے کہ آپ نے حکیم کی حیثیت سے کم سرجن کی حیثیت سے زیادہ شہرت پائی۔

حکیم صاحب بحیثیتِ طبیب :۔

طبابت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ تشخیص اور علاج دونوں میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ مریضوں کو بھرتی کرنے کے لیے 15 بڈ کے وارڈ کا بھی انتظام گیا تھا۔ حکیم صاحب کے نسخہ بولنے کی آواز باہر تک سنائی دیتی تھی۔ آپ کے مطب کے ایک دواساز مرزا بیگ صاحب ابھی بقیدِ حیات ہیں۔ ان سے اکثر حکیم صاحب کے مطب کے قصے سننے کو ملتے ہیں۔ آپ کے نسخہ کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ اجزائے ابتداء میں اگر برگ منہ سے نکل جاتا تھا تو پورا نسخہ برگ ہی پر ختم ہوتا تھا۔ اسی طرح تخم، گل، بیخ اور شگوفہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا تھا۔

---

[1] سالنامہ الحکیم جنوری 1932ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ کی معالجانہ مہارت کے بہت سے قصے اب بھی جھوائی ٹولہ کے بزرگوں سے سننے کو ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک مریضہ پر اختناق الرحم کا شدید دورہ پڑا۔ تمام اطباء اور ڈاکٹر علاج کر کے ناکام ہو گئے۔ مریضہ تین دن سے بے ہوش تھی اور جسم لکڑی کی طرح اکڑ گیا تھا۔ حکیم صاحب کو دکھایا گیا۔ آپ نے تجویز کیا کہ منی کے رک جانے کی وجہ سے دورہ پڑا ہے چنانچہ آپ نے فرفیون بکری کے پتے میں پیس کر عطر موتیا اور حوریا میں حل کر کے پھر تھوڑا زعفران خالص ملا کر بطور حقنہ استعمال کرایا۔ تھوڑی دیر بعد انزال ہوا اور مریضہ نے آنکھیں کھولیں لیکن ہچکیاں آنے لگیں تو آپ نے فم معدہ پر سینگیاں لگوائیں۔ مرض بالکل ختم ہو گیا۔

رسالہ الحکیم میں اس طرح کے بہت سے قصے مذکور ہیں جن سے حکیم صاحب کی فنی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

انتقال :۔

49 سال کی عمر گذار کر اگست 1954ء میں بمقام لکھنؤ وفات پائی۔

شادی اور اولادیں :۔

حکیم عبدالحلیم کو ڈاکٹر محمد اسماعیل کی صاحبزادی زیب النساء منسوب تھی جن سے ایک صاحبزادے ڈاکٹر عبدالمتین پیدا ہوئے جو آج کل انڈسٹریل ٹاکسی کالوجی ریسرچ سنٹر میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیں۔

تصانیف :۔

اپنی بے حد مشغولیت کے باوجود آپ نے تصنیف کا کام بھی خاصا انجام دیا ہے جن میں مفردات عزیزی، رہبر سرجری بے حد اہم ہیں اور عرصہ سے نصاب میں شامل ہیں۔

تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

1. مجرباتِ عزیزی حکیم صاحب کے ذاتی نسخوں پر مشتمل ہے۔
2. مفرداتِ عزیزی مفرد ادویہ پر نہایت جامع کتاب ہے۔
3. رہبر سرجری (ترجمہ کامل الصناعہ مقالہ نہم)
4. مالا یحضرہ الطبیب۔
5. طب کی تعلیمی زبان۔
6. حل المعضلات المشکلہ فی اصول علم الادویہ۔
7. دستور العلاج۔
8. شرح رسالہ اسباب و علامات۔

حکیم عبداللطیف فلسفی

آپ حکیم عبدالوحید کے صاحبزادے تھے۔ 29 اپریل 1900ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ کم عمری میں والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کی وجہ سے عم محترم حکیم عبدالمعید نے پرورش کے فرائض انجام دیئے۔ علوم لغت حضرت مولانا عبدالمجید فرنگی محلی، مولانا عبدالشکور اور مولانا عبدالکریم استاد ندوۃ العلماء سے سیکھے۔ مولانا فضلِ حق رام پوری کا نام بھی آپ کے اساتذہ میں ملتا ہے۔

اس طرح دینیات، معقولات، موسیقی، بنوٹ و کشتی وغیرہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد طب اپنے خاندان کے بزرگوں سے سیکھی جن میں شفاء الملک حکیم عبدالحمید کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔[1]

تکمیل الطب سے وابستگی:۔

1921ء میں طبی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے مستقل مطب کے ساتھ ادارہ تکمیل الطب میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور 1927ء تک تدریس کے فرائض

---

[1] تذکرۃ الاطبا، جلد دوم ص 190 حکیم سید سرفراز حسین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

انجام دیتے رہے ۱؎

طبیہ کالج علی گڑھ سے آپ کا تعلق :۔

1927ء میں حکیم اجمل خاں نے جب طبیہ کالج علی گڑھ قائم کیا تو آپ کی نظر دوررس نے حکیم عبد اللطیف کا انتخاب کیا چنانچہ پہلے مدرس پھر وائس پرنسپل، بعد میں پرنسپل مقرر ہوئے۔

علی گڑھ کے قیام کے دوران آپ نے طبیہ کالج کو مختلف طریقوں سے ممتاز بنا دیا تھا۔ چنانچہ شعبہ ریسرچ و نشرواشاعت، نصاب تعلیم کی ازسرِ نو ترتیب، دواخانہ طبیہ کالج کا تجارتی طریقہ پر آغاز، ڈسکشن کے لئے خاص انتظام، اور انڈور میں مریضوں کی بہتر دیکھ بھال آپ کے زریں کارنامے ہیں۔

فروغِ طب کی جدوجہد :۔

آپ اپنی زبردست فنی صلاحیتوں کی وجہ سے ہندوستان کے تمام طبیہ کالجوں سے وابستہ رہے چنانچہ تکمیل الطب لکھنؤ اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ، گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ، جامعہ طبیہ دہلی، اے کے طبی کالج قرولباغ، جامعہ طبیہ دیوبند اور نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد کی علمی اور فنی ترقی میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

طبیہ کا تجربوں کی بہتری کے علاوہ طبی نصاب کی تیاری آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔

خطابات و اعزاز

بحیثیتِ معالج آپ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر 1945ء میں آپ کو شفاء الملک کا خطاب دیا گیا، 1947ء کے بعد آپ صدرِ جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم اور وی وی گری کے اعزازی معالج بھی ہے۔

مختلف طبی انجمنوں سے وابستگی :۔

حکیم صاحب مرکز اور متعدد ریاستوں کی مختلف کمیٹیوں کے سرگرم ممبر رہے

۱؎ تذکرہ خاندان عزیزی ص 403 حکیم سید ظل الرحمن۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ان کے جلسوں میں آپ ہمیشہ فیصلہ کن رائے رکھتے تھے۔
انڈین میڈیسن بورڈ، یوپی، آیورویدک اینڈ طبی اکیڈمی اتر پردیش، پبلک سروس کمیشن یوپی، وغیرہ میں آپ کی طبی دوستی کی وجہ سے طب کی مخالفت کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی، اہم بات یہ تھی کہ آپ جب بھی رائے دیتے تھے بڑی مدلل دیتے تھے اس کے بعد اس رائے سے ہٹنا ممکن نہیں تھا۔ حکیم صاحب کے بعد اس طرح کی خصوصیات حکیم شکیل احمد شمسی مرحوم کے علاوہ اور کسی میں دیکھنے کو نہیں ملیں۔

شادی اور اولادیں :۔

حکیم صاحب کی شادی 1917ء میں خالہ زاد بہن راضیہ بیگم سے ہوئی۔ ایک صاحبزادے احمد سعید اور دو صاحبزادیاں یادگار ہیں۔

انتقال :۔

حکیم صاحب عرصہ سے دل کے مریض تھے، پہلا دورہ 1964ء میں پڑا تھا۔ دوسرا دورہ 13 اور 14 نومبر 1975ء کی درمیانی رات میں پڑا اس میں حکیم صاحب سنبھل نہیں سکے اور اسی دن وفات پائی۔[1]

تصانیف :۔

آپ نے مختصر لیکن نہایت جامع اور معرکتہ الآراء کتابیں تصنیف کیں اکثر کو طبی حلقوں میں بہت پسند کیا۔ کتابوں میں ملتا ہے کہ حکیم اجمل خاں آپ کی تصانیف کو بہت پسند فرماتے تھے۔[2]
ان تصانیف کے علاوہ آپ کے مختلف گراں قدر مضامین بھی لکھے جو اس دور کے موقر رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔
تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ تذکرہ خاندان عزیزی ص 412 2۔ تذکرۃ الاطباء جلد دوم ص 191

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

1۔ التحقیق المطلوب فی الماء المشروب مطبوعہ 1923ء۔
2۔ تحقیق المقال فی تعریف الاعتدال مطبوعہ 1925ء
3۔ ہماری سائنٹفک طب یونانی
4۔ تاریخ طب وعناصر مطبوعہ 1925ء۔
5۔ ہماری طب میں ہندؤں کا ساجھا مختصر رسالہ ہے مگر جامع بحث کی گئی ہے۔
6۔ طب اور سائنس۔
7۔ مختصر تاریخ تشریح ومنافع الاعضاء وعلم الجراحت اگرچہ مختصر رسالہ ہے لیکن مضامین کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔
8۔ کتاب النبض۔
9۔ کتاب الادویۃ القلبیۃ۔ یہ کتاب دراصل شیخ الرئیس کی کتاب کا ترجمہ ہے۔
10۔ مذہب اور لامذہبیت۔

بہت سے طبی مضامین مختلف قدیم رسالوں میں چھپے ہیں لیکن ان کی کوئی فہرست ابھی تک مرتب نہیں ہوسکی ہے اس طرح کے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آصف جاہی دور کے اطباء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم احمد اللہ خاں

آصف جاہی دور کا ممتاز طبیب تھا۔ امیر الہند والا جاہ اول کے زمانے میں وہ شاہی طبیب کے منصب پر فائز تھا۔ اس کے متعلق زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں، اتنا ملتا ہے کہ مدراس میں فن طب کی طرف باقاعدہ توجہ حکیم احمد اللہ خاں کے دور سے ہوئی، جو دلی سے منتقل ہو کر مدراس میں مقیم ہو گئے تھے[1]

مغل شہزادہ میرزا علی بخت اظفری قید سلطانی سے فرار ہو کر 1212ھ میں مدراس آیا تھا اس نے اس دور کے اطباء کے تذکروں میں حکیم احمد اللہ کا نام شامل کیا ہے ان کے بارے میں اس نے لکھا ہے کہ وہ حکمت اور طبابت میں بے مثل تھا۔ اگرچہ حکیم احمد اللہ کی متعدد تصانیف تھیں لیکن صرف درج ذیل رسائل کے تذکرے کتابوں میں ملتے ہیں۔

1۔ شفاء المجدور یہ کتاب متعدد فصلوں پر مشتمل ہے پہلی فصل علامات و اسباب و اقسام جدری سے متعلق ہے دوسری فصل حصبہ کے بیان پر مشتمل ہے تیسری فصل میں جدری اور حصبہ کے علاج سے بحث کی گئی ہے۔ چوتھی فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ جدری اور حصبہ کے مرض میں آنکھوں، حلق

---

[1] گورنمنٹ کتب خانہ مدراس کے مخطوطات مدراس سے کچھ اہم مخطوطات علم طب میں۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف خدا بخش لائبریری جرنل ص 45

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل اور امعاء کو کیسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔
پانچویں فصل چیچک کے داغ زائل کرنے سے متعلق ہے۔
اس کتاب میں مصنف نے چیچک کے علاج کے سلسلے میں جو تفصیل بتائی ہے وہ آج بھی بے حد مفید ہو سکتی ہے۔"
دوسری تصنیف تحقیق البحران۔ یہ کتاب مصنف نے نواب محمد علی خاں کے نام سے منسوب کیا ہے۔ رسالہ بحران سے متعلق نادر معلومات کا ذخیرہ ہے۔ مخطوطہ مدراس کے سرکاری کتب خانے کی زینت ہے۔
حکیم احمد اللہ خاں کی تیسری کتاب رسالہ فی تحقیق النبض کے نام سے موسوم ہے۔ نبض پر جامع معلومات پر مشتمل یہ رسالہ مخطوطہ کی شکل میں مدراس کے سرکاری کتب خانے میں محفوظ ہے۔
ان تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکیم احمد اللہ کی گرفت طب پر بہت مضبوط ہے خاص طور سے جدری اور حصبہ کے میدان میں حکیم صاحب امتیازی معلومات رکھتے تھے۔
اندازِ بیان میں اختصار غالب رہتا ہے لیکن جامعیت ہاتھ سے نہیں جاتی، بحث کے دوران طب کے کلیات پر استحضار کی نشاندہی ہوتی ہے۔

حکیم رضا علی خاں

سرزمین حیدر آباد کو جہاں علوم و فنون کے مختلف شعبوں پر فوقیت حاصل ہے وہیں علمِ طب کے سلسلے میں بھی اسے بجا طور پر فخر حاصل ہے حکیم رضا علی خاں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ والد کا نام حکیم محمود علی بن حکیم حضرت اللہ تھا باپ بیٹے دونوں اپنے دور کے ممتاز طبیب تھے۔
افسوس کہ ان عظیم ہستیوں کے بارے میں تاریخی حوالے بالکل خاموش ہیں۔ حکیم رضا علی خاں کی مایہ ناز کتاب تذکرۃ الہند مسمی بہ یادگار رضائی کے دیباچہ سے بھی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ بہر حال یہ طبیب اپنی مایہ ناز تصنیف

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یادگار رضائی کے ذریعہ آج بھی یادگار ہے۔

یادگار رضائی پر ایک نظر۔

یادگار رضائی علم الادویہ کے موضوع پر نہایت اہم کتاب ہے مطبوعہ کتاب صفحۂ اول پر درج ہے کہ فوائد محمودیہ کے نام سے ایک مختصر رسالہ ہند کی جڑی بوٹیوں کے متعلق حکیم رضا علی کے والد حکیم محمود علی بن حکیم حضرت اللہ نے قلمبند کیا تھا۔ اس رسالہ پر ان کے فرزند حکیم رضا علی نے محنت کر کے اسے مفصل اور جامع بنا دیا یہ کتاب پہلی بار 1283ھ دوسری بار 1291ھ میں حیدر آباد سے چھپی؛ تیسری بار افادیت کے لحاظ بر بناء عرضی مشاہیر حکماء مثل حکیم مقصود جنگ، حکیم ابوالفدا، حکیم اعظم صاحب، حکیم نواب میر عثمان علی خاں نظام سید حیدر آباد دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے[1]

یہی نسخہ راقم السطور کے پیشِ نظر ہے مطالعہ کے بعد تعینی طور سے کیا جاسکتا ہے۔

کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے جلدِ اول کے مشمولات حسبِ ذیل ہیں۔ کتاب کو تذکرہ اول، دوم اور سوم میں تقسیم کیا گیا ہے پھر ہر تذکرہ کو فائدہ کے عنوان سے تقسیم کیا گیا۔

کتاب حروف ابجد کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔ جلدِ اول میں حرفِ سین تک کی دوائیں اور آگے کی دوائیں جلدِ دوم میں لکھی گئی ہیں۔

کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم رضا علی کا ہندوستانی جڑی بوٹیوں پر بڑا گہرا مطالعہ تھا۔ نہایت تفصیل سے ادویہ کی ماہیت، شناخت اور افعال و خواص درج کئے گئے ہیں۔

فارسی زبان میں ہندوستانی جڑی بوٹیوں سے متعلق اتنی اچھی کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ میری معلومات کی حد تک ابھی اس کا اردو ترجمہ نہیں ہوسکا ہے

---

[1] آصفیہ کے مخطوطات، جناب سید کرامت علی حیدر آباد خدا بخش لائبریری جرنل ص 45

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگر ہو جائے تو یقیناً طلباء اور محققین کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

کتاب کے دیباچہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے آیورویدک کی تمام مستند کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ساتھ ساتھ ہندی دواؤں کے متعلق یونانی اطباء کے بیانات بھی شامل کئے گئے ہیں۔

بحیثیت مجموعی علم الادویہ کے موضوع پر نہایت جامع تصنیف ہے۔ پیش نظر کتاب کو شائع کرنے والوں نے اس میں مترادفات کا اضافہ کرکے اسے مزید مفید بنا دیا ہے۔

حکیم سعید احمد امروہوی

حکیم سید احمد سعید امروہوی امروہہ کے مشہور طبی خاندان، خاندانِ طبیہ عسکریہ کے ہونہار فرزند تھے امروہہ کے مختلف طبی خاندانوں میں اس خاندان کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ 200 سال سے زیادہ یہ خاندان مسلسل طبی خدمات انجام دیتا رہا اس خاندان کے بانی کی حیثیت سے حکیم سید محمد بخش اللہ کا نام روشن صفات کا حامل ہے آپ کا دورِ حکیم علوی خاں کی شہرت کا دور تھا اور دلی تباہ ہو رہی تھی۔ 1225ء میں آپ کے انتقال کے بعد آپ کے اکلوتے فرزند حکیم سید حسن عسکری متوفی 1255ھ نے طبی قافلے کو آگے بڑھایا۔ مرحوم کے بعد آپ کے دو صاحبزادے حکیم سید محمد نثار علی المتوفی 1290ھ اور حکیم سید اکبر علی کے ذریعہ یہ خاندان خوب پھلا پھولا اور آپ کے اخلاف حکیم سید نورالحسن متوفی 1277ھ حکیم سید علی حسن متوفی 1326ھ حکیم سید ابن حسن متوفی 1960ء کے بعد ہوئے اس طبی خاندان میں افسر الاطباء حکیم سید احمد سعید امروہی اور حکیم سید علی موسیٰ رضا متوفی 1913ء جیسے باکمال پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اس خاندان کی عزت و شہرت میں مزید چار چاند لگا دیئے۔

اس خاندان کے گل سر سید حکیم سید احمد سعید امروہی تقریباً 1256ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد کا نام سید اکبر علی اور دادا کا نام حکیم سید حسن عسکری

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا انھیں کے نام سے خاندانِ عسکریہ کو شہرت حاصل ہوئی۔

ابتدائی تعلیم امروہہ میں مولوی امداد اللہ سے حاصل کر کے حکیم سید احمد سعید رام پور چلے گئے جہاں اس دور کے فاضل ترین استاد مولوی سعد اللہ سے باقی علوم پڑھے۔ طب اپنے والد حکیم سید اکبر علی اور چچا حکیم سید نثار علی سے پڑھی اور انھیں سے مطب سیکھا۔[1]

مطب :۔

طب کی تکمیل کے بعد آپ نے مطب شروع کیا اور جلد ہی اپنی حذاقت کی بدولت دور دور تک مشہور ہو گئے۔ مطب کے سلسلہ میں آپ مطالعہ کے ذریعہ نت نئے تجربات کرتے تھے۔ اس سلسلے میں موصوف خالص تقلیدی ذہنی کے ذریعہ گھسے پٹے نسخے آزمانے کے مخالف تھے ان کا خیال تھا کہ ہر مریض کی خلطی کیفیت اور اس کی مرضی نوعیت مختلف ہوتی ہے لہٰذا اسی حساب سے دواؤں کی ترکیب دی جانی چاہیئے۔ بحیثیتِ معالج حمیات متشابہ اور ذیابیطس میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔

سفرِ حیدر آباد :۔

آپ کی شہرت اور مہارت سن کر نواب سر آسماںجاہ صدرِ اعظم دولت آصفیہ نے حیدر آباد بلایا تھا اور آپ کو ریاست سے 300 روپیے ماہوار مقرر کیا یہاں آنے کے بعد آپ نے اپنا ذاتی مطب شروع کیا اور جلد ہی سارے دکن میں سکہ جما لیا۔ اس زمانہ میں نواب وقار الملک اور نواب سر آسمان جاہ کی خواہش سے آپ نے دکن میں یونانی طب کی احیاء کے لیے ایک جامع اسکیم تیار کی اسی کے تحت ایک بہت بڑے شفا خانے کا قیام عمل میں آیا۔ اسی شفا خانے میں بعد میں آپ افسر الاطباء کے عہدے پر فائز ہوئے۔

---

[1] رسالہ الحکیم جنوری 1932ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حیدر آباد میں طب کی نشأۃِ ثانیہ سے متعلق کوششوں میں حکیم صاحب کا بڑا دخل تھا۔ آپ کی جدوجہد سے ایک بار پھر طب کو ڈاکٹری کے مقابلہ میں سربلندی حاصل ہوئی۔

درس :۔

طب کے ساتھ درس و تدریس کا کام بھی جاری تھا۔ ایک اچھے خاصے حلقے نے آپ سے تعلیم حاصل کی۔ مشہور تلامذہ میں حکیم ظہور الحق، حکیم مختار احمد امروہی، حکیم منصور علی خاں، حکیم الطاف حسن اور حکیم سید حامد حسن کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

انتقال :۔

علم و حکمت کا یہ سرچشمہ تا دمِ آخر فنی خدمات انجام دیتے ہوئے بالآخر ۶۰ سال کی عمر میں 1314ھ میں خاموش ہو گیا۔

تصانیف :۔

حکیم سید احمد سعید کا مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ خاص طور سے القانون فی الطب اور اس کی شروح پر آپ کی نظر بہت گہری تھی۔ آپ نے ایک رسالہ تحفۃ الافاضل قلمبند کیا تھا جس میں شیخ الرئیس اور شارحین قانون کے درمیان مختلف طبی مسائل کا محاکمہ کیا تھا۔ اس رسالہ سے آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی آپ کی تصانیف کی تعداد تو زیادہ نہیں تھی لیکن ضخامت ہر تصنیف کی بہت تھی۔ اس اعتبار سے آپ کو ہندوستانی اطباء میں عظیم ترین مصنف کہا جا سکتا ہے۔

1۔ کامل التشخیص 13 جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ہے اور ہر جلد کا حجم 800 صفحات سے 1500 صفحات پر محیط ہے یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔

2۔ تعلیقات سعیدیہ علی المسائل الحکمیہ یہ کتاب بھی فل اسکیپ سائز کے 300 صفحات پر مشتمل ہے۔

3۔ شرح اسباب و علامات یہ کتاب اگرچہ نامکمل ہے تاہم اس کے نامکمل صفحات کی تعداد بھی 223 سے زیادہ ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

4۔ رسالہ تسکین الانفس بہ تحقیق ذیابیطس 164 صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں ذیابیطس کے علمی اور عملی نظریات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ مطبوعہ ہے لیکن کمیاب ہے۔

5۔ تذکرہ سعیدیہ، تذکرہ داؤد انطاکی کے انداز پر یہ کتاب حکیم صاحب نے لکھنی شروع کی تھی جو مکمل نہیں ہو سکی۔

6۔ رسالہ تحفۃ الافاضل۔

7۔ معیار الاطباء عربی زبان میں 179 صفحات پر محیط ہے۔ امراض کے اصول علاج و قوانین کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔

حکیم سید احمد سعید امروہی کی تشخیص کامل پر ایک نظر:۔

حکیم صاحب کی اہم ترین تالیف ہے۔ تشخیص پر اس قدر جامع کتاب نہ دیکھنے کو ملی نہ سننے کو ملی۔ اس کتاب کو بنیادی طور سے حکیم صاحب نے 20 مقالات پر تقسیم کرنا چاہا تھا مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور 13 مقالات یعنی جلدوں کے بعد زندگی نے ساتھ نہیں دیا۔

اس کتاب میں پیچیدہ امراض کی تشخیص فارقہ اور ان میں باہمی امتیاز بلحاظ محلِ وقوع و افزائش مادہ سے متعلق نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ 13 مقالات میں ہر مقالہ بذاتِ خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کی ہر جلد 85 سے 150 صفحات پر محیط ہے۔

اس کتاب کا آخری مقالہ آپ کے شاگرد رشید حکیم منصور علی خاں نے شائع کیا ہے۔ راقم السطور کی نظر سے گذرا ہے جس میں گردے اور مثانے کے امراض کی علاماتِ فارقہ کا نہایت شرح و بسط سے جائزہ لیا گیا ہے۔

باقی جلدوں کے متعلق خیال ہے کہ امروہہ میں ان کے خاندان کے لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔ کوشش جاری ہے اگر کبھی دستیاب ہو سکے تو علیحدہ سے تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا کاش تشخیص پر یہ ضخیم کتاب چھپ جاتی تو یقیناً طب کے لیے عظیم سرمایہ ہوتی۔

1۔ رسالہ الحکیم لاہور جنوری 132ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہندوستان کے مشاہیر اطبّاء

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حکیم محمد اعظم خاں

مشہور مصنف حکیم محمد اعظم خاں رام پور کے رہنے والے تھے آپ کے والد بزرگوار حکیم شاہ اعظم خاں اپنے دور کے مشہور طبیب تھے۔ صحیح تاریخ پیدائش کا تعین اگرچہ کسی نے نہیں کیا ہے لیکن چونکہ حکیم محمد اعظم خاں کی عمر اپنے والد کی وفات کے وقت 14 برس تھی اور آپ کے والد کا سنِ وفات 1235ھ ہے لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ سنِ ولادت 1211ھ رہا ہوگا۔

تعلیم و تربیت کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہو سکا اتنا پتہ چلتا ہے کہ 14 سال کی عمر میں درسیات ختم کر چکے تھے بعد میں صرف و نحو، منطق مولوی عبدالحمید خاں ولد حاجی محمد سعید خاں سے پڑھی دینیات کی تعلیم مفتی شرف الدین رام پوری سے حاصل کی۔[1] 22 سال کی عمر میں بھوپال گئے۔ وہاں جہانگیر محمد خاں عرف نواب دولھا کے پاس 30 روپئے ماہوار پر ملازمت شروع کی نواب قدسیہ بیگم نے جس زمانہ میں نواب دولھا کو قید رکھا تھا حکیم صاحب ان کے علاج کے لئے مامور کئے گئے تھے چنانچہ ایک دن لباس تبدیل کر کے حکیم صاحب نے نواب دولھا کو قید خانہ سے

---

[1] حکیم محمد اعظم خاں پر خدا بخش جرنل 35۔ 34۔ 33 کے حوالہ کے علاوہ اور کوئی حوالہ نہیں مل سکا
[2] مضمون کے زیادہ تر مشمولات اسی سے بشکریہ ماخوذ ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

باہر کردیا۔ اس جرم میں حکیم صاحب بھی نظر بند کردیے گئے۔

کچھ دنوں بعد راجہ خوشونت رائے کی کوششوں سے حکیم صاحب کو شہر سے باہر جانے کی اجازت حاصل ہوئی۔ زمانہ بدلا اور نواب قدسیہ بیگم کی جگہ پھر نواب دولہا کو ملی تو حکیم صاحب کے دن بھی لوٹے اور انھیں دو سو روپیہ ماہانہ اور ۱۰۰ روپیہ ماہوار خرچ پالکی مقرر ہوا۔ اس کے علاوہ جاگیر بھی عطا ہوئی۔ ایک دفعہ نواب دردِ گردہ میں مبتلا ہوئے۔ حکیم علی محمد کرانوی اور حکیم محمد سراج الدین نے علاج کیا کچھ افاقہ نہ ہوا تو حکیم اعظم خاں نے علاج کیا۔ فائدہ ہونے پر بڑا انعام واکرام حاصل کیا۔

تذکرہ میں مذکور ہے کہ واجد علی شاہ کے دور میں حکیم صاحب لکھنؤ بھی گئے۔ اور آپ کو ملازمت کی پیشکش ہوئی لیکن آپ نے اسے منظور نہیں کیا آپ بھوپال میں بھی رہے یہاں سے اندور گئے پھر اجین پہونچے یہاں بیجا بائی کے یہاں تین سال تک ملازمت کی بعد میں اندور کے مہاراجہ تکوجی راؤ بہادر کے یہاں بھی ملازمت میں رہے یہاں اپنی صلاحیتوں کی بناء پر چند سالوں تک صدر کورٹ کے جج بھی رہے 1882ء میں حکیم صاحب رام پور آئے تو نواب خلد آشیاں بہادر نے اپنی جیب خاص سے آپ کے لیے مکان و جائداد کا انتظام کیا۔ آخیر عمر میں بینائی ختم ہو گئی تھی۔ اس دور میں ریاست اندور کی طرف سے 250 روپیے ماہوار کی پیش کش ہوئی جو مرتے دم تک جاری رہی۔ لگتا ہے بعد میں اندور چلے گئے تھے کیونکہ اندور ہی میں 4 محرم 1320ھ / 1902ء میں انتقال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔[1]

تصنیف وتالیف :۔

تصنیف وتالیف کے میدان میں حکیم اعظم خاں اگرچہ لمبی فہرست کے مالک نہیں تھے لیکن آپ کی تصانیف کی ضخامت اور جامعیت کے مقابلے میں سینکڑوں تصانیف ہیچ نظر آتی ہیں۔

---

[1] اختیاراتِ قاسمی ص 71 ڈاکٹر اقبال احمد قاسمی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاص طور سے علم الادویہ کے موضوع پر 4 ضخیم جلدوں پر مشتمل محیط اعظم اور معالجات پر بھی 4 ضخیم جلدیں نمایاں اہمیت کی حامل ہیں اور بلا مبالغہ کسی طریقۂ علاج میں اتنی جامع اور ضخیم کتاب نہیں ملتی۔ اگر صرف یہی دو تصانیف ہی ہوتیں تب بھی حکیم صاحب سے فوقیت حاصل کرنا آسان نہیں تھا۔

تصانیف کی مکمل فہرست حسبِ ذیل ہے۔

1۔ اکسیر اعظم (معالجات) 4 جلدیں۔
2۔ رموزِ اعظم (معالجات) 2 جلدیں۔
3۔ محیطِ اعظم (مفردات) 4 جلدیں۔
4۔ رکنِ اعظم (بحران)
5۔ قرابا دینِ اعظم (مرکباتِ ادویہ)
6۔ نیّرِ اعظم (نبض)
7۔ لغاتِ طبیہ (قلمی)، حکیم محمد اکمل خاں کے پاس محفوظ ہے۔

حکیم غلام جیلانی

اُردو زبان میں طبِ یونانی کے مشہور مصنف اور مایہ ناز طبی مورخ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی ۱۵ر مئی 1873ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان طبابت میں بہت مشہور تھا۔ آپ کے والد حکیم سلطان محمود صاحب اپنے دور کے ممتاز اطباء میں شمار کئے جاتے تھے۔

حکیم صاحب عربی اور فارسی کے زبردست عالم تھے۔ ان دونوں زبانوں میں مہارت کے بعد آپ نے طبِ یونانی پڑھی۔ بعد میں لاہور میڈیکل کالج سے 1895ء ایل ایم ایس کی سند حاصل کی ہے

اپنی مہارت اور صلاحیت کی بناء پر اسی سال سرکاری ملازمت سے وابستہ

عا رموز الاطباء جلد دوم صہ 69 حکیم فیروزالدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو گئے۔ چند سال تک بحیثیت میڈیکل آفیسر خدمات انجام دینے کے بعد اپنی علمی و عملی قابلیت کی وجہ سے ایران بھیجے گئے۔ یہاں خوب شہرت و عزت حاصل ہوئی۔ آپ کی حذاقت دیکھ کر شوکت الملک حکمرانِ ولایت نے حکیم صاحب کو اپنا طبی مشیر مقرر کیا۔ کچھ دنوں بعد سیستان کے سفارت خانے میں میڈیکل آفیسر بنائے گئے۔ اس دوران آپ نے بڑے بڑے انگریزوں کا علاج کیا۔ ۹ سال تک ایران میں قیام رہا۔ ان بے نظیر خدمات کے صلہ میں حکومتِ ہند نے خان صاحب کا خطاب عطا کیا۔ اور حکومتِ ایران کی طرف سے شمس الاطباء کا خطاب حاصل ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں ملازمت سے سبکدوش ہو کر لاہور واپس آ گئے اور یہاں مطب شروع کیا۔ یہاں ۱۹۲۶ء تک مطب و تصنیفی و تالیفی کام کرتے رہے بالآخر اسی سال انتقال فرما گئے ہے[1]

مطب کے علاوہ آپ کی مصنفانہ حیثیت بہت بلند ہے۔ ادویہ مفردہ معالجات علم لغت اور تاریخ طب آپ کا خاص موضوع تھا۔ بلا مبالغہ آپ نے جس موضوع پر قلم اُٹھایا، حق ادا کر دیا۔

ادویہ مفردہ پر آپ کی کتاب میٹریا میڈیکا اردو زبان میں علم الادویہ کے موضوع پر منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب میں جدید و قدیم جملہ معلومات کو نہایت جامع انداز میں سمیٹ لیا گیا ہے۔ ادویہ کی تاریخ سے حکیم صاحب کے گہرے مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ اخیر میں ادویہ کے مؤثر جوہر کے بیان سے حکیم صاحب کی جدید طب پر زبردست فنی گرفت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مترادفات اور نباتی ناموں کے سلسلے میں آپ کی بحث موضوع پر اتھارٹی کی ترجمان ہے۔ دوسری کتاب مخزنِ حکمت یا گھریلو ڈاکٹر فنِ معالجات پر زبردست کارنامہ ہے۔ اندازِ بیان بڑا مؤثر ہے اور زبان کی سلاست سے موضوع نہایت دلچسپ ہو گیا ہے۔ جدید و قدیم معلومات کے اس شاہکار کو زبردست مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

تیسری کتاب مخزن الجواہر طبی لغات پر ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔ آج تک اس موضوع پر ایسی کتاب مرتب نہیں ہوئی۔ اصطلاحات کے ساتھ انگریزی نام کا تحریر کرنا

---

[1] تذکرۃ الاطباء جلد دوم ص۱۰۶ حکیم سید سرفراز حسین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ظاہر ہے کتنا دشوار ہے، اہلِ علم اس سے ناواقف نہیں۔ اصطلاحات کے ساتھ مشہور اطباء کے حالات کے تذکرہ نے اس لغت میں مزید چار چاند لگا دیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بھی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ چوتھی کتاب تاریخ الاطباء حکیم صاحب کی ایسی کتاب ہے جس کے بعد آج تک تاریخ طب پر کم از کم اردو میں اتنی ضخیم کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ حکیم صاحب کا سلیس اور خوبصورت اسلوب چاشنی کا لطف دیتا ہے۔ اس کتاب کی اہم بات یہ ہے کہ طب یونانی کے اطباء کے ساتھ ساتھ ویدک اور ایلوپیتھک اطباء کا تذکرہ بھی بڑے شرح و بسط کے ساتھ کیا ہے۔

حکیم جلیل احمد انصاری

آپ قاضی صدیق احمد صاحب کے فرزند تھے۔ قصبہ سنبلہیڑہ ضلع مظفر نگر کے باشندے تھے آپ کا خاندان ضلع مظفر نگر کا بڑا علمی خاندان سمجھا جاتا تھا۔

ابتدائی تعلیم :-

۹ سال کی عمر میں حفظ قرآن کے بعد عربی و فارسی کی کتابیں اپنے بڑے بھائی حکیم شبیر احمد سے پڑھیں اس کے بعد دہلی کے مدرسہ حسین بخش، مدرسہ فتحپوری اور مدرسہ امینیہ میں پڑھا۔

طبی تعلیم :-

درسیات سے فراغت کے بعد طب کی طرف متوجہ ہوئے۔ زیادہ تر کتابیں اپنے بڑے بھائی حکیم شبیر احمد سے پڑھیں۔ نفیسی، شرح اسباب، حمیات قانون وغیرہ استاذ الاطباء حکیم جمیل احمد نگینوی سے پڑھیں بعد میں طبیہ کالج دہلی میں باقاعدہ داخلہ لے کر تشریح، سرجری اور مرکب ادویہ کی تیاری میں خصوصی تربیت حاصل کی۔ یہاں سے لکھنؤ کے مشہور طبی کالج تکمیل الطب گئے۔ یہاں بھی باقاعدہ داخلہ لے کر 1927ء میں فراغت حاصل کی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطب اور نسخہ نویسی شفاء الملک حکیم عبد الحمید سے سیکھی۔

درس و تدریس :۔

آپ کی بلند صلاحیتوں کو دیکھ کر فراغت کے فوراً بعد تکمیل الطب میں بحیثیت مدرس رکھ لیے گئے۔ یہ دور تکمیل الطب کا سنہری دور تھا جس میں حکیم عبد الحمید، حکیم عبد المعید حکیم عبد الحلیم، حکیم سید احمد حسین، حکیم عبد المجید اور حکیم عبد القوی جیسی قابل ہستیاں اس ادارے سے وابستہ تھیں۔

تکمیل الطب کے دیگر اساتذہ کے مقابلے میں حکیم جلیل صاحب کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی حکیم عبد الحمید کو تشخیص و علاج میں کوئی دشواری پیش آتی تو ہمیشہ موصوف کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔

جھوائی ٹولہ لکھنؤ میں ان دنوں بعد نماز مغرب معالجات کے دقیق نکتوں پر بحث و مباحثہ ہوتا تھا جب بھی کوئی مختلف فیہ مسئلہ آتا تو حکیم عبد الحمید فرماتے کہ شیخ جی کی یہی رائے ہے۔ چاہیئے تو حکیم جلیل صاحب سے دریافت کر لیجئے۔ ان دونوں باتوں سے آپ کی حذاقت اور علمی مہارت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔[1]

بحیثیت انچارج شفاخانہ :۔

معالج کی حیثیت سے حکیم صاحب زبردست شہرت کے مالک تھے۔ تکمیل الطب شفاخانے کے انچارج کی حیثیت سے حکیم صاحب نے گراں قدر خدمات انجام دیں اس دوران علاج و معالجہ میں کافی بہتری ہوئی آپ کا دور تکمیل الطب کے لیے یادگار ہے اس کے بعد شفاخانہ لاہور میں بھی آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

طبیہ کالج لاہور سے وابستگی :۔

1939ء میں آپ لاہور تشریف لے گئے۔ یہاں لاہور میں 1940ء میں پہلے پروفیسر

---

[1] حکیم صاحب کے بارے میں معلومات صرف تذکرۃ الاطباء جلد دوم ہی سے موصول ہوسکیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر کچھ دنوں بعد پرنسپل بنائے گئے۔ اس دوران طبیہ کالج لاہور کا تعلیمی معیار بہت بلند ہو گیا تھا۔ ساتھ ساتھ بھوائی ٹولہ کے مطب کے انداز پر آپ نے علاج شروع کر کے سارے لاہور میں اپنا سکہ جما لیا۔ آپ کے انتقال کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

تالیفات :۔

اگرچہ آپ کی تصانیف کی تعداد زیادہ نہیں ہے لیکن جامعیت اور افادیت کی وجہ سے آپ کی درج ذیل تصنیفات آپ کی بہتر یادگار ہیں۔

1. انتخاب جلیل۔
2. افادہ جلیل۔
3. تعلیم الادویہ۔

تعلیم الادویہ حکیم صاحب کی مقبول ترین کتاب ہے۔ راقم السطور کی نظر سے گذری ہے یہ کتاب اپنی جامعیت اور افادیت کی وجہ سے کالجوں کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کتاب میں جدول کی شکل میں دواؤں کے مزاج، ماہیت، افعال و خواص اور مقدار خوراک کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

حکیم کبیرالدین

مشہور مصنف و مترجم علامہ حکیم کبیرالدین صوبہ بہار کے ضلع مونگیر قصبہ شیخو پورہ میں 1894ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد جمال الدین تھا۔ آپ انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مکمل کر کے لکھنؤ آئے جہاں کیننگ کالج لکھنؤ کے امتحانات پاس کئے۔ اسی دوران اپنے ذاتی شوق کی بناء پر شمس الدین اعجاز رقم سے کتابت سیکھی خط بڑا خوب صورت تھا۔ حکیم اسرار الحق صاحب نے حکیم اطہر حسین کے حوالے سے لکھا ہے کہ تنکوں سے اتنا خوشخط لکھتے تھے کہ دوسرے لوگ اچھے قلم سے نہیں لکھ سکتے تھے۔ تشریح کبیر مفاصل و عظام کے لئے عربی تحریر آپ ہی کی ہے[1]

---

[1] تاریخ اطباء بہار جلد اول صفحہ 112 حکیم اسرار الحق۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

لکھنؤ سے حکیم صاحب کانپور گئے جہاں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے ادب عربی اور معقولات میں زبردست مہارت حاصل کی اور اس سلسلے کے متعدد امتحانات پاس کیے۔

طبی تعلیم :۔

عربی کے امتحانات پاس کرنے کے بعد حکیم صاحب دہلی آگئے اور یہاں گلی قاسم جان میں قائم مدرسہ طبیہ میں داخلہ لیا آپ کے اساتذہ میں حکیم غلام جیلانی، مسیح الملک حکیم اجمل خاں اور حکیم عبدالمجید کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان اہم شخصیتوں کی سرپرستی سے حکیم صاحب کے لعلِ گہردار مزید صیقل ہو گئے۔ اور حکیم صاحب ایک روشن آفتاب کی طرح طبی دنیا پر چھا گئے۔

دہلی کے علاوہ لاہور سے زبدۃ الحکماء کا امتحان پاس کرنے کا تذکرہ بھی کتابوں میں ملتا ہے۔

ادارہ المسیح سے وابستگی :۔

آپ کی عظیم صلاحیتوں کے پیشِ نظر 1911ء میں جب مسیح الملک نے محکمۂ تالیفات قائم کیا تو نظرِ انتخاب میں حکیم صاحب ہی اس ادارہ کی نگرانی کے اصل قرار پائے۔ اس ادارے کے ذریعہ حکیم صاحب نے یقیناً یونانی طب کو ایک بار پھر حیاتِ نو بخشی اور عربی اور فارسی کتابوں کو اردو منتقل کر کے وہی کارنامہ انجام دیا جو بغداد میں عہد عباسی کے بیت الحکمت نے انجام دی تھیں بلاشبہ اگر یہ تراجم اور تالیفات نہ ہوتیں تو طبی کتابوں کے سمجھنے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔

تدریسی خدمات :۔

1917ء سے 1935ء تک حکیم صاحب نے بحیثیت مدرس آیور ویدک اینڈ طبی کالج میں نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں اناٹومی، فزیالوجی، پیتھالوجی جیسے جدید مضامین کو بڑی خوبصورتی سے پڑھاتے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

1932ء میں طلباء کی اسٹرائک کے نتیجہ میں حکیم محمد الیاس خاں، حکیم فضل الرحمٰن اور حکیم کبیر الدین کو اس کالج سے علیحدہ ہونا پڑا بعد میں ان تینوں نے جامعہ طبیہ ہمدرد کی بنیاد ڈالی لیکن اس ادارہ سے بھی آپ 1939ء میں علیحدہ ہو گئے۔

1939ء میں نظام حیدر آباد کی فرمائش پر حکیم صاحب نظامیہ طبیہ کالج کی اصلاح کے لیے حیدر آباد گئے یہاں آپ 1947ء تک وائس پرنسپل رہے اس دوران بھی آپ نے تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا۔ چنانچہ نظام حیدر آباد نے آپ کو شہنشاہِ تالیفات کے خطاب سے نوازا ؎1

کچھ دنوں بعد حکیم صاحب کی مخالفت شروع ہو گئی۔ اس مخالفت کی بنیاد پر 1949ء میں آپ کو کالج سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد 8 سال تک حکیم صاحب کو آزادانہ طور سے تصنیف و تالیف کا کام کرتے رہے 1956ء میں حکیم عبداللطیف فلسفی کے اصرار پر اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ گئے۔ 1960ء تک تدریسی فرائض انجام دینے کے بعد محکمہ ترجمہ ہمدرد دہلی سے وابستہ ہوئے اور آخیر عمر تک یہیں رہے ؎2

انتقال :-

حکیم صاحب عرق النساء کے مرض میں عرصے سے مبتلا تھے آخیر عمر میں صاحب فراش ہو گئے تھے۔ آخر عمر میں کمزوری بہت بڑھ گئی تھی۔ 82 سال کی عمر میں 1976ء میں اچانک 9 جنوری کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ آپ نے 4 لڑکے اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑیں۔

حکیم کبیر الدین بحیثیتِ مصنف / مترجم :-

بحیثیتِ مصنف، مترجم و مؤلف حکیم کبیر الدین کا شمار ہندوستان کے گنے چنے اطباء میں ہوتا ہے۔ آزادی کے بعد طبِ یونانی کے لٹریچر کو وقت کے تقاضے سے

؎1 تاریخ اطباء بہار جلد اول ص 118 حکیم اسرار الحق۔

؎2 قانون ابن سینا اور اس کے شارحین ص 245 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہم آہنگ کرنے میں جن دو چار اطباء نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں ان میں حکیم صاحب سرفہرست ہیں۔ شاید ہی کوئی موضوع ہو جو حکیم صاحب سے بچا ہو۔ طب کے تمام مضامین پر آپ گہری دسترس رکھتے تھے۔ انداز بیان نہایت سلیس تھا۔ عبارت بڑی شستہ لکھتے تھے۔ ترجمہ کے سلسلے میں لمبی چوڑی عبارت کا مختصر اور جامع ترجمہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ طب جیسے موضوع کو حکیم صاحب کے اسلوب بیان نے بڑا دلچسپ بنا دیا تھا۔ طبی اصطلاحات پر تو ایسا ملکہ نظر آتا ہے کہ لگتا ہے کہ الفاظ ہاتھ باندھے کھڑے ہوں جب چاہا استعمال کرلیا، ادویہ، معالجات، کلیات اور تشریح کے میدان میں خاص طور سے بڑی مہارت حاصل تھی ادویہ مفردہ پر آپ کی مختصر لیکن جامع کتاب آج تک اپنا نظیر نہیں پیش کرسکی۔ عربی، فارسی، انگریزی میں یکساں مہارت نے مزید چار چاند لگا دیئے تھے۔ جدید مضامین کے مطالعہ سے ان کی تصنیفات کی اہمیت اور رونق کو دو بالا کردیا تھا ذیلی اشارات کہیں مزید اضافات کے نام سے کہیں جدید اضافات کے نام سے بعض اوقات اصل مضمون سے زیادہ معلومات فراہم کرتے ہیں۔

مستقل تصانیف کے علاوہ المسیح کے مدیر کی حیثیت سے بھی آپ کی خدمات بے حد اہم ہیں۔ مختلف طبی رسائل میں حکیم صاحب کے مضامین زبردست فنی اہمیت رکھتے ہیں۔ دوران خون پر آپ کا تحقیقی مضمون رسالہ "الحکیم" میں میری نظر سے گزرا ہے یقیناً اپنی مثال آپ ہے۔ طب یونانی کو سائنٹفک بتلانے اور نظریۂ اخلاط کے سلسلہ میں آپ کے مضامین خاص دلچسپی کے مظہر ہیں۔

آپ کی تصانیف کی جامع فہرست حکیم اسرار الحق صاحب نے اپنی کتاب میں شامل کی ہے چونکہ حکیم صاحب کے اپنے قلم کی تیار کی ہوئی ہے لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ معتبر ہوگی۔

آپ نے 82 سال کی عمر میں 82 کتابیں لکھیں۔

تصنیف، تالیف اور ترجمہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. تشریح کبیر اول و دوم۔
2. تشریح صغیر اول و دوم۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

3۔ منافع الاعضاء، منافع کبیر۔ اکسیر اعظم اول و دوم۔
4۔ ترجمہ کبیر اول دوم، سوم، چہارم۔
5۔ مخازن التعلیم۔
6۔ علاج الامراض۔
7۔ بیاضِ کبیر اول دوم سوم چہارم۔
8۔ افادہ کبیر اول و دوم۔
9۔ قانونچہ۔
10۔ کلیاتِ قانون اول و دوم۔
11۔ نفیسی اول و دوم۔
12۔ صیدلہ۔
13۔ کلیاتِ ادویہ۔
14۔ کتاب الادویہ۔
15۔ کتاب التکلیس۔
16۔ مجموعہ کبیر۔

17۔ کتاب الجراحت حصہ اول و دوم۔
18۔ کتاب التشخیص اول و دوم۔
19۔ رسالہ حمیات۔
20۔ رسالہ جدری۔
21۔ رسالہ اجتماع الصدر۔
22۔ رسالہ سوزاک۔
23۔ رسالہ بواسیر۔
24۔ مقیاس الحرارت۔
25۔ رسالہ آتشک۔
26۔ رسالہ اوزان الادویہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

27. رسالہ بحران۔
28. رسالہ اخلاط۔

اس طویل فہرست سے حکیم کبیرالدین کی علمی وفنی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اس فہرست کے علاوہ متعدد مضامین ہیں جنھیں اگر ترتیب دیا جائے تو خاصے رسالے بن جائیں گے ضرورت ہے کہ قدیم رسائل کا مطالعہ کیا جائے تاکہ اس مایہ ناز مصنف کی فنی کاوشات سے مزید استفادہ کیا جاسکے۔

حکیم تبارک کریم تکمیلی

طبی کتابوں کے مشہور مترجم و مایہ ناز طبیب حکیم تبارک کریم تکمیلی محلہ خاص گنج نالندہ بہار کے باشندے تھے۔ والدِ محترم کا نام مولوی بشارت کریم تھا۔

تعلیم و تربیت:۔

ابتدائی تعلیم مولوی شفاعت حسین اور مولانا نعمت اللہ سے حاصل کی۔ کچھ دن مدرسہ اسلامیہ بہار میں پڑھا۔ احادیث کی کتابیں مولانا شاکر صاحب مدرس مدرسہ وحیدیہ آگرہ سے پڑھیں۔

طبی تعلیم:۔

عربی اردو اور فارسی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد حکیم صاحب طبی تعلیم کے لیے لکھنؤ آئے۔ یہاں آپ نے مشہور درس گاہ تکمیل الطب کالج میں داخلہ لیا۔ اور نصاب مکمل کرکے 1933ء میں فراغت کے بعد وطن مالوف لوٹ گئے جہاں آپ نے مطب کا آغاز کیا۔ کچھ دنوں بعد کلکتہ چلے گئے اور ذکریا اسٹریٹ پر مطب شروع کیا۔ بہت جلد اپنی حذاقت کی بناء پر مشہور ہو گئے۔ یہاں آپ مطب کے ساتھ ماہنامہ

ما‌خذ حکیم تبارک کریم تکمیلی، حکیم محمد یوسف بستوی، حسن وصحت کلکتہ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حسن و صحت کے ایڈیٹر بھی رہے۔ یہاں قیام کے دوران ایشیانک لائبریری کلکتہ سے بھرپو ستفادہ کیا۔ حکیم صاحب کے طبی کارناموں میں اس لائبریری کا بڑا دخل ہے۔

سرکاری ملازمت :۔

مختلف رسائل میں برابر چھپنے کی وجہ سے حکیم صاحب علمی حلقہ میں بے حد مقبول تھے۔ چنانچہ جب فروری 1971ء میں وزارت صحت کی سنٹرل کونسل فار ریسرچ اِن انڈین میڈیسن اینڈ ہومیوپیتھی کے ذریعہ تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں لٹریری ریسرچ یونٹ کا قیام عمل میں آیا تو حکیم صاحب بحثیتِ ریسرچ آفیسر بلائے گئے یہاں آپ نے متعدد علمی کام انجام دیئے حکیم صاحب کے متعلق مشہور تھا کہ موصوف صبح اپنی کرسی پر گوند لگاکر بیٹھ جاتے تھے پھر نماز کے علاوہ آفس بند ہوتے وقت ہی اٹھتے تھے۔ راقم السطور نے تکمیل الطب میں طالب علمی کے دور میں حکیم صاحب کو قریب سے دیکھا ہے۔ نہایت شریف انسان تھے۔ سر جھکائے آنا اور جانا تھا۔ اور کام کرنے وقت بھی سرکافی دیر تک کتاب سے نہ ہٹانا آج تک یاد ہے آپ کی صلاحیتوں کے پیش نظر یونٹ کے پروجیکٹ آفیسر حکیم شکیل احمد شمسی مرحوم حکیم صاحب کی بڑی عزت کرتے تھے۔ یونٹ میں ملازمت کے دوران ابن رشد کی کتاب الکلیات کے مشکل خط کو پڑھ کر نقل کرنا آپ کا عظیم کارنامہ ہے ہندوستان میں بہت سے لوگوں نے اس خط کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس کے علاوہ گھریلو دواؤں کے عنوان سے حکیم صاحب نے ایک جامع کتاب تیار کی تھی جو بعد میں یونانی کونسل کی طرف سے شائع ہونے والی طبِ یونانی میں عام گھریلو ادویہ کی بنیاد بنی۔

حکیم صاحب 1977ء تک ملازمت سے وابستہ رہے تھے اپنے وطن واپس چلے گئے۔

تصنیف و تالیف :۔

مختلف تصانیف کے علاوہ مختلف طبی رسائل میں کثرت سے شائع ہونے والے مضامین حکیم صاحب کا اہم طبی سرمایہ ہیں حکیم محمد یوسف بستوی نے اپنے گراں قدر مضمون میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم صاحب کی درجِ ذیل طبی تحریروں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں بعض مکمل ہیں اور بعض کے جزوی تراجم شامل ہیں[1] اکثر مضامین حسن وصحت کلکتہ میں شائع ہوئے ہیں ذیل میں صرف مہینہ اور اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

1. الفصول البقراطیہ ترجمہ بہ عنوان اقوالِ بقراط۔ حسن وصحت جنوری 1970ء۔
2. کتاب جالینوس الی اغلوقن۔ جنوری 1971ء
3. ترجمہ رسالہ قارورہ جالینوس۔
4. ترجمہ کتاب الحشائش لدیسقوریدرس (چند صفحات) جنوری 1976ء۔
5. فردوس الحکمت ترجمہ مقالہ دوم جنوری 1966ء۔
6. کامل الصناعہ (ترجمہ مقالہ اول باب 12) جنوری 1966ء۔
7. الروضۃ الطبیہ لابن بختیشوع ترجمہ باب اول و دوم جنوری 1977ء۔
8. ضعف بصر ترجمہ باب ششم جلد دوم الحاوی جنوری 1968ء۔
9. اطعمۃ المرضی ترجمہ مع متن جنوری 1972ء۔
10. من لا یحضرہ الطبیب (چند اوراق کا ترجمہ)
11. ترجمہ معالجات قانون شیخ (معدہ وجگر) ستمبر 63ء تا 1970ء۔
12. الارجوزۃ السنائیہ۔ چند اوراق کا ترجمہ۔
13. رسالہ نبضیہ جنوری 1971ء۔
14. معالجات قانون اور ادویہ مفردہ سے ادویہ قلبیہ کا انتخاب۔
15. رسالہ حفظ الصحت جنوری فروری 1973ء۔
16. مفردات قانون میں ہندوستانی دوائیں جنوری 1974ء
17. رسا سکنجبین ترجمہ مع متن۔
18. ترجمہ قرابادین شیخ جولائی 75 تا جولائی 1976ء۔
19. فروق الامراض لاسحاق بن حنین (ترجمہ مقالہ اول) جنوری 1975ء۔
20. الابنیۃ عن حقائق الادویۃ (ترجمہ)

---

[1] حکیم مبارک کریم تکمیلی، حکیم محمد یوسف بستوی ماہنامہ حسن وصحت۔ کلکتہ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

21. نورالعیون محمد بن منصور جرجانی ۔ (نصف ترجمہ) جنوری 69 تا 1974ء ۔
22. کتاب العمدۃ فی الجراحت (دسویں مقالہ کی آٹھویں فصل کا ترجمہ)
23. المیام محمد بن علی نیشاپوری ساتویں باب کا ترجمہ۔
24. ہدایۃ المتعلمین فی الطب مصنفہ اخوینی کے باب جذام کا ترجمہ۔
25. الحاوی فی علم التداوی محمد بن ضیاء الدین شیرازی (دو ابواب کا ترجمہ)

— الدرر المنتخبہ فی الادویۃ مولفہ شہاب الدین فارسی 348 صفحات کی اس کتاب کا ترجمہ مع متن شائع ہوا ہے۔

المختارات فی الطب مؤلفہ ابن ہبل بغدادی جلد دوم کی ایک فصل کا ترجمہ۔ مطبوعہ جنوری 1964ء۔

اتمام الدرایہ مؤلفہ سیوطی اردو ترجمہ بعنوان طب اسلامی جنوری 1965ء

کتاب التصریف مؤلفہ زہراوی، ترجمہ مطبوعہ اگست 1970ء تا جون 1971ء

کتاب الکلیات ابن رشد اس ضخیم کتاب کا ترجمہ لٹریری ریسرچ یونٹ لکھنؤ میں دوران ملازمت مکمل کیا جو بعد میں کونسل سے شائع ہوا ہے۔

کتاب الابدال مؤلفہ زکریا رازی اس کا ترجمہ بھی لٹریری ریسرچ یونٹ میں ہوا اور کونسل سے شائع ہوا۔

آسان نسخے حکیم صاحب کی مایہ ناز کتاب ہے اس پر یوپی آیورویدک طبی اکیڈمی سے انعام حاصل ہوا ہے۔

اس لمبی فہرست میں اگرچہ بہت سی کتابوں کے صرف چند صفحات کے ترجمے ہوئے ہیں لیکن اس سے حکیم صاحب کے گہرے مطالعہ اور طب پر ان کی دسترس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حکیم صاحب کی ان گراں قدر خدمات پر سرزمین بہار فخر کر سکتی ہے۔

حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو

صوبہ بہار کے مشہور طبیب حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو محلہ کریم چک چھپرہ میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ میر نظر محمد علیہ الرحمۃ علاقہ کے مشاہیرہ میں تھے ۲ سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد حکیم شاہ فصیح اللہ نے آپ کی نگہداشت کی۔
ابتدائی کتابیں اس کے بعد فن طب اپنے ماموں حکیم مسیح اللہ سے پڑھا مطب بھی انھیں سے سیکھا اور ان کے انتقال کے بعد آپ ہی نے مطب سنبھالا۔ ؎1
مطب میں آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ خاص بقراطی طب کے انداز پر مطب کرتے تھے۔ آپ کے استاد حکیم مسیح اللہ نے مطب حکیم اکبر ارزانی سے سیکھا تھا۔ اس لحاظ سے آپ کا مطب بالکل منفرد تھا۔ مطب بہت اچھا چلتا تھا ہر وقت مریضوں کی بھیڑ رہتی تھی۔ اسی مطب کی آمدنی سے آپ نے اچھی خاصی جاگیر خریدی تھی۔
دنیاوی شہرت کے علاوہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی میں بھی بڑا بلند درجہ عطا کیا تھا۔ سلسلہ کے اعتبار سے آپ حضرت شاہ عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

انتقال اور اولادیں :-

۱۲۶۰ھ میں آپ بہار ایک شادی کے سلسلے میں آئے تھے۔ بہار پہنچتے ہی طبیعت ناساز ہوئی اور ۷ر رمضان ۱۲۶۰ھ بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہا۔ مقبرہ مجیبیہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ سب اچھے طبیب تھے خاص طور سے آپ کے فرزند حکیم غلام جیلانی نے بڑی شہرت پائی۔

تصانیف :-

آپ کی صرف ایک تصنیف محسن المجربات کے نام کی ملتی ہے خیال میں ہے کہ اس میں حکیم صاحب نے اپنے خاندان کے اطباء کے مجربات قلمبند کئے تھے۔

حکیم سید برکات احمد

صوبہ بہار کے ممتاز طبیب تھے۔ آپ کا اپنا آبائی وطن موضع میر نگر ضلع پٹنہ تھا۔

؎1 تاریخ اطباء بہار جلد اول ص 2 حکیم اسرار الحق۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

1280ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حکیم سید شاہ دائم علی ریاستِ ٹونک کے مشہور طبیب تھے ءؔ۱ چونکہ ریاست سے آپ کو جاگیر ملی تھی لہٰذا آپ کا قیام زیادہ تر ٹونک ہی میں رہا۔ غالباً اسی غلط فہمی کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ کو ٹونک کا رہنے والا سمجھتے تھے۔

تعلیم :۔

حکیم سید برکات احمد نے ابتدائی علوم اور طب اپنے والد سے پڑھی۔ مطب کے لئے پہلے حکیم صاحب لکھنؤ آئے اور یہاں کے مشاہیر سے طب سیکھا بعد میں دہلی جاکر حکیم احسن اللہ خاں کے شاگرد حکیم بخت خاں کے شاگرد ہوئے ءؔ۲ اس طرح حکیم صاحب بیک وقت ہندوستان میں طب کے دو مشہور اسکول دہلی اور اور لکھنؤ کے مطب میں ماہر تھے۔

مطب سیکھ کر آپ دہلی سے بھوپال گئے۔ کچھ دن یہاں مطب کر کے ٹونک چلے گئے جہاں والد کا مطب سنبھالا۔

مطب کے علاوہ درس وتدریس کے بھی فرائض انجام دیتے۔ کتابوں میں ملتا ہے آپ نے سینکڑوں عالم اور طبیب پیدا کئے۔

شادی اور اولادیں :۔

آپ کی پہلی شادی مونگیر کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی۔ دوسری شادی مولانا عبدالرحمٰن مونگیری کی صاحبزادی سے ہوئی۔ پہلی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری سے دو صاحبزادے ہوئے۔

انتقال :۔ حکیم صاحب نے اسہالِ معدی کے مرض میں 1347ھ میں وفات پائی۔

ءؔ۱ تاریخ اطباء بہار جلد اول صفحہ 12 حکیم اسرار الحق۔

ءؔ۲ رموز الاطباء جلد اول صفحہ 9 حکیم فیروز الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطب :۔

آپ کا مطب بہت دور دور تک مشہور تھا۔ صبح ہی سے مریضوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ مطب کے علاوہ درس بھی جاری رہتا تھا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ آپ کے درس میں نفیسی، شرح اسباب، قانون کے علاوہ تصوف، حدیث اور فقہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔[4]

آپ کی معالجانہ مہارت کے چند قصے کتابوں میں مذکور ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جناب نواب صاحب بہادر کی لڑکی کو حمل تھا۔ مدتِ حمل سے کچھ مدت زیادہ ہو گئی۔ تمام اطباء سے مشورہ ہوا تشخیص نہیں ہو سکی۔ جب آپ نے دیکھا تو بتایا کہ بچہ کا سر مڑ گیا ہے۔ ایک گھنٹہ کے بعد ولادت ہو گی حکیم صاحب کے اس دعوے پر نواب صاحب کو حیرت ہوئی لیکن ایک گھنٹہ بعد سر مڑے ہوئے بچہ کی ولادت ہو گئی۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص کو سکتہ ہو گیا۔ دو دن گزر گئے۔ سارے اطباء نے فیصلہ کر دیا کہ سکتہ نہیں ہے موت واقع ہو گئی ہے جب حکیم صاحب کو دکھلایا گیا تو آپ نے فرمایا سکتہ ہے چنانچہ تریاقِ کبیر ماء العسل کے ساتھ پلایا گیا دوسرے دن صبح کو مریض ٹھیک ہو گیا۔

ایک مریض کا اور قصہ کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ اسہالِ معدی سے پریشان ہو کر خودکشی کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ سارا علاج کر چکا تھا حکیم صاحب نے اسے دیکھ کر علاج کیا چند دنوں کے اندر فائدہ ہوا اور پھر بالکل ٹھیک ہو گیا۔[5]

نسخہ درج ذیل ہے۔

اذراقی نیم کوفتہ شب کو پانی میں بھگو دیں۔ اس طرح کہ پانی کھلوں سے دو انگل اوپر ہو۔ صبح اتنا پکائیں کہ پانی جل جائے اور چھلکے سیاہ ہو جائیں پھر کوٹ لیں یہ

---

[4] نظامِ تعلیم و تربیت حصہ اول ص 396 مولانا مناظر احسن گیلانی۔

[5] رموز الاطباء، جلد اول ص 61 حکیم فیروز الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اکیلہ ۵ گرام افیون ۔ ۵ گرام فلفل سیاہ ۔ ۵ گرام گل ارشی ۔ ۵ گرام کے ساتھ خوب باریک کرکے مونگ کے برابر گولی بنالیں پھر روزانہ تین گولیاں پانی کے ساتھ استعمال کرائیں۔

حکیم نیر واسطی تکمیلی

یونانی طب کے مورخین میں نمایاں شہرت کے مالک، حکیم سید علی احمد نیر واسطی ۱۹۰۳ء میں واسطی نام کے سید گھرانے میں بمقام سہنٹور ضلع بجنور پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام سید مظفر حسین تھا جو نگینہ کے مشہور وکیل تھے۔

تعلیم و تربیت :۔

فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم ضلع بجنور میں مولانا امتیاز حسین صاحب اور حضرت مولانا حامد حسین گنگوہی سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے پہلے دہلی گئے پھر لکھنؤ پہونچے طب کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے مشہور حکیم کفایت اللہ سے حاصل کی یہاں سے دہلی آکر اجمل خاں آیورویدک اینڈ طبی کالج میں چند سال پڑھ کے لکھنؤ چلے گئے یہاں آکر مظفر حسین، حکیم منے آغا، اور حکیم محمد نقی صاحب عرف محسن صاحب سے بھی طب کی چند کتابیں پڑھیں بعد میں باضابطہ طور پر مشہور ترین طبی ادارے تکمیل الطب کالج سے باقاعدہ طبی فراغت حاصل کی۔ عملی مطب حکیم عبد الحمید صاحب سے سیکھا[1]

سیاست سے وابستگی :۔

یہ بات بڑی اہم ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی میں دوسرے طبقہ کی نمائندگی کے ساتھ اطباء بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے چنانچہ آزادی کے مشاہیر مسلم سورما مولانا محمد علی، شوکت علی، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر انصاری کے

---

[1] تذکرۃ الاطباء جلد دوم ص ۲۰۷ حکیم سید سرفراز حسین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساتھ نیر واسطی کا نام بھی اہمیت کے ساتھ لیا جا سکتا ہے حکیم صاحب برابر آزادی کے لیے اپنے دور کے مشاہیر رسالوں میں مقالات لکھتے تھے قومی سیاست سے موصوف کی گہری دلچسپی کا اندازہ حکیم صاحب کا ترانہ خلافت نامی نظم سے لگایا جا سکتا ہے جو انگریزوں کو اس قدر برا لگا کہ اسے ضبط کر لیا گیا تھا۔

تدریس و مطب :۔

1964ء کے آس پاس حکیم صاحب لاہور منتقل ہو گئے۔ یہاں آپ نے ۲ سال تک طبی درس گاہ میں تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ساتھ ہی چونہ منڈی لاہور میں ایک شاندار مطب کا آغاز کیا جو جلد ہی حکیم صاحب کی معالجانہ مہارت کی وجہ سے مرجع خلائق ہو گیا صبح ہی سے لوگ حکیم صاحب کے مطب پر جمع ہونا شروع ہو جاتے تھے۔

تصنیف و تالیف :۔

بچپن ہی سے طبی کتابوں کا مطالعہ حکیم صاحب کا اہم مشغلہ تھا۔ تاریخ طب آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ ای جی براؤن کی کتاب "ارببین میڈیسن" کا اردو ترجمہ طب العرب کے نام سے آپ کی شہرت کا سبب بنا حکیم صاحب اس کتاب کی وجہ سے تاریخ کے تمام حوالوں میں کثرت سے نظر آتے ہیں۔ طب العرب کے اخیر میں تنقیحات و تلمیحات کے نام سے آپ نے جو مزید معلومات فراہم کی ہیں اس سے حکیم صاحب کے مطالعہ کی گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس مستقل باب میں جو اصل کتاب کے ترجمہ سے زیادہ صحیح ہو گیا ہے حکیم صاحب نے ای جی براؤن کی لغزشوں کا نہایت مدلل جواب دیا ہے اس کے علاوہ حکیم صاحب کا شعری مجموعہ "اختر وسلمیٰ" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

ملی سیاست سے وابستگی :۔

ملی مسائل میں آپ طالبِ علمی ہی کے زمانہ ہی سے بڑی دلچسپی لیتے تھے ہمیشہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آپ طبی مسائل کے لیے پیش پیش رہے۔ 1926ء میں فہیت انصار طب کے نام سے ایک طبی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ بعد میں جمعیت مجالس الطباء پنجاب قائم کی 1956ء میں آپ آل طبی پاکستان طبی کانفرنس کے صدر بھی ہو گئے تھے آپ ہی کی جدو جہد سے پاکستان طبی بل منظور ہوا اور تمام اطباء کو پاکستان میں رجسٹرڈ کیا گیا۔ 5 سال سے زائد طبی خدمات انجام دے کر 1985ء میں انتقال فرمایا۔

حکیم غلام حسنین کنتوری

ہندوستان میں یونانی طب کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے چند اہم ناموں میں حکیم غلام حسنین کنتوری کا نام طبی کتابوں کے ترجمہ کی وجہ سے سرفہرست ہے۔ آپ کا تاریخی نام ذاکر حسین تھا لیکن شہرت غلام حسنین کے نام سے ہوئی 1245ھ مطابق 1829ء بارہ بنکی کے مشہور قصبہ کنتور میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کا شوق بہت تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن شریف پڑھا مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ آشوب چشم کی حالت میں بھی پڑھتے رہتے تھے اسی شوق کو دیکھ کر گھر والوں نے لکھنؤ بھیج دیا یہاں آکر حکیم صاحب نے دینیات منطق فلسفہ، ریاضی، کیمیا موسیقی اور مسمریزم میں کمال حاصل کیا۔[1] لکھنؤ ہی میں رہ کر طب کی اہم کتابوں کا مطالعہ کر کے طب میں بھاری دسترس حاصل کی، طب اور مسمریزم کے ذریعہ علاج کر کے بہت جلد شہرت حاصل کر لی تھی۔

1864ء میں انگریزوں کی عملداری کے وقت میں چند ریاضی کے سوالات مع درخواست مدرسی ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجے اور کہا کہ میرے ان سوالات کو کیمرج سے حل کرایا جائے آپ کے سوالات اور درخواست انگریزوں کے جلسہ میں پیش ہوئے جن پر آخر یہ جواب ملا کہ ایسی بڑی لیاقت کے آدمی کے واسطے ہمارے پاس اس وقت کوئی جگہ نہیں ہے اور آپ کے سوالات لندن بھیج دیئے

---

1. تذکرۃ الاطباء جلد دوم ص 110 حکیم سید سرفراز حسین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

گئے جن کے جوابات بہت دنوں تک نہیں آئے۔ بہر حال ان اہم سوالات سے انگریز حکیم صاحب کی صلاحیت کے معترف ہو گئے۔ [1]

آپ کا مطب اخیر وقت تک چلتا رہا۔ علاج کے لیے انھیں امراء، و والیان ریاست کی طرف سے مدعو کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مہاراجہ کشمیر نے آپ کو ذیابیطس کے علاج کے لیے بلایا تھا، مطب کے علاوہ صنعت و حرفت سے خاص شوق تھا۔ نیل، سہاگہ، صابن، شکر، پنیر وغیرہ کے متفرق کارخانے اعلیٰ پیمانے پر شروع کئے۔ کیمیا سے شغف کا یہ حال تھا کہ بہت سے اکسیری اصول ازبر تھے۔ دور دور سے لوگ کیمیا کی تعلیم کے لیے ان کے پاس آتے تھے [2]

ان تمام مشغولیات کے باوجود قومی و طبی سیاست سے بھی وابستہ تھے۔ شفاء الملک حکیم عبدالرشید کہ آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کے ممبر بھی تھے۔ بحیثیت مصنف مترجم حکیم کنتوری کو نہایت بلند مقام حاصل ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ جب موصوف نے ترجمہ شروع کیا تو ان کے سامنے اصل کتابوں کے علاوہ کوئی مواد موجود نہیں تھا۔ اس اعتبار سے حکیم صاحب کے ترجمہ کے کام کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔

اہم تراجم کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

1. اردو ترجمہ ذخیرہ خوارزم شاہی۔
2. اردو ترجمہ القانون فی الطب۔
3. اردو ترجمہ قانونچہ۔
4. اردو ترجمہ کامل الصناعہ۔
5. فارسی ترجمہ ملخص فصول بقراطی۔

ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف و تراجم حکیم صاحب سے منسوب ہیں۔ القانون اور ذخیرہ اور کامل الصناعہ کا اردو ترجمہ راقم السطور کی نظر سے گزرا ہے اس کے مطالعہ سے حکیم صاحب کی طبی اور لسانی مہارت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا

---

[1] رموز الاطباء، جلد اول ص 37 حکیم محمد فیروز الدین۔ مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور۔

[2] قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 233۔ حکیم سید ظل الرحمن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے یقیناً فنِ طب حکیم صاحب کی گراں قدر خدمات سے زیر بار ہے۔ اس عظیم مترجم نے 89 سال کی عمر میں ۱۷ دسمبر 1918ء کو وفات پائی۔

حکیم محمد الیاس خاں

طبیہ کالجوں کے قیام کے سلسلہ میں جن اہم شخصیتوں کے نام قابلِ ذکر ہیں ان میں ایک نام حکیم الیاس خاں کا بھی ہے جنھوں نے ہمدرد دہلی کالج کے لیے بڑی سے بڑی پیش کش ٹھکرا دی۔

حکیم الیاس خاں صاحب 1880ء میں ضلع ایٹہ کے قصبہ سہاور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر دہلی آکر مدرسہ فتحپوری میں داخلہ لیا۔ عربی میں مہارت کے بعد طب کی تعلیم کے لیے حکیم عبدالمجید دہلوی کے قائم کردہ مدرسہ طبیہ میں سات برس طب پڑھی۔ طب سیکھنے کے بعد حکیم صاحب اپنے وطن سہاور واپس چلے گئے۔ یہاں آپ نے مطب شروع کیا۔ کچھ دنوں بعد 1907ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ رہے 1920ء کے بعد آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے پیشِ نظر آپ کو مدرسہ طبیہ دہلی میں ہاؤس فزیشین اور سپرنٹنڈنٹ کالج بنایا گیا۔

1924ء تک طبیہ کالج دہلی سے وابستہ رہے اس کے بعد حکیم صاحب نے صدر بازار میں مطب کا آغاز کیا۔[1]

حکیم محمد الیاس صاحب طبیہ کالج دہلی کے نظم و نسق سے شروع ہی سے مطمئن نہیں تھے چنانچہ اجمل اعظم کی وفات کے بعد کالج کی اصلاح کے لئے جب طلباء نے ہڑتال کی تو حکیم الیاس صاحب نے طلباء کا ساتھ دیا۔

مدرسہ طبیہ دہلی کے حالات سدھرتے نہ دیکھ کر حکیم محمد الیاس خاں، حکیم کبیرالدین اور حکیم ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے تعاون سے 1935ء میں شیدی پورہ میں جامعہ طبیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ دراصل مدرسہ طبیہ دہلی کی خامیوں کا بدل تلاش کرلے کی

---

[1] سالانہ میگزین مئی 1967ء حکیم محمد الیاس خاں از حکیم رام لبھایا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک کوشش تھی جو بہر حال مختلف حیثیتوں سے کامیاب ہوئی۔

جامعہ طبیہ کو آگے بڑھانے میں حکیم محمد الیاس خاں کی خدمات خاص طور سے بید اہم ہیں۔ اس ادارے کے لئے حکیم صاحب کے ایثار کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نظام صاحب نے جب نظامیہ طبیہ کالج حیدر آباد میں قائم کیا تو اچھے مشاہرہ پر مرحوم کو طلب کیا لیکن حکیم صاحب نے ذاتی مفاد پر جامعہ طبیہ کے مفاد کو ترجیح دی۔

دیگر طبی سرگرمیاں :-

مطب، تدریس اور پرنسپل شپ جیسے اہم کاموں کے علاوہ ہندوستان میں یونانی طب کی نشأۃ ثانیہ کی تحریک میں حکیم محمد الیاس صاحب کا نام اہمیت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ آیورویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے حکیم محمد الیاس خاں یونانی طب کے مسائل کے لئے برابر جدوجہد کرتے رہے۔

اس کے علاوہ 1955ء میں حکیم اجمل خاں کی حیات میں ایک ریسرچ کمیٹی کا قیام بھی یونانی طب کے ارتقاء میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے طب کے مسائل کو بہتر طور سے سمجھانے اور اسے سائنٹفک طور سے پیش کرنے کے لیے حکیم محمد الیاس خاں نے ایک بہت اچھی کتاب قانونِ عصری ترتیب دی۔ جسے آج ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔

حکیم صاحب عمر بھر یونانی طب کے لئے اہم خدمات انجام دیتے رہے بالآخر 26 رفروری 1963ء میں شام 6 بجے اس عالم فانی سے رخصت ہوگئے عجیب بات تھی کہ انتقال عید کے دن ہوا ساری خوشی غم میں تبدیل ہوگئی۔ آپ نے تین صاحبزادے یٰسین خاں، اخلاق خاں، عباس خاں، اور دو صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں ہیں۔[1]

---

[1] حکیم محمد الیاس صاحب، سالانہ میگزین ہمدرد طبی کالج دہلی، از سراج الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شفاء الملک حکیم احمد عثمانی [1]

آپ کے والد بزرگوار کا نام حکیم احمد حسین تھا۔ جو اپنے وقت کے جید عالم اور بہترین طبیب تھے حکیم احمد عثمانی صاحب کی پیدائش موضع سکمٹو پور ضلع آباد میں 15 رجولائی 1893ء کو ہوئی ۔

تعلیم و تربیت :-

گھریلو ابتدائی تعلیم کے بعد احیاء العلوم الہ آباد سے 1909ء میں درس نظامی کی سند حاصل کی اور گورنمنٹ ہائی اسکول سے 1912ء میٹریکولیٹ کیا۔ میٹرک کے امتحان کے بعد ایونگ کرسچین کالج الہ آباد سے تعلیم پائی۔

1914ء میں میڈیکل کالج لکھنؤ میں داخلہ لیا لیکن خلافت تحریک کے زمانے میں غیر ملکی تعلیم سمجھتے ہوئے اس سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اور اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ طبیہ کالج الہ آباد سے طب کی تعلیم مکمل کی۔ فراغت کے بعد اپنا مطب شروع کیا ساتھ ہی ساتھ مدرسہ طبیہ میں اپنے والد کے ہمراہ تدریسی فرائض کے علاوہ تعمیر اور ترقی میں مصروف رہے اس دوران ان کی ملک کی بڑی بڑی شخصیتوں سے ملاقات رہی آپ کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے پیش نظر 1934ء میں پٹنہ طبیہ کالج کے پرنسپل کی پیش کش ہوئی۔ بعد میں 1935ء میں حیدر آباد دکن میں طبیب خاص کے عہدہ پر تقرر ہوا لیکن ایک طرف مدرسہ طبیہ الہ آباد سے لگن دوسرے اپنے مطب کو عزیز رکھتے ہوئے حکیم صاحب نے اس پیش کش کو قبول نہیں کیا آپ مطب کے ساتھ ساتھ طبیہ الہ آباد میں لگے رہے رفتہ رفتہ ملک کی سربرآوردہ شخصیتوں میں آپ کا شمار ہونے لگا چنانچہ آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر برطانوی حکومت نے 1941ء میں آپ کو شفاء الملک کا خطاب عطا کیا۔

---

[1] شکریہ جناب حکیم حماد عثمانی صاحب، پرنسپل یونانی میڈیکل کالج الہ آباد۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طبی سرگرمیاں :۔

حکیم صاحب مدرسہ طبیہ الٰہ آباد اور طبابت کے علاوہ ملک کی دیگر طبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ انجمن طبیہ یوپی، بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی، سنٹرل کونسل آف انڈین میڈیسن دہلی، آل انڈیا آیورویدک اینڈ یونانی طبی کانگریس، حکیم اجمل خاں میموریل کمیٹی یوپی، اور جمعیتہ الاطباء یوپی کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے حکیم احمد عثمانی کی خدمات نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کے علاوہ بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی کی نصابی کمیٹی کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا آپ اس نصابی کمیٹی کے 1951ء تک ممبر رہے۔ آیورویدک اینڈ طبی اکیڈمی یوپی میں بھی سرگرم رکن کی حیثیت سے 8 سال تک آپ طب کی نمائندگی کرتے رہے۔

مطب :۔

حکیم صاحب اپنے مطب واقع سبزی منڈی میں صبح سے گیارہ بجے دن تک فنی و قومی خدمات انجام دیتے تھے۔ شہر اور اطراف کے قصبات کے علاوہ ملک کے دوسرے علاقوں کے مریضوں کا ہجوم رہتا تھا۔ تشخیص اور نباضی میں بڑے ماہر تھے۔ آپ کی حذاقت اور معالجانہ مہارت کی وجہ سے حکیم صاحب عام طور سے ملک الحکماء کی حیثیت سے مشہور تھے۔

مدرسہ طبیہ کی سرپرستی :۔

اپنے والد کے انتقال کے بعد انھوں نے مدرسہ طبیہ کی ذمہ داری پورے طور سے سنبھال لی تھی۔ تعمیر کی توسیع کا سلسلہ جو پہلے سے جاری تھا حکیم صاحب نے اسے اور آگے بڑھایا۔ چنانچہ بیت الایقان 1936ء میں بیت الطلبان 1939ء اور بیت الصفوان 1949ء کی تعمیر آپ کی ہی جدوجہد کی رہین منت ہے اپنے والد حکیم احمد حسین کے نام سے ایک سپتال کا آغاز کیا جس کا سنگ بنیاد وزیر صحت شری چندر بھان گپتا کے ہاتھوں رکھا گیا۔ طبیہ مدرسہ کی ترقی میں حکیم صاحب کا پورا خاندان لگا رہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چنانچہ آپ کے برادر حکیم صفوان احمد برابر اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہے ان کے انتقال کے بعد حکیم صاحب کے بڑے صاحبزادے حکیم ڈاکٹر حماد عثمانی صاحب نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

انتقال :-

مذہبی اعتبار سے حکیم صاحب صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ اسی معمول کے تحت اپریل 1962ء میں سفر حج کے لیے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت موصوف نے یہ دعا مانگی تھی کہ کاش اسی پاک سرزمین پر میرا خاتمہ ہوتا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور 25 مئی 1962ء میں مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا اور وہیں تدفین ہوئی۔

تصنیف وتالیف :-

طب کی دیگر سرگرمیوں کے ساتھ حکیم صاحب تصنیف وتالیف کا کام بھی کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ زچہ بچہ، حامض الاسنان اور شیخ بوعلی سینا ان اٹیامک ایج آپ کی شاہکار تحریر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حکیم احمد حسین بانی یونانی میڈیکل کالج الہ آباد *

تعلیم وتربیت :-

آپ کے والد بزرگوار کا نام حکیم بدرالدین تھا جو شہر الہ آباد کی رؤسا میں تھے اور ان کا شمار مشاہیر اطباء میں ہوتا تھا۔

حکیم احمد حسین 1859ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قصبہ میں حاصل کی پھر مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں عربی پڑھی اصولِ فقہ، حدیث، معانی، بیان، منطق وغیرہ کی تعلیم حکیم صوفی محمد حسین سے حاصل کی یہاں سے کانپور گئے۔ جہاں مولوی حاجی

* بشکریہ جناب حکیم حماد عثمانی صاحب، پرنسپل یونانی میڈیکل کالج الہ آباد۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

احمد حسین صاحب صدر مدرس دار العلوم سے پڑھا۔ یہاں سے طب پڑھنے کے لئے لکھنؤ پہونچے اور حکیم حیدر حسین طبیب دار الشفاء شاہی سے تین سال تک طبی کتابیں پڑھیں۔ فراغت کے بعد یہیں مطب شروع کیا لیکن والد کے انتقال کے بعد وطن الٰہ آباد واپس آگئے ؎1

مطب :-

لکھنؤ سے واپسی پر آپ نے الٰہ آباد میں مطب شروع کیا۔ حذاقت کی وجہ سے جلد ہی آپ کا شہرہ ہو گیا۔ فجر کے بعد سے ظہر تک آپ مطب کرتے تھے جو مریضوں سے ہمیشہ بھرا رہتا تھا۔ سنگِ گردہ و مثانہ میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی اس سلسلے میں حکیم حماد عثمانی صاحب نے ایک قصہ درج کیا ہے کہ فیض آباد کے ایک سول سرجن مرحوم کی اکلوتی لڑکی تھی جو عرصہ سے قولنج گردہ بوجہ حصاۃ الکلیہ میں مبتلا تھی آپریشن سے بہت گھبراتی تھی ایک زمانے تک مختلف معالجین کا علاج ہوا مگر آرام نہیں ملا۔ درد کا دورہ برابر پڑتا رہتا تھا آخر کار اس قدر کمزور اور نحیف ہو گئی کہ گھر والے ناامید ہو گئے۔ نہ درد کا دورہ ختم ہوتا نہ پتھری نکلی۔ آخر میں مریض کے گھر والوں نے حکیم صاحب سے رجوع کیا۔ حکیم صاحب نے شروع میں تین دن تک عرق بادیان استعمال کرایا پھر اس کے بعد جوارش شہریاران ایک تولہ (12 گرام) کی مقدار میں شب میں تین روز تک دیتے رہے اس کے خاتمے کے بعد تخم ترب، سنگِ سرماہی حجر الیہود ہر ایک ایک ماشہ خوب باریک پیس کر ایک تولہ شربتِ کثوث میں ملا کر چٹایا۔ اسی کے ساتھ حب کاکنج 3 ماشہ تخم خیارین 6 ماشہ پندرہ تولہ پانی میں جوش دے کر گل قند آفتابی 2½ تولہ ملا کر برابر پلاتے رہے۔ پندرہ دن کے بعد درد کا اتنا شدید دورہ ہوا کہ مریضہ بے ہوش ہو گئی۔ حکیم صاحب بلائے گئے۔ موصوف نے کثار مسلم 5 عدد عرق گلاب ایک پاؤ میں جوش دے کر فلالین کے کپڑے کو تر کر کے نچوڑنے کے بعد ٹکور کرانا شروع کیا۔ مریضہ کو بستر پر پیشاب ہو گیا۔ دیکھا گیا تو

؎1 رموز الاطباء، جلد دوم ص 114 حکیم فیروز الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ریزے بستر پر بکھرے ہوئے تھے۔ مریضہ نے تھوڑی دیر بعد آنکھ کھولدی۔ سارے اعزا، حکیم صاحب کی اس مہارت سے بیحد متاثر ہوئے۔

مدرسہ طبیہ الہ آباد کا قیام :۔

حکیم صاحب عرصہ سے طب کی تعلیم کی ضرورت محسوس کررہے تھے اگرچہ لکھنؤ میں تکمیل الطب (قائم شدہ 1902ء) اور دہلی میں مدرسہ طبیہ (قائم شدہ 1884ء) نے طبی خدمات شروع کر دی تھیں لیکن ابھی مزید طبیہ کالجوں کی ضرورت بہرحال موجود تھی اس خیال کے پیش نظر حکیم صاحب نے اپنے ذاتی مکان واقع محلہ سبزی منڈی الہ آباد میں ایک طبی مدرسہ قائم کیا جو اس وقت ترقی کے مختلف مدارج طے کر کے یونانی میڈیکل کالج کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہے حکیم صاحب نے اس ادارے کے لئے ایک جمعیۃ النقباء کی بھی تشکیل تھی جس کے زیر نگرانی اس مدرسہ کے امتحانات اور نصاب کا فروغ رکھا گیا تھا ذریعہ تعلیم عربی تھی اور چار سال کے بعد ماہر الطب والجراحت کی سند عطا کی جاتی تھی۔

دیگر طبی سرگرمیاں :۔

حکیم صاحب کے زمانے ہی سے صحیح دواؤں کی دستیابی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ معیار گر جاتا تھا۔ ظاہر ہے اس سے فن بری طرح متاثر ہو رہا تھا۔ حکیم صاحب نے اس مسئلہ کے حل کے لئے 1912ء میں یونانی دواخانہ الہ آباد کی بنیاد ڈالی۔ یہ دواخانہ بہت جلد مقبول عوام و خواص ہو گیا تھا اس دواخانہ میں صاحب حیثیت لوگوں کو دوا قیمتاً اور غرباء کو مفت دوا دی جاتی تھی۔

حکیم صاحب نے الہ آباد میں ایک پریس بھی قائم کیا تھا جس کا مقصد طبی لٹریچر کی اشاعت تھا یہ پریس بھی کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دیتا رہا۔ چنانچہ ترجمہ تاریخ ابن خلدون، جنگ ہائے صلیبی، ابتداء زمانہ حمل سے وضع حمل تک توضیحی تقابلاتی چارٹ کی اشاعت اس کی شاہکار خدمات ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

انتقال :۔

حکیم صاحب عمر بھر مدرسہ طبیہ کی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں 1931ء میں اپنی ذاتی رقم سے زمین خرید کر کالج کو وہاں منتقل کر دیا تھا اور اپنے سامنے اسی زمین پر تعمیر کا سلسلہ شروع کرادیا تھا سلسلہ جاری تھا کہ حکیم صاحب نے 5 جنوری 1933ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور احاطہ کالج میں دفن کیے گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے یادگار چھوڑے۔ حکیم صفوان احمد جو تاحیات مدرسہ طبیہ کی ترقی میں لگے رہے دوسرے صاحبزادے حکیم حماد عثمانی ہیں۔ بحیثیت پرنسپل یونانی میڈیکل کالج آپ کی خدمات سے طب کا ہر شخص بخوبی واقف ہے۔

حکیم خواجہ رضوان احمد

جدید ہندوستان کے عظیم ترین مصنفین میں یہ نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔
حکیم خواجہ رضوان احمد 1906ء میں قصبہ نہٹور ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔[1]

خاندان مذہبی تھا لہٰذا سب سے پہلے حفظِ قرآن شروع کیا بعد میں عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ 1921ء میں دہلی طبیہ کالج میں داخل ہوئے۔ محنت و مشقت کرتے رہے چنانچہ آپ ہمیشہ اچھے نمبروں سے پاس ہوئے اور آپ نے متعدد تمغے حاصل کئے۔ 1925ء میں طبیہ کالج سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک سال تک اسسٹنٹ ہاؤس سرجن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ 1926ء میں بحیثیت پروفیسر پٹنہ طبیہ کالج چلے گئے۔ سات سال کے بعد اراکین دہلی طبیہ کالج کی فرمائش پر پٹنہ سے مستعفی ہو کر دہلی کالج سے وابستہ ہو گئے۔[2] لیکن بدقسمتی سے 47ء میں دہلی لٹ گئی۔ اسی فساد میں اپنے بیٹے سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس سانحہ سے اس قدر

---

[1] تذکرۃ الاطباء، حصہ دوم ص65 مرتبہ حکیم سید سرفراز حسین۔ مرکزی کتب خانہ حیدر آباد لاہور

[2] بہار میں یونانی طب کا ارتقاء ص66 حکیم سید منظر احسن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل برا ہوا کہ حکیم صاحب سلہٹ منتقل ہو گئے اور عرصہ تک وہاں بحیثیت پرنسپل خدمات انجام دیتے رہے۔

20 برس تک شاندار خدمات انجام دیں 1967ء میں سبکدوش ہونے کے بعد کراچی چلے گئے یہاں بھی آپ جامعہ طبیہ شرقیہ کو نوازتے رہے۔ اور 8 دسمبر 1972ء میں کراچی میں سفر آخرت اختیار کیا۔[3]

بحیثیت مترجم و مؤلف حکیم صاحب بڑی عظمت کے مالک ہیں خاص طور سے شرح اسباب کا ترجمہ اور منافع الاعضاء آپ کی شاہکار تصانیف ہیں۔ آپ نے اس تالیفی کام کے لیے باقاعدہ دارالتالیفات کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا۔ جو پہلے دہلی بعد میں کراچی میں مدتوں علمی و فنی خدمات انجام دیتا رہا۔ آپ کی تالیف و تصنیفات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی اکثر کتابیں طبیہ کالجوں کے نصاب میں شامل کر لی گئی ہیں۔

تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. دہلی کا صحیح مطب۔
2. دہلی کے مرکبات۔
3. ترجمہ شرح اسباب۔
4. ترجمہ علاج الامراض۔
5. ترجمہ موجز القانون۔
6. ترجمہ حیات قانون۔
7. منافع الاعضاء۔
8. امراض اطفال مصور۔
9. طب قانون۔
10. کتاب السموم۔

ان تصانیف سے حکیم صاحب کی ہمہ جہتی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان

3۔ قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین ص 248 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں طب کے ارتقائی دور میں حکیم خواجہ رضوان احمد کی گراں قدر خدمات آج تک مشعل راہ بنی ہوئی ہیں۔

حکیم محمد مسیح الزماں ندوی نگرامی

تکمیل الطب کالج کے سابق پرنسپل حکیم محمد مسیح الزماں ندوی تقریباً 1916ء سلون ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام محمد سلیمان تھا۔ لکھنؤ کے مردم خیز قصبہ نگرام سے متعدد قرابتوں کی وجہ سے اور غالباً آبائی وطن وطن ہونے کے ناتے حکیم صاحب اپنے نام کے ساتھ نگرامی کا بھی اضافہ کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم حکیم صاحب نے سلون میں حاصل کی اس کے بعد راقم السطور کے والد حضرت مولانا عبدالغفار ندوی نگرامی سے مدرسہ عربیہ بدریہ نگرام میں عربی علوم سیکھے یہاں سے عالم عربی کی عظیم درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ آئے۔ یہاں سے عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کی مایہ ناز طبی درس گاہ تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں طب پڑھا آپ کے اساتذہ میں حکیم عبدالحمید صاحب کا اسمِ گرامی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

1936ء میں فراغت کے بعد مطب شروع کیا لیکن طبیعت چونکہ درس وتدریس کی طرف زیادہ راغب تھی۔ لہٰذا مطب سے زیادہ دلچسپی نہیں رہی اسی خواہش کی بناء پر 1944ء میں شفاء الملک حکیم عبدالمعید صاحب کی دعوت پر تکمیل الطب سے بحیثیتِ استاد منسلک ہوئے [1] اور 37 سال مسلسل شاندار تدریسی خدمات انجام دیتے رہے حکیم صاحب کا درس بہت معلومات بخش ہوتا تھا۔ راقم السطور نے حکیم صاحب سے معالجات پڑھی ہے آپ کا مخصوص اندازِ بیان اور مضمون آپ کی دسترس سے آج بھی یادگار ہے۔

تکمیل الطب کالج کی پرنسپلی :۔

1965ء میں حکیم شکیل احمد شمسی مرحوم کے سبکدوش ہونے کے بعد حکیم صاحب

---

[1] گوہرآبدار حکیم مسیح الزماں ندوی ہمدرد دہلی جولائی 1986ء از حکیم ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تکمیل الطب میں پرنسپل بنائے گئے۔ بحیثیت بہترین ایڈمنسٹریٹر آپ کا دور نمایاں اہمیت کا حامل تھا اگرچہ تعلیمی معیار پہلے سے بھی برا نہیں تھا۔ لیکن آپ کے زمانے میں عام ڈسپلن بہت اچھا تھا۔ اچھے اچھے شاطر طلباء بھی امتحان میں نقل کرنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔ راقم السطور نے آپ کی پرنسپلی کا آخری دور دیکھا ہے اس کے بعد کبھی اتنا اچھا ایڈمنسٹریشن دیکھنے کو نہیں ملا۔ 1973ء میں حکیم صاحب معالجات کے پروفیسر ہوئے اور ۳۰ رجون 1981ء کو شاندار علمی و تدریسی خدمات انجام دے کر سبکدوش ہو گئے۔

دیگر طبی سرگرمیاں :۔

حکیم صاحب تدریس کے علاوہ مجلس طبی اترپردیش، دارالعلوم، دیوبند، امتحان کمیٹی، بھارت طبیہ کالج سہارن پوری میکلٹی آف میڈیسن کان پور یونیورسٹی۔ انڈین میڈیسن بورڈ یوپی کے سرگرم ممبر رہے۔ خاص بات یہ تھی کہ حکیم صاحب نے ان کمیٹیوں میں کبھی خوشامدانہ لہجہ نہیں اختیار کیا۔ طبی معاملات میں سرکار سے کبھی سمجھوتہ پسند نہیں فرماتے تھے۔

تصنیفی خدمات :۔

آپ کی تصانیف بہت زیادہ نہیں تھیں لیکن الحکیم میں شائع شدہ مضامین تکمیل الطب رسالہ میں مجلس ادارات کے رکن کی حیثیت سے آپ کی خدمات بے حد اہم ہیں۔
آپ کی دو تصانیف مطب حمید اور معلم الادویہ یادگار تصانیف ہیں خاص طور پر معلم الادویہ ادویہ مفردہ و مرکبات کی کلیات پر شاہکار تصنیف ہے جس میں اختصار کے ساتھ نہایت گراں قدر معلومات یکجا کر دی گئی ہیں۔

انتقال :۔

حکیم صاحب کی صحت کئی سالوں سے خراب تھی تقریباً ایک سال پہلے کافی بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئے تھے۔ مرض بڑھتا رہا بالآخر ۷ مارچ 1986ء کو اس دارفانی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے تین صاحبزادے بدرالزماں، قمرالزماں اور شمس الزماں یادگار چھوڑے جن میں قمرالزماں تکمیل الطب کالج لکھنؤ سے فارغ ہیں اور یوپی کی سرکاری یونانی ڈسپنسری میں میڈیکل آفیسر ہیں۔

حکیم شکیل احمد شمسی

ایک بیحد بارعب چہرہ جیسا پہلے کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ تھا۔ ایک نہایت بھاری بھرکم شخصیت جس کے دیکھتے ہی ایک عظیم المرتبت شخص کا خاکہ ذہن ودماغ میں ابھر آئے۔ خوبرو چہرہ پر کشادہ پیشانی، لانبی کھڑی ناک، زیرلب مسکراہٹ، چال متانت و خوداعتمادی کی عکاس، گفتگو کے دوران آنکھیں بند کر لینے کی عادت، خودداری اتنی کہ قریب کے لوگ بدگمانی کا شکار ہوتے ہوتے رہ جاتے، گہرائی کا یہ عالم کہ انفعالاتِ نفسانی کا اندازہ لگانا دشوار، بڑے بڑے مسائل پر اتنی ہلکی سی توجہ کہ صاحبِ معاملہ مایوس ہو جائے لیکن دبدبہ اتنا کہ توقع کے خلاف صحیح وقت سے کام تکمیل کو پہنچ جاتے۔

علمی تبحر کا یہ عالم کہ شاید کوئی میدان ہو جس میں اجنبیت کا احساس ملے، فنی کمال کا یہ حال ہے کہ مخالفین بھی لوہا مانتے، زبان میں وہ متانت کہ لگتا تھا الفاظ بھی مرعوب ہیں، قلم میں وہ زور کہ قرطاس کانپ اٹھے، محفل میں بیٹھتے تو آپ ہی آپ دکھتے، ملنے والا یہ سمجھتا کہ بے حد سخت گیر اور ملنے کے بعد تصنع سے پاک خلوص سے فیضیاب۔

یہ تھا سراپا حکیم صاحب مرحوم کا۔

حکیم صاحب تکمیل الطب کالج لکھنؤ کے مایہ ناز فرزند تھے۔ 1913ء میں پیدا ہوئے تھے آپ رام پور کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام حاجی حافظ حبیب احمد تھا آپ کے نانا مولوی منور علی محبت رام پور کے بے حد مشہور لوگوں میں تھے۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ رام پور سے حاصل کی درسیات کی تکمیل کے بعد لکھنؤ آئے۔ حکیم صاحب درسِ نظامی کے باقاعدہ فارغ تھے لکھنؤ آکر مشہورِ زمانہ طبی درس گاہ تکمیل الطب میں داخل ہوئے۔ طب میں آپ کے اساتذہ میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شفاء الملک حکیم عبدالمعید، شفاء الملک حکیم عبدالحمید، حکیم حافظ عبدالمجید کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں ۔[1]

تکمیل الطب سے وابستگی :۔

1933ء میں فراغت کے بعد حکیم صاحب اپنے وطن رام پور چلے گئے اور یہاں مطب کا آغاز کیا جلد ہی مطب چلنے لگا لیکن خود حکیم صاحب کے بیان کے مطابق "میں مطب کر رہا تھا انھیں دنوں شفاء الملک حکیم محمد عبدالحمید صاحب بہت علیل ہوئے۔ کالج کے پرنسپل اس وقت حکیم عبدالمعید صاحب تھے اور وائس پرنسپل حکیم عبدالجلیل انصاری صاحب تھے۔ بعد میں حکیم عبدالجلیل صاحب کالج سے سبکدوش ہو گئے۔ حکیم عبدالحمید صاحب کی علالت نے طول کھینچا حکیم عبدالحمید صاحب ان دنوں علی گڑھ میں زیر تعلیم تھے۔ ان حالات میں حکیم عبدالمعید صاحب کالج کی ذمہ داری میں تنہا رہ گئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے مجھ کو (حکیم شکیل صاحب) کو لکھا کہ تم فوراً چلے آؤ۔ میں حاضرِ خدمت ہوا تو حکیم عبدالمعید صاحب نے فرمایا کہ تم کو کالج کی خدمت کرنا ہے اور میرا ہاتھ بٹانا ہے میں اس کام کے لئے وائس پرنسپل کے فرائض تمہارے سپرد کرتا ہوں حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میرے والد کے نام انھوں نے خط لکھ دیا۔ میں نے رام پور واپس جا کر والد صاحب کی خدمت میں حکیم صاحب کا خط پیش کر دیا انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مجھ سے زیادہ تمہارے اوپر کالج کی خدمت فرض ہے مطب بند کیجئے اور لکھنؤ جائیے۔ ... وقت میں لکھنؤ آگیا اور کالج کے اکثر کام میرے سپرد کر دیئے گئے۔ یہ زمانہ تھا 1942ء کا۔[2]

حکیم صاحب کا تکمیل الطب کا دور نہایت زریں دور تھا۔ اس زمانے کی علمی وفنی سرگرمیاں یادگار ہیں۔ انھیں گراں قدر خدمات کی بنیاد پر 1956ء میں حکیم صاحب باقاعدہ پرنسپل

1۔ تکمیل الطب کے دو مایہ ناز فرزند، حکیم پروفیسر سید ظل الرحمٰن۔ اسٹیٹ تکمیل الطب کالج میگزین 85۔ 1986ء

2۔ علاج بالفصد، پروفیسر حکیم سید محمد فاروق رضوی۔ اسٹیٹ تکمیل الطب کالج میگزین۔ 86۔ 1985ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقرر کئے گئے۔ پرنسپل ہونے کے بعد بھی حکیم صاحب طلباء سے بہت مانوس تھے اس کا ایک سبب یہ تھا کہ حکیم صاحب پرنسپل ہونے سے پہلے طلباء یونین کے سرپرست اور کیمپس کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے۔ اس لئے طلباء سے براہ راست واسطہ رہتا تھا۔ آپ کے زمانے میں سال میں ایک بار طبی ہفتہ بڑے جوش و خروش سے بنایا جاتا تھا۔ ساتھ میں ایک مشاعرہ بھی ہوتا تھا۔ آج تک وہ مشاعرہ لکھنؤ میں یاد کیا جاتا ہے۔

درس :۔

پرنسپل شپ کے ساتھ درس و تدریس کا کام بھی جاری تھا۔ حکیم صاحب کا درس نہایت اہم ہوتا تھا حکیم سید محمد فاروق رضوی کی تحریر ہے کہ استاذی جناب حکیم شکیل صاحب مرحوم و مغفور جو اس وقت پرنسپل کے عہدہ منصب پر فائز تھے۔ علم الولادت ان کا خاص مضمون تھا ان کی تصنیف کردہ کتاب الولادت کوئی طالب علم کلاس میں سبقاً سبقاً پڑھتا تھا اور موصوف اسی اعتبار سے تختۂ سیاہ پر خاکہ بناتے جاتے تھے اور لکچر دیتے جاتے تھے ۔[1]

علم الولادت کے علاوہ اور مضامین پر بھی حکیم صاحب کو دسترس حاصل تھی حمیات اور بحران پر آپ کا درس بہت جامع ہوتا تھا۔ تکمیل الطب میں طالب علمی کے دوران پرانے اساتذہ سے حکیم صاحب کی تدریسی عظمت کے قصے سننے کو ملتے تھے۔

حکیم صاحب 1942ء سے 1965ء تک باقاعدہ کالج سے متعلق رہے 65ء میں پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اس کے بعد 1974ء تک کالج کے سکریٹری رہے بعد میں بھی کالج کے ادبی اور سالانہ جلسوں میں شرکت رہے۔

مطب :۔

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا حکیم صاحب 33ء میں تکمیل الطب سے فراغت کے بعد رام پور چلے گئے۔ یہاں حکیم صاحب کئی سالوں تک کامیابی سے مطب کرتے رہے 42ء میں

1-2۔ علاج بالفصد پروفیسر حکیم سید محمد فاروق رضوی۔ اسٹیٹ تکمیل الطب کالج لکھنؤ میگزین 86۔97

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شفاء الملک حکیم عبدالمعید کی دعوت پر رام پور سے لکھنؤ آئے یہاں کالج کے ساتھ ساتھ آپ نے تمباکو منڈی لکھنؤ میں مطب کا سلسلہ بھی شروع میں مریض کم آتے تھے۔ ظاہر ہے اطباء جھوائی ٹولہ کے سامنے جہاں لکھنؤ اور ملک کے علاوہ ایران، افغانستان، جاوا اور تمام عرب سے مریضوں کی قطار لگی رہتی تھی۔ مطب کامیاب ہونا آسان نہیں تھا۔ مطب دھیرے دھیرے چل رہا تھا ایک دن ایک نوجوان کو کچھ لوگ لے کر آئے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ کئی دنوں سے حلق سے کچھ نہیں اترا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان حلق میں نلکی ڈالنے کو کہتے ہیں۔ حکیم صاحب نے معائنہ کر کے خناق دموی تجویز کیا۔ اور ان لوگوں سے کہا فصد کھلوانا پڑے گی۔ حکیم صاحب نے فصد کھولی اور سیر ڈیڑھ سیر خون نکال دیا۔ ابھی پٹی بھی نہیں بندھنے پائی تھی کہ مریض نے بہت شدت سے پانی مانگا۔ حکیم صاحب نے پانی کے بجائے عرق بید مشک، عرق مکو اور شربت توت سیاہ آہستہ آہستہ پینے کی ہدایت کی۔ چند دنوں بعد اسے مکمل شفا حاصل ہوگئی[1]

اس وقت سے جو مطب چلنا شروع ہوا تو آخر تک نہایت کامیابی سے چلتا رہا آپ مطب بڑے ٹھاٹھ سے کرتے تھے۔ راقم السطور نے آخری 8 سال آپ کے مطب کی رونق دیکھی ہے۔ حکیم صاحب عام اوقات سے ہٹ کے ۱ بجے دن میں مطب میں آتے تھے اور 25 مریض نمبر سے اور دس مریض فیس کے دیکھتے تھے۔ رات کو 8 بجے کے بعد مطب شروع ہوتا تھا پھر رات گئے تک چلتا رہتا تھا حکیم صاحب مریض کا معائنہ بڑے غور سے کرتے تھے آنکھ بند کر کے مریض کا بیان سنتے تھے پھر جدید و قدیم ذرائع تشخیص سے مرض کی تشخیص فرماتے تھے۔ دس منٹ سے کم کسی مریض کو نہیں دیتے تھے کبھی کبھی یہ وقفہ اور طویل ہو جاتا تھا۔

مطب میں امیر و غریب سب کو مساوات حاصل تھی مجھے یاد ہے ایک مرتبہ ایک منسٹر صاحب نے پہلے ہی سے وقت لے کے فیس جمع کر دی تھی۔ لیکن وہ تاخیر سے پہونچے حکیم صاحب ٹھیک وقت پر مطب آئے اور نصف گھنٹے بعد واپس چلے گئے۔ فوراً ہی وزیر موصوف آئے لیکن حکیم صاحب دوبارہ واپس نہیں آئے۔ کھلا

---

[1] ۔ علاج بالفصد پروفیسر حکیم سید محمد فاروق رضوی۔ اسٹیٹ تکمیل الطب کالج لکھنؤ میگزین 62-1986ء

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھیجا کہ اب ایک بجے تشریف لائیں اور فیس واپس کردی وزیر موصوف نے فیس دوبارہ واپس کردی۔ جب وہ دو دنوں تک نہیں آئے تو حکیم صاحب نے پتہ معلوم کرکے بذریعہ منی آرڈر فیس واپس کردی۔

علاج و تشخیص میں جدید و قدیم دونوں کے مبادیات سے بخوبی واقف تھے۔ نسخہ میں بھی یونانی ادویہ کے ساتھ جدید انداز سے تیار شدہ مقویات جیسے سیرپ بی کمپلکس لیورجین سیرپ جیسی دوائیں بھی استعمال کرتے تھے۔ آپ اخیر ایام تک مطب کرتے رہے۔ اس طرح لاکھوں مریض آپ کی حذاقت و مہارت سے شفایاب ہوئے۔

دیگر طبی سرگرمیاں :۔

مطب، درس و تدریس کے علاوہ حکیم صاحب کی دیگر سرگرمیاں بھی عروج پر تھیں۔ مرکزی اور ریاستی سطح پر حکیم صاحب مختلف طبی تحریکات کے روح رواں سمجھے جاتے تھے۔ طبی معاملات میں حکیم صاحب اٹل اور فیصلہ کن رائے رکھتے تھے جن سے مخالفت کرنا ان کے مزاج کے خلاف ہوتا تھا۔ طبی مضامین پر گہری نظر ہونے کی وجہ سے آپ کی حیثیت تمام محفلوں میں شمع محفل کی ہوتی تھی۔ انجمن طبیہ یوپی، آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کے علاوہ دیگر طبی انجمنوں کے ممبر رہے۔ طبی کانفرنس کے سینیر نائب صدر آخر تک رہے۔ اس کے جلسوں میں حکیم صاحب پابندی سے شریک ہوتے تھے۔ اس دوران آپ کی تقریر پورے سیشن کی جان ہوتی تھی۔

حکیم صاحب سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کے فاؤنڈ ممبروں میں سمجھے جاتے تھے۔ اس کونسل کی متعدد کمیٹیوں کے ممبر تھے گورننگ باڈی کے ممبر کی حیثیت سے آپ کی خدمات یادگار حیثیت رکھتی ہیں۔

ہندوستان کے سبھی طبیہ کالجوں سے حکیم صاحب کسی نہ کسی طرح وابستہ تھے، طب کی اعلیٰ اسامیوں کے انتخاب میں آپ ایکسپرٹ ہوگئے تھے۔ خاص طور سے علی گڑھ طبیہ کالج کی شاید ہی کوئی کمیٹی ہو جس کے آپ ممبر نہ ہوں۔ اس کالج کی پرنسپل شپ کے لئے بھی حکیم صاحب کو دعوت دی گئی تھی اس کے علاوہ دہلی طبیہ کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے بھی حکیم صاحب سے درخواست کی گئی تھی لیکن آپ نے لکھنؤ چھوڑنا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پسند نہیں کیا۔[1]

طبی خدمات کے ذیل میں سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کے تحت سرگرم عمل لٹریری ریسرچ یونٹ لکھنؤ کے پروجیکٹ آفیسر کی حیثیت سے بھی حکیم صاحب کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس یونٹ کے آپ آخر وقت تک پروجیکٹ آفیسر رہے۔ 5 سال راقم السطور کو بھی حکیم صاحب کی ماتحتی میں کام کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حکیم صاحب بڑے دبدبہ کے آفیسر تھے ہم لوگوں سے زیادہ کہتے سنتے نہیں تھے لیکن رعب برقرار رہتا۔ اپنے ملازمین سے بیحد محبت کرتے تھے تصنیف وتالیف کے کام میں حکیم صاحب یکساں طور سے سب کی ہمت افزائی کرتے تھے۔

1971ء سے 1985ء تک حکیم صاحب اس یونٹ کے پروجیکٹ آفیسر رہے اس دوران متعدد علمی کارنامے موصوف کی سرپرستی میں منظرِ عام پر آئے۔ کونسل کے تحت لٹریری یونٹوں میں قدیم کتابوں کے ترجمے پر خاص طور سے توجہ دی جاتی ہے اس کے علاوہ نایاب اہم کتابوں کے عربی متن کی اشاعت بھی پروگرام میں شامل ہے۔ ہندوستان میں یہ اپنی نوعیت کے واحد ادارے ہیں جہاں سے یونانی طب کے احیاء کی صحیح معنوں میں موثر تدابیر ہوئی ہیں۔ حکیم صاحب کے زیرنگرانی اس یونٹ کے اہم کاموں میں ابن رشد کی کتاب الکلیات کے عربی متن، اس کے اردو ترجمے، کتاب الابدال عربی متن مع اردو ترجمہ، کتاب الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ ابن بیطار جلدِ اول کا اردو ترجمہ، کتاب العمدۃ فی الجراحت ابن القف جلدِ اول کا اردو ترجمہ شامل ہے۔

بحیثیت پروجیکٹ آفیسر ان کے کام لینے کا اندازہ بالکل نرالا تھا کبھی انھوں نے لٹریری ریسرچ کو کلریکل ریسرچ کا درجہ نہیں دیا چنانچہ آفس کے اوقات کا بھرم برقرار رکھنے کی تادیب کے ساتھ آفس کو پابندِ اوقات نہیں بنایا۔ مرحوم کا خیال تھا کہ اس طرح کے تحقیقی کام بہتر طور سے جبھی انجام پا سکتے ہیں جب اسے وقت اور حالات کی بندش سے آزاد رکھا جائے وہ کام کی کمیت نہیں کیفیت دیکھتے تھے۔ اچھے کام کو دیکھ کر

---

[1] تکمیل الطب کے ددمایہ ناز فرزند حکیم سید ظل الرحمن اسٹیٹ تکمیل الطب کالج میگزین لکھنؤ 86۔ 87۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خوش ہو جاتے تھے تحقیقی کاموں کی بہتری کے لیے ایڈمنسٹریٹو حدود توڑنا ان کے لئے عام بات تھی۔ انھیں شکوہ تھا کہ

کبھی جو کر نہ سکے احترامِ سیف و قلم
لئے ہوئے ہیں شعورِ حیات کا پرچم

خوشی کی بات یہ تھی کہ حکیم صاحب اپنے اس خیال کو برملا کہتے تھے۔ ان کا یہ ماتم عام تھا کہ یونانی طب کی طرف اپنی ہمہ گیر صفات کے باوجود کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

شاعری :۔

حکیم صاحب بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ شکیل ہی تخلص رکھا تھا۔ سیاسی، رومانی، اور انقلابی ہر طرح کے شعر کہتے تھے۔ آپ خاص روں کے شاعر نہیں تھے لیکن مخصوص شعری نشست میں آپ کی حیثیت شمع محفل کی ہوتی تھی حکیم صاحب کی شاعری واقعی مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہے۔ جیسے جیسے حالات آتے رہے آئینہ پر گرد دکھائی دیتا رہا۔ جب ذرا سکون ہوتا تو گرد کا ہٹنا بخوبی نظر آتا ہے۔ شعری مجموعہ چھپ چکا ہے عنوان ہے قید حیات و بند غم" بلاشبہ زندگی کی بندشوں اور غم کی قید کی داستان ہے۔ خود اپنے مجموعہ کے مقدمہ میں بطور اعتراف لکھتے ہیں۔

"جذبہ کا اظہار اگر حرکات میں ہو تو رقص، رنگ و خطوط میں ہو تو مصوری، آواز و آہنگ میں ہو تو موسیقی اور الفاظ میں ہو تو شاعری کہلاتا ہے۔ میرا اپنا جذباتی اظہار الفاظ میں ہے اور صرف اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی ہے۔ یہ کوئی ادبی پیشکش نہیں ہے اور نہ مجھے ادیب ہونے کا زعم ہے، مقصدیت اور لا مقصدیت جدیدیت اور کلاسیکیت کی بحثوں سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

بچپن کی معصومیت، جوانی کی شوریدہ سری اور بڑھاپے کی حقیقت پسندی تخیل و تفکر کی گوناگوں اور بوقلمونیوں کے لئے کیا کم ہیں۔ ان کے علاوہ ذاتی اور سماجی سطح پر پیش آنے والی الجھنیں اور کشمکشیں، ماحول اور گرد و پیش کے حوادث و واقعات

---

۱ قید حیات و بند غم ص 19 شعری مجموعہ حکیم شکیل احمد شمسی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور بعض اوقات سیاسی مدوجزر، بے چینیاں اور اضطراب دیتے ہیں۔ احساسات کو جھنجھوڑتے ہیں۔ ان تاثرات کے اُتار چڑھاؤ، ہیجان داشتعال اور مایوسی و بغاوت ہر رنگ میں اُبھرتے ہیں۔ اس لئے دل کے محسوسات کی دنیا کبھی ہموار اور یکساں نہیں رہتی۔ پھر ان کا شعری اظہار اگر فطری ہو تو یک رنگ کیسے ہو سکتا ہے یہی سب کچھ ان اشعار میں ہے ان میں خارجی محرکات کے اثرات بھی ہیں اور داخلی محسوسات کے مظاہرے بھی لیکن داخلیت زیادہ ہے۔ جس میں ذاتی اُلجھنوں، محرومیوں، دلدوزیوں اور سسکیوں کے علاوہ رندی و سرمستی، اور طرب و مدہوشی کی جھلکیاں بھی ہیں جو میری افتادِ طبع کے غماز ہیں۔[1]

اس اقتباس کی روشنی میں چند اشعار پیش ہیں۔

صبحِ صادق بھی نہیں سُرخ سویرا بھی نہیں
اک دھندلکا ہے مرے گھر میں اندھیرا بھی نہیں
سایۂ زلف میں رُک لیجئے دم بھر لیکن
یہیں سو جائیے اس درجہ گھنیرا بھی نہیں

شعروں کو حسن دے کے غزل کو سنوار کے
فکر و نظر میں رنگِ محبت نکھار کے
خود جل دیئے تو مر گئے نغمے بہار کے
ہم رہ گئے متاعِ سخن تک بھی ہار کے

شبنم ہزار روئی مگر پھول جل اُٹھے
بجھتی ہے آنسوؤں سے کہاں دل جلوں کی آگ
یہ فیضِ عشق کم ہے کہ ہر غم علاجِ غم
کوئی فرارِ زیست نہ احساس کا تیاگ

سرابِ صبحِ بنارس / فریبِ شامِ اودھ
وہ آفتاب کا دھوکا / یہ فتنۂ مہتاب

---

[1] مقدمہ قیدِ حیات و بندِ غم ص 7

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کبھی جو نہ کر سکے احترامِ سیف و قلم
لئے ہوئے ہیں شعورِ حیات کا پرچم

لبوں پہ موجِ تبسم ہے خاطرِ احباب
درونِ سینہ ہزاروں جھمیلوں کا عذاب

اللہ اللہ نگاہوں کا یہ اندازِ خلش
جب کبھی آئینۂ دل نہ رسا چھوڑ دیا

شکیلؔ آساں نہیں تھا آنسوؤں کو پی کے جی لینا
نہ بنتا غم اگر لذت متاعِ زیست نہ ہو جائے

شکستِ دل میں وہ کیفِ حیات ہے شمسیؔ
دعا کو ہاتھ اٹھاتے نہیں اثر کے لئے

تصانیف:۔

لکھنے پڑھنے کا شوق حکیم صاحب کو شروع ہی سے تھا۔ زمانۂ طالب علمی ہی سے طبی مضامین اور کبھی کبھار ادبی مضامین لکھا کرتے تھے۔ شروع میں غزلیں بھی چھپتی تھیں مطالعہ آپ کے معمولات کا اہم جزو تھا۔ اسی ذوق کی وجہ سے رسالہ تکمیل الطب کے برسوں چیف ایڈیٹر رہے "حیات" اور "بحران" اس رسالہ کی اہم ترین اور مقبول اشاعتیں ہیں۔ طب میں کتاب الولادت اور طبی کیمیا آپ کی شاہکار تصنیف ہیں۔ کتاب الولادت کے متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سفرنامہ حج کے بطور "ارضِ حرم تک" کے نام سے بھی ایک رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

شعری مجموعہ "قیدِ حیات و بندِ غم" کے عنوان سے 1985ء میں چھپا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اہم طبی رسائل میں آپ کے مضمون چھپے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

معمولاتِ مطب بھی حکیم صاحب نے مرتب کرنا شروع کیا تھا۔ تجرباتِ معالج کے نام سے مریضوں کے علاج پر مشتمل کتاب کا خاکہ بھی مرحوم کے ذہن میں تھا۔

انتقال :۔

حکیم صاحب غدہ مذی اور قلب کے مریض تھے گھٹنوں کی تکلیف بھی پرانی تھی دل کی تکلیف بہت دنوں سے پریشان کر رہی تھی بالآخر 12 نومبر 1985ء کو لاری کارڈیالوجی سینٹر میں نجات حاصل ہو گئی۔ دوسرے دن عیش باغ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ حکیم صاحب کے بڑے صاحبزادے مظفر اقبال شمسی انکم ٹیکس کے اچھے وکیل ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہندوستان کی طبّی درسگاہیں

اور

ادارے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آیورویدک اینڈ طبی کالج قرولباغ دہلی

ایک عرصہ سے شریف منزل، واقع بلی ماران دہلی طبی درس گاہ کے طور سے استعمال ہو رہی تھی۔ ایک باقاعدہ طبی درس گاہ کی ضرورت بہت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ عہدِ مغلیہ کے زوال کے بعد اصل پوچھا جائے تو خود طب یونانی کا وجود خطرہ سے خالی نہیں تھا۔ درباری سرپرستی ختم ہو چکی تھی۔ انگریزوں کی نگاہوں میں دیسی طب کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ دوسری طرف عہدِ مغلیہ کے اطباء کے غیر تحقیقی رجحان سے بھی ایک بہت بڑا نقصان یہ ہو چکا تھا کہ عوام کی رائے بھی اس فن کے لئے زیادہ اچھی نہیں تھی، خاص طور سے اجڑی ہوئی دہلی میں اس فن کو پھیر جمانے کے لئے بڑی محنت درکار تھی۔ ان حالات میں خاندانِ شریفی سے محض اپنی ذاتی خدمات کی بدولت طبِ یونانی کا چراغ روشن تھا، لاکھ تباہیوں کے بعد بھی ذاتی خدمات ضائع نہیں ہوتیں خلوص و لگن سے کی گئی کوششوں ناکامی کا منہ نہیں دیکھتیں۔ چنانچہ طب یونانی کی تعلیم کو باقاعدہ شکل دینے کے لئے حاذق الملک حکیم عبدالمجید خاں اپنے دو چھوٹے بھائیوں کے مشورے سے اور حکیم جمیل الدین کے تعاون سے شریف منزل میں 1886ء میں مدرسہ طبیہ کی بنیاد ڈالی جس کا افتتاح 22 شوال 1305ھ مطابق 1887ء میں ڈپٹی کمشنر سے کرایا اور اس پہلے افتتاحی جلسہ میں مشہور شعراء اور علماء نے شرکت کی جن میں ڈپٹی نذیر احمد، مولوی ذکاء اللہ، سرسید، مولانا حالی اور مولوی محمد حسین آزاد کے نام خاص طور سے لئے جا سکتے ہیں۔ اس جلسہ میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواب محمد اسحٰق، ڈپٹی ہادی حسین خاں، مولوی حشمت اللہ خاں، نواب رضا علی خاں رام پور اور نواب احمد علی خاں وغیرہ بھی موجود تھے۔

حکیم واصل خاں، حکیم اجمل خاں، حکیم عبدالمجید خاں اور حکیم جمیل الدین وغیرہ بحیثیتِ استاد وابستہ ہوئے، فارسی اور عربی کو ذریعۂ تعلیم بنایا گیا۔ وقت گزرتا گیا اور ضرورت کے مطابق نصاب میں مناسب تبدیلی کی جاتی رہی۔ ہر سال کے آخر میں سالانہ جلسہ ہوتا تھا، 1894ء میں پانچویں سالانہ جلسے کے موقع پر ڈپٹی نذیر احمد کی دی نظم یادگار ہے۔

حکیم عبدالمجید صاحب اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مدرسہ طبیہ کے لئے چندہ جمع کر کے اسے چلاتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد مرحوم کے بھائی حکیم واصل خاں کے ذمہ مدرسہ طبیہ کی نگہداشت کا کام ہوا لیکن عمر نے وفا نہ کی لہٰذا جلد ہی اس کی دیکھ بھال حکیم اجمل خاں کے سپرد ہوئی۔

دیکھا جائے تو طبیہ مدرسہ کی ترقی کا دور مسیح الملک حکیم اجمل خاں ہی سے شروع ہوتا ہے مدرسہ طبیہ کی قدیم عمارت حکیم اجمل خاں کے خیال مین بڑھتی ہوئی فنی ضروریات کا ساتھ نہ دے سکتی تھی چنانچہ اس مقصد کے لئے مدرسہ طبیہ کے لئے انھوں نے قرولباغ میں ایک بڑا [illegible] حاصل کر کے لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل سے طبیہ کالج کا سنگِ بنیاد نصب کرایا۔ اس کے بعد کالج کے نظام میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے بورڈ آف ٹرسٹیز کا قیام عمل میں آیا جس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو نمائندگی دی گئی۔ اسی زمانے سے کالج سے غالباً ملکی سیاست کے پیشِ نظر حکیم صاحب نے طبِ یونانی کے ساتھ آیورویدک کی تعلیم کا آغاز کرایا۔

مسیح الملک نے اس کالج کی ترقی کے لئے نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں اس کے لئے انھوں نے انگریزوں اور ہندوستانیوں دونوں کے ذہنوں میں جگہ پیدا کی۔ اس کے لئے انھوں نے ایک طرف وائسرائے سے 29 مارچ 1916ء میں سنگِ بنیاد رکھایا۔ دوسری طرف عام دلچسپی حاصل کرنے کے لئے 48 ایکڑ کی زمین پر قرولباغ میں 1921ء میں مہاتما گاندھی سے اس کا افتتاح کرایا۔[2] جگہ ملنے کے بعد

[1] حکیم اجمل خاں ص 131، کوثر چاند پوری۔

[2] حکیم اجمل خاں، اسٹڈیز ان ہسٹری آف میڈیسن ستمبر 196، تنظیم الدین۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسئلہ اب بھی مصارف کا بدستور برقرار تھا اس کے لئے حکیم صاحب نے ہندوستانی دواخانے کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ حکیم صاحب کی زندگی ہی میں دو لاکھ سالانہ سے زیادہ آمدنی اس سے ہونے لگی تھی۔ جب ذرا مصارف سے چھٹی ملی تو حکیم صاحب نے محض تعلیم طب کو کافی نہ سمجھتے ہوئے طب یونانی کے گم گشتہ وقار کی بحالی کے لئے اسی کالج سے ملحق ایک ریسرچ شعبہ کی بنیاد ڈالی۔ اس شعبہ کے ذریعہ حکیم صاحب نے طب جدید کے مقابلہ میں بڑی حد تک سائنٹفک بنانے کی جدوجہد کی۔ ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کے ذریعہ اسرول پر ہوئی تحقیق آج بھی اجملین اجملیسن کے نام سے اس ادارے کی زندہ یادگار ہے۔ اس کالج کے ساتھ 13 جنوری 1909ء میں حکیم اجمل خاں کی کوششوں سے ہندوستان میں پہلے خواتین کے طبی کالج کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا افتتاح حکیم صاحب نے لفٹننٹ گورنر پنجاب کی بیگم سے کرایا۔

آج حکیم صاحب کی گراں قدر خدمات کی بدولت ہی آیورویدک اینڈ طبی کالج کو ہندوستان میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ ترقی کرتے کرتے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے یہ کالج اب دہلی یونیورسٹی سے ملحق ہے اور دہلی انتظامیہ اس کا نظم ونسق دیکھتی ہے۔

قیام سے لے کر آج تک بے شمار فارغین اس اہم درسگاہ کا نام بلند کر رہے ہیں خود راقم السطور کو متعدد بار کالج جانے کا اتفاق ہوا، یہاں کے اسپتال کی او پی ڈی آج بھی نمایاں اہمیت کی حامل ہے اور عوام وخواص کی دلچسپی کا مظہر ہے۔

تکمیل الطب کالج لکھنؤ

حاذق الملک حکیم عبدالمجید کے ذریعہ مدرسہ طبیہ دہلی کے قیام سے ہندوستان میں طب کی تعلیم کو نئے نظام تعلیم سے ضرور آگاہ کر دیا تھا لیکن اطباء کے انداز فکر اور طبی تعلیم کے عام طرز میں بہت زیادہ تبدیلی نہیں آئی تھی اور ایک مخصوص طبقہ کو چھوڑ کر اس کے اثرات عام اطباء مرتب نہیں ہوئے تھے[1] چنانچہ زمانہ کے بدلتے ہوئے تیور کو دیکھتے

---

[1] حکیم اجمل خاں دی ورسٹائل جینیس۔ حکیم محمد عبدالرزاق صاحب ص 25۔

[2] التماس اول مطبوعہ 2 جون 1902ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے طب یونانی کو دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ہندوستان میں دوسری کوشش حکیم عبدالعزیز مرحوم کی رہینِ منت ہے مرحوم نے نہ صرف جدید تقاضوں کی اہمیت محسوس کی بلکہ ہندوستان میں اسے عملی شکل دینے کے اقدامات کیے۔ حکیم عبد العزیز صاحب اپنی طالب علمی ہی سے طبِ یونانی میں علمِ تشریح اور سرجری کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے اسی اہمیت کے پیشِ نظر آپ نے سرجری کی ضرورت اور افادیت پر مشتمل ایک التماس شائع کی تھی جس میں واضح طور سے تحریر تھا کہ۔

"مجھ کو بڑی بڑی بیماریوں میں لائق ڈاکٹروں کی شرکت یا مشورے کرنے اور اپنے زیر علاج مریضوں میں اعمال بالید کی ضرورت داعی ہونے سے بکرات ومرات ایک ایسی کمی محسوس ہوئی جس سے غیرت وحمیتِ فن نے میرے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ اس نقصان کو کس طرح دفع کروں اور اس فنِ شریف کو جیسا کہ ہوتا آیا ہے اس کی حالت اصل کی طرف پلٹانے کی کوشش کروں۔"

اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حکیم صاحب نے سب سے پہلے اپنے دو ہونہار فرزندگان حکیم عبدالرشید اور حکیم عبدالمجید کو لفٹنٹ کرنل جے انڈرسن لکھنؤ سے تشریح اور سرجری کی تعلیم دلائی۔ ان دونوں اطباء نے اس میدان میں زبردست مہارت حاصل کر لی تھی۔

ظاہر ہے ملک کی ضرورت ان دو اطباء سے پوری نہیں ہو سکتی تھی اور یہ بات بھی ذہن میں تھی کہ اس تعلیم کو عام کرنے کے لئے طبی درسگاہ ہی معاون ہو سکتی ہے چنانچہ حکیم صاحب نے ایک طبی درس گاہ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس خیال کو پختگی اس وقت حاصل ہوئی جب حکیم صاحب کے پیرو مرشد حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے ذریعہ خواب میں یہ ہدایت ہوئی کہ عبدالعزیز تم مدرسہ قائم کر دو اور میری طرف سے ایک اشرفی بطور چندہ رکھو۔ آنکھ کھلنے کے بعد حکیم صاحب نے اپنے بھائی حکیم عبدالحفیظ اور فرزندگان حکیم عبدالرشید اور حکیم عبدالحمید اور چند عزیز اطباء کو جمع کیا اور خواب کا تذکرہ کر کے طبی درس گاہ سے متعلق اپنے مجوزہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی خواہش ظاہر کی، اس طرح مشہور محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ میں جولائی 1902ء میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

تکمیل الطب کے نام سے ایک طبی درس گاہ کا قیام عمل میں آیا شروع میں صرف عائدانِ عزیزی کے اطباء بلامعاوضہ درس دیتے رہے۔ مطب بھی سکھایا جاتا تھا۔ حکیم صاحب کے دونوں صاحبزادے طلباء کو سرجری بھی سکھاتے تھے۔ تکمیل الطب کا پہلا تحریری امتحان 17 شعبان 1321ھ کو منعقد ہوا کالج کے پہلے پرنسپل حکیم عبدالرشید بنائے گئے۔ والد کے انتقال کے بعد ایک جلسہ ہوا جس میں اتفاق رائے سے حکیم عبدالرشید صاحب مجلسِ انتظامیہ کے سکریٹری چنے گئے۔ سنہ 1920ء تک حکیم صاحب کالج سے وابستہ رہے اس دوران نصابِ تعلیم میں مناسب تبدیلی کی جاتی رہی اور حسبِ ضرورت تعمیرات کا سلسلہ بھی وسیع ہوتا رہا۔ سنہ 1920ء میں حکیم عبدالرشید کے انتقال کے بعد حکیم عبدالحمید آنریری سکریٹری بنائے گئے۔ آپ نے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے متعدد کوششیں کیں۔ آپ ہی کے دور سے اطباءِ قدیم کے ساتھ دوسرے اطباء کی کتابوں کو نصاب میں شامل کیا گیا اور ڈسکشن کے لئے باقاعدہ انتظام ہوا اس دور میں نہایت باصلاحیت طلباء یہاں سے فارغ ہوئے۔ ان میں سے اکثر آسمانِ طب پر ستارے بن کے چمکے ان اہم ناموں میں حکیم نیر واسطی، حکیم رشید احمد ندوی مترجم فردوس الحکمت، حکیم سید احمد اللہ ندوی، حکیم شکیل احمد شمسی، حکیم محمد مسیح الزماں ندوی، حکیم محمد عمر دیوبند۔ حکیم ابوالکلام گورکھپوری، حکیم تبارک کریم تکمیلی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں تکمیل الطب کے بڑھانے میں حکیم عبدالحلیم کی خدمات بھی بیحد اہم ہیں۔ آپ نے تکمیل الطب میں صحیح طبی مذاق اور علمی احساس پیدا کرنے کے لئے اہم تدابیر کیں۔ تکمیل الطب ہاسٹل کی تعمیر کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔

1926ء سے 1930ء تک حکیم عبدالمجید صاحب پرنسپل رہے۔ ان کے بعد حکیم عبدالمعید صاحب کو پرنسپل بنایا گیا۔ 1936ء میں حکیم عبدالحمید جب سفرِ حج کو روانہ ہوئے تو حکیم عبدالمعید صاحب کو عارضی طور پر آنریری سکریٹری شپ کا چارج ملا۔ اس دوران حکیم عبدالمعید کی نمایاں کامیابی دیکھ کر حکیم صاحب نے حج سے واپسی کے بعد سکریٹری انھیں کو رکھا۔ حکیم صاحب 26 سال تک شاندار خدمات انجام دیکر سنہ 1964ء میں کالج سے سبکدوش ہو گئے۔ حکیم عبدالمعید کے دور کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ 2 فروری سنہ 1942ء کو حکومت نے اسے تسلیم کر لیا اور بورڈ آف انڈین میڈیسن یو پی سے الحاق ہوا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک بڑا کارنامہ ماہنامہ تکمیل الطب کے اجراء کا بھی ہے۔ یہ رسالہ برسوں طبی خدمات انجام دیتا رہا۔ حکیم عبدالمعید کے بعد حکیم عبدالحسیب صاحب پرنسپل ہوئے 1956ء میں حکیم شکیل احمد شمسی اس کالج کے پرنسپل بنائے گئے۔ اس دور میں بھی کالج نے نمایاں ترقی کی۔ 1965ء میں حکیم شکیل احمد شمسی کی سبکدوشی کے بعد حکیم مسیح الزماں کا پرنسپل کی حیثیت سے انتخاب عمل میں آیا۔ حکیم صاحب 73ء تک اس عہدے پر فائز رہے پھر دو ایک سال یونہی گذرے کبھی حکیم فیاض علی صدیقی صاحب کبھی حکیم سید محمد فاروق رضوی کو کارگذار پرنسپل بنایا گیا۔ جولائی 75ء میں باقاعدہ انتخاب کے بعد حکیم ضیاء الدین ضیاء پرنسپل بنائے گئے۔ بڑھتے مصارف کی وجہ سے پرائیوٹ انتظامیہ کالج کو بہتر طور سے چلانے سے قاصر تھا۔ لہٰذا جولائی 82ء میں کالج کو حکومت اترپردیش نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ اب کالج کے جملہ مصارف حکومت برداشت کرتی ہے۔ حکومت کی تحویل سے کالج میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ اب تنخواہوں میں اضافہ کے ساتھ تعمیری کام بھی کافی آگے بڑھ گیا ہے خاص طور سے اسپتال میں مریضوں کو خاصی دوائیں ملنے لگی ہیں۔ اکسرے پلانٹ بھی لگ گیا ہے۔ انڈور میں کافی بہتری آئی ہے۔ ایمبولینس کی سہولت ہو جانے سے ایمرجنسی مریضوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ بھرتی ہونے والے مریضوں کی دیکھ بھال اور خاطر خواہ توجہ ہونے لگی ہے۔ دوائیں اور خوراک کی فراہمی پر بھی اچھا اثر پڑا ہے۔ اسٹاف کی خالی جگہوں پر تقرری کی وجہ سے تعلیمی معیار بھی بہرحال بلند ہوا ہے۔ طلباء کی تعداد کے پیش نظر ایک نئے دارالاقامہ کا بھی سلسلہ ہو گیا ہے اس طرح ہندوستان کی قدیم درسگاہ کو طب یونانی کی نمائندہ درس گاہ کی حیثیت حاصل ہے۔ آج کل کالج کے پرنسپل پروفیسر حکیم سید محمد فاروق رضوی ہیں جو کالج کی مزید پیش رفت کے لئے حکومت سے برابر رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ کالج روزافزوں ترقی کی طرف گامزن ہے۔

یونانی میڈیکل کالج الٰہ آباد

طب کی نشاۃ ثانیہ و ارتقاء کے سلسلے میں ہندوستان میں خاندانِ شریفی اور خاندانِ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عزیزی کے ساتھ ساتھ الٰہ آباد کے خاندانِ عثمانی کو بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس خاندان کی معالجانہ خدمات کے علاوہ موجودہ اسٹیٹ یونانی میڈیکل الٰہ آباد بھی اسی خاندانِ عثمانی کی اہم یادگار ہے۔

ہندوستان میں دیسی طب کی طرف سے لوگوں کی دلچسپی روز بروز کم ہوتی جا رہی تھی۔ خاص طور سے طبی تعلیم کی کمی اور باقاعدہ درس گاہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر یہ فن موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اگرچہ دہلی کے مدرسہ طبیہ کی خدمات کا سلسلہ عام ہوتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف 1902ء میں حکیم عبدالعزیز کے ذریعہ قائم شدہ تکمیل الطب لکھنؤ میں بڑی حد تک اس ضرورت کی تکمیل میں معاون تھا لیکن ابھی درسگاہو کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی چنانچہ علامہ حکیم احمد حسین صاحب نے اپنے ذاتی مکان واقع محلہ سبزی منڈی الٰہ آباد میں 1904ء کے آس پاس ایک طبی مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو مختلف مدارج سے گزر کر آج اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہے۔

حکیم احمد حسین صاحب نے اس ادارہ کے لئے اپنی عمر وقف کر دی۔ چنانچہ مرحوم نے 1931ء میں زمین خرید کر کالج کو اس کی زمین پر منتقل کر دیا اور 1932ء میں بیت البنہان کے نام پہلی تعمیر مکمل ہوئی۔ شروع میں تین کلاس روم بنائے گئے۔ ابھی تعمیر جاری تھی کہ 1933ء میں حکیم صاحب انتقال فرما گئے۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے ہونہار فرزند شفاء الملک حکیم احمد عثمانی صاحب نے اس مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی چنانچہ تعمیرات کا سلسلہ آپ کے زمانے میں بہت آگے بڑھ گیا۔ بیت الایقان، بیت الطبیان اور بیت الصفوان کے نام سے مختلف عمارتوں کا وجود عمل میں آیا[1]

اس ادارے کے ساتھ حکیم احمد عثمانی نے 1949ء میں حکیم احمد حسین میموریل اسپتال کے نام سے ایک شفاخانہ قائم کیا حکیم احمد کے بعد مرحوم کے برادر خورد حکیم محمد صفوان عثمانی نے بھی اس طبی ادارے کو آگے بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیں لیکن 1962ء میں حکیم محمد صفوان بھی دنیا سے رخصت ہو گئے اس کے بعد

---

[1] مکتوب از حکیم عماد عثمانی سابق پرنسپل یونانی میڈیکل کالج الٰہ آباد۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم احمد حسین عثمانی مرحوم کے بڑے صاحبزادے حکیم ڈاکٹر حماد عثمانی نے اس کا نظم ونسق سنبھالا اور یقیناً تعلیمی اور فنی اعتبار سے یہ کالج جلد ہی ہندوستان کا مایہ ناز ادارہ سمجھا جانے لگا۔ حکیم حماد عثمانی صاحب نے اپنی ساری عمر اس کالج کی فلاح وبہبود میں صرف کردی اور بحیثیت پرنسپل و ایڈمنسٹریٹر اس کالج کو آگے بڑھاتے رہے۔ 1963ء میں حکومت اتر پردیش نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا اور اب یہ ادارہ اسٹیٹ یونانی میڈیکل کے نام سے ہندوستان کا ممتاز طبی کالج سمجھا جاتا ہے۔ یہ ادارہ کانپور یونیورسٹی سے ملحق ہے۔ اور مصارف حکومتِ اترپردیش کے ذمہ ہے۔ اور حکیم عطاء الرحمٰن جعفری صاحب بحیثیتِ پرنسپل خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ

قیام کے محرکات:۔

1926ء میں بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی کے قیام کے بعد حکومت نے ایک آیورویدک کالج اور اسکول اور یونانی کے فروغ کے لئے ایک طبی کالج اور ایک طبی اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے بنارس ہندو یونیورسٹی سے ملحق ایک آیورویدک کالج کا قیام عمل میں آیا۔ جب یونانی کالج کھولنے کی بات آئی تو جگہ کے سلسلے میں اطباء میں بڑا اختلاف رہا۔ کچھ لوگ لکھنؤ میں چاہتے تھے۔ کچھ لوگ بنارس کی طرح اسے علی گڑھ یونیورسٹی سے ملحق کرنے کے خواہشمند تھے اس سلسلے میں 1926ء میں لکھنؤ میں ایک زبردست جلسہ ہوا۔ دونوں نظریہ کے لوگوں نے بڑی گرم گرم تقریریں کیں لیکن حکیم اجمل خاں دہلوی اور حکیم عبدالحمید لکھنوی کے اثرات کی وجہ سے رائے شماری میں علی گڑھ ہی کو منظور کیا گیا ۱؎

۱؎ تذکرہ خاندانِ عزیزی صفحہ 205 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کالج کا قیام :-

اس فیصلہ کے بعد 8 جنوری 1926ء کو مسلم یونیورسٹی اکیڈمک کونسل نے طبیہ کالج کے قیام کے لئے اسکیم مرتب کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی قائم کی جس کی سفارشات کے تحت 1927ء میں طبیہ کالج کا قیام عمل میں آیا۔

کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ اور وائس پرنسپل کی حیثیت سے حکیم عبداللطیف فلسفی کا تقرر عمل میں آیا۔

ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ کے پرنسپل ہونے کی وجہ سے طبیہ کالج کے ابتدائی نصاب میں جدید مضامین کا غلبہ تھا اس طرف وائس چانسلر کی توجہ دلائی گئی تو نصاب تعلیم سے متعلق تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی جس میں یونانی کے مضامین کو زیادہ اہمیت دیئے جانے کی بات طے پائی۔ اس کے بعد حکیم عبداللطیف صاحب 1929ء میں اس کالج کے پرنسپل ہوئے اور 34 برس تک مسلسل کالج کی خدمت کرتے رہے۔

ان کی سرپرستی میں طبیہ کالج علی گڑھ نے بہت ترقی کی اور کالج کو ملک کے دیگر طبی اداروں کی مقابلے میں ایک نمایاں مقام حاصل ہوا اس طرح دہلی اور لکھنؤ کی طرح علی گڑھ بھی ایک طب کا مرکز سمجھا جانے لگا۔

حکیم عبداللطیف کے بعد حکیم عبدالحسیب کی پرنسپلی کا دور بھی علی گڑھ کالج کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ حکیم سید ظل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ حکیم عبدالحسیب صاحب کی پرنسپلی کے زمانہ میں نہ صرف لٹریری ریسرچ یونٹ بلکہ تین دوسرے ریسرچ یونٹ، کلینکل ریسرچ (ایلوپیتھی)، فارما کاگنوسیکل ریسرچ یونٹ، فارما کالوجیکل یونٹ بھی سی سی آئی ایم کے تحت علی گڑھ میں قائم ہوئے [1]

طب یونانی میں انڈر گریجویٹ تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے دروازے بند تھے اور پوسٹ گریجویٹ تعلیم کا پورے ملک میں کوئی انتظام نہیں تھا۔ طبی حلقوں کی طرف سے بڑی کوششیں ہوئیں۔ خاص طور سے اس تحریک کے سپہ سالار کی حیثیت سے حکیم عبداللطیف فلسفی کی خدمات بہت اہم ہیں چنانچہ 1972ء میں علی گڑھ میں

---

[1] تذکرہ خاندان عزیزی ص 402 حکیم سید ظل الرحمٰن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

علم الادویہ کے نام سے ایک مستقل شعبہ شروع کیا گیا اور یہاں سے ایم ڈی یونانی کے نام سے پوسٹ گریجویٹ کورس کا سلسلہ شروع ہوا اس شعبہ کے باصلاحیت فارغین ملک کے کونے کونے میں طبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

معیارِ تعلیم کے اعتبار سے طبیہ کالج علی گڈھ ہندوستان میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ علی گڈھ کا اقلیتی کردار اس کالج میں بخوبی نظر آتا ہے خاص طور سے ذکر کرنے کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کا یہ واحد ڈگری کالج ہے جہاں اب بھی عربی مدارس کے فارغین کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس کالج کو مزید آگے بڑھانے اور اس کی رونق کو دوبالا کرنے میں دوسرے بہت سے اطباء کی جدوجہد بھی ہے۔

گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ

بہار میں یونانی طب اگرچہ بہت دنوں سے اپنے عروج پر تھی اور سینکڑوں ماہرین اطباء کی خدمات کے ذریعہ پورے ملک میں اطباء کی گراں قدر خدمات کا چرچا عام تھا لیکن ابھی تک گیا میں حکیم سید محمد ابراہیم کے ہاتھوں 1933ء میں قائم شدہ طبی درس گاہ کے علاوہ کوئی معقول انتظام نہیں تھا۔ لکھنؤ اور دہلی میں طبی مدرسہ قائم تو ہو گئے تھے لیکن یہاں سے فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ ہر کس وناکس کے بس کی بات نہ تھی، اس کے علاوہ ریاستی سطح پر اطباء کی نمائندگی کے لئے کسی نہ کسی طرح کے پلیٹ فارم کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی، انھیں عوامل کے تحت یوپی کی طرح بہار میں 1925ء میں طبی اسکول قائم کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔ طبیہ اسکول کے قیام کے سلسلہ میں سب سے پہلے ایک گورننگ باڈی ترتیب دی گئی اور 1926ء میں آل انڈیا ویدک طبی کانفرنس کے اجلاس منعقدہ دہلی میں شفاء الملک حکیم عبد الحمید کی تحریک پر حکومتِ بہار سے اس سلسلہ میں رجوع کرنے کی بات ہوئی چنانچہ 1926ء میں طبیہ کالج کے سلسلہ میں قائم شدہ گورننگ باڈی کی پہلی میٹنگ پٹنہ ڈویژن کے کمشنر کے چیمبر میں ہوئی، باڈی کے چیئرمین خود پٹنہ ڈویژن کے کمشنر ڈبلو بی ہیکوک بنائے گئے اور ممبران میں جناب ایس نورالہدیٰ، حکیم محمد ادریس، خان بہادر محمد اسماعیل، حکیم سید مظاہر احمد اور حکیم عبد الکریم کے نام شامل کئے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کئے گئے۔ طبیہ کالج کے قیام کے سلسلے میں جن اہم شخصیات نے نہایت ایثار اور خلوص کام کئے ان میں حکیم رشید النبی، حکیم قطب الدین، حکیم محمد ادریس، حکیم سید مظاہر احمد، حکیم محمد صالح، سر فخر الدین وزیر تعلیم بہار، سر گنیش دت سنگھ، وزیر لوکل سلف، حکیم عبد القیوم حکیم عبد الحمید اور حکیم محمد اجمل خاں کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ 1

اس پہلی میٹنگ کا اہم فیصلہ یہ تھا کہ اسلامی مدارس کے طلباء سے فیس نہیں لی جائے گی۔ اس طرح اسکول کے قیام کے لئے حکومت کی طرف سے سنہ 26ء 1927ء کے لئے 51464 روپے کا بجٹ منظور کیا گیا۔ 2

جب حکومتِ بہار سے طبیہ اسکول کی تجویز منظور ہوگئی تو حکیم مولانا ابوالبرکات عبد الرؤف قادری دانا پوری کو پرنسپل شپ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن انھوں نے اسے قبول نہیں کیا اور اپنے نام کے بجائے حکیم محمد ادریس کا نام پیش کیا اس طرح 26 رجون سنہ 1926ء کو محلہ بھکنا پہاڑی کے مکان ہولڈنگ نمبر 4 میں طبی اسکول کا قیام عمل میں آیا۔ 26 رجولائی سنہ 1926ء میں حکیم خواجہ رضوان احمد جیسے باکمال شخص کو پروفیسر بنایا گیا۔ ایک عرصہ تک یہ طبی درس گاہ بھکنا پہاڑی میں چلتا رہا بعد میں رمنہ روڈ میں منتقل ہوا۔ جنوری سنہ 1934ء میں کدم کنواں میں منتقل کردیا گیا۔ 43ء میں طبی اسکول کو طبی کالج بنادیا گیا اور آج شاندار طبی خدمات میں مصروف ہے۔ اس ادارے کے فارغین پورے ملک میں اپنی صلاحیتوں کا سکہ منوا رہے ہیں۔ گورنمنٹ طبی کالج کے سلسلہ میں حکیم سید منظر احسن کی تحریر یقیناً ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جس میں موصوف کالج کو دورِ اوّل، دورِ دوم اور دورِ سوم میں تقسیم کرکے شروع سے آخر تک کے اساتذہ و اسٹاف کا نہایت تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ دورِ اوّل سنہ 26ء سے سنہ 51ء تک محیط ہے جو حکیم محمد ادریس سے شروع ہوتا ہے۔ دوسرا دور 51ء سے حکیم عبد الاحد پر شروع ہوکر 1970ء تک جاتا ہے۔ تیسرا دور حکیم محمد اشرف

1۔ بہار میں یونانی طب کا ارتقاء ص 6 حکیم سید منظر احسن۔

2۔ تاریخ اطباء بہار ج 1 ص 73 حکیم اسرار الحق۔

3۔ بہار میں یونانی طب کا ارتقاء ص 53، 143 حکیم سید منظر احسن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کریم سے 1971ء میں شروع ہوتا ہے اور 1981ء پر ختم ہو جاتا ہے آج کل حکیم محمد شمیم صاحب پرنسپل کے فرائض انجام دے رہی

ہمدرد طبی کالج دہلی

حکیم عبدالمجید کے ذریعہ قائم کردہ مدرسہ طبیہ اگرچہ طبی کالج کی حیثیت سے ترقی کی طرف گامزن تھا لیکن آیورویدک کے ساتھ یونانی طب کی تعلیم کا انتظام کچھ زیادہ اچھا نہ ہونے کی وجہ سے کافی دنوں سے اطباء کے ذہن میں یہ بات تھی کہ ایک دوسری طبی درس گاہ قائم کی جائے جس میں آزادانہ طور سے یونانی طب کی تعلیم دی جائے۔

طبی ادارہ کے قیام سے حکیم اجمل خاں بھی متفق تھے، چنانچہ حکیم محمد الیاس خاں نے شیدی پورہ میں جامعہ طبیہ کے نام سے ایک طبی درس گاہ کی بنیاد ڈالی۔ اس تحریک میں محمد الیاس خاں کے علاوہ حکیم علامہ کبیر الدین، حکیم فضل الرحمٰن کی خدمات بھی اہمیت کی حامل ہیں۔

1947ء تک حکیم الیاس خاں بلا کسی بیرونی مدد کے اس ادارہ کو چلاتے رہے اور جامعہ طبیہ کا شمار ملک کے اچھے کالجوں میں ہونے لگا۔[1]

بدقسمتی سے 47ء میں فتنہ و فساد کی زبردست آگ سے جامعہ طبیہ بھی محفوظ نہیں رہ سکا اس طرح ایک لاکھ روپیہ کی املاک، کتب خانہ، فرنیچر اور دیگر ضروری سامان نیست و نابود ہو گیا۔ دوسری مصیبت یہ آئی کہ ملک کی تقسیم کے ساتھ اطباء بھی دو ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔ اس بے سروسامانی اور کسمپرسی کی حالت میں بھی حکیم الیاس خاں نے ہمت نہیں ہاری حتیٰ کہ 1948ء میں حکیم جمیل صاحب کے قرولباغ طبی کالج میں بحیثیت پرنسپل بلانے پر یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اپنا کالج زیادہ عزیز ہے۔ جب ذرا ملک کی فضا سازگار ہوئی تو مدرسہ طبیہ قرولباغ میں منتقل ہو گیا اور جامعہ طبیہ بدستور اسی عمارت (شریف منزل) میں چلتا رہا۔

---

[1] حکیم محمد الیاس خاں از حکیم رام لبھایا، سالانہ میگزین مئی 1967ء۔ جامعہ طبیہ دہلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حکیم الیاس صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بھی تھا کہ آپ نے متوفی ہمدرد حکیم عبدالحمید صاحب قبلہ کی سرپرستی حاصل کرلی، دراصل یہیں سے جامعہ طبیہ کے زریں دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح تباہ و برباد ہوجانے کے باوجود نئی زندگی پاکر یہ کالج حکیم صاحب قبلہ کی رہنمائی میں روزافزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ 8 دسمبر 1973ء کو اسے باقاعدہ ہمدرد طبی کالج سوسائٹی کے زیرِ انتظام لایا گیا۔ حکیم صاحب قبلہ نے اس ادارہ کو مزید شاندار اور پائیدار بنانے کے لئے اس کالج کو ہمدرد نگر کے نہایت وسیع کیمپس میں 1990ء میں منتقل کیا۔ اب اسی کیمپس میں ہمدرد طبی کالج کے نام سے یہ ادارہ نہایت خوب صورت عمارت میں سرگرم عمل ہے۔

ہمدرد طبی کالج نے ہر دور میں علمی اور عملی تربیت کے اعلیٰ معیار کا مظاہرہ کیا ہے۔ مشاہیرِ فن اور ماہر اساتذہ کا یہ مسکن رہا ہے، چنانچہ اس ادارے کے فارغین ملک کے گوشے کونے میں تدریسی، تحقیقی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اب یہ کالج دہلی یونیورسٹی سے ملحق ہے اور دلی ایڈمنسٹریشن اس کے نظم و نسق کی نگرانی کرتا ہے۔

آج کل اس کالج کے پرنسپل حکیم جمیل احمد صاحب ہیں جن کی گراں قدر خدمات سے کالج نے نمایاں ترقی کرلی ہے۔

نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد

ریاست اتر پردیش میں لکھنؤ، الٰہ آباد اور علی گڑھ طبیہ کالجوں کے قیام کے بعد اگرچہ طبِ یونانی کی تعلیم بڑی حد تک بڑی حد تک مناسب انداز سے ہونے لگی تھی۔ دوسری طرف پٹنہ طبی کالج سے بھی خاصی مدد مل رہی تھی لیکن فاصلوں کی زیادتی اور بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیشِ نظر ریاستِ حیدرآباد میں طبِ یونانی کے فروغ کے لئے ایک طبی درس گاہ کے قیام کی ضرورت شدت سے محسوس کی

1۔ روداد ہمدرد طبی کالج 1965ء - 1935ء - مرتبہ :- حکیم جمیل احمد پرنسپل ہمدرد طبی کالج۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جا رہی تھی۔ چنانچہ 15 تیرہ 13 فصلی کو مدرسہ طبیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس کے ساتھ یونانی طب کے مسائل کے حل کے لئے 1354ھ مطابق 1935ء میں ریاست نے سررشتہ یونانی کی تنظیم جدید کا منصوبہ بنایا اور 27 جمادی الثانی 1354ھ کو 5 لاکھ خطیر رقم سے جہاں صدر شفاخانہ نظامیہ کی تعمیر کا حکم صادر ہوا وہاں فرمان شاہی کے مطابق حکماء کے فرائض کی تنقیح، طریقہ سربراہی، ادویہ کی اصلاح اور مدرسہ طبیہ کو کالج کا درجہ دینے اور تعلیمی نصاب کی تیاری کا حکم بھی صادر ہوا۔

اس اسکیم پر غور کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک کے جن اہم عمائدین نے حصہ لیا ان میں شفاء الملک حکیم عبدالحمید لکھنوی کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

اس سلسلہ میں حکیم صاحب کا اہم کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے طبیہ کالج دہلی اور طبیہ کالج علی گڑھ کے طرز پر مخلوط نصاب تعلیم کے مضر اثرات کے پیش نظر اس طرح کے نصاب تعلیم کی مدلل مخالفت کرتے ہوئے طبیہ کالج حیدرآباد کو ایک جامع اور مفید نصاب تعلیم مرحمت فرمایا۔ حکیم عبدالحمید صاحب نے طبیہ کالج دہلی اور طبیہ کالج علی گڑھ کے خطوط پر مجوزہ نصاب کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

" میری مضبوط اور مستحکم رائے ہے کہ طبِ یونانی کی تعلیم خالص طبِ یونانی ہی کے نصابِ تعلیم کے ذریعہ کی جائے اور علومِ جدیدہ سے ہمیں اس حد تک فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جہاں تک وہ ہماری طب سے متصادم نہ ہو۔ موصوف نے لکھا تھا کہ اس طرح کے اداروں کا مقصد طبِ یونانی کے ذریعہ سے بنی نوعِ انسان کی اعلیٰ طبی خدمات انجام دینے کے بہترین وسائل و ذرائع کا فراہم کرنا ہے اور یہ مقصد صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب ہم ہندوستان کے موجودہ اطباء کی مناسب جانشینی کے لئے صرف یونانی طب کی تعلیم سے ہونہار طبیب پیدا کریں۔"

حکیم صاحب کی اس جدوجہد کا تذکرہ کرتے ہوئے حکیم سید ظل الرحمن لکھتے ہیں۔

"حکیم صاحب کی کوششیں کافی حد تک اثر انداز ہوئیں اور تنظیم جدید سے متعلق اس کیٹی کے منظور شدہ فیصلوں کے بعد میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد نے بہ نفسِ نفیس

عل۔ تذکرہ خاندانِ عزیزی ص 315 حکیم سید ظل الرحمن۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

۷ شوال 1385ھ کو صدر نظامیہ شفاخانہ اور نظامیہ طبیہ کالج کا افتتاح کیا۔ حکیم مولوی مقصود علی خاں کالج کے پہلے پرنسپل بنائے گئے۔ اساتذہ میں حکیم فضل الرحمن، حکیم کبیر الدین، حکیم معین الدین حجبری اور حکیم محمود رضا خاں لکھنؤ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[1]
آج یہی طبی درس گاہ ایک شاندار عمارت میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے اس ادارے میں بی یو ایم ایس نصاب کے علاوہ مختلف مضامین میں ایم ڈی کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن:۔

آزادی سے پہلے اگرچہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں کی کوششوں سے طبِ یونانی کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے بہتر جد و جہد کا آغاز ہو چکا تھا اور بجا طور سے یونانی طب کے گم شدہ وقار کی بحالی کے آثار پیدا ہو چلے تھے لیکن انگریزوں کے ذریعہ طب مغربی کی زبردست سرپرستی اور دیسی طبوں سے بے اعتنائی سے بہرحال ابھی یونانی طب کسمپرسی کا شکار تھی چنانچہ یونانی طب کی گراں قدر خدمات کے پیشِ نظر 1943ء میں حکومتِ ہند نے ایک کمیٹی قائم کر کے دیسی طبوں کے احیاء کے کچھ پروگرام بنائے اور 1946ء میں وزراءِ صحت کی کانفرنس نے اس کام کو اور آگے بڑھایا۔ عملی اقدام کے طور پر وزراءِ صحت کی سفارشات سے متعدد کمیٹیوں کا قیام عمل میں آیا۔ ان کمیٹیوں میں چوپڑا اور جی سی پنڈت کمیٹیاں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔[2]
ملک آزاد ہوا تو طب بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ نئی حکومت کے ساتھ ساتھ نئی نئی پالیسیاں سامنے آئیں۔ اطباء کے دو ملکوں میں چلے جانے سے یونانی کو سنبھلنے میں ذرا وقت لگا چنانچہ 1969ء میں حکومتِ ہند نے سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان انڈین میڈیسن اینڈ ھومیوپیتھی کے نام سے ایک کونسل بنائی یہ کونسل 1978ء تک یونانی، آیورویدا، سدھا، یوگا اور ہومیوپیتھی میں تحقیق کی پیش رفت کی

۱؎ ۔ تذکرہ خاندانِ عزیزی صفحہ 317 حکیم سید ظل الرحمن۔
۲؎ یونانی سسٹم آف میڈیسن اے پروفائل فروری 1987ء۔ سی سی آر یو ایم نئی دہلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نگرانی کرتی رہی۔ ۱۹۷۸ء میں اس کونسل کو الگ الگ یونانی، ہومیوپیتھی اور آیورویدا کونسل میں تقسیم کر دیا گیا اس طرح سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کا قیام عمل میں آیا۔ دیکھا جائے تو جدید ہندوستان میں یونانی طب کے احیا اور سائنٹفک اور نتیجہ خیز کوششیں اسی کونسل کے ذریعہ ہو رہی ہیں۔ اس کونسل کے انتظامی معاملات گورننگ باڈی اور تکنیکی معاملات سائنٹفک ایڈوائزری کمیٹی طے کرتی ہے۔ کونسل کو تحقیقی کام کے لئے کلینکل لٹریری، ڈرگ اسٹینڈرڈ آئی زیشن، سروے آف میڈیسنل پلانٹس اور فیملی ویلفیر جیسے پروگراموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

کلینکل ریسرچ اس کا وسیع ترین پروگرام ہے جس میں مختلف یونٹوں اور انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ سردست برص التہاب تجاویف الانف، سیلان الرحم، داء الفیل ذیابیطس حمی اجامیہ، فالج نصفی، جرب و حکہ، ذوسنطاریا معوی، ضیق النفس، التہاب کبد حصاۃ الکلیہ و المثانہ، دیدان امعاء، نار فارسی، قرحہ معدہ و اثنا عشری، اسہال اطفال جیسے اہم امراض پر جدید سائنٹفک طرز کی تحقیق کی جا رہی ہے اب تک برص پر کامیاب تحقیق ہو چکی ہے۔ کونسل کا دوسرا اہم کام لٹریری انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی میں اہم قدیم کتابوں کے ترجمے اور اشاعت کا کام چل رہا ہے۔ ۲۰ سے زائد کتابیں منظر عام پر آ چکی ابن بیطار کی تالیف کتاب الجامع لمفردات کا اردو ترجمہ ابن رشد کی کتاب الکلیات کے عربی متن اور اردو ترجمہ، ابن زہر کی کتاب التیسیر کا اردو ترجمہ اور زکریا رازی کی تالیف کتاب الابدال کا ترجمہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ یونانی ادویہ کے کیمیائی اجزاء سے متعلق بہتر معلومات کی فراہمی کے لئے کونسل میں ڈرگ اسٹینڈرڈ آئی زیشن کا کام بھی جاری ہے جس میں مفرد اور مرکب ادویہ کی معیار بندی کا کام جاری ہے اس سلسلے کی بھی کتاب شائع ہوئی ہے۔

نباتی دواؤں کی فراہمی کے لئے کونسل کے زیر اہتمام سنٹرل ہربل گارڈن اینڈ میوزیم کے نام سے ایک اسکیم چل رہی ہے جس میں یونانی دواؤں کی کاشت کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ برص (سفید داغ) میں مفید یونانی دوا آطریلال کی کاشت علی گڑھ، لکھنؤ کی یونٹوں کی کامیاب کوشش ہے۔

اسی طرح مفید مگر نا معلوم نباتی دواؤں کی تلاش و تحقیق کے لئے سروے آف

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میڈیسنل پلانٹس کے عنوان سے بھی کام ہو رہا ہے جس میں مختلف علاقوں میں مفید پودوں کو حاصل کر کے ان کی شناخت کی جاتی ہے اور ان سے فائدے حاصل کئے جا رہے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی حکومت کی اہم پالیسی ہے اس میں یونانی طب کے تعاون کو بروئے کار لانے کے لئے فیملی ویلفیر کے عنوان سے مانعاتِ حمل ادویہ پر تحقیق کا کام زیرِ تکمیل ہے اس کے علاوہ کونسل کے مرکزی دفتر سے ملحق انفارمیشن سینٹر اینڈ لائبریری کے نام سے ایک یونٹ مختلف جہتوں سے طبی خبریں و معلومات کو یکجا کرنے میں مصروف ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کونسل طب پر ہمہ جہت تحقیق کی علمبردار ہے اور روز بروز نتیجہ خیز اور امید افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں اس سلسلے میں حکیم محمد عبدالرزاق صاحب کی خدمات لائقِ تحسین ہیں جنھوں نے تحقیق کو عملی جامہ پہنا کر یقینی طور سے طبِ یونانی کو دیگر دیسی طبوں کے مقابلے میں بہت آگے بڑھایا ہے۔ موصوف کی جد و جہد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شروع میں یعنی 1979-80ء میں اس کونسل کا بجٹ صرف 3 لاکھ 98 ہزار تھا جو بڑھتے بڑھتے 88-1987 میں 3 کروڑ 32 لاکھ سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ کونسل کے ماتحت ادارے ملک کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن نئی دہلی :-

ہندوستان میں طبی تحقیق اور یونانی ادویات کی تیاری اور فراہمی کے سلسلے میں ہمدرد کو نہایت ممتاز مقام حاصل ہے۔ دیکھا جائے تو اتنا بڑا ادارہ صرف فردِ واحد حکیم عبدالمجید متولی ہمدرد کے تجربات اور بے مثال فعالیّت کا نتیجہ ہے۔

ہمدرد کب قائم ہوا، کیسے اس کی بنیاد پڑی۔ اس سلسلہ میں حکیم صاحب کے چھوٹے بھائی حکیم محمد سعید (جو اس وقت پاکستان میں طبی تحقیق کے روحِ رواں ہیں) کے مضمون "بھائی جان محترم" سے زیادہ مستند حوالہ نہیں ملتا۔

حکیم محمد سعید لکھتے ہیں "ہمارے والدِ محترم حکیم حافظ محمد عبدالمجید مرحوم نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حالات سے نبرد آزما ہو کر اور کن شدید حالات سے گزر کر ہمدرد کی بنیاد ڈالی ہیں ان تفاصیل سے گریز کروں گا لیکن اس قدر جاننا ضروری ہے کہ ان کی مہارتِ ادویہ نے ان کو اس کا موقع دیا کہ وہ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب کے قائم کردہ ہندوستانی دوا خانہ دہلی میں کام کر کے وہاں کی دوا سازی کو ایک نئی شکل دینے کی خدمت سر انجام دیں۔

اگر حالات قابلِ اطمینان رہتے تو وہ اس خدمت کو اس لئے جاری رکھتے کہ حکیم اجمل خاں مرحوم کے مشن سے ان کو دلچسپی تھی اور ہمدردی۔ ایک وقف دواخانہ جس کی آمدنی سے تعلیم و تربیتِ طب کا انتظام و انصرام مقصود تھا اور پیشِ نظر وہاں خدمت گزاری ایک فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے طب کا مطالعہ بڑی گہرائی سے کیا تھا، وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بڑی دیانت داری سے ہندوستانی دواخانے کی خدمت کرتے رہے۔ بعد میں امانت و دیانت کے ساتھ ہندوستانی دواخانے سے الگ ہو گئے اور ہمدرد کی بنیاد ڈالی۔ [1]

اس طرح ہمدرد روز بروز ترقی کے منازل طے کرتا رہا اور بلا مبالغہ ہمہ وقت روز افزوں ترقی میں حکیم عبد الحمید کی منصوبہ بندی، گہرائی اور گیرائی کارفرما رہی۔ حکیم سعید صاحب نے لکھا ہے کہ ہمدرد کے لئے ان کی منصوبہ بندیاں ترقی ہمدرد میں مثالی اور بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان میں قناعت کا اصول ہمیشہ کارفرما رہا ہے وہ توسیعِ کاروبار کو دیانت اور امانت کے اصول پر قبول کرتے ہیں۔ میں نے پورے ہوش و حواس کے ساتھ کم از کم سات سال مسلسل ان کے ساتھ کام کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمدرد کی ترقی و تعمیر ان کی فکری عظمتوں اور علمی رفعتوں کی رہینِ منت ہے۔ [2]

حکیم صاحب نے پیسے کمائے اور ادارے قائم کئے آج اسی ہمدرد کی بدولت ہمدرد دواخانے کی بے نظیر خدمات کے علاوہ تغلق آباد کی سرزمین میں ہمدرد طبی

---

[1] نذر حمید ص 28 شائع کردہ مجلس نذر حمید نئی دہلی۔

[2] نذر حمید ص 41 مجلس نذر حمید نئی دہلی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کالج، اسلامک اسٹڈیز، کالج آف فارمیسی، انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ، رفیدہ نرسنگ ہوم، مجیدیہ ہاسپٹل ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی جیسے اہم ادارے شاندار علمی اور تحقیقی خدمات میں مصروف ہیں۔ ان اداروں کی خدمات کے لئے علیحدہ علیحدہ مضامین لکھے جانے کی ضرورت ہے۔ ان اداروں کی صرف تعمیرات ہی دیکھ کر حکیم صاحب کی عالی ذوقی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بجا طور پر خواجہ حسن نظامی ثانی نے لکھا ہے "شاہجہاں نے اپنی آمدنی کا جتنا فیصد عمارتیں بنانے میں صرف کیا ہوگا، حکیم صاحب نے اس سے کہیں زیادہ کیا ہے[1] مگر حکیم صاحب نے قلعے اور مقبرے نہیں بنوائے بلکہ علمی اور فنی تحقیق کے لئے ایک وسیع میدان فراہم کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہمدرد تمام اہل علم عوام کے دل کی دھڑکن بن چکا ہے ہمدرد کی ابتداء حوض قاضی کی ایک چند فٹ کی دکان میں نہایت قلیل سرمائے ہوئی جو ایک سو روپے سے زیادہ نہ ہوگا۔ پھر کاروبار کی برکت اور دیانت اور صفائی ستھرائی کے بلند معیاروں نے اسے لال کنویں سے موجودہ جگہ منتقل کر دیا۔

کچھ دنوں بعد ہمدرد کے مقابلے میں ہمدم قائم ہوا۔ ہمدم دواخانہ کا افتتاح بھی ہمدرد کے لئے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ حکیم محمد سعید صاحب اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ میں ایک واقعہ فراموش نہیں کر سکتا کہ ہمدم دواخانے کا جس شام افتتاح ہوا بھائی جان محترم (حکیم محمد عبدالحمید) عطار کی درمیانی کرسی پر تشریف فرما تھے اس شام حسب معمول میں بھی اُن کے دائیں عطاری کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ ہمدم کے افتتاح کا لال کنواں بازار میں بڑا شہرہ تھا۔ ہر شخص ادھر دوڑا جا رہا تھا۔ ہمدرد میں اس شام بڑا سناٹا تھا۔ اس سناٹے میں چند بچے سامنے سے گزرے ان میں ایک نے آوازہ کسا، "ہمدرد میں اُلو بول رہا ہے"۔ حکیم اسرار الحق کی نگاہ میں تشویش تھی۔ حکیم عبدالحمید آنکھ میں مسکراہٹ۔ میں ساری زندگی فراموش نہیں کر سکتا ہے[2]

کسے معلوم تھا کہ جس ہمدرد میں اُلو بول رہا تھا قدرت کا کرشمہ دیکھیئے آج اسی ہمدرد نے تغلق آباد جیسے ویرانہ میں جہاں واقعی ہر وقت اُلو بولتے تھے، ایسا

---

[1] ص 86 ۔ [2] نذر حمید ص 32

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنگل میں منگل کر دیا کہ دہلی میں تو ایسی مثال نہیں ملتی۔

ہندوستان کی دوسری طبی درسگاہیں :۔

1886ء سے قبل ہندوستان میں طبی تعلیم کے لئے باضابطہ کسی طبی درسگاہ کے نشان کا پتہ نہیں چلتا۔ 1886ء میں حکیم عبدالمجید کے ذریعہ دہلی میں غالباً پہلی طبی درسگاہ کا قیام عمل میں آیا تھا یہی درس گاہ آج کل آیورویدک اینڈ طبی کالج کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بعد سرزمینِ لکھنؤ میں خاندان عزیزی کے گل سرسبد حکیم عبدالعزیز کے ہاتھوں 1902ء میں تکمیل الطب کی بنیاد پڑی۔ 1904ء میں حکیم سید احمد حسین نے الٰہ آباد میں ایک طبی درس گاہ قائم کی۔

پھر علی گڈھ ، پٹنہ اور دوسرے طبیہ کالجوں کا قیام عمل میں آیا۔ ان میں بہت سے ایسے مدرسے بھی تھے جن کے اب صرف نشانات باقی رہ گئے ہیں ایسے مدرسوں میں منبع الطب لکھنؤ اور طبیہ دہاجیہ کالج لکھنؤ کے نام بطور خاص لئے جاسکتے ہیں۔

گذشتہ دس سال سے ایک بار پھر ہندوستان میں طبی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی جانے لگی ہے۔ چنانچہ راجستھان، تمل ناڈ، آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش اترپردیش، بہار، کرناٹک وغیرہ میں بہت سے نئے طبی کالجوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ایسے تمام اداروں کی تفصیلات قلمبند کرنے کی ضرورت ہے چونکہ متعلقہ کالجوں کے ذمہ داران سے کوئی جواب نہیں مل سکا۔ لہٰذا صرف مشہور طبیہ کالجوں کی تفصیلات اور باقی طبیہ کالجوں کی فہرست ہی پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

— ڈاکٹر عبدالحق طبیہ کالج اینڈ ہاسپٹل کرنول، آندھرا پردیش۔
— گورنمنٹ یونانی میڈیکل کالج بنگلور کرناٹک۔
— سیفیہ حمیدیہ یونانی میڈیکل کالج ، برہان پور مدھیہ پردیش۔
— یونانی میڈیکل کالج ، پونا، مہاراشٹر۔
— محمدیہ طبیہ کالج ، ناسک۔
— اے کے آئی طبیہ کالج ناگپاڑہ بمبئی۔
— کالج آف انڈین سسٹم آف میڈیسن مدراس، تمل ناڈ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

— راجپوتانہ آیورویدک اینڈ طبی کالج جے پور راجستھان۔
— راجستھان طبیہ کالج جے پور ۔
— بھارت طبیہ کالج سہارن پور اتر پردیش۔
— ابن سینا طبیہ کالج اعظم گڈھ اتر پردیش۔
— طبیہ کالج وقف دارالعلوم دیوبند اتر پردیش ۔
— سہارن پور طبیہ کالج اتر پردیش۔
— نظامیہ یونانی میڈیکل کالج گیا بہار۔
— سلفیہ یونانی میڈیکل کالج دربھنگہ بہار۔
— زیڈ ایچ یونانی میڈیکل کالج سیوان بہار ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مصادر

- الفہرست ابن ندیم مطبوعہ بیشرک۔
- عیون الانباء فی طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ مطبوعہ مصر۔
- اخبار الحکماء المعروف بہ تاریخ الحکماء، جمال الدین قفطی مطبوعہ مصر۔
- وفیات الاعیان مطبوعہ مصر۔
- مختصر التاریخ الطب العربی دکتور کمال سامرائی مطبوعہ دمشق۔
- مختصر الاول ابوالفرج مطبوعہ بیروت۔
- تاریخ التمدن الاسلامی جرجی زیدان مطبوعہ مصر۔
- طبقات الاطباء ابن جلجل مطبوعہ قاہرہ۔
- مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ لولاق۔
- معجم البلدان یاقوت حموی مطبوعہ لیپشرگ۔
- کشف الظنون کاتب چلپی مطبوعہ آستانہ۔
- فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیا۔ دکتور احسان اوغلی مطبوعہ استانبول۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

- تاریخ الطب العربی دکتور یحیی شریف۔
- نزہتہ الخواطر سید عبدالحیٔ۔
- الاعلام خیرالدین زرکلی۔
- معجم المؤلفین عمر رضا کحالہ۔
- مروج الذہب المسعودی۔
- طبقات الامم قاضی صاعد اندلسی۔
- رسالہ البیرونی۔
- الثقافتہ الاسلامیہ فی الہند۔
- جامع الشرحین۔
- احادیث فی الصحتہ دکتور بنیل الطفیل۔
- الطب النبوی ابن قیم جوزی۔
- کتاب الجامع لمفردات الادویۃ والاغذیۃ ابن بیطار۔
- کتاب الحاوی فی الطب زکریا رازی مطبوعہ حیدرآباد۔
- غنی منی نوح القمری مطبوعہ لکھنؤ۔
- البرامکہ منشی عبدالرزاق۔
- کتاب النوادر الطبیہ ابن ماسویہ۔
- روضتہ الجنان لغت
- کتاب الصیدنہ فی الطب مطبوعہ کراچی۔
- حسن حسینی عبدالوہاب۔
- کتاب المناظر ابن ہیثم۔
- کتاب العمدہ فی الجراحت ابن زہر۔
- کتاب الکلیات ابن رشد مطبوعہ دہلی۔
- کتاب الذخیرہ ثابت بن قرہ۔
- تاریخ الاطباء، حکیم غلام جیلانی مطبوعہ لاہور۔
- تذکرۃ الاطباء، حکیم سید سرفراز حسین مطبوعہ لاہور۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

- تذکرہ اطبائے عہدِ عثمانی حکیم شفا حیدر آبادی مطبوعہ حیدر آباد۔
- تذکرہ کاملانِ رام پور احمد علی خاں شوق۔ مطبوعہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔
- اردو ترجمہ چرک مطبوعہ لاہور۔
- اردو ترجمہ سشرت ٹھاکر دت شرما۔
- تکملہ ویدک مطبوعہ دہلی۔
- تاریخ علمِ تشریح حکیم سید ظل الرحمٰن۔
- اردو ترجمہ کتاب العشر مقالات فی العین مترجم حکیم محمد طیب طیب۔
- طب العرب نیر واسطی۔ مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔
- تاریخِ طب و اطباءِ قدیم حکیم سید علی حیدر جعفری۔
- اطباءِ قدیم کے کلینکی مشاہدات حکیم محمد طیب۔
- طبِ اسلامی مولانا ابن مظہر فاروقی مطبوعہ حیدر آباد۔
- عرب اور اسلام سید مبارز الدین رفعت۔
- اسلام اور میڈیکل سائنس حکیم قدرت اللہ۔
- مشہور مسلمان سائنسداں خواجہ جمیل احمد۔
- بیت الحکمت کی طبی خدمات حکیم وسیم احمد اعظمی۔
- خلافتِ عباسیہ اور ہندوستان قاضی اطہر مبارک پوری۔
- ہماری طب میں ہندؤں کا ساجھا عبداللطیف فلسفی۔
- اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ پنجاب۔
- قرونِ وسطیٰ میں مسلمانوں کی علمی خدمات مولوی عبدالرحمٰن۔
- مخزن الجواہر حکیم غلام جیلانی۔
- یادگارِ سلف المعروف بہ تذکرہ الاطباء حکیم سید برکات احمد۔
- آئینۂ سرگذشت سی سی آر یو ایم نئی دہلی۔
- قانون ابن سینا اس کے شارحین و مترجمین حکیم سید ظل الرحمٰن۔
- تذکرہ خاندانِ عزیزی، حکیم سید ظل الرحمٰن۔
- اردو ترجمہ ذخیرہ خوارزم شاہی مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

- مسلمانوں کی طبی خدمات منور جہاں رشید مطبوعہ کراچی۔
- منتخب التواریخ ملا عبدالقادر۔
- اطبائے عہدِ مغلیہ کوثر چاندپوری۔
- قاموس المشاہیر نظامی بدایونی۔
- حکیم اجمل خاں کوثر چاندپوری۔
- سیرتِ اجمل قاضی عبدالغفار۔
- آثارالصنادید سرسید احمد خاں۔
- رموزالاطباء حکیم فیروزالدین۔
- تاریخ اطباء بہار حکیم محمد اسرارالحق۔
- بہار میں یونانی طب کا ارتقاء حکیم سید منظر احسن۔
- اختیاراتِ قاسمی۔ ڈاکٹر اقبال احمد قاسمی۔
- روداد ہمدرد طبی کالج مرتبہ حکیم جمیل احمد۔
- زکریا رازی، ڈاکٹر خورشید احمد شفقت اعظمی حسن وصحت 1973ء۔
- زبدۃ الطب ایک اہم طبی مخطوطہ حکیم وسیم احمد اعظمی۔ معارف اپریل 84ء
- اصلاح و تجدید طب حکیم کبیرالدین رسالہ الحکیم جون 1936ء۔
- ابن ہیثم اور علم البصریات حکیم ملک وامق امین۔ الطبیب جے پور اپریل 1987ء
- کتاب العمدہ حکیم سید احمد اللہ ندوی ہمدرد صحت جولائی 1955ء۔
- ذخیرہ ٹونک کے طبی خدمات، سید منظورالحسن برکاتی۔ خدا بخش جرنل 45
- امان اللہ فیروز جنگ کی طبی تالیفات۔ سید ریاض علی پرواز خدا بخش جرنل 45
- ہندوستان کے کتب خانوں میں طبی مخطوطات۔ خدا بخش جرنل
- ذخیرہ نظام شاہی دسویں صدی ہجری کا ایک نادر مخطوطہ۔ حکیم عبدالوہاب ظہوری ہمدرد صحت 1959ء
- حکیم ولی گیلانی نظام شاہی دور کا ایک طبیب۔ حکیم عبدالوہاب ظہوری۔ ہمدرد صحت جون 59ء۔
- تکمیل الطب کے ہونہار فرزند حکیم سید ظل الرحمٰن تکمیل الطب میگزین لکھنؤ 88-1987ء۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

- علاج بالفصد حکیم سید محمد فاروق رضوی تکمیل الطب میگزین 88۔ 1987ء
- عہد ماقبل مغلیہ میں طب کا فروغ حکیم الطاف احمد اعظمی تکمیل الطب میگزین۔
- التماس اول حکیم عبدالعزیز مطبوعہ لکھنؤ۔
- التماس دوم حکیم عبدالعزیز مطبوعہ لکھنؤ۔
- مقدمہ اردو ترجمہ زہراوی مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ۔
- اردو ترجمہ مآثر الامراء پروفیسر محمد ایوب۔
- صحیح مسلم شریف۔
- صحیح بخاری شریف۔
- ترمذی شریف۔
- ابن ماجہ۔
- نسائی۔
- القانون فی الطب مطبوعہ روم۔
- شرح اسباب والعلامات مطبوعہ لکھنؤ۔
- مقدمہ اختیارات قطب شاہی حکیم میر مومن۔
- تزک جہاں گیری۔
- تاریخ نادر شاہ۔
- اکبر نامہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔
- مآثر الکرام۔
- مؤلفات ابن سینا یحییٰ مہدوی۔
- چہار مقالہ نظامی عروضی۔
- تاریخ طبری۔
- تاریخ طبرستان۔
- جرائد و رسائل
- رسالہ الحکیم جنوری 1932ء
- عہد جاہلیت میں عرب فن طب، ڈاکٹر غیاث الدین ندوی ضمیمہ قومی آواز لکھنؤ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

- عہدِ اسلامی میں اطباء کی قدر و منزلت، الحکیم ۱۹۴۱ء۔
- طبِ نبوی پر علامہ سیوطی کا ایک مخطوطہ حکیم الطاف اعظمی۔ رسالہ تحقیقاتِ اسلامی مارچ ۱۹۸۶ء۔
- گورنمنٹ کتب خانہ مدراس کے کچھ مخطوطات علم طب میں۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف خدا بخش جرنل 45
- آصفیہ کے مخطوطات۔ سید کرامت علی۔ خدا بخش جرنل 45
- مجموعہ ضیائی مولانا عبدالحی فاروقی۔ خدا بخش جرنل 45
- حکیم تبارک کریم تکمیلی، حکیم محمد یوسف بستوی، حسن وصحت کلکتہ۔
- اختیاراتِ قطب شاہی حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی۔ خدا بخش جرنل 45۔
- مکتوب حکیم حماد عثمانی سابق پرنسپل، اسٹیٹ یونانی میڈیکل کالج الٰہ آباد۔
- گوہر آبدار، حکیم مسیح الزماں ندوی، حکیم سید ظل الرحمٰن۔ ہمدرد دہلی جولائی ۱۹۸۶ء
- ابن القف اور کتاب العمدہ۔ حکیم سید غلام مہدی راز، ہمدرد دہلی۔
- نذر حمید مالک رام مجلس نذر حمید۔ نئی دہلی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

انگریزی کتب

Arabian Medicine

Donald Cambel

Studies in Arabic and Persian

Medical Literature

Mohd Zubair Siddiqe

History of Arabs

Flip Hitty

The cambridige History of Islam

B.H. Hilt

A medical History of Persion

C. Elgood

Health in Early Islam

Sami Khalaf Hamarna

Glossary of Aicenna Canon

I.H.M.M.R., New Delhi.

The Discovery of Blood Cerculation

Dr. S.A. Rahman H.M.D.Oct.,1952 Studies

An Auto Biography Mahatma Gandhi

Hakim Ajmal Khan, Taseemuddin

S.H.M. Sept., 1980

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

TIBB Shahap A rare Medical
Treatize of Tughlag period
A.H. Farrogi

Hakim Ajmal a versatile Genius
M.A. Razzak

Healing Gods of Ancient civilization
By Jayne

History of Medicine
E.B. Krumbhar

Medical History of Earliest Times.

Science and Secret of Early
Medicine S.N. Cramer

Encyclopedia of Relegion and Ethics.

Medicine in Medieval India.
O.P. Jaggi

Indian System of Medicine
O.P.Jaggi

Frontiers of Medicine
Moris Fisherben

All About Allopathy and unani
O.P.Jaggi

Evaluation of Modern Medicine

A short history of Medicine
Neblet

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

Dictionary of Scientific Biography

Authors and Physician of

Greko Arab Medicine

I.H.M.M.R.

Greek Herbal of Dioscorides

R.T. Gunther

History of Medicine carrisain

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com